٦٦٢
٣٧٥
ارشادیه شرح اعتقادیه
کتبخانهٔ وقف منصوریهٔ مبارکه

قال اللہ تبارک و تعالی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

بعونہ تعالی شانہ نسخہ فریدہ ہدایت و صحیفہ مجیدہ

سعادت اخرویہ

الموسوم بہ

ارشادیہ شرح اعتقادیہ

سنہ [illegible] ہجری

حسب فرمایش سید عباد علی [illegible] روز دو شنبہ بتاریخ ۲۹

ماہ رمضان شریف

در مطبع اثنا عشری باہتمام خاکپای مومنین سید عابد علی طبع شد

فہرست مطالب کتاب ارشادیہ شرح اعتقادیہ

بتاریخ بست و نہم ماہ رمضان المبارک در مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین خاکپائی مومنین سید عابد علی رضوی محلہ وزیر گنج حلیہ طبع پوشید

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علی منی وانا منہ
بعونہ تعالیٰ شانہ نسخہ خزینۂ ہدایت وصحیفۂ گنجینۂ رشادت آخرویہ الموسوم بہ ارشادیہ شرح
لآلی عقائدیہ
تصنیف علامۂ فہامہ جناب مولانا مرزا باقر علی صاحب دام اظلال کرامتہ
عمدۃ المطابع لکھنؤ میں باہتمام حسین کے چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وافر اوس واجب الوجود کو کہ جو اول قدیم ہے بغیر ابتدا کے جسنے ایک لفظ کُن سے تمامی مکنونات کو
کتم عدم سے اوپر منصہ ظہور کے جلوہ گر کیا اور ثناء متکاثرہ اوس صانع عالم کو کہ جو آخر کریم ہی بغیر انتہا کے
جسنے اپنی ارادے سے ارض و سماء و مافیہما کو پردہ نیستی سے خلعت ہستی کا پہنا کر ظاہر کیا
درود نامعدود اوس علت غائی خلق مخلوقات اور باعث ایجاد موجودات اعنی خاتم الانبیا
محمد مصطفے صلعم پر کہ جسنے قواعد ایمان اور ضوابط اسلام کو ازراہ شفقت و رافت بہر ہدایت اُمت ارشاد کیا
اور مسائل اصول و فروع کو واسطے رہنمائی نابلدان طریق ملت و دین کے مطابق حکم الٰہی مقرر فرمایا اور اوپر
آل اطہار اور اصحاب اخیار اوس سید و سردار انام کے خصوص اوپر خلیفہ بحق و وصی مطلق امام
انام رہنمائی خاص و عام امیر مومنان سردار دوجہان علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کے
کہ جسنی زور بازو اور قوت و طاقت خداداد سے بضرب ذوالفقار کفار و مشرکین کو کلمہ پڑھایا
اور اسلام پھیلایا **امابعد** ارباب اولی الالباب پر واضح ہو کہ یہہ ترجمہ مختصر اور شرح موجز ہے
رسالہ اعتقادیہ کی جو کہ منسوب ہے طرف شیخ المجتہدین صدوق المحدثین مقتدائی علمائی

متقدمین و متاخرین پیشوای فقہای اولین و آخرین معظم فرقہ ناجیہ زین زمرہ اثنی عشریہ صاحب
الشان العلے والمکان الاسنے الشیخ ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی بواہ اللہ تعالے فی اعلی علیین مع
النبیین و الصدیقین والشہدا و الصالحین کے کہ اس عاصی پر معاصی ہیچمدان کمترین الف
باتا خوانان **باقر علی** ابن آغا علی ابن آغا عوض علی غفر اللہ لہما و لہ نے امتثالاً للامر واجب الاتباع
خلاصہ خاندان نبوت و امامت سلالہ دودمان عظمت و طہارت آفتاب آسمان حشمت و اجلال
مہر سپہر نجبت و اقبال بالغ اقصای مراتب کمال عارج معارج فضل و افضال شناور بحر
جود و سخا غواص قلزم دہش و عطا پابند تقوی و صلاح محلی بزیور خشیۃ اللہ ارسطو فطرت لقمان
حکمت مقوی شریعت مصطفوی و مرتضوی مربی مذہب جعفری و ملت اثنی عشری سید مہدی علی
ابن سید عمر دراز علی صانہ اللہ من شر کل غوی و غبی و نیز بفرمایش عالیخاندان و الا دودمان حامی
دین حضرت رسالت پناہی ناشر احکامات محبوب الٰہی نخلبند ریاض شریعت بہار پیرای بوستان
دین و ملت واقف علوم عقلی و نقلی حاوی فنون دینی و دنیوی سید السادات عالی درجات علامہ عصر
وحید الدہر عالم باعمل مروج ملت بیضا جعفری ناشر احکامات مذہب اثنا عشری معین سادات
و مومنین ظہیر غربا و مساکین صاحب جود و سخا سید آغا صاحب سلمہ الرحمان باوجود قلت فرصت
و ہجوم افکار و وفور ترددات سنہ ۱۲۹۴ ہجری سے ہین لکھا اور اسکو وسیلہ اپنی نجات آخرویہ کا گردانا
اور یہہ وہ اعتقادات اصول خمسہ مذہب اثنی عشریہ ہین کہ جنکا جاننا ہر شخص کو اس فرقہ سے
واجب و لازم ہی اور نام اس رسالہ کا ارشادیہ نیز رسالہ اعتقادیہ رکہا اور دلائل ہر مسئلہ کے مسائل
سے ملتقاط اور ماخوذ ہین حدیقہ سلطانیہ جناب اکمل الکملا افضل الفضلا زبدۃ المجتہدین
سر آمد علما متقدمین و متاخرین سید حسین صاحب اعلی اللہ درجاتہ اور حق الیقین جناب علامہ
عصر مقتدای کملاء دہر ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ و الغفران اور وجیزہ اذکیاء زمان جناب
سبحان علیخان مرحوم وغیرہ سے پس امید ناظرین نصفت گزین سے یہہ ہی کہ چونکہ خطا
و ذلل اور سہو و نسیان لازمہ انسان ہی اگر کسی جگہہ خطا واقع ہو تو اوسکی اصلاح فرمائین اور طعن و
تشنیع کو کام میں نہ لائین کہ یہہ شیوہ صاحبان ہمت والا نہمت شرفا سے بہت بعید ہے
واللہ ولی التوفیق و علیہ التکلان

م الباب الاول فی اعتقاد الامامیہ فی التوحید س باب پہلا بیچ اعتقاد امامیہ کے توحید خدا تعالی مین م قال الشیخ ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ الفقیہ القمی المصنف لہذ الکتاب رح

فرمایا شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ فقیہ قمی مصنف اس کتاب نی م ان اعتقادنا فی التوحید

ان اللہ تعالے واحد احد لیس کمثلہ شی س یعنی بہ تحقیق کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کثرہم اللہ کا باب توحید خدا تعالے جل جلالہ و عم نوالہ مین یہہ ہے کہ خدا تعالے یگانہ اور یکتا ہے اور سوای اوسکے اور کوئی واجب الوجود نہین جو چیز سوائی اوسکے موجود ہے وہ ممکن ہے اور اوسکی پیدا کی ہوئی ہے اور نہین ہے مثل اوسکے کوئی شی کہ جو شریک ہو اوسکی ساتھہ خالقیت اور رازقیت اور عموم علم اور قدرت اور سلطنت اور معبودیۃ اور مسجودیۃ اور پرستندگی وغیرہ صفات مختصہ مین یا حقیقت ذات مین اوسکے ساتھہ شرکت رکہتا ہو وہ وحدہ لاشریک لہٗ ہی اور ایسی ہی نہ وہ ضد اپنی رکہتا ہے کہ جو اوسکی ساتھہ معارضہ کرے اور نہ پیدا کرنے مین کوئی اپنا معین و مددگار رکہتا ہے کہ جسکی اعانت کی ساتھہ پیدا کری جیسا کہ بعض غلات کہتی ہین کہ خدا تعالے نی رسولخداؐ اور آئمہ ہدیٰؑ کو پیدا کیا اور عالم کو اونپر چہوڑ دیا یہہ اعتقاد انکا مستلزم ہے کفر کو خالق سب چیز کا سوائی افعال بندون کی وہی ہے سوائی اوسکے اور کوئی پیدا نہین کر سکتا اور وہ تعالی کسیکو اپنا شریک اور نظیر نہین رکہتا نہ حقیقت ذات مین اور نہ کنہہ صفات مین مترجم کہتا ہے کہ ہماری علماء نی دلائل اوسکی وحدانیت کے بطور عقل و نقل اس کثرت سی بیان کئے ہین کہ اون سب کے لکہنے کی اس رسالہ مختصر مین گنجایش نہین لہذا یہہ چند دلیل عقلی و نقلی حدیقہ سلطانیہ اور حق الیقین سے لکہی جاتی ہین تا ہشت نمونہ خروارے ہو پس دلیل اول یہ ہے کہ اگر واجب الوجود منحصر ایک فرد مین نہو تو چاہئی کہ متعدد ہون اور لا اقل کہ دو ہون پس اسصورت مین ضرور ہے کہ اونمین دو چیزین پائی جائین ایک وہ کہ جسمین وہ دونون شریک ہون اور وہ وجوب وجود ہے اسواسطے کہ دونون واجب الوجود فرض کئی گئی ہین اور دوسری وہ چیز ہو کہ جسکے سبب آپسمین امتیاز پائین اور دو کہائین اسواسطی کہ اثنینیت کیواسطی آپسمین تمیز ضرور ہے پس ہر واجب دو چیز سے مرکب ہوگا ایک مابہ الاشتراک اور ایک مابہ الامتیاز سے اور جب مرکب ہوگا تو حادث ہوگا اور محتاج طرف اجزا کے اور ترکیب اور حدوث اور احتیاج واجب الوجود سے محال ہے اسواسطی کہ

حدوث اور وجود باہم گر ضدین ہین ایک جگہہ جمع نہین ہو سکتین **دوسری** دلیل یہہ ہی کہ اگر
مثلاً دو خدا ہون اور ایک کا ارادہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ہو تو دوسرا خدا اوسکو مانع ہوگا
یا نہوگا اگر مانع ہوگا تو عجز خدای اول کا لازم آئیگا اور جو مانع نہوگا اور منع نکر سکیگا تو عجز خدای
ثانی کا لازم آئیگا اور عجز بہی شان الوہیت سے بعید ہے اسواسطے کہ جو عاجز ہوگا وہ خدا نہوگا اور اگر
دونون کی مرادین اور ارادی مختلف واقع ہونگی تو اجتماع ضدین لازم آئیگا اور یہہ بہی محال ہے
کہ ایک خدا تو ایک شی کو گول بنای اور دوسرا اوسکو چپٹا بنای اور زمانہ واحد مین وہ شی
دونونکا اثر قبول کرلے یعنی گول بہی بنجای اور چپٹی بہی ہوجای اسیکا نام اجتماع ضدین ہے
خدا تعالے فرماتا ہے کہ لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر ہوتے بیچ زمین و آسمان کے بہت سی خدا
تو البتہ فاسد ہوجاتے وہ دونون یہہ قول جناب باری کا اشارہ ہی طرف اسی دلیل کے
تیسری دلیل یہہ ہے کہ مثلاً اگر دو واجب الوجود ہون تو ضرور ہے کہ وہ دونون واجب جملہ صفات
الوہیت کی ساتہہ متصف ہون از آنجملہ ایک قدرت بہی ہے پس چاہتی کہ جو چیز ایک واجب کے
تحت قدرت ہو وہ چیز دوسری واجب کے بہی تحت قدرت ہو تا عجز کسیکا لازم نہ آتے پس جب
یہہ بات ضرور ہے تو ہم کہتے ہین کہ اگر مثلاً دونون واجب ارادہ کرین ایک مقدور معین کے پیدا
کرنے کا زمانہ معین مین پس اگر وہ دونون واجب اوسکی علت مستقلہ ہونگے تو توارد علل مستقلہ کا
لازم آئیگا اور یہہ باطل ہے اسواسطے کہ اگر ایک علت کافی ہے تو پس دوسری لغو ہوگی اسواسطے
کہ تحصیل حاصل کی محال ہے یعنی محال ہے کہ کوئی شخص پیدا کی ہوئی چیز کو پہر پیدا کرے
اور اگر باوجود تساوی قدرت وہ چیز ایک کسی تو وقوع مین آتے اور دوسری سے وہ وقوع
مین نہ آئی یعنی ایک سی تو وہ چیز واقع ہو نہ دوسرے سے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہہ بہی
محال ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نی ایک زندیق سے ارشاد کیا کہ تیرا یہہ کہنا کہ خدا دو ہین
باطل ہے اسواسطی کہ تین حال سے خالی نہین کہ وہ دونون خدا یا قوی ہین یا دونون ضعیف
یا ایک قوی ہی اور دوسرا ضعیف پس اگر دونون قوی ہین تو کیا باعث کہ ایک دوسری کو دفع
نہین کرتا اور آپ تدبیر مین منفرد اور تنہا نہین ہوجاتا اور اگر دونون ضعیف ہین تو دونون خدا
بسبب عجز کے نہونگے اور اگر ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف تو ضعیف خدا نہوگا پس قول اوس جناب کا

شق اول مین کہ کیون ایک دوسریکو دفع نہین کرتا اشارہ ہے طرف دلیل تمانع کے بدلیل ترجیح بلا مرجح حاصل اسکا یہہ ہے کہ اگر
ایک خدا دوسری خدا کے دفع پر قادر نہین تو عاجز ہے اور عاجز خدا نہوگا اور جو اوسکی دفع پر قادر ہے
اور پہر دفع نہین کرتا تو دو حال سے خالی نہین کہ یا تو اوسنے سب کام اپنی اختیار سے اوسکو سپرد کردی
تو ترجیح بلا مرجح لازم آئی گی یا یہہ کہ مستلزم تعطل اور استغنا کا ہوگا پس وہ خدا دوسرا بیکار اور مستغنی عنہ ہوگا
اور یہہ بہی بعید ہے کہ خدا معطل اور بیکار ہو اور کسیکو اوسکی طرف احتیاج نہو اور اگر کوئی کہی کہ ممکن ہے
کہ اپنی موافقت سی کبہی وہ کام کرتا ہے اور کبہی وہ کام کرتا ہی تا تعطل کسیکا لازم نہ آئے تو ہم کہینگے کہ اس
صورت مین تعب وکلال وماندگی ہر واحد کے لازم آئی گی کہ ایک خدا تہک کر دوسریکو اپنا کام سپرد کرتا ہے
اور آپ آرام کرتا ہے اور یہہ امر بہی خدا پر جایز نہین کہ اپنی کام مین محتاج ہو دوسریکی اعانت کا جناب
امیر نے اپنی فرزند ارجمند امام حسنؑ سی فرمایا کہ ای فرزند اگر تیرے خدا کا اور کوئی شریک ہوتا تو اوسکی بہی
رسول اور کتابین تیری پاس آتین اور آثار اور علامتین اوسکی مملکت اور سلطنت کی تو دیکہتا اور صفات
اور افعال اوسکے پہنچاتا ولیکن وہ خدا ایگانہ ہی سبحان اللہ کلام الملوک ملوک الکلام کیا کلام آپکا مربوط
ومضبوط ہی اور کیا برہان قاطع اور حجت ساطع ہی سچ ہی کہ اگر دوسرا خدا اور بہی ہوتا تو کیا معنی تہے کہ
مثل خدائی حقیقی کے پیغمبر اور کتاب نہ بہیجتا اور یہہ بات کسیکی عقل مین نہین آتی ہے کہ ایک خدا تو ایک لاکہہ
چوبیس ہزار پیغمبر اور بہت سی صحایف اور کتابین اپنی بندونکی ہدایت کی لئی اور اپنی شناخت اور
شناسائی اور معرفت اور عبادت کی سکہانی اور بتلانے کو بہیجی اور دوسرا خدا ایک پیغمبر اور ایک
کتاب بہی نہ بہیجی اور اپنی تئین بندون پر ظاہر نکری بلکہ سب سے مخفی اور پوشیدہ رہے پس یا تو وہ
عاجز ہے کسیطرح کی قدرت نہین رکہتا اور یا وہ بخیل اور جاہل ہے اور یہہ دونون باتین ذات واجب الوجود سے
بعید ہین اور واجب سب صفات ذمیمہ سے مبرا ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ سوای ایک
خدا کے دوسرا خدا نہین اور اگر کوئی یہہ کہی کہ ہو سکتا ہی کہ دو خدا ہون اور دونون کے ملک جدا
جدا ہون اور اپنی اپنی ملک مین متصرف اور منتظم ہون یعنی ایک اپنی شہر کا انتظام کرتا ہو
اور دوسرا اپنی شہر کا بندوبست کرتا ہو اور ایک خدا کی خبر دوسری خدا کی ملک مین مشتہر نہوتی ہو
تو ہم کہینگے کہ یہہ خیال فاسد ہے اسواسطے کہ خدا چاہتی کہ عالم اور قادر اور دانا اور توانا ہو پس کیونکر
ہو سکتا ہی کہ وہ اپنی تئین ممکنات اور مخلوقات سے مخفی اور محتجب رکہی اور کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایک خدا

اپنی مثل کی از راہ کذب نفی کری اور کہی کہ مین ہی ایک خدا ہون اور سوا میری اور کوئی خدا نہین
حالانکہ یہہ شان الوہیت سی کمال بعید ہے **فائدہ** جاننا چاہئی کہ واحد اور احد اور فرد اور وتر
کہ یہ اسمار الٰہی سکے وارد ہین بحسب معنی نزدیک ایکدوسرے کی ہین پس واحد کے چار معنی ہین از انجملہ
باعتبار دو معنونکی تو اطلاق واحد کا خدا تعالے پر صحیح ہے اور باعتبار دو معنی کے اطلاق اوسکا
خدا پر صحیح نہین پس اول امن دو معنی کا کہ جنکی باعتبار اطلاق اوسکا خدا پر صحیح ہے معنی یکتائی کی ہے
یعنے خدا یکتا ہی اپنی کمالات مین اور موجودات مین اپنا شبیہ اور مانند اور شریک نہین رکھتا جیسا کہ کہتی ہین
کہ فلان یکتا مرزمانہ ہی پس یہہ معنی واسطے خدا کے ثابت ہین اور دوسرا اونکا احد المعنی ہے یعنی منقسم
نہین ہوتا تہیج وجود خارجی کے نہ عقل مین نہ وہم مین اور خداوند ہمارا ایسا ہی ہے اور وہ دو معنی کہ
جنکی باعتبار اوسکو واحد نہین کہہ سکتے ایک اون تین سے یہہ ہین کہ مراد واحد سے واحد عددی ہے
یعنے دو مین کا ایک پس جو کہ دوسرا اپنا نہ رکھتا ہوگا اور ثانی اوسکا نہوگا وہ کیونکر ایک ہوگا دو مین کا لہذا
خدا کو بایمعنی واحد نہین کہہ سکتے اور مراد اس سے یہہ ہی کہ دو خدا نہین تا کہ ایک کو اون مین سے
قرار دین ہان اگر اس سے یہہ مراد ہو کہ تو ایک ہی خدا ہی اور کوئی دوسرا خدا نہین جن دو کا
تو واحد ہو تو بایمعنی اطلاق اس واحد عددی کا بہی خدا پر صحیح ہو جائیگا جیسا کہ امام زین العابدین ع
صحیفہ سجادیہ مین فرماتے ہین کہ لک یا الٰہی وحدانیۃ العددیہ اسکے یہی معنی ہین کہ دو خدا نہین ہین
کہ جن دو کا تو ایک ہو پس اس واحد عددی کے دو معنی ہوئی کہ ایک کے اعتبار پر تو اطلاق واحد کا
خدا پر صحیح ہوا اور ایک کے باعتبار صحیح نہوا اور اسی سبب جناب امام زین العابدین ع نی فرمایا کہ کافر
ہوئی وہ لوگ کہ جنہون نی کہا کہ خدا ثالث ہی ثلثہ کا یعنی تیسرا ہی تین کا ہان اگر یہہ کہتی کہ خدا
ایک ہی ان تینون کا بایمعنی کہ دو خدا نہین فقط اون تینون مین یہی ایک خدا ہی تو اطلاق
عددکا اوسپر صحیح ہوتا مگر وہ لوگ تو تینون ہی کو خدا کہتی ہین جیسے کہ خدا تعالے کہتا ہی ومایکون
من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم ولا خمسۃ الا ہو سادسہم کہ جسکا حاصل یہہ ہے کہ نہین ہین مشورہ
کرنیوالے تین مگر خدا چوتہا اونکا ہے اور نہین ہین وہ پانچ مگر خدا چہٹا اونکا ہے یعنی وہ تین
اور پانچ خدا نہین خدا اون مین ایک ہی ہے جو سب سے واحد جنسی ہی جیسا کہتے ہین کہ فلان
شخص ایک ہی آدمیون سے یعنی ایک فرد ہی افراد جنس یا نوع انسانی سے پس بایمعنی بہی خدا کو

واحد نہین کہہ سکتی اسواسطی کہ یہہ امر مستلزم ہی تشبیہ خالق کو ساتہہ مخلوق کی یہہ خلاصہ
اوس جواب کا ہی کہ جو جناب امیرؑ نی اعرابی کو دیا تہا یعنی جب اعرابی نی اوس جناب سے درعین
جنگ جدال جمل معنی وحدانیت خدا کی پوچہی تو آپنے یہہ ہی چار معنی اوسکے جواب مین
اسیطرح پر ارشاد کئی تہے پس یہہ چند دلیلین تو بحسب عقل تہین وحدانیت خدا کی اور چند
دلیلین نقلی یہہ ہین دلیل **اول** کلمہ توحید ہی خدا تعالی فرماتا ہے لا الہ الا اللہ الواحد القہار
یعنے نہین ہی کوئی معبود بحق سوائی اللہ یکتا کے کہ قاہر ہے و لا الہ الا ہو یحیی و یمیت اور نہین ہی کوئی
معبود بغیر اللہ کے کہ وہی زندہ کرتا ہی اور مارتا ہے و لا الہ الا ہو الحی القیوم اور نہین کوئی اللہ مگر وہ جو
کہ زندہ ہے اور ہمیشہ رہنی والا ہے پس ان کلمات سی نفی تعدد الہ کے اظہر من الشمس ہے
دلیل **دوسری** سورۂ توحید ہی کہ جسکو خدا تعالے نے اپنی وحدانیت کی ثابت کرنیکی
واسطی نازل کیا ہے پس فرماتا ہی قل ہو اللہ احد کہہ تو اے محمدؐ اللہ یکتا ہے یعنی اپنی
خداوندی مین کوئی شریک نہین رکہتا اللہ الصمد اللہ بی نیاز ہے یعنی مرجع ہے خلق کا
سب امور مین اور سب مخلوقات اپنی سب کامون مین اوسکی طرف محتاج ہین اور وہ تعالی
غنی ہے اور کسیکی طرف محتاج نہین اور محل حوادث اور انفعال بہی نہین لم یلد کوئی اوس سے
پیدا نہین ہوا جیسے کہ کفار مکہ کہتے ہین کہ ملائکہ بیٹیان خدا کی ہین ان کفار کی رد مین خدا تعالے
نی فرمایا کہ یہہ کفار جہوٹ کہتی ہین اوس سے کوئی چیز پیدا نہین ہوئی **اور بہی** ان کے رد مین اور جگہہ
فرماتا ہی کہ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰکُمْ بِالْبَنِیْنَ یعنی آیا لین خداوند عالم نی اپنی واسطے
بیٹیان جملہ مخلوقات اپنی سے اور تمکو مخصوص کیا ساتہہ بیٹون کے کہ اشرف ہین یہہ کیونکر ہو سکتا ہے
اور بہی یہہ رد ہی نصاری کا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو بیٹا خدا کا کہتے ہین اور بعض یہودی عزیر کو
بیٹا خدا کا کہتی ہین ولم یولد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے تاکہ اوسکے طرف محتاج ہو پس
بنابر قول نصاری کہ حضرت عیسیٰؑ کے الوہیت کی قائل ہین لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ
خدا اپنی غیر سے متولد ہوا ہو اور ماں رکہتا ہو ولم یکن لہ کفوا احد یعنی کوئی شبیہ اور
نظیر اوسکا نہین اور اپنی ذات و صفات مین شریک نہین رکہتا پس یہہ سورہ مبطل ہے
سب مذاہب باطلہ کا کہ جو تعدد خدا کے قائل ہین از انجملہ ایک فرقہ ثانویہ اور مانویہ

کہ یہہ لوگ دو خدا اقرار دیتی ہین اور دو اصل ازلی اور قدیم کے قائل ہین ایک نور اور ایک ظلمت کہ ان دونونکو ازلی اور قدیم کہتی ہین اور ایک فرقہ مجوسیہ ہی کہ وہ نور کو ازلی اور قدیم جانتا اور ظلمت کی ازلی اور حدوث مین اختلاف کرتا ہی اور ایک فرقہ کیومرثیہ ہی کہ یہہ شعبہ ہی مجوس کا یزدان یعنی نور کو قدیم اور اہرمن یعنی ظلمت کو حادث اور مخلوق جانتا ہی اور کہتا ہی کہ ایک روز یزدان کو یہہ فکر لاحق ہوا کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھہ نزاع کرے تو کیا ہو چونکہ یہہ فکر نور کی طبیعت کی مناسب نہ تہا لہذا اس فکر سے ظلمت پیدا ہوئی اور نام اوسکا اہرمن رکہا چونکہ ظلمت کی سرشت اور طبیعت مین شر و فساد و فتنہ تہا یزدان کے ساتھہ اوسنے اقوال و افعال مین مخالفت شروع کی اور آخر اوسپر خروج کیا اور لشکر نور اور لشکر ظلمت مین جنگ عظیم واقع ہوئی ملائکہ نے اونمین صلح کرائی اس شرط پر کہ سات ہزار برس عالم سفلی اہرمن کی قبضہ و تسلط مین رہی اور پہر سات ہزار برس بعد اوسکی قبضہ یزدان مین رہی غرض جب عالم سفلی اہرمن کے قبضہ مین آیا تو اوسنے اول اون لوگونکو جو قبل صلح تہی قتل کیا اور کیومرث کو پیدا کیا اور ازانجملہ فرقہ زردشتیہ ہی کہ یہہ بہی ایک صنف ہی مجوس سے یہہ کہتی ہین کہ نور و ظلمت مخلوقات خدائی یگانہ سے ہین اور عالم ان دونونکی امتزاج اور آمیزش سے باہم بہم پہونچا ہے اور جملہ کائنات ان دونونکی طرف منسوب ہی اور یزدان سے خیر و سرور اور اہرمن سے فتنہ و شرور صادر ہوتا ہے اور بعض اونمین سے کہتی ہین کہ نور یعنی یزدان اصل ہے اور ظلمت نور کی تبیعت سی مانند ظل اور سایہ ذی ظل کے پیدا ہوا ہے اور یہہ لوگ کیومرث کو اول انبیا کا جانتی ہین اور مجوس حضرت شعیب کی حق مین بہت اقوال سخیفہ کہتی ہین اور اکثر یہہ لوگ آتش پرست ہین اور حدیث مین وارد ہے کہ مجوس نی اپنی پیغمبر کو قتل کیا ہے اور کتاب آسمانی کو جلایا ہے واضح ہو کہ اس فرقہ کے رد کی واسطے ایک یہی قول خدا تعالی کا کافی ہے کہ وہ تعالی و تقدس فرماتا ہے کہ جعل الظلمات و النور یعنی پیدا کیا ہی خدا تعالی نے تاریکی اور نور کو اور یہہ دونون اوسکے پیدا کئی ہوئی ہین اور مولانا طبرسی نے احتجاج مین لکہا ہی کہ رسول خدا نے

فرقہ ثنویہ سی پوچہا کہ تم کس سبب دو خدا اقرار دیتی ہو اونہون نے کہا کہ ہمنی چونکہ عالم کو دو طرح پر
پایا یعنی وہ یا خیر ہی یا شر اور یہہ دونون باہم گر ضد ہین اسلئی ہم قایل ہوے کہ ہر ایک
کی لئی ان دو امرون سی جدا اگانہ فاعل و خالق ہی آیا نہین دیکھتے تم کہ برف سی محال ہے کہ
اثر گرمی کا ظاہر ہو جیسا کہ محال ہی کہ آگ سی اثر سردی کا پیدا ہو پس اس سبب ہم دو
خدا کی قایل ہوئی ہین ایک ظلمت اور دوسرا نور یہہ سُنکر آپ نی فرمایا کہ آیا تمنی عالم مین سیاہی
اور سفیدی اور سُرخی اور زردی اور سبزی اور کبود دیکہی پایا ہی کہ یہہ آپسمین ایکدوسرے کی
ضد ہین اور دو دو ان مین سے ایک محل ایک وقت مین جمع نہین ہوتے سب نے عرض کی کہ ہان
آپ نے فرمایا کہ پس پہر تمنی کیون ہر ایک کے واسطی انمین سے جدا اگانہ خالق قرار ندیا اور موافق الوان
متعددہ متضادہ کے متعدد خدا اکے قایل نہوئی اور کیون دو ضدون کا ان اضداد سی ایک
خالق قرار دیا یہہ سُنکر اونسی کچہہ جواب بن نہ آیا نہایت شرمندہ ہوئی **دوسری** وثنیہ ہی کہ
بتون کو پوجتی ہین اور عبادت مین معبود حقیقی کا شریک کرتی ہین اور اپنا معبود قرار دیتی ہین
اور اونکو امیدگاہ اپنا جانتی ہین اور اونسی توقع نفع اور ضرر کی رکہتی ہین بعضے آفتاب پرست
ہین بعضی ستارون کو پوجتی ہین بعضی اپنی ہاتھہ سے بتون کو تراشتے ہین اور اونکی پرستش
کرتی ہین احتجاج مین ہی کہ رسولخدا صؐ نی فرمایا کہ آمنت باللہ وحدہ لاشریک لہ وکفرت بالجبت
وبکل معبود سواہ یعنی ایمان لایا مین ساتھہ خدا کے کہ یکتا ہی اور شریک نہین رکہتا اور انکار رکہتا
ہون مین جبت سی اور ہر معبود سے کہ سوائی اوسکی ہے اور حدیث مین وارد ہی کہ آزر چچا
حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کا بتون کو تراش کر حضرت ابراہیمؑ کو بیچنی کی لئی دیتا
تو وہ جناب باوجودیکہ طفل تھے مگر بتون سی انکار رکہتی تھے پس وہ جناب ریسمان بتون کے گلے
مین باندہکر از روی اہانت زمین پر گہسیٹتی ہوئی لیجاتی تھے اور کیچڑ اور پانی مین ڈالتی تھے اور
کہتے تہی کہ کہاؤ اور پیؤ اور کلام کرو اور آدمیون سے کہتی تھے کہ کون ہی کہ خریدی اوس
چیز کو کہ ضرر تو اوسکو پہنچاتی اور کچہہ نفع اونکو نہ بخشے غرض اس کہنی سے آپکی یہہ تہی کہ تا آدمی جانین
کہ ایسی چیز لایق خریدنے کے نہین ہی چہ جائیکہ سزاوار پوجنی کے ہو **تیسری** نصاری ہین کہ
تین خدا کے قایل ہین ایک خداوند عالم کہ جسکو باپ کہتی ہین اور دوسرے حضرت عیسیٰؑ کہ

اونکو خدا کا بیٹا کہتی ہین اور تیسری روح القدس اور بعض جگہہ سی معلوم ہوتا ہی کہ خدا اور حضرت
مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو تین خدا جانتی ہین اور اس جہتہ سی کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا جانتی ہین اونکی
قدم کے قائل ہین ہوئی اور قدیم جانتی ہین اور اس راہ سی کہ اونکو بیٹا خدا کا کہتی ہین اونکے حدوث کے
قائل ہوتی ہین اور اسی سبب جناب رسولخداؐ نی نصاری کی جواب مین یہہ ارشاد فرمایا کہ اگر
مراد تمہاری عیسی کی باب مین یہہ ہی کہ وہ خدائی قدیم ہی اور پہر تم اونکے حدوث کی قائل ہوئے
تو تم محال کی قائل ہوئی کیونکہ محال ہی کہ قدیم حادث ہوجائی اور اگر مراد تمہاری یہہ ہی کہ وہ
حادث سی قدیم ہوگئی تو یہہ بہی محال ہی کہ حادث قدیم ہوجائی اور اسی باب سی ہی قول انکا
التوحید فی التثلیث والتثلیث فی التوحید حالانکہ بطلان اسکا کسی عاقل پر پوشیدہ نہین اسواسطے
کہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ جو شخص قائل ہو تین خدا کا پہر وہ ایک خدا کا اعتقاد کری اور جو شخص کہ
ایک خدا کا قائل ہو پہر وہ تین خدا کا اعتقاد کرے خدا تعالے فرماتا ہے ولا تقولوا ثلثة انتہو
خیرًا لکم انما اللہ الٰہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد یعنی نہ کہو ای اہل کتاب کہ خدا تین ہین
باز رہو تم اس قول باطل سے اور قصد کرو خیر کا واسطی اپنی نہین ہے مگر خدا ایک اور یگانہ اور برتر
اس سے کہ پسر اپنی واسطی قرار دے **اور** بعض روایات مین آیا ہے کہ نصارای نجران جبکہ
مناظرہ کیواسطی خدمت جناب رسولخداؐ مین آئے تو کہا کہ ہمنے انجیل مین وصف اوس نبی
آخر الزمان کا کہ جو بعد عیسیٰؑ کے آئیگا دیکہا ہی کہ وہ تصدیق عیسےؑ کی کریگا اور تم اوسکو برا کہتی ہو
اور دشنام دیتی ہو اور بندہ خدا کا کہتی ہو حالانکہ وہ خدا ہی اور پسر خدا ہی جناب رسولخداؐ
نی فرمایا کہ ہم عیسیٰؑ کو برا نہین کہتی اور اونکی رسالت کی تصدیق کرتے ہین لیکن ہان یہہ ہم
کہتی ہین کہ وہ بندہ خدا کا اور رسول اوسکا تہا اور قادر نہ تہا اپنی نفس کیواسطی نفع اور
ضرر اور نہ موت و حیات کا اونہون نے کہا کہ آیا کوئی بندہ انکار کرسکتا ہی اون باتون کا کہ
جو حضرت عیسیٰؑ سے ظہور مین آئی ہین مثل زندہ کرنے مردہ کی اور بینا کرنے نابینا کی اور شفا
بخشنے مبروص کی اور خبر دینی امور غیب سے اور یہہ چیزین ظہور مین نہین آسکتین مگر خدا
یا پسر خدا سی آپنے فرمایا کہ عیسیٰؑ یہہ امور باذن خدا اور قدرت خدا سی کرتی تہے جیسے اور
پیغمبرون سے بہی ایسے امور بحکم خدا صادر ہوتے تہی اور عیسیٰؑ نہ تہی مگر بندہ خدا اور

تابعدار اوسکا اور وہ اس بات سے کچھہ عار نرکھتی تہی اور بدرستیکہ وہ جسم تہے مرکب خون اور استخوان
اور گوشت اور پوست سے اور بہو کے بہی ہوتی تہے اور تعب اور مشقت بہی کہینچتے تہی اور محتاج
بہی ہوتی تہی طرف کہانے پینی کے حالانکہ خدا تعالے ان سب صفات سی مبرا ہے
پس کمثلہ شئی **اور** بعض روایات مین جناب امام رضاؑ سے منقول ہی کہ اوس جناب نے
جاثلیق سی فرمایا کہ ای نصرانی قسم بخدا کہ ہم مقر ہین اون حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کی کہ جو اقرار
کرتے تہی محمدؐ کی نبوت کا اور ہم کہتی ہین کہ بیشک وہ نبی تہے اور ہم تمہاری عیسی مین کچھہ طعن
نہین کرتی بجز اسکے کہ وہ عبادت خدا یعنی صوم و صلوٰۃ مین کمی کرتے تہی جاثلیق یہہ
سنکر خشمناک ہوا اور کہا کہ تمنی اونکی طرف ایسی امر کی کیونکر نسبت دی حالانکہ وہ ہمیشہ
روزہ رکہتی تہے اور شب بیدار تہی کہ شب کو عبادت خدا مین صبح کرتی تہی پس جب
اوس جناب نی زبان نصرانی سے یہہ اقرار لیلیا تو فرمایا اگر ایسا تہا تو پس عیسیٰؑ کسکی عبادت
کرتی تہی اور اگر آپ بندہ خدا نہ تہی تو کسواسطی اپنا معبود قرار دیا تہا اور سا اپنی تئین تعب
و مشقت مین ڈالتے یہہ سنکر جاثلیق کو کچھہ جواب نہ بن آیا اور مبہوت سا ہو گیا
اور بہی منقول ہی کہ نصاری اہل نجران نی جناب رسولخدا سی کہا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کو
بندہ خدا کا فرماتے ہو تو ارشاد کرو کہ کون بندہ بی باپ کی پیدا ہوا ہی آپنے فرمایا کہ پیدا ہونا حضرت
آدم کا عجیب تر ہی پیدائش حضرت عیسیٰؑ سے کہ وہ تو بی باپ اور بی مان کی پیدا ہوئے
خدا تعالی قادر مطلق ہی جسطرح چاہی اپنے بندون کو پیدا کرے اور اوسکی قدرت کی آگے
کوئی چیز دشوار نہین ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب الخ **اور بہی** احتجاج مین
یہہ روایت لکھی ہی کہ بعض نصرانیون نی ساتہہ دلیل سمعی کے تمسک پکڑکر کہا کہ کتاب آسمانی مین
ہی کہ عیسیٰ نے کہا کہ اذہب الی ابی یعنی جاتا ہون طرف باپ اپنی کے جناب رسولخداؐ نی اون کے
جواب مین کہا کہ اگر تم اوس کتاب پر اعتماد رکہتی ہو تو پس اوس کتاب مین یہہ بہی موجود ہے کہ اذہب
الی ابی و ابیکم یعنی جاتا ہون مین طرف باپ اپنی کے اور طرف باپ تمہارے کی تو پس چاہیے
کہ تم سب بندون کو خدا کہو اور اسیجگہ سے معلوم ہوا کہ اوس زمانہ مین لفظ اب کا استعمال
بیچ معنی رب و تربیت کرنے والے کے تہا نہ غیر مین ان معنی کی **اور بہی** مروی ہی کہ بعضے

نصاری نے اوس جناب کے روبرو اپنی اس قول کی تاویل اسطرح بیکی کہ ہم نہین کہتی کہ درحقیقت
عیسیٰ بیٹا خدا کا تھا بلکہ اس جہت سے کہتی ہین کہ خدا نے اوسکو بیٹا اپنا کہا اور احترام اور اکرام اوسکا
چاہا اور یہہ معنی شایع ہین اوس جناب نے فرمایا کہ محاورات مین یہہ بہی شایع ہی کہ جو شخص
کسیکی تعظیم چاہتا ہی تو اوسکو شیخ اور بزرگ اور سید اور آقا کہتا ہے اور ان الفاظ مین
اکرام زیادہ تر ملحوظ ہوتا ہی پس معلوم ہوا کہ تمہاری نزدیک یہہ بہی جایز تہا کہ خدا عیسیٰ یا موسیٰ کو
شیخ یا سید یا آقا اپنا کہتا بالجملہ اطلاق کرنا اون الفاظ کا کہ جو شامل ہون اوپر تشبیہ خالق کے ساتھہ
مخلوق کے یا مشعر ہون ساتھہ نقائص جسمانیہ کے اوپر حق تعالی کے جایز نہین تعالی اللہ
عما یقول الظالمون علوا کبیرا خدا تعالے حال مین روز قیامت کی بطور حکایت فرماتا ہی کہ واذ
قال اللہ یا عیسی انت قلت الخ کہ جسکے خلاصہ معنی یہہ ہین کہ خدا تعالے از راہ عتاب حضرت
عیسیٰ کی امت پر روز قیامت اوس جناب سے ارشاد کریگا کہ آیا تو نے اپنی امت سی کہا تہا کہ مجکو
اور میری مان کو خدا اقرار دو عیسیٰ جواب مین عرض کرین گے کہ کیا تہا مجکو کہ جو بابت میرے
کہنی کی قابل نہ تہی مین اوسکو کہتا اگر مینی کہا ہوگا تو تو اوس سے آگاہ ہوگا اور تو جانتا ہے اوس
چیز کو جو میرے دل مین ہے اور مین نہین جانتا اوس چیز کو جو تیرے علم مین گذری ہے تو
خوب جانتا ہے سب امورات غیب کو کوئی چیز تجہپر مخفی نہین پس عیسیٰ مبرا ہین اوس چیز سے
کہ یہہ لوگ جسکے ساتھہ اون کو متصف کرتے ہین نقصان و عیب سے اور ایک بات خلاف عقل
اوس فرقہ کے یہہ ہی کہ صورت صلیب کے پرستش کرتے ہین اس گمان سے کہ حضرت عیسیٰ
اوسپر مصلوب ہوئی ہین یعنی سولی دی گئی ہین اور اوسکو گلے مین ڈالتے ہین منقول ہے کہ ابن
تیم نی ایک مرد نصرانی سے پوچہا کہ صلیب کو تم کیون گردنمین ڈالتے ہو اوسنے کہا اسواسطے کہ یہہ
شبیہ ہی اوس چیز کی کہ جسپر حضرت عیسی سولی دی گئے ہین ابن تیم نے کہا کہ آیا حضرت
عیسی دوست رکہتی تہے اسکو کہ اوسکی تصویر اور مثال کی پرستش کیجاوے اوسنی کہا کہ نہین
ابن تیم نی کہا کہ پہر تو بتا مجہی کہ حضرت عیسیٰ گدہے پر سوار ہوتی تہے اور اوسپر سوار ہوکر اپنی
کاموں کے لئے جاتی تہے نصرانی نے کہا کہ ہان ابن تیم نے کہا کہ پہر حضرت عیسیٰ اوسکی
زندگی اور بقا کو دوست رکہتی تہی تاکہ اون کو مقام مقصود تک پہنچا دے کہا ہان ابن تیم نی کہا

پس تمنی ترک کیا اوس چیز کو کہ جسکی بقا کو حضرت عیسٰی اپنی حیات مین دوست رکہتی تہے از روی
محبت کے اور گردنمین ڈالا تمنی اوس چیز کو کہ حضرت عیسٰی جسپر سوار ہونیکو مکروہ جانتی تہی
اور اوس سے بغض رکہتی تہے حالانکہ عقل مقتضی اسکی ہے کہ گدہے کی صورت کو گردنمین ڈالتے
اور صورت صلیب کو دور پہینکتے اور جبکہ تمنی ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ تم دیدہ و دانستہ راہ جہل پر چلتی ہو
چوتہی صوفیہ ہین اور ان کے بہت سے فرقے ہین لیکن محققین انکے قائل ہین وحدت وجود کی اور کہتی ہین
کہ غیر خدا اسکے کوئی چیز موجود نہین جو چیز ہے اوسیکا مظہر ہے غرض حاصل ان کی اس
اعتقاد کا یہہ ہے کہ تمام عالم عین ذات خدا تعالے ہی فقط فرق اعتباری ہے اور کہتی ہین
عیاذا باللہ کہ خدا کبہی اپنی تئین بصورت ابلیس کہلاتا ہے اور کبہی بصورت محمدؐ اور کبہی بصورت
سگ و خوک اور کبہی بصورت انسان اور کبہی تشبیہ دیتی ہین خدا کو ساتہہ دریا کے اور عالم کو ساتہہ
موج کے اور کبہی خدا کو تشبیہ دیتی ہین ساتہہ گل کے اور مخلوق کو ساتہہ کوزے کے اور کبہی اوسکو
تشبیہ دیتی ہین ساتہہ مداد کے اور خلق کو ساتہہ حروف کے یعنی کہتے ہین کہ جیسے دریا
عین موج ہے اور گل عین کوزہ ہے اور مداد عین حروف ہی فقط فرق اعتباری ہی ایسی
خدا عین مخلوق ہی اور اس مضمون کے شعر کہی ہین اور رقص و غنا اور حال اور وجد کو
کمال معرفت اور عبادت کا جانتی ہین چنانچہ اس فرقہ کی جملہ اشعار سی یہہ دو بیتین ہین
ع امریدان آن فقیر محتشم ✤ بایزید آمد کہ نک یزدان منم ✤ گفت مستانہ عیان آن ذوفنون
لا الہ الا انا ہا فاعبدون ✤ صاحب فواتح میبذی صوفی کہتا ہے کہ سید شریف نی لکہا ہی
کہ ایک متکلم اور ایک صوفی مین باہم گر مناظرہ ہوا متکلمین نے کہا کہ مین بیزار ہون
اوس خدا سی کہ جو سگ و خوک مین حلول کری صوفی نی کہا کہ مین بیزار ہون اوس خدا سے
کہ جو سگ و خوک مین حلول نہ کری **نقل** ہے کہ ایک صوفی عبد الرحمن نامی ہمنام
ابن ملجم مسجد مین چراغ جلاتی بیٹہا تہا کہ ایک کتا آیا مسجد مین اور اس شخص نے اوسکو
منع نہ کیا اوس کتے نی آنکر چراغ کو بجہا دیا اس شخص نے کہا کہ سبحان اللہ آپ ہی
اپنے گہر کا چراغ بجہا دیا **اور بہی** بایزید حلاج کے حق مین کہتا ہے **ع** تو ذاتی و
خدائی پاک ہستی ✤ بت صورت بیکبارہ در شکستی ✤ اور فرید الدین عطار کہتا ہی

ع خود پیمبر شد و پیام آورد ۔ گشت خود کافر و نمود انکار ۔ خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست ۔ خود کند باز توبہ استغفار ۔ **اور** محی الدین عربی کہ پیشوای قائلین وحدت وجود ہی نصوص مین باوجود اس اعتقاد فاسد کے اپنی آپ کو انبیا سے افضل جانتا ہی اور اپنی تئین خاتم الاولیا قرار دیتا ہے اور کبھی کہتا ہی کہ حضرت نوح سے خطا صادر ہوئی یعنی آپکی طرف تو نسبت خطا کی دیتا ہی اور فرعون کو طاہر و مطہر جانتا ہے اور متوکل ملعون کو کہ جو دشمن اہلبیت ہی تا اینکہ واسطے منہدم کرنے قبر جناب امام حسین کے حکم دیا تھا اور چاہا تھا کہ نشان بھی قبر کا اوس جناب کے باقی نرہے اور زراعت کرنیوالون کو حکم دیا تھا کہ آپکی قبر پر زراعت کرین پس ایسی دشمن اہلبیت کو قطب ظاہر اور باطن کا جانتا ہی اور باوجود ان باتون کے اولیا اللہ سے شمار کیا جاتا ہے **اور** ایک ان کے مشائخ عظام کا یہہ قول ہی کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی مین پاک ہون کیا بزرگ ہی شان میری انا الحق وانا اقول وانا اسمع مین ہی حق ہون مین ہی کہتا ہون اور مین ہی سنتا ہون وہل فی الدار غیری اور آیا گھر مین ہے کوئی سوائے میرے یعنی سوائے میری اور کوئی گھر مین نہین **اور** بایزید کہتا ہی کہ

ع نیست اندر جبہ ام غیر از خدائی ۔ چند خواہی در زمین و در سما ۔ **اور** محی الدین عربی کہتا ہے

ع ففی الخلق عین الحق ان کنت ذا عین ۔ وفی الحق عین الخلق ان کنت ذا عقل ۔

یعنی بیچ خلق کے ذات حق ہی اگر ہی تو صاحب بینائی کا اور بیچ حق کے ذات خلق ہی اگر ہی تو صاحب عقل کا یعنی سب خلق خدا ہی اور خدا سب خلق ہے فقط فرق اعتباری سے ہے۔ **اور** شہرستانی نے کہ ایک آئمہ اہل سنن سے ہی لکھا ہی کہ زعمت طائفۃ منہم ان الامام بعد ابی الخطاب بزیغ وکان یزعم ان جعفر ہو اللہ ای ظہر اللہ بصورتہ للخلق یعنی گمان کیا ایک جماعت نے اونہین سے ای فرقہ صوفیہ مین سے کہ بہ تحقیق امام بعد ابی الخطاب کے بزیغ ہے اور تھا کہ گمان کرتا تھا کہ جعفر وہ اللہ ہی ای ظاہر ہوا ہی اللہ بیچ صورت جعفر کے واسطے دکھانی خلق کے الحاصل اس فرقہ گمراہ کی عجیب عجیب مضامین باطلہ ہین اور کبھی ان مضامین ہالکہ کو نظم کرتی ہین اور اون اشعار ون کو گواتے ہین اور پہر اوسپر رقص کرتے ہین اور اچھل کود اور ہا ہو کرتے ہین اور حال لاتے ہین اور وجد مین آتے ہین اور ان امور کو کمال عبادت سمجھتے ہین

اى برادران ایمانی تم خوب غور وفکر سے جانو ن کہ یہہ طریقہ خلاف ہی طریقہ اہلبیتؑ کے اور فساد ہسکا
بدلائل عقل ونقل ظاہر وباہر ہی اسواسطی کہ انکا یہہ اعتقاد ناقص مستلزم ہی اس امر کو کہ تمامی
اقوال اور احکام خدای ذوالجلال کی مثل ارسال رسل وانبیا اور نزول کتب وصحایف اور بیان
ثواب وعقاب وجنت ونار سب عبث اور بیجا ہون اسلئی کہ جب سب اشیا خدا ہی ہوئی تو
پہر نبیؑ کون ہوا اور امتی کون اور حاکم کون ہوا اور محکوم کون اور کسکے واسطے احکام بہیجی اور کسنی
بہیجے اور کسنی کسکے عبادت کی اور عابد کون ہوا اور معبود کون اور خالق کون ہوا اور مخلوق کون
حالانکہ خدا تعالے فرماتا ہی کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی نہین پیدا کیا مینی جن وانس کو مگر
اسلئی کہ وہ عبادت کرین میری فقط پس یہہ ہی آیہ کافی ہے انکے مذہب کے باطل کرنیکو اسواسطے
کہ صاف اس سے ظاہر ہی کہ خدا خالق ہے سب کا اور سب اشیا اوسکی مخلوق ہین اور احادیث
بہی انکے بطلان مذہب مین کثرت سی وارد ہین ازانجملہ ایک یہہ حدیث صحیح جناب رسولخداؐ سے
مروی ہے آپ فرماتے ہین کہ کوئی شخص طریقہ اور مذہب صوفیون کا نہین اختیار کرتا مگر ازراہ
فریب ومکر وخدع اور ضلالت کی یا ازروی جہل وحماقت کی **اور بہی** امام علیہ السلم فرماتی ہین کہ
ایک قوم ہوگی کہ دعوی کریگی ہماری دوستی کا اور پہر باوجود اسکے رغبت کریگی طرف صوفیون کے
پس وہ لوگ ہم سے نہین اور ہم اون سے بیزار ہین **اور بہی** شیخ جلیل محمد بہاؤالدین عاملی نے
جناب رسولخداؐ سی روایت کی ہے کہ فرمایا آپنے کہ پہلی قایم ہونے قیامت کی ایک جماعت میری
امت سی پیدا ہوگی مگر درحقیقت وہ میری امت سی نہوگی بلکہ جملہ فرقہ یہود سے محسوب ہونگے
اور بدتر ہوگی کفار سی اور ہوگی اہل نار سے **اور بہی** جناب صادقؑ سے منقول ہی کہ ایک
شخص نے پوچہا آپ سے کہ اس زمانہ مین ایک قوم پیدا ہوئی ہے کہ آدمی اون کو صوفیہ کہتی ہین
آپ اونکے حق مین کیا فرماتے ہین فرمایا آپنے کہ بہ تحقیق وہ دشمن ہم اہلبیتؑ کی ہین پس جو شخص
اونکی طرف رغبت کریگا وہ بہی اونہی مین سی ہوگا اور ساتھ اونہی کے محشور ہوگا اور بہت
قریب ہی کہ ایک قوم بہم پہونچی کہ دعوی ہماری دوستی کا کری اور پہر باوجود اسکے رغبت کری
طرف صوفیون کے اور اون کے قولون کی کہ عین کفر وزندقہ ہے تاویل کریگی پس وہ ہم سے نہونگی
اور ہم اون سے بیزار ہونگے اور جو شخص کہ اونپر انکار کری اور اونکی قولون کو رد کرے تو

ثواب اوسکا مثل اوس شخص کے ہی کہ جسنے ہمراہ رسولخدا صلعم کے جہاد کیا ہو اور جملہ مزخرفات اور واہیات
اونکی سی ایک یہہ ہی کہ جہوٹا دعوی کشف کا کرتی ہین اور کہتے ہین کہ ہمپر سب چیزین کہلی ہوئی ہین
اور یہہ بہی اقرار کرتے ہین کہ کشف دو طرح پر ہی ایک شیطانی اور ایک رحمانی اور کوئی قاعدہ
اسپر کہ یہہ کشف رحمانی ہی اور یہہ شیطانی ہی نہین کہتے فقط اوسکی تمیز کی لئے اپنی عقل ناقص کی
اعتماد رکہتی ہین بعض کہتی ہین کہ جو دست راست سی پیش رو آوی وہ فرشتہ ہی اور جو دست
چپ اور پشت سر سے آوی وہ شیطان ہی حالانکہ شیطان ہر طرف سی آتا ہی جیسا کہ
خدا تعالے نے قرآن مین قول شیطان کی حکایت کرتا ہے کہ ثم لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم
وعن شمائلہم **مروی** ہے کہ ایکروز جناب امیرؑ کا بعد جنگ جمل یعنی جنگ عائشہ کی گذر ہوا۔
حسن بصری کیطرف کہ جو پیر صوفیون کا تہا اوس حال مین کہ وہ وضو کر رہا تہا آپنے فرمایا کہ
ای حسن اپنی وضو کو کامل کر اوسنی کہا کہ کل تو تمنی اون لوگون کو کہ جو وضو کامل کرتی تہے اور نماز
پنجگانہ پڑہتی تہی قتل کیا اور آج مجہکو نصیحت کرتے ہو آپنے فرمایا کہ جو کچہہ مینی کیا تونے دیکہا اگر
مین باطل پر تہا تو کسواسطی تونی اعانت میری دشمنون کی نہ کی اور کیون اونکی امداد سی تونے
ہاتہہ کہینچا اوسنی کہا کہ یا امیر المومنینؑ مین سچ عرض کرتا ہون کہ مین روز اول اس معرکہ کے گہرسی
باہر آیا اور غسل کیا اور حنوط کیا اور ہتیار لگائی اور مین شک نہ کرتا تہا کہ اعانت ام المومنین سے
ہاتہہ کہینچنا کفر ہے پس جب مین حدیبیہ تک پہونچا تو ایک آواز میری کان مین آئی کہ ای حسن کہان
جاتا ہی پہر جا کہ قاتل و مقتول دونون آگ مین ہین یہہ آواز سنکر مین پہر آیا گہر مین مگر مین اس
امر سے نہایت خوفناک تہا غرض جب دوسرا روز ہوا تو پہر مجہی خیال ہوا کہ اعانت ام المومنین کی
لازم ہی پہر مین گہر سی نکلا بارادہ اعانت ام المومنین اور اوسی جگہہ پہنچا کہ پہر پشت سر سے وہی آواز
آئی پہر مین چلا آیا آپنے فرمایا کہ تونی سچ کہا مگر تونے جانا کہ وہ آواز کسکی تہی اوسنی کہا کہ مینی نہین جانا
کہ کسکی آواز تہی آپنے فرمایا کہ وہ منادی تیرا بہائی ابلیس تہا اور سچ کہا اوسنے باعتبار اسکے کہ قاتل اور
مقتول اونکا دونون آگ مین ہین الغرض یہہ فرقہ یعنی فرقہ صوفیہ کہ جو فرقہ اہل تسنن مین محسوب ہے
اور یہہ سب صاحب بفخر بیان کرتی ہین کہ صوفیان باصفا ہم مین سے ہین اور ہماری ساتہہ
محسوب ہین اور یہہ لوگ اونکو اولیاء اللہ سے جانتی ہین اور مقابر کو اونکو زیارت گاہ اپنا قرار دیتی ہین

خلاف طریقہ رسول پر ہے ملا جامی نی نفحات مین امام قرشی سے یہہ قول نقل کیا ہے کہ جو دلیل ہے
اسپر کہ فرقہ صوفیہ فرقہ اہل تسنن مین محسوب ہین وہ لکہتی ہین کہ اہل اسلام بعد جناب ختمی مآب
باسم صحابہ مشہور تہی اسواسطی کہ انہون نی کوئی فضیلت اپنی واسطی زیادہ تر اس سے نہ جانی تہی
اور جبکہ دوسری زمانہ مین اور لوگ کہ صحابہ کی صحبت سے مشرف اور اونکی خدمت سے فیضیاب ہوئی
تو وہ ساتہہ لفظ تابعین کے ملقب ہوئی اور جن لوگون نے تابعین کے صحبت پائی وہ تبع تابعین کہلائی
اور جب بعد اسکی آدمیون مین بہت سا اختلاف واقع ہوا اور بہت سے فرقے بنگئی تو پس وہ لوگ
اہل اسلام سے جو کہ بہت پرہیز گار تہے اور زہادت کی ساتہہ متصف تہی اور توجہ اونکے مریدونکی بہت
زیادہ تر تہی وہ زہاد اور عباد کہلائی جاتی تہی پس جبکہ بعد اسکے بدعات دین اسلام مین کثرت سے
پیدا ہوئین اور ہر فرقہ نی یہہ ہی نام اپنی اوپر رکہہ لیا تو اہل سنت وجماعت نی اپنی واسطے اسم
تصوف کا اختیار کیا اور نام اپنا صوفی رکہا انتہی پس اس سے ثابت ہوا کہ فرقہ صوفیہ اہل سنت سے ہین
اور افضل طوائف صوفیہ وہ ہین کہ جو سگ و خوک کو خدا جانتی ہین جیسا کہ اوپر گذرا — م قدیم
لم یزل ولا یزال شش فرماتے ہین شیخ رحمۃ اللہ کہ خدا تعالی قدیم ہی ہمیشہ سی ہی اور ہمیشہ رہیگا
اسواسطی کہ اگر قدیم ازلی ہو تو حادث ہوا اور حادث اوسی کہتی ہین کہ جو ایک زمانہ مین معدوم ہو
اور دوسرے زمانہ مین موجود ہو جائے پس اگر خدا تعالی بہی حادث ہو اور قدیم نہو تو چاہئی کہ پہلی
اوسکی بہی عدم ہو اور اگر باقی ابدی نہو تو فانی ہو یعنی ایک زمانہ مین معدوم ہو جائی اور ہمیشہ نہ ہی
حالانکہ وہ واجب الوجود ہی عدم اور فنا اوسکی واسطے نہین ہی والا وہ بہی مثل ہماری دوسرے
خالق اور پیدا کرنیوالے کا محتاج ہو کیونکہ حادث ہی محدث اور بغیر پیدا کرنیوالے کی خود بذاتہ
موجود نہین ہو سکتا حالانکہ وہ خالق اور صانع ہی کل عالم کا سبکو اوسینی پیدا کیا ہی اوسکو کسینی
پیدا نہین کیا وجود اوسکا واجب ہے اور لازم ہی اوسکی ذات کو اور انفکاک اوسکے وجود کا اوسکی
ذات سی محال ہی — حاصل یہہ کہ خدا تعالے ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا فنا اور عدم اوسپر
محال ہی اور بقا اوسکی غایت نہین رکہتی کہ فلان زمانہ تک رہیگا اور اگر کوئی یہہ توہم کری
کہ بہشت اور جہنم اور اہل اون دونونکی بہی ہمیشہ باقی رہین گی تب صفت بقا خاص خدا ہی کے
واسطی نہوئی تو جواب اس توہم کا یہہ ہے کہ بقائی الہی بذاتہ خود سے اور بقا اون چیزونکی

بسبب تغیر کی ہی اور بقا تی اُنکی ایک ہی طرح پر ہی اور کسیطرح کا تغیر اوسمین نہین ہوتا
اور بقا اور ونکی طرح طرح کی تغیرات اور تبدلات سی ہی جیسا کہ جناب امام علیہ السلام نے
فرمایا کہ کوئی چیز نہین ہی مگر یہہ کہ کہنہ ہوتی ہے اور متغیر ہوتی ہی اور اور ایک طرحکا زوال
اوسپر راہ پاتا ہی اور ایک رنگ سی طرف دوسری رنگ کے متغیر ہوجاتی ہی اور ایک ہیئت سی
طرف دوسری ہیئت کی اور ایک صفت سی طرف دوسری صفت کی انتقال پاتی ہی اور
نقصان اور زیادتی اوسپر طاری ہوتی ہے مگر خداوند عالم کہ ہمیشہ واحد و یگانہ ہی اور ایک
حال پر ہی اور اول ہی آگے سب سے اور آخر ہے اور ہمیشہ ہی اور صفات اور نام مختلف اوسپر
وارد نہین ہوتی جیسے اور ونپر وارد ہوتے ہین مثل آدمی کے کہ ایکبر تبہ خاک ہی اور ایکبر تبہ
گوشت اور خون ہی اور ایکبر تبہ استخوان پوسیدہ ہی **دوسری** یہہ کہ خدا تعالی کامل ہے
من جمیع الوجوہ فنا اور عدم اور نقصان اور عجز اوسپر محال ہی اور احتیاج عین عجز اور نقصان کی
پس حادث ہونا بہی اوسکا باطل ہے الحاصل قدم اور ابدیت اور ازلیت خاصہ اوسیکا ہی
اور موافق ہماری مذہب کے اس صفت خاصہ مین اوسکے ساتہہ کوئی شریک نہین بخلاف
مخالفین کے کہ اونکی نزدیک بہت سے قدیم ہین **اول** تو صفات خدا تعالی کی مثل قدرت اور
علم اور حیواۃ وغیرہ کی کہ اونکی نزدیک یہہ سب صفات خدا تعالی کی قدیم ہین شاہ عبدالعزیز
صاحب محدث دہلوی تحفہ مین فرماتے ہین کہ (عقیدۂ چہارم ہرچہ سوائی ذات وصفات اوست
حادث است و نو پیدا **دوسری** قرآن کہ اوسکو بہی یہہ لوگ قدیم جانتی ہین جیسا کہ شہرستانی
کتاب ملل و نحل مین لکہا ہے اور اوسکی مترجم نی اسطرح اوسکا زبان فارسی مین ترجمہ کیا ہی
کہ مشبہہ اشعریہ بر تشبیہ زیادہ کردہ اند سخن خودرا در قرآن بدرستیکہ حروف و اصوات
ورقمہای نوشتہ ازلی و قدیم است — اور صاحب مواقف نی تصریح اسکی کی ہے کہ فرقہ
حنابلہ قرآن کے قدیم ہونے کے قائل ہین اور کہتی ہین کہ کلام یعنی حروف اور اصوات
اوسکی ذات کی ساتہہ قایم ہین اور کلام اوسکا قدیم ہے اور اسقدر اوسمین مبالغہ کیا ہے
کہ جلد اور غلاف کو بہی قدیم کہتے ہین اور شارح مقاصد نی بہی لکہا ہی کہ حنابلہ اور حشویہ
قائل ہین کہ یہہ اصوات اور حروف باوجود توالی اور متواتر ہونے کی اور ترتب بعض کا

بعض پر اور ہونا حرف دوسریکا ہر کلمہ مین پیچہی حرف پہلی کے ثابت تہی بیچ ازل کے
اور قایم ہین ساتہہ ذات باری کے اور قدیم ہین مگر یہہ بات ان کے خلاف ہی اسواسطی کہ
ہر روز عالم مین ہزارون جلدین اور غلاف قرآن مجید کے پہٹتے ہین اور بنتی ہین پہر کیونکر
قدیم ہوئے اور امام فخر الدین رازی بہی ان کے اس قول پر راضی نہین حالانکہ امام اہل سنت کے ہین
پہر باوجود اسکے انکی کفر کے قائل ہوئی ہین وہ کہتی ہین کہ —— النصاری کفروا بانہم اثبتوا
ثلثة قدماء واصحابنا اثبتوا تسعة یعنی نصاری کافر ہوئی اس سبب کہ انہون نے ثابت کئی ہین
تین قدیم اور ہماری قدمانی ثابت کئی ہین نوضدا پس اس قول امام اہل سُنت کو ملاحظہ کرنا چاہیئی
کہ اس سے کیا مفہوم ہوتا ہی **دوسری** یہہ کہ لازم آتا ہے اس تقدیر پر یعنی صفات خدا کے
قدیم ہونے پر کہ خدا تعالے محتاج ہو مثلاً اپنی عالم ہونے مین طرف علم کے اور قادر ہونے مین
طرف قدرت کی وعلی ہذا حالانکہ وہ منزہ ہے احتیاج اور افتقار سے اسواسطے کہ جو محتاج ہی
وہ ممکن ہے **تیسری** یہہ کہ اس تقدیر پر یہہ بہی لازم آئیگا کہ معانی غیر متناہیہ اوسکی ذات کے
ساتہہ قایم ہون بیان اسکا یہہ ہے کہ علم ایک شی کا مغایر ہوتا ہے علم ماعدا کو مثلاً علم زید کا
غیر ہے علم عمر کو کیونکہ محال ہے کہ شی واحد مطابق ہو ساتہہ اون امور متعددہ کے کہ جو ذات
اور حقیقت مین مخالف ہون اس شی کی ساتہہ اور جبکہ معلومات خدا تعالی کی غیر متناہی ہین
تو علوم بہی اوس تعالے شانہ کے غیر متناہی ہونگے پس لازم آئیگا قیام علوم غیر متناہی کا اوسکے
ذات کی ساتہہ اور ہم کہتے ہین کہ یہہ لزوم ایکبار اور ایکدفعہ ہوگا بلکہ ہر ایک علم کے ساتہہ یہہ لزوم
لازم آئیگا اور چونکہ علوم اوسکی غیر متناہی ہین تو لازم آنا قیام علوم غیر متناہی کا اوسکی ذات کی ساتہہ
براتب غیر متناہیہ لازم ہوگا اسواسطی کہ مثلاً اوس جل جلالہ نی علم کیا زید کا تو پس یہہ علم مغائر ہوگا
اس علم کے علم کو اور وہ مغائر ہوگا علم علم علم کو اور اسیطرح تا غیر متناہی پہر جب علم کریگا
عمر و کا تو اوسکی بہی یہی صورت ہوگی غرض براتب غیر متناہیہ علوم غیر متناہی اوسکی ذات کے
ساتہہ قایم ہونگی اور یہہ عین سفسطہ ہے کہ عقل مین کسی ذیعقل منصف طبع کے گنجایش
نہین رکہتا **چوتہی** یہہ کہ اگر اللہ تعالے موصوف ہو ساتہہ ان صفات کی اور یہہ صفات
قایم ہون اوسکی ذات کے ساتہہ تو حقیقت الہیہ مرکب ہو ان صفات کے ساتہہ

اور محتاج ہو انکی طرف اور احتیاج شانِ الوہیت سے بہت بعید ہی **پانچوین** یہہ کہ یہہ لوگ
مرتکب ہوتی ہین ایسی امر کے کہ جسکا بطلان اظہر ہے یعنی کہتی ہین کہ یہہ معانی نہ نفس ذات ہین
اور نہ غیر ذات حالانکہ یہہ بات بدیہی البطلان ہی باین سبب کے ظاہر ہی کہ جب ایک شی کو
دوسری شی کیطرف نسبت کرینگے تو وہ شی یا عین اس شی کے ہوگی یا غیر اور یہہ نہین ہو سکتا
کہ نہ وہ عین ہو اور نہ غیر کہ یہہ ارتفاع نقیضین ہے اور محال ہے اور ایسا ہی حال ہی فلاسفہ
کا ہی کہ اکثر اون کے غیر خداوند عالم کو ساتھہ خداوند عالم کے وصف قدم اور صفت ازلیت
مین شریک کرتے ہین اور کہتی ہین کہ عقول عشرہ اور افلاک اور نفوس فلکیہ اور کواکب اور
حرکات اور نجوم اور زمان اور عناصر اور ارکان اور ہیولا اور مادہ وغیرہ سب قدیم ہین حالانکہ
یہہ بھی عین سفسطہ ہی اسواسطی کہ ماسوا اللہ کے سب حادث ہین کان اللہ ولم یکن شئی تھا
اللہ اور نہ تہی کوئی شی وکل ما عداہ فہو محدث مصنوع اور سوائی اوسکے سب محدث ہین
اور مصنوع جیسا کہ عقل و نقل اسپر دلالت کرتے ہین اور جو لوگ کہ حسن ظن ساتھہ فلاسفہ کے
رکھتی ہین اور اصول دینیہ کو ساتھہ اصول فلاسفہ کے مطابق کرتی ہین وہ لوگ نصوص قرآنیہ اور
احادیث معصومیہ کے جو کہ عالم کے حادث ہونے پر دلالت کرتے ہین حدوث ذاتی
کے ساتھہ تاویل کرتے ہین اور حدوث ذاتی عبارت ہی تاخر معلول کا علت سی بیچ نظر
عقل کے اگرچہ معلول اور علت دونون ازلی ہون یعنی باعتبار زمانہ کے تاخر اور تقدم
نرکھتی ہون حاصل اسکا یہہ ہے کہ ذات علت کی چاہیئے کہ ذات معلول پر مقدم ہو
اور ذات معلول کی ذات علت سی متوخر ہو اسواسطے کہ موجود ہونا معلول کا موقوف ہے
ذات علت پر کیونکہ وہ پیدا کرنیوالی معلول کی ہے گو بحسب زمان دونون مین تقدم اور تاخر نہو
اور ازلی ہون مگر عقل علت کی ذات کو ذات معلول پر مقدم فرض کریگی یعنی کہیگی کہ ذات اسکی
مقدم ہی اسکی ذات پر اسواسطی کہ علت فاعل ہی اور معلول مفعول ہے گو زمانہ کے اعتبار ازلی
ہون مگر یہہ تاویل اکثر نصوص مین گنجایش نہین رکھتی اور کوئی حجت مضبوط اور استوار قدم عالم پر
قایم نہین کی فقط بمحض توہم اس امر کے کہ خداوند عالم فاعل بالایجاب ہی یعنی فعل اوسکا اسکی
اختیار سے صادر نہین ہوتا بلکہ بی اختیاری سے صادر ہوتا ہے جیسے اگ کہ فعل اسکا جلانا ہی

مگر جلانا اوسکے اختیار مین نہین کہ چاہی جلائی اور چاہی نہ جلائی بلکہ یہہ فعل اوسکا بلا اختیاری ہی
یا یون یعنی جب کہ اوسپر ہاتہہ رکہو گے وہ جلا دیگی ایسی فعل کرنیوالیکو فاعل بالاجبار کہتی ہین پس
یہہ فرقہ چونکہ خدا تعالی کو فاعل بالاجبار اور بالاضطرار جانتا ہی اور قدرت اور اختیار سی اوسکی
ہاتہہ اوٹہاتا ہی تو عالم کے قدیم ہونے کا قایل ہوا ہی یعنی کہتا ہی کہ جیسی خدا تعالی ہمیشہ سی ہے
اور ہمیشہ رہیگا اسیطرح عالم بہی اوسکے ساتہہ ہمیشہ سی ہے اور ہمیشہ رہیگا اسواسطی کہ وہ
تعالے علت ہی عالم کی اور معلول علت سے منفک اور جدا نہین ہوتا پس چونکہ وہ قدیم ہی تو
عالم بہی قدیم ہے حالانکہ یہہ مقولہ انکا باطل ہے اسواسطے کہ خدا تعالی فاعل بالاختیار ہی اپنی
اختیار سے سبکو پیدا کرتا ہے اور قادر ہی اپنی قدرت سی جب چاہتا ہی پیدا کرتا ہی اور جب
چاہتا ہے پیدا نہین کرتا اور سب عالم حادث ہی اوسہی تعالی نے اوسکو اپنی اختیار سے
پیدا کیا ہی اور جب چاہیگا فنا کر دیگا جیسا کہ فرماتا ہے کہ ان ربکم اللہ خلق السموات والارض
فی ستۃ ایام یعنی پروردگار تمہارا اللہ ہے کہ جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو بیچ چہہ دن کے
اور بہی فرماتا ہی کہ وہو الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام یعنی اللہ وہ ہے
کہ جسنی پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور اون چیزون کو کہ بیچ ان دونون کی ہین چہہ دن مین
وقال الصادق ع ہو الاول قبل کل شئ یعنی وہ تعالی اول ہے درآنحالیکہ قبل ہی ہر شی کے
اور بہی فرمایا ابو جعفر ثانی علیہ السلام نی ایک حدیث طویل مین کہ جسکو احتجاج مین روایت کیا ہے
آپ فرماتے ہین کہ معاذ اللہ یہہ کہ ہوئی ساتہہ اللہ کے کوئی شی غیر اوسکے بلکہ تہا اللہ تعالے اور
نہ تہی خلق اور ایک دعا اوس علیہ السلام سے مہج الدعوات مین منقول ہی چند فقری اوسکی
یہہ ہین کہ وانت اللہ لا الہ الا انت کنت اذ لم تکن سماء مبنیۃ والارض مدحیۃ ولا شمس مضیۃ ولا لیل
مظلم ولا نہار مضی ولا بحر لجی ولا جبل راس ولا نجم سار ولا قمر منیر ولا ریح تہب ولا سحاب یسکب
ولا برق یلمع ولا نار تتوقد ولا ماء یطرد کنت قبل کل شئ وابدعت کل شئ — یعنی تو ہی ہے
خدائی یگانہ نہین ہے کوئی معبود بحق سوائی تیرے تو تہا اوس ہنگام مین کہ نہ آسمان بنایا گیا تہا
اور نہ زمین بچہائی گئی تہی اور نہ آفتاب روشنی دینی والا تہا اور نہ شب تاریک تہی اور نہ روز
روشن تہا اور نہ دریائی عمیق تہا اور نہ کوہائی بلند تہے اور نہ ستارہ ہائی سیر کنندہ تہے

اور نہ ماہ نورانی تہا اور نہ ہوائی وزندہ تہی اور نہ ابر بارندہ تھا اور نہ برق جہندہ تہی اور نہ
آتش افروختہ تہی اور نہ آب جاری تہا تو ہی تہا پہلی سب کے اور سب چیز کو تو ہی نی پیدا کیا ہے

اور جناب امیرؑ نے نہج البلاغۃ مین ایک خطبہ طویل فرمایا ہی کہ المعروف من غیر رویۃ والخالق
من غیر رویہ والذی لم یزل قائما دائما اذ لاسماء ذات ابراج ولا حجب ذات ارتاج ولالیل
داج ولا بحر ساج ولا جبل ذو فجاج ولا فج ذو اعوجاج ولا ارض ذات مہاد ولا خلق ذو اعتماد
ذلک مبتدع الخلق ووارثہ و آلہ الخلق ورازقہ یعنی وہ خدا کہ پہنچانا گیا ہے بدون رویت کے
اور پیدا کرنیوالا ہی بغیر فکر کے وہ خدا کہ ہمیشہ ہی درحالیکہ قایم اور دایم ہے اوسوقت مین
کہ نہ تہا آسمان صاحب بروج اور نہ حجاب صاحب غلق وزنجیر اور نہ شب تاریک
اور نہ بحر ساکن اور نہ جبال صاحب راستہ ہونکا اور نہ راہ ہی کجدار اور نہ زمین گسترده اور نہ
خلق صاحب قوۃ وہ ہی خدا پیدا کرنیوالا ہی مخلوقات کا اور وارث ہی اونکا اور معبود
بحق ہی خلق کا اور روزی دینیوالا ہے اونکا پس یہہ سب نصوص دلالت صریحہ کرتی
ہین اس امر پر کہ عالم پہلی خارج مین وجود نہ رکہتا تہا اور معدوم تہا پہر خدا تعالی نی اوسکو
پیدا کیا اور وجود مین لایا اور یہہ نصوص ہرگز حدوث ذاتی پر منطبق نہین ہوتین پس جو لوگ کہ
اصول دینیہ کو ساتہہ اصول فلسفہ کی تطبیق دیتی ہین وہ راہ مستقیم سے آدمیون کو پہیرتی ہین

م سمیعًا بصیرًا ش **پہر** فرماتے ہین شیخ رحمۃ اللہ کہ خدا تعالی سمیع اور بصیر ہی مراد
سمیع اور بصیر سے اسجگہہ یعنی صفات الٰہیہ مین یہہ ہی کہ وہ تعالے عالم ہے ساتہہ اون
چیزون کے کہ جو قابل ہین سُنائی دینے کے کان سے مثل آوازون کے بلند ہون
یا پست بری ہون یا اچہی ساتہہ اون چیزون کے کہ جو قابل ہین دکہائی دینی کے آنکہہ سے مثل
رنگتون اور شکلون اور جسمون کے بغیر آلہ سُننے کے کہ کان ہی اور بغیر آلہ دیکہنے کے کہ آنکہہ ہے
اور ان سے اسجگہہ یہہ مراد نہین ہے کہ مثل ہم سب ممکنات کی وہ بہی کان کی راہ سے سُنتا ہی
اور آنکہہ کی راہ سی دیکہتا ہے اسواسطی کہ ہم ممکنات مین خدا تعالے نی ایک قوۃ سامعہ اور
قوۃ باصرہ پیدا کی ہے کہ جسکی سبب ہم سُنتی ہین اور دیکہتی ہین اور جگہہ قوۃ سامعہ کی کان اور
قوۃ باصرہ کی آنکہہ مقرر کی ہے غرض خدا تعالے کی کان اور آنکہہ نہین ہی اسواسطی کہ

اگر اوسکی واسطی بہی کان اور آنکہہ ہون اور وہ بہی مثل ہماری انکی طرف محتاج ہو تو جسم مرکب ہوا ان
اجزا سے اور جب جسم مرکب ہو تو ممکن ہو کیونکہ جو مرکب ہے اور محتاج ہے طرف اجزا کے وہ ممکن ہے
حالانکہ خداے تعالی کامل بالذات ہی اور اپنی کمال مین محتاج غیر کیطرف نہین بلکہ جملہ ممکنات اور موجودات
کو قبل اون کے وجود کے اسطرح جانتا ہے کہ جسطرح وقت وجود کے اونکو جانتا ہی اور مرجع ان
دونون صفتون کا علم ہے اسواسطی کہ ثابت ہوا ہی کہ علم اوسکا عام ہے اور اسی سبب کے واسطے ثابت
کرنے اس صفت کی دلیل جداگانہ کیطرف احتیاج نہ تہی مگر باوجود اسکے پہر خداے تعالی نے اپنی ان
دونون صفتون کو قرآن مین اپنی علم سے جداگانہ بیان کیا شاید سر اسمین یہہ ہی کہ اس ضمن مین
رد کرنا منظور ہو حکما کے مذہب کا کہ وہ کہتی ہین کہ خداے تعالی کو جزئیات متغیرہ کا علم نہین ہوتا اسواسطے
کہ جزئیات ہمیشہ متغیر ہوتی رہتی ہین زید آج موجود تہا کل معدوم ہو گیا تو پس علم بہی اوسکا متغیر
ہو جائیگا اور تغیر علم سے تغیر ذات اور صفات کا لازم آئیگا اسواسطے کہ پہلی ذات متصف تہی علم
موجودیت زید کے ساتھہ پہر متصف ہوگی علم معدومیت زید کے ساتھہ پس دونون ذاتین
آپس مین غیر ہونگی یعنی پہلی وہ ذات اور طرح سے تہی اب اور طرح سے ہو گئی حالانکہ یہہ زعم اور
گمان انکا باطل ہے اسواسطی کہ ظاہر ہی کہ معلوم کی تغیر سے عالم کی ذات مین کسیطرحکا تغیر پیدا
نہین ہوتا جیسا کہ محقق طوسی رح نی فصول مین اسکی تصریح کی ہے سوائی اسکی علم دو قسم پر ہے
ایک مابہ الانکشاف کہ جسکے سبب سب اشیاء منکشف یعنی کہلجاتین اور معلوم ہو جاتین اور یہہ
قسم علم کی صفت حقیقی ہے اور عین ذات باریتعالی ہے کہ اسمین کبہی کسیطرحکا تغیر نہین ہوتا اور
دوسری معنی اضافی نسبی ہین یعنی حاصل ہونا علم کا نسبت بغیر مثل اسکی کہ زید کا علم زید کے
دیکہنی سے حاصل ہو پس اس صفت علم مین تغیر ہونا مثل تغیر کی ہے صفات فعل مین یعنی یہہ تغیر
بہی کچہہ ضرر نہین رکہتا یعنی ذات عالم کی اس تغیر سے بہی متغیر نہین ہوتی جیسے کہ افعال کی تغیر سے ذات
فاعل کی متغیر نہین ہوتی پس یہہ گمان حکما کا کہ علم کی تغیر سے ذات عالم کی بہی متغیر ہو جاتی ہے
باطل ہے مولانا محمد باقر مجلسی رح بحار مین فرماتے ہین کہ ضروریات مذہب شیعہ سے جاننا
اور یقین کرنا اس امر کا ہی کہ خداے تعالی ہمیشہ سی عالم ہے کلیات اور جزئیات کا بغیر اسکے
کہ اوسکی علم مین کسیطرحکا تغیر حاصل ہو دوسری یہہ کہ خداوند عالم نے جو خاص ان دو صفتونکو

کہ خبر اوس تعالے نی اپنی بندون پر تکلیف وارد کی ہی قبیل مسموعات اور مبصرات سی جدا گانہ
بیان کیا ہی یعنی آدمی مکلف ہوا ہی اون چیزون کی ساتھہ کہ جو سنی جاتی ہین اور دیکھی جاتی ہین
کہ بعض چیز کا دیکھنا اور سننا حرام کیا گیا ہے اور بعض کا دیکھنا اور سننا حلال کیا گیا ہے ان دو صفتون
صفتون کو اسواسطی جدا گانہ علم سی بیان کیا ہی کہ یہہ صفات بندونکی زجر و توبیخ و سرزنش مین
اقرب و ادخل ہون یعنی یہہ معلوم ہو جائی کہ عذاب اور ثواب کا ترتب انہی دو صفتون پر
زیادہ تر ہے پس جب یہہ ظاہر ہوا کہ خدا تعالی سب کلیات اور جزئیات کو جانتا ہی اور قبل وقوع
امور اونکی عواقب اور سرانجام سے آگاہ ہی کہ اسکا انجام یہہ ہوگا اور اسکا یہہ ہوگا تو بدا ہی شیعونکی
نزدیک خدا تعالی پر جایز ہے جیسا کہ باب بدا آگے بیان ہوگا م علیما حکیما ش یعنی خدا تعالے
علیم و حکیم ہے یعنی سب شی کا جاننیوالا اور دانا ہی سب کام اوسکی ساتھہ دانائی اور حکمت
اور مصلحت کی ہوتی ہین اور کوئی فعل اوسکا عبث اور بیفائدہ نہین ہوتا اور جو فعل اوسکا ہوتا ہے
وہ معلل ہوتا ہی ساتھہ غرض صحیح اور حکمت عظیمہ کے یعنی بی غرض اوسکا کوئی فعل نہین ہوتا
ہر فعل مین اوسکو مصلحت اور حکمت ملحوظ رہتی ہے لیکن وہ غرض جو افعال مین ہوتی ہے
بندونکی طرف عاید ہوتی ہے یعنی اوس فعل مین جو غرض ملحوظ ہوتی ہی اوسکا فائدہ بندون کے
واسطی ہوتا ہی نہ خدا کیواسطی کہ خدا تعالی کیواسطے اسمین کچھہ فائدہ اور نفع نہین ہے اس قول امامیہ
اور معتزلہ اور حکما کا اتفاق ہے مگر اشاعرہ کہتی ہین کہ خدا تعالے کی فعل معلل باغراض نہین
ہوتے یعنی کوئی فعل اوسکا غرض کے ساتھہ نہین ہوتا حالانکہ احادیث کثیرہ ان کے قول کے
بطلان پر دلالت کرتے ہین م حیا عزیزا قدوسا ش یعنی خدا تعالی زندہ اور پاکیزہ اور
غالب اور پاک ہی مراد حیات سی وہ صفت ہی کہ جس سے توانائی اور دانائی آوی اور جبکہ
یہہ ثابت ہوا کہ خدا تعالے عالم اور قادر ہے تو پس صفت حیات بہی لا محالہ اوسکے واسطے
ثابت ہوگی لیکن حیات ممکنات مین بسبب عارض ہونے ایک صفت کی ہوتی ہے اور جناب
مقدس الٰہی بذات خود زندہ ہے بدون اسکے کہ صفت موجود ہونیکی اوسکو عارض ہو اور حقیقت مین
یہہ صفت طرف علم کے عود کرتی ہے م قادرا ش یعنی خدا تعالی قادر و مختار ہے سب چیزون کو
اپنی قدرت اور اختیار سے پیدا کرتا ہی کوئی ممکن اوسکی تحت قدرت و اختیار سے باہر نہین

ہر شی کے کرنے نکرنے پر اوسکو توانائی اور قدرت حاصل ہی جب چاہی کری اور جب چاہی نہ کری
اشیا کی پیدا کرنے مین عاجز اور مجبور اور ناچار نہین فعل اوسکا اضطرار اور بی اختیاری سی صادر نہین ہوتا
جیسے کہ آگ سی اور آفتاب سے کہ فعل انکا جلانا اور روشنی دینا ہی تو یہہ فعل انکا انکی اختیار مین نہین
بلکہ بی اختیاری سی صادر ہوتا ہی انسی عدم احراق اور عدم اضاءت ممکن نہین یعنی اگر آگ چاہی کہ کسیکو
نہ جلائی اور آفتاب چاہی کہ نہ چمکی اور روشنی ندی یہہ ممکن نہین پس اوس تعالی کا حال ایسا نہین ہے
کہ وہ فاعل بالاجبار و بغیر اختیار ہو اور اپنی فعل مین مجبور اور لاچار اور مضطر ہو یعنی تاثیر اوسکی اشیا مین
بدون اوسکے ارادہ کے ہو بلکہ جو فعل اوسکا ہے اوسکی قدرت اور اختیار سے صادر ہوتا ہے
اور اگر ایسا نہو بلکہ وہ فاعل بالاجبار ہو اور کوئی چیز اوسکے اختیار سی پیدا نہو تو کوئی چیز ممکنات
موجودہ سی کبھی معدوم ہی نہو کیونکہ فعل فاعل بالاجبار غیر مختار کا ہمیشہ اوسکے ساتھہ ہی رہتا ہے
کبھی اوس سے منفک اور جدا نہین ہوتا جیسی احراق نار سے اور تبرید برف سے حالانکہ وجود ہی
عدم اوسپر ضروری ہے کل زید مثلاً موجود تھا آج معدوم ہوگیا غرض سب آدمی تغیرات اشیا کو
بچشم ظاہر ہر وقت دیکھتی رہتی ہین مگر حکما کا مذہب یہہ ہی کہ سب اشیا کا خالق خدا نہین کیونکہ
وہ ایک ہی اور ایک سے سوائی ایک چیز کے دوسری چیز فعل مین نہین آسکتی مثل آگ کی کہ سوائے
جلادینی کے اور دوسرا فعل اوس سے سرزد نہین ہوسکتا پس اونکی نزدیک اوس تعالی نے
فقط عقل اول ہی کو پیدا کیا ہی نہ اور کسیکو اور سب شئی عقل سے پیدا ہوئی ہین اور کہتی ہین کہ جیسے
آگ سے اثر گرمی کا جدا نہین ہوسکتا اسیطرح پیدا ہونا عقل اول کا ہی اوس تعالی سے جدا نہین ہوسکتا
اور عقل بھی مثل اوس تعالے کے جسم اور لون اور مکان اور جہت اور حرکت اور سکون وغیرہ لوازم
جسمیت سی مبرا ہی اور مشابہ اوسکی ہے مگر یہہ مذہب انکا نہایت سخیف اور باطل ہے اول تو اسلوسطے
کہ اس صورت مین عجز خدا تعالی کا لازم آتا ہی کہ وہ ایسا عاجز ہے کہ کسی چیز کو پیدا نہین کر سکتا
اور اپنی مخلوقات سی بھی عاجز تر ہے کہ ہمسے تو افعال متعددہ اور امور اشتات کثیرہ وجود مین آتین اور
اور اشیاء کثیرہ کو ہم پیدا کرین اور خدا تعالے سی سوائی ایک فعل کے دوسرا فعل نہو سکے اور
دوسرے اسواسطی کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہی کہ خدا تعالی عقل اول کے پیدا کرنے مین مضطر اور ناچار ہو
مثل آگ کے کہ جلادینی مین ناچار ہے نہ جلانا اوسکے اختیار مین نہین ایسا ہی اوس تعالے کا بھی حال ہوگا

کہ نہ پیدا کرنا عقل اول کا اوسکے اختیار مین نہو حالانکہ عجز واجب الوجود خالق کل مخلوقات سے بعید ہے
سو وہ تعالے شانہ عاجز نہین سب چیز پر قادر ہی اور جو کچہہ پیدا کیا ہے زیادہ اس سے اضعاف مضاعف
اور پیدا کر سکتا ہی یہہ نہین کہ اس سے زیادہ پیدا کرنے مین عاجز ہے ہان مصلحت آلہی اسہی کے
پیدا کرنے مین تہی اسواسطے اتنی اور زیادہ پیدا نہ کیا اور اگر چاہی دنیا کو معدوم کرنا تو معدوم کر سکتا ہے
اور جب ارادہ اوسکا کسی ممکن کے پیدا کرنے کے ساتہہ متعلق ہوتا ہے تو فورًا وہ شی موجود ہو جاتی ہے
جیساکہ خود وہ تعالے شانہ قرآن مجید مین ارشاد کرتا ہے کہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون
یعنی جسوقت ارادہ کرتا ہی اللہ کسی شی کے ہو جانیکا تو بس کہتا ہی ہو پس وہ ہو جاتی ہے یہہ امر منافی
اسکی نہین کہ ارادہ اوسکا ساتہہ امورات قبیحہ کے تعلق نہین پکڑتا یعنی تعلق نہ پکڑنا اوسکے ارادیکا ساتہہ
امورات قبیحہ کے منافی امر مذکور کا نہین ہو سکتا یعنی یہہ نہین ہے کہ چونکہ وہ تعالے امر قبیح کو نہین کرتا
تو از راہ عجز کے نہین کیونکہ وہ امر قبیح کے کرنیسی عاجز نہین ہے امور قبیح بہی اوسکی قدرت کی تحت مین داخل ہین
اگر چاہی تو کر سکتا ہی مگر چونکہ امورات قبیحہ کا صادر ہونا اوس سے نظر بحکمت کاملہ اوسکی ممتنع ہی ہو اسطی اوسکو
نہین کرتا نہ یہہ کہ از راہ عجز کے نہین کرتا اور ایسی ہی نہ متعلق ہونا اوسکی
قدرت کا ساتہہ اون امور کے کہ جنکا ہونا محال ہے اور وہ امور قبیل ممتنعات
سی ہین اوسکی عموم قدرت کا قادح نہین ہو سکتا کہ اوسکی قدرت عام نرہی یعنی بعض چیز کے ساتہہ تو قدرت
اوسکی متعلق ہو اور بعض کے ساتہہ نہو اسواسطی کہ اشیاء ممتنعہ قابلیت وجود ہی کی نہین رکہتین اور
موجود ہونی کے قابل ہی نہین مثلًا ایک کپڑا کہ ایک ہی وقت مین وہ سب سیاہ بہی ہو اور سرخ
بہی ہو کیونکہ یہہ محال ہے کہ ایک وقت مین ایک شی دو ضدونکی ساتہہ متصف ہو جیساکہ ابن بابویہ نے
کتاب توحید مین بسند صحیح جناب امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ ابلیس نے حضرت عیسیٰ سے کہا
کہ آیا ہو سکتا ہی کہ پروردگار تمہارا زمین کو بیچ انڈے مرغ کے لاوی اوس حال مین کہ زمین بڑی کی
بڑی ہی رہی اور انڈا چہوٹے کا چہوٹا ہی رہے حضرت عیسیٰ نی جواب مین اوسکے کہا کہ وای تجہپر
خداوند عالم کو عاجز نہ سکہتی کہنا کون ہی توانا تر اور صاحب قدرت اوس سے کہ جو لطیف کرے
زمین کو اور بزرگ کری تخم مرغ کو پس معلوم ہوا کہ متعلق نہ ہونا قدرت کا ممتنعات کے ساتہہ
بسبب نہ قابلیت رکہنے اون ممتنعات کی ہی واسطی پیدائش کے نہ از راہ عجز کے ہے

حاصل یہہ ہی کہ جتنی چیزین ممکنات سی ہین چہوٹی یا بڑی لطیف یا ثقیل جلیل یا حقیر قوی یا ضعیف
سب اوسکی قدرت سی پیدا ہوتی ہین اور ہوتی ہین اور جو چیزین کہ قابلیت ہوجانیکی نہین رکہتین
اور ممتنعات سی ہین اون کے نہ پیدا ہونیسی خدا کو عاجز نہین کہہ سکتی اسواسطی کہ عاجز اوسکو
کہتے ہین کہ اون چیزون کو پیدا نکر سکے کہ جو چیزین قابل پیدا ہونیکی ہین نہ یہہ کہ اون چیزون کے
پیدا نکرنے سی کہ جو قابل پیدا ہونیکی نہین ہین عاجز کہلائی اور قادر نہ کہلائے اسواسطے کہ خدا تعالے
قدرت اون چیزون کی پیدا کرنے کی رکہتا ہی کہ جو چیزین قابل پیدا ہونے کی ہین اور اسی
سبب اوسکو قادر کہتی ہین کہ وہ چیزون کو پیدا کرتا ہی اور محالات اور ممتنعات تو کوئی چیز نہین ہے
فقط ایک مضمون بی اصل کو عقل اپنی طرف سے فرض کرلیتی ہے اوسکے پیدا نکرنے سے خدا
کیواسطی کیا عیب آور بہی اقل قلیل اوسہ ادنی اوسکی مقدورات پر کوئی شخص سوائی اوس کے
طاقت اور توانائی نہین رکہتا یعنی اگر کوئی شخص چہوٹی سی چہوٹی چیز کو کہ جسکو خدا نی پیدا کیا ہے
پیدا کرنا چاہی تو ممکن نہین کہ وہ پیدا کرسکے جیسا کہ خدا نے عز و جل خود قرآن مجید مین فرماتا ہے
کہ جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ وہ چیزین کہ تم اونکو سوائی خدا کی معبود قرار دیتی ہو ہرگز وہ قدرت نہین
رکہتی کہ کسی چیز کو پیدا کرین اگرچہ وہ سب جمع ہون اوسکی پیدا کرنے پر اور اگر مکہی ہے باوجود
اس ناتوانی کے کسی چیز کو انسی لیجائی تو ممکن نہین کہ یہہ اوس سے اوس چیز کو لی سکین
ہم عالما شق یعنی خدا تعالی جاننیوالا ہی ہر معلوم کا اور علم رکہتا ہے ہر شی کا کلی ہو یا جزئی
موجود ہو یا معدوم اور ہر شی کو جیسا کہ پہلے پیدا ہونی اوسکی کے جانتا ہی ویسا ہی اوسکو
بعد اوسکے پیدا ہونے کی بہی جانتا ہے اوسکے علم مین کسیطرحکا تفاوت نہین اور وہ تعالے
ازل مین جانتا ہی اوس چیز کو کہ جسکو ابد مین پیدا کریگا جیسا کہ صدوق نی بیچ کتاب
توحید کے جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچہا کہ آیا خدا تعالی
جانتا ہی اوس چیز کو کہ نہ تہی اگر خلعت ہستی کا پہنے اور پیدا ہو تو کسطرح پر ہوگی یا نہین
جانتا مگر اوسی چیز کو کہ جو وجود مین آتی ہے اور پیدا ہوچکتی ہے فرمایا کہ وہ تعالے جانتا ہے
سب چیزون کو پہلی اون کے پیدا ہونے کی پہر فرمایا کہ بس ہمیشہ سی تہا علم اوسکا قدیم اور سابق
اشیا پر پہلی اونکی پیدا ہونے کے اور بہی کافی مین محمد بن مسلم سی روایت کی ہی کہ جناب

امام محمد باقرؑ سے مینے سنا کہ فرمایا آپنے کہ خدا تعالی موجود تہا اوس حال مین کہ کوئی چیز سوائے اوسکی
نہ تہی اور ہمیشہ عالم اور دانا تہا اون چیزون کا کہ جو آیندہ پیدا ہونگی پس علم اوس کا ساتہہ اوس
چیز کی قبل وجود اوسکی اور بعد وجود اوسکی یکسان ہے اور سب اشیا کو مانند ذرات ہوا اور
قطرات دریا اور عدد و مثقال جبال اور اوزان اشجار اور ریگ بیابان اور نفوس حیوانات کو
جانتا ہے اور سب چیزین اوسکی علم کے نزدیک ہویدا ہین اسواسطی کہ وہ خالق ہی سب چیز کا
بواسطہ یا بیواسطہ اور جو شخص کہ ساتہہ ارادے اور اختیار اور حکمت کے کسی چیز کو پیدا کری
البتہ اوس چیز کو اور اوسکی صفات اور آثار کو جانتا ہوگا اور اونکا علم رکہتا ہوگا جیسا کہ یہہ امر
ظاہر ہے دوسری یہہ کہ وہ مجرد ہے اور نسبت مجرد کے سب چیزون کی طرف برابر ہوتی ہے
تیسری یہہ کہ سب ممکنات اثر اوسکی وجود کے ہین پس علم ہی اونکا اور جمیع کمالات اونکے
اوسکی طرف منتہی ہونگی اور جو شخص کہ سب علم اوس سے ہون تو وہ جاہل کسی چیز سے نہوگا
جیسا خدا تعالے جل جلالہ نے ان تین کلمون مین ان دلائل ۳ گانہ کیطرف قرآن مین اشارہ کیا ہی
وہ فرماتا ہی اَلَا یَعلَمُ مَن خَلَقَ وَ ہُوَ اللَّطِیفُ الخَبِیرُ — یعنی آیا نہین جانتا اشیا کو وہ شخص کہ جسنے
اون کو پیدا کیا ہی اور وہ ہے لطیف یعنی مجرد یا صاحب لطف کامل اور رحمت شامل نسبت
جمیع موجودات کے او سحافظ اور خالق اور مربی سبکا وہ ہی ہے اور سبکو اونکی انتہائی کمال کو
پہنچاتا ہے اور دانا ہی سب امور کی خفیات اور پوشیدگی کا اور ظاہر ہے کہ جو شخص خوب طرح سے
فکر و تامل کری غرائب اور عجائب صنع خالق عالم مین یعنی بیچ آفتاب اور ماہتاب اور ستارون
اور اونکی حرکات مختلفہ کی کہ جو اوپر قانون حکمت کی ہین اور بیچ ترتیب جمادات اور نباتات کی
اور پہونچانے مین اونکی اوپر حد کمال کی اور اوپر بیچ تشریح بدن انسان اور حیوانات کی اور ترکیب
اعضا اونکی کی اور بیچ ادراکات حواس خمسہ ظاہریہ اور باطنیہ کی کہ ہزارہا سال حکمانی اونمین
فکر کی اور ہر باب مین کتابین لکہین اور یہہ عشر عشیر بہی اون کے پی اور کہوج نہ لیگئی
تو بعین الیقین جانیگا کہ ایسی خداوند پر کوئی امر مخفی نہین ہے اور کسی چیز مین عاجز نہین ہی اور
سب چیز پر قادر ہے **اور یہہ بہی** جاننا چاہیئی کہ علم اوسکا ازلی اور ابدی ہے اور غافل نہین
ہوتا اور سہو اور نسیان اور فراموشی اوسمین نہین ہوتی اور خواب اور بینکی کہ مقدمہ خواب کا ہے

اور سپر محال ہی اسواسطی کہ یہہ سبب عجز و نقص ہے اور وہ کامل ہی من جمیع الجہات جیسا کہ اوپر جانا گیا کہ
عجز و نقصان شان الوہیت سے بہت بعید ہی پس علم اوسکا ساتھہ ذات اور کائنات کی قدیم ہے اور وہ
عین ذات اوسکا ہی نہ صفت موجود زائد اوپر ذات کی والا چاہی کہ کوئی چیز دوسری قدیم ساتھہ
اوسکی اور موجود ہو پس علم اوسکا کہ صفت کمال ہے علم حصولی نہین کہ محتاج ہو طرف حصول صورت کے
اور طرف قیام اوسکی کے بیچ ذات اوسکی کے اور نہ علم اوسکا حضوری ہی کہ عین حضور معلومات کا ہو
اور نہ صفات فعل سے ہی والا حادث ہو مثل سب حوادث اور افعال کی پس لازم آئیگا کہ ازل مین
عالم نہو بلکہ جاہل ہو حالانکہ جہل اوپر ذات اوس تعالے کی کسی وقت مین اوقات سی روا نہین اور
اگر تجھی یہہ وہم پیدا ہو کہ علم کسی شی کا حال عدم مین اوس شی کی خلاف واقع ہے تو ہم کہینگے
کہ یہہ خلاف واقع جب ہے کہ معدوم کو موجود جانے اور جو معدوم کو معدوم ہی کر جانے تو یہہ خلاف
واقع نہین ہے اور جو شخص کہ علم کو خدا تعالے کی جو ساتھہ اشیاء کی ہے حادث جانے اور منحصر
کرے بیچ حضور اشیا کی اور کہی کہ جب اشیا حاضر اور موجود ہوتی ہین تب اوسکو علم اونکا ہوتا ہے
تو اوس شخص نے حقیقت مین جہل کو بیچ مرتبہ ذات خدا تعالے کے ثابت کیا پس ایمان اور اسلام سے
خارج ہوا اور شیخ ابو جعفر طوسی رح فرماتی ہین کہ جس شخص نے کہا کہ خدا نہین جانتا کسی شی کو
مگر بعد موجود ہونے اوس شی کی پس بہ تحقیق کہ کفر کیا اوسنے اور خارج ہوا توحید سے مولانا
محمد باقر مجلسی رح نے بحار مین فرمایا ہے کہ جملہ ضروریات مذہب سے جاننا اس امر کا ہے کہ خدا تعالی
ابداً و ازلاً جمیع اشیا کا کلیات اور جزئیات سی عالم ہے بغیر اسکے کہ بیچ علم حقیقی اوس تعالی کے
تغیر کسیطرحکا واقع ہو اور بعد اسکی فرمایا کہ مذہب بعض آدمیوں کا یہہ ہی کہ خدا تعالی نہین جانتا
کسی چیز کو مگر بعد واقع ہونے اوس چیز کے اور اس قول کی نسبت طرف ابو الحسین بصری کے
اور ہشام ابن الحکم کی دی ہے اور بعض روایات اسپر دلالت کرتی ہین اور گمان یہہ ہے
کہ یہہ مذہب ہشام کا قبل اختیار کرنے مذہب حق کے ہوا اور یا ناقل کو اشتباہ ہوا ہوا اور قدما
اور فلاسفہ نی علم باریتعالی مین بہت سا اختلاف کیا ہے اور ان سب مذاہب مین کفر صریح ہے
اور مخالف عقل و دین کی ہے اور براہین قاطع ان کے بطلان اور نفی پر دلالت کرتی ہین
انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ پس علم خدا تعالی کا منحصر حضور اشیا مین نہین کہ جب شی

حاضر اور موجود ہو جاتی جب تو سکو اوسکا علم ہوا اسواسطی کہ ظاہر ہے کہ جو شخص اس امر کا قایل ہوگا
تو خالی اس سے نہین کہ یا اشیا کو قدیم جانیگا تو پس قایل ہوگا تعدد قدما کا حالانکہ غیر خدا کوئی قدیم نہین
اور یا اشیا کو حادث جانیگا پس علم بہی اوسکا ساتھہ اشیا کی حادث ہوگا اور لازم آئیگا کہ کسی چیز کو
قبل وجود اوسکے نہ جانے اور اوسکے ساتھہ جاہل ہو تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا بلکہ خدا تعالی
ازل سے اپنی ذات اور سب اپنی مخلوقات کو جانتا ہے اور پہچانتا ہے اور علم اوسکا موقوف اوپر وجود
اونکی کی نہین ہی اور کوئی چیز کسی حال مین اوس سے مخفی نہین اور نہین تو کیونکر اپنی قدرت اور اختیار سے
اوسکو پیدا کرتا بلکہ ذات اوسکی بذاتہ منشا انکشاف جمیع اشیا کا ہی اور یہہ وہم کسیکو نہو کہ ذات خدا تعالے کی
سب اشیا کی مباین ہی پہر کیونکر منشا انکشاف کا ہو سکی گی اسواسطی کہ ذات اوسکی گو مباین سب ذوات کی ہے
مگر کامل بالذات ہی پس اگر اور ذاتین بسبب اپنی نقصان کے منشا انکشاف غیر اپنی کا نہو سکے بلکہ محتاج ہو
طرف حاصل ہونے صورت کی اور اوسکی توسط ہونیکی تو لازم نہین کہ ذات خدا تعالی کی بہی کہ کامل ہے
من کل الوجوہ منشا انکشاف کا نہو اور حال یہہ ہی کہ وہ تعالے غنی ہے اپنی ذات و صفات مین افتقار اور
احتیاج سے طرف غیر اپنی کے ہکذا فی حدیقۃ السلطانیۃ لمولانا السید حسین اعلی اللہ مقامہ م غنیا تق
یعنی وہ تعالی بی نیاز ہے کسیکی طرف اوسکو احتیاج نہین سب سے بی پروا ہی سب چیز کو اوسکی طرف احتیاج ہے
کہ سب مخلوق اوسکی ہین اور وہ کل اشیا کا خالق ہے م لا یوصف بجوہر ش نہین وصف کیا جاتا وہ تعالے
ساتھہ جوہر کے یعنی نہین کہہ سکتے کہ خدا تعالی جوہر ہی اسواسطی کہ جوہر ایک چیز ہے قسم ممکنات سی صاحب
ماہیت کلیہ کا اور قایم بالذات ہی کہ اپنی موجود ہونے مین محتاج طرف غیر کے نہین ہی اور خدا تعالی
واجب بالذات ہی م ولا جسم ش اور نہ وصف کیا جاتا ہی وہ تعالی ساتھہ جسم کی م ولا صورۃ
ولا عرض ش اور نہ ساتھہ صورۃ کے اور نہ ساتھہ عرض کے حاصل یہہ ہی کہ خدا تعالی جسم نہین اسواسطی
کہ جسم ایک جوہر ہی مرکب اجزا سے کہ جو طول اور عرض اور عمق رکہتا ہو اور جو مرکب ہی وہ محتاج ہے
طرف اجزا کی اور خدا تعالی محتاج نہین کسی شی کیطرف واضح ہو کہ موجود یا مرکب ہی یا بسیط مرکب
وہ ہی کہ جسکے واسطی اجزا ہون خارج مین جیسے انسان کہ مرکب ہی اعضا سی اور اخلاط سے
اور عناصر سی یا ذہن مین مثل جنس و فصل کے اور بسیط وہ ہی کہ خلاف اسکے ہو اور خدا تعالے بسیط
مطلق ہے اور اوسکی واسطے جزو نہین اسواسطے کہ اگر اوسکی واسطے جزو ہو تو محتاج ہو طرف جزو کے اور

وہ تعالےٰ احتیاج سی بری ہے اسلیئے کہ جو محتاج ہی وہ ممکن ہی اور وہ تعالےٰ واجب الوجود ہے
اور بہی وہ تعالےٰ صورۃ اور عرض نہین اسواسطی کہ عرض وہ چیز ہے کہ جو قایم ہوتی ہے ساتھہ
غیر کے اور محتاج ہوتی ہے طرف محل کے اور قسم ہے ممکنات سی اور خدا تعالی واجب الوجود ہے
اور بری ہی احتیاج سے اور صورۃ بہی ایک عرض خاص ہے اور ایک شکل محدود اور خدا تعالی
عرض نہین اسواسطی کہ عرض بہی قسم ممکنات سی ہے جیسے کہ گذرا اور خدا واجب بالذات ہی اور
خدا تعالی کی جسم اور صورت اور عرض نہونے پر اکثر آیات قرآنی اور احادیث محبوب سبحانی
بہی دلالت کرتی ہین جیساکہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ لیس کمثلہ شئی یعنی نہین ہی مثل اوسکی کوئی شے
بس اگر خدا تعالی جسم ہو تو سب اجسام اوسکے مثل ہونگے اور اگر صورت ہو تو اجسام ذی صورت اوسکی
مشابہ ہونگی صورت ہونے مین اور بہی صورت عوارض مختصہ اجسام سے ہی کہ جسم ہی کو عارض
ہوتی ہے اور مستلزم ہی ترکیب کو اور ایک حدیث مین جناب امام علی نقی ع سے مذکور ہی کہ آپ نی فرمایا
کہ خدا تعالی جسم اور صورت اور عرض نہین ہے بلکہ وہ پیدا کرنیوالا اجسام کا اور صورتون اور جواہر کا ہی
اور بہی کافی مین جناب امام ابوالحسن ع سے مروی ہے کہ فرمایا اوس جناب نی کہ تسبیح کرتا ہون مین
اوس خدا کی کہ نہین ہے مثل اوسکے کوئی اور نہین ہے صاحب صورت کا اور نہ صاحب جسم کا
اور بہی اوسی کتاب مین ہے کہ محمد بن حکیم نے جناب امام موسی کاظم ع سی قول ہشام کا بیان کیا
کہ وہ کہتاہی کہ خدا جسم رکہتا ہی آپنے فرمایا کہ خدا تعالی شبیہ اپنا نہین رکہتا اور کسقدر امر بد ہے کہ
کوئی شخص خالق تمام اشیا کو موصوف کری ساتھہ جسمیت اور صورت کی یا اوسکی خلقت اور تحدید
اور صورت اور عضو قرار دی **اور بہی** محمد بن فرج نے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ مینی لکہا خدمت مین
جناب ابوالحسن ع کے اور سوال کیا مینی قول ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم سے خاص اس
امر مین کہ خدا تعالے صورت اور جسم رکہتا ہے پس اوس جناب نی جواب مین لکہا کہ دور کر اپنی سے
حیرت کو اور راہ ندی متحیرون کو اپنی پاس اور پناہ اور حفاظت طلب کر خدا سے شیطان کی شر سے
امر ایسا نہین ہی کہ جو دونون ہشام سمجہی ہین یا یہہ کہ قول ہشامون کا نہین ہے جناب سید حسین
اعلی اللہ درجاتہ فرماتے ہین کہ اوپر تقدیر اول کے ظاہر یہہ ہے کہ دونون ہشام پہلی پہونچنی کے
خدمت مین جناب امام علیہ السلام کی قائل اس قول کے ہوئی ہونگے اسواسطی کہ اعتقاد انکا

قبل اسکی کہ حضور امام عم مین حاضر ہوں فاسد تہا اور بہ برکت حضور خدمت حضرات سب فسادون کا
زایل ہوگیا اور بہ تقدیر ثانی بہ روایت ہشام مین اسی روایت سی ثابت ہوتی ہے کسی معاند مخالف نی
از راہ عناد انکی طرف ایسی قول فاسد کی نسبت کردی ہو اور شہرت دیدی ہی اور وہ ایسی امر سے
بری ہوں اسواسطی کہ جلالت قدر و شان اونکی زیادہ اس سے ہے کہ وہ ایسی اقوال سخیفہ کی قایل
ہون غرضکہ یہہ معنی ضروریات دین سے ہین اسطرح پر کہ جو شخص کہ ادنی معرفت اور ادراک اطلاع اوپر فرقہ
حقہ کی رکہتا ہوگا وہ جانتا ہوگا کہ انکار کرنا اسبات کا مستلزم ہی انکار اصل مذہب اور طریقہ شریعت کو
اور ثبوت اس عقیدہ کا شرع سے اوپر واضح ہوگا اور ایک طائفہ ہے اس اُمت مین مشبہ
اور مجسمہ کہ وہ جسمیت خدا کی قایل ہین اور کہتی ہین کہ وہ تعالے شانہ عرش پر بیٹہا ہے اور
جسم اوسکا عرش سی چارون طرف مین زیادہ ہی بقدر چہہ بالشت کی اور ہر شب جمعہ کو گدہے پر
سوار ہوکر عرش پر آتا ہی اور صبح تک ندا کرتا ہے کہ آیا میری بندون مین سے کوئی ایسا شخص ہے
کہ توبہ اور انابت اور استغفار و ندامت اپنی گناہون سے کرے تا مین مرتبہ اجابت اور
قبولیت کو پہنچاؤن اور بعض کہتی ہین کہ طوفان حضرت نوح عم مین وہ تعالی و تقدس اسقدر رویا کہ
آنکہین درد پیدا کر لائین اور ملائکہ اوس جناب کی عیادت کو آئے اور بعض کہتی ہین کہ خدا تعالے
اوپر صورت انسان کی ہے کہ بیر انسن سر اور ریش کے بال کچہہ سیاہ کچہہ سفید غرض ایسی بہت سے
مزخرفات انکی ہین کہ جنکا ذکر باعث طوالت و ملال ہے اور فساد اور بطلان اس عقیدہ کا
عاقل خبیر پر ظاہر و باہر اور استدلال اسکی بطلان کی مرد زیرک پر ہویدا اور روشن ہے
احتجاج طبرسی مین ابراہیم بن ابی محمود سے منقول ہے وہ کہتا ہی کہ مین نی عرض کی بیچ خدمت
بابرکت امام رضا عم کے کہ ای فرزند رسولخدا آپ کیا فرماتے ہین خاص اوس روایت مین کہ جسکو
رسولخدا سے نقل کرتی ہین کہ خدا تعالے نازل ہوتا ہی ہر شب آسمان دنیا پر ثلث آخر شب مین
آپنے ارشاد کیا کہ خدا تعالی لعنت کرتا ہی تحریف کرنیوالون کو پیغمبر خدا نی یہہ نہین فرمایا بلکہ یہہ
ارشاد کیا ہی کہ خدا تعالی نازل کرتا ہی فرشتہ کو ہر شب ثلث آخر مین آسمان دنیا پر اور شب جمعہ کو
اول شب سے کہ وہ ندا کرتا ہی پروردگار عالم کی جانب سے کہ آیا کوئی سایل ہے کہ سوال کری اور مین
اوسکو عطا کرون آیا کوئی توبہ کرنیوالا ہے کہ توبہ کری اور مین توبہ اوسکی قبول کرون آیا کوئی

طلب کرنیوالا ہی آمرزش کا کہ مین اوسکو بخشون ای طلب کرنیوالے آگے آ اور متوجہ ہو ای طالب شر
کوتاہ کر اپنی قصد کو پس ہمیشہ وہ فرشتہ یہہ ندا کرتا ہی تا طلوع صبح اور جب صبح طالع ہوتی ہی تو وہ فرشتہ
سب فرشتون مین آسمان کے جا ملتا ہی اور حسین بن طالع نی اوس حضرت سی عرض کی
کہ ای فرزند رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اوس روایت مین کہ رسولخدا سی نقل کرتی ہین کہ اون
جناب نی فرمایا خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنی پیدا کیا خدا انے آدم کو اپنی صورت پر آپنے فرمایا
قاتلہم اللہ لقد حذفوا اول الحدیث وذکروا القصة قتل کری اللہ اون کو کہ انہون نی اول حدیث کو حذف کیا اور پہر
آپ نے اوسکا قصہ اسطرح بیان کیا کہ ایکروز رسولخدا کا گذر دو شخصون پر ہوا کہ آپسمین ایکدوسری کو
دشنام دیتے تہے پس آپنے سنا کہ ایکدوسریکو کہتا تہا کہ خدا زشت کری تیری صورت کو اور اوس
شخص کے صورت کو کہ جو مشابہ تیری ہو اوس جناب نی فرمایا کہ ای بندہ خدا یہہ کلمہ اپنی بہائی کی حق مین
نہ کہو فان اللہ خلق آدم علی صورتہ یعنی بدرستیکہ پیدا کیا ہے اللہ نی آدم کو اوپر صورت بہائی تیری کے
انتہی اور بعض روایت مین آیا ہی کہ مراد حدیث سی یہہ ہے کہ پیدا کیا خداوند عالم نی آدم کو اوپر صورت
آدم کے پس اس تقدیر پر ضمیر صورتہ کی حضرت آدمؑ کی طرف پہرتی ہے اور اوپر تقدیر اول کی طرف
اوس شخص کے کہ جسکو اوس شخص نی کہا تہا کہ خدا تیری صورت کو زشت کری اور اوپر دونون
تقدیر کے ما نحن فیہ سے خارج ہے اسواسطی کہ ضمیر خدا کیطرف نہین پہرتی جیسا کہ توہم کیا۔
معاذ اللہ اور پناہ بخدا اوس گروہ سے کہ خدا تعالی کو کہ جو برتر ہے مشابہت سی ساتہہ مخلوقات کی
تشبیہ دیتی ہین اور اسقدر عیوب اور نقصان کو جو اوپر عجز اور اضطرار کے متفرع ہے اوسکی طرف
نسبت کرتی ہین قاتلہم اللہ انی یؤفکون هم ولا خط ولا سطح له شی یعنی اور بہی نہین وصف کیا جاتا وہ تعالی
وتقدس ساتہہ خط کے اور نہ ساتہہ سطح کے یعنی نہین کہہ سکتی کہ خدا تعالی خط ہے یا سطح ہے اسواسطی کہ خط
اور سطح عرض ہین اور عرض قسم ممکنات سی ہی اور خدا تعالی واجب الوجود ہے هم ولا ثقل ولا خفة ولا لون
ولا کون له شی یعنی اور بہی نہین وصف کیا جاتا ہی خدا تعالی ساتہہ ثقل کے اور خفت کی اور لون اور
کون کے کہ یہہ چیزین بہی عرض ہین اور لوازم جسمیت ہین اور خدا تعالی واجب ہی اور قدیم اور بسیط
ولا حد یعنی اور بہی نہین وصف کیا جاتا ہے خدا تعالی ساتہہ حد کے اور حد کی معنی کہتی ہین ایک معنی
اوسکی طرف کی اور نہایت کی ہین کہ جسپر محدود ٹہر جاتا ہے اور تمام ہوجاتا ہے مثل نقطہ کے

کہ نہایت خط کی ہے اور خط کہ نہایت سطح کی ہی اور سطح کہ نہایت جسم کی ہے — واضح ہو کہ طرف
اور نہایت عبارت ہی کم سے یعنی چند کے اور کم عرض ہے کہ قبول کرتا ہی قسمت کو بذاتہ
اور وہ یا منقسم ہوتا ہی طرف اجزا کی کہ وہ سب اجزا مشترک ہوتی ہین بیچ حد واحد کے
یا منقسم ہوتا ہی طرف اجزا کے کہ جو مشترک نہین ہوتی بیچ حد واحد کے اور اسکو کم منفصل
کہتی ہین جیسے کہ اول کو کم متصل کہتی ہین اور مراد حد مشترک سی یہہ ہی کہ نسبت حد کی
طرف دو جزون کے نسبت واحد ہو یعنی ایک طرح کے جیسی نقطہ طرف دو جزون
خط کے کہ اگر وہ نقطہ اعتبار کیا جائی نہایت ایک جزو کے تو ممکن ہی کہ اعتبار کیا جائی نہایت
دوسرے جزو کے ہی اور اگر اعتبار کیا جائی بدایت یعنی ابتدا ایک جزو کی تو ممکن ہی کہ اعتبار
کیا جائی بدایت دوسری جزو کی ہی حاصل یہہ کہ اوس جزو کو خصوصیت ساتھہ ایک جزو کی جیسے
ہوتی ہے ویسی ہی خصوصیت ساتھہ دوسرے جزو کی ہی ہوتی ہے اور ایسی ہی حال ہی خط
کا ہی ساتھہ دو جزاون سطح کے اور سطح کو ساتھہ دو جزون جسم کے اور کم منفصل مین حد و مشترک
نہین ہوتے اسواسطی کہ مثلاً عشرہ کی تقسیم کیجائی طرف چہہ اور چار کے تو چھٹا اور دکا جزو نہوگا
چہہ کا اور داخل نہوگا اوسمین اور ایسا ہی خارج ہوگا چار سی ہی پس اس جگہہ کوئی مشترک
درمیان دونون قسمون عشرہ کی کہ چہہ اور چار ہین نہین ہین جیسا نقطہ کہ مشترک ہی خط مین
اور کم متصل اگر قار الذات نہین ہے یعنی مجتمع الاجزا تو وہ زمان ہی کہ سب اجزا اوسکی جمع نہین
ہوتے ایک آتا ہے اور دوسرا گذر جاتا ہے اور اگر قار الذات ہے تو وہ مقدار ہے اور مقدار
اگر ایک جہت مین قسمت قبول کرتا ہی یعنی فقط طول مین ہے تو وہ خط ہے اور اگر دو جہت مین
یعنی طول اور عرض مین قسمت کو قبول کرتا ہی تو وہ سطح ہے اور اگر تینون جہت مین یعنے
طول مین اور عرض مین اور عمق مین قسمت کو قبول کرتا ہے تو وہ جسم تعلیمی ہی پس
خدا تعالی نہ کم ہے والا عرض ہو اور محتاج ہو محل کا پس ممکن ہو کیونکہ جو محتاج ہی وہ
ممکن ہی اور نہ کمیات سی ہی یعنی معروض کم کا کہ جسکو کم عارض ہو والا جسم ہو جائی
پس مرکب ہو اسواسطی کہ جو جسم ہی وہ مرکب ہی حالانکہ وہ بسیط ہے ——
دوسری معنی حد کی معرف کی ہین یعنی معلوم کرو ادنیوالا اور پہچنوا دینیوالا کسی ذات

مجہول کا اور وہ مرکب ہوتا ہی اجزاء حقیقیہ شی سی یعنی اون اجزا سی کہ جو شی کی حقیقت
اور ذات مین داخل ہوتے ہین اور اون سے قیام شی کا ہوتا ہے اور اجزا شی کی
کہ جنسی شی مرکب ہوتی ہے وہ کئی طرح پر ہین ایک اجزاء خارجیہ یعنی وہ اجزا جو خارج
مین موجود ہون جیسی اجزا تخت کی کہ تختی اور کیلین وغیرہ خارج مین موجود ہین اور
اجزا جسم حیوان کے کہ سر اور ہاتھہ اور پاؤن وغیرہ خارج مین ہین دوسری اجزاء وہمیہ
تحلیلیہ اور بنا ان اجزا کے اوپر فرض کرنی شی دون شی کی ہے یعنی فرض کرنا کہ یہہ جزو
شی کا غیر ہی اس جزو سے اور ظاہر مین وہ اجزا معلوم نہون بلکہ شی متصل واحد ہو
جیسے کہتی ہین کہ یہہ جزو اس شی کا گز پر کا ہی اور یہہ دو گز کا حالانکہ گز اور دو گز ظاہر مین معلوم
نہین ہوتی مگر شرط ان اجزا کی یہہ ہے کہ وہ شی صلاحیت فرض کرنے اور توہم کرنے
اون اجزا کی رکہتی ہو جیسے جسم اور خط اور سطح کہ اگرچہ بالفعل یہہ متصل واحد ہین لیکن
قوت واہمہ تمیز دے سکتی ہے درمیان ایک جزو خاص کے اوسکی ساتہہ جزو دوسری کی
اور قوت سی فعل مین آنا ہی اون اجزا کا ممکن ہو مثلاً اگر ایک گز کپڑا ہو تو اوسکو پاؤ پاؤ گز
یا آدہ آدہ گز پر ٹکڑے کر سکتی ہین تیسری اجزاء عقلیہ ہین اور وہ دو نوع پر ہین —
نوع اول وہ اجزا ہین کہ جو ساتہہ حکم عقل کے خارج مین قرار دئی جاتے ہین اور
فرق درمیان قسمت وہمیہ اور عقلیہ بالمعنی الاخص کے یہہ ہے کہ قسمت وہمیہ قسمت جزئیہ ہی
اور قسمت عقلیہ قسمت کلیہ ہی اسواسطی کہ وہم کا کام تصور کرنا جزئیات کا ہی نہ کلیات کا
اور عقل کا کام ادراک کرنا کلیات کا ہی پس یہہ کہنا کہ فلان جسم مرکب ہے اس نصف اور
اس نصف سے یہہ تو قسمت وہمیہ ہی اور یہہ کہنا کہ ہر جسم مرکب ہی نصفون سے یہہ قسمت
فرضیہ عقلیہ ہی نوع دوسری اجزاء ذہنیہ ہین اور وہ عبارت ہی چند مفہوم سے کہ نفس
ذات سی بمعونت عقل انتزاع کئی جاتی ہین اور منشا یعنی اوس چیز کو کہ جس سے یہہ اجزا
منتزع ہوتی ہین ان اجزا سے مرکب جانتی ہین مثل جنس و فصل کے کہ نوع کو اوس سے
مرکب کہتی ہین اور ترکیب ساتہہ تینون معنی اول کے حضرت باریتعالی سے مسلوب ہی یعنی
اتفاق ہے اہل ملل و نحل کا کہ خدا تعالی تینون طرح کے اجزاء اولین سے مرکب نہین

سوائی مجسمہ کے کہ جنکا حال اوپر گذرا حاصل یہہ کہ خدا تعالے مرکب نہین کہ اجزاء خارجیہ یا وہمیہ یا عقلیہ رکھتا ہو اسواسطی کہ اگر اوسکی واسطی اجزاء خارجیہ ہون تو بالضرور یہہ اجزا اوسکی علت ہونگی اور مقدم اوسپر کیونکہ علت کا وجود مقدم ہوتا ہی وجود معلول سے پس بالضرور ذات واجب تعالی کی متوخر ہوگی اپنی اجزا سے اور یہہ تاخر یا ذاتی ہوگا یا زمانے یا ذاتے اور زمانی دونون صورت اول مین حدوث ذاتی لازم آئیگا اور صورت دوسری مین لازم آئیگا حدوث زمانی اور وہ عبارت ہی اس سے کہ ایک زمانہ مین معلول ہو اور علت پائی جائی اور تیسری صورت مین لازم آئیگا حدوث ذاتی اور زمانی دونون اور تینون حدوث مختص ہین ساتہہ ممکن کی پس اگر خدا تعالی کی لئی بہی اجزاء حقیقیہ خارجیہ اور تحدید حقیقی ہو تو خدا تعالی بہی ممکن ہو جائی اور محتاج ہو اپنی ذات مین طرف اجزا کی اور اپنی وجود مین محتاج ہو طرف وجود اجزا کی جیسا کہ حال ہی ذات اور ذاتیات کا پس واجب تعالی بحسب نفس ذات اپنی خالی ہوگا وجود سے اور خالی ہونا وجود سے عدم ہے پس واجب تعالی اپنی نفس ذات مین معدوم ہوگا اور یہہ منافی ہے ساتہہ وجوب ذاتی کے اسواسطی کہ وجوب ذاتی وہ چیز ہی کہ قبول نہ کری عدم کو اپنی ذات مین **اور بہی** اگر خدا تعالی کے لئی اجزا ہون تو یا وہ ممکن ہونگی یا واجب یا ممتنع اگر ممکن ہونگی تو لازم آئیگا کہ واجب اپنی ذات مین قبول کرنیوالا ہو عدم کا اسواسطی کہ ممکن اوسکو کہتی ہین کہ جو اپنی مرتبہ ذات مین قبول کرے عدم کو اور جب اجزا خدا تعالے کی ممکن ہوتی تو قابل ہونگی عدم کے اپنی ذات مین اور عدم اجزا کا بحسب ذات مستلزم ہی عدم کل کو پس واجب تعالی کہ اس صورت مین کل ہوگا قبول کرنیوالا ہوگا عدم کا اپنی مرتبہ ذات مین حالانکہ عدم اوسپر محال ہی کہ وہ واجب بالذات ہی اور اگر وہ اجزا واجب ہونگی تو اول لازم آئیگا تعدد واجب کا اور یہہ خلاف ہی واقع کے کہ واقع مین واجب ایک ہی ہے **دوسری** یہہ کہ لازم آئیگا کہ حقیقت واجب کی امر اعتباری ہو نہ حقیقت محصلہ واقعیہ اسواسطی کہ واجبات مین علاقہ افتقار کا نہین ہوتا اور ایک واجب دوسری واجب کیطرف محتاج نہین ہوتا اور جو اگر ایک دوسری کی طرف محتاج ہو تو ممکن ہو جائی واجب نرہی اور ترکیب حقیقی بدون افتقار اور احتیاج کی ممکن نہین اسواسطی کہ جب تک ایک جز کو دوسرے جز کی طرف احتیاج نہوگی اور باہمگر

علاوہ احتیاج اور افتقار کا نہ کہتی ہونگی تو آپسمین کیونکر ترکیب پاوینگے اور ایسی ہی اجزاء ذہنیہ کا
ہونا بہی اوس تعالی شانہ کیواسطی باطل ہے اسواسطی کہ اجزا اسکی معنی جیسی کہ اوپر گذری یہہ ہین
کہ وہ چند مفہوم ہین کہ نفس ذات سی بمعونت عقل انتزاع کئی جاتے ہین اور ان اجزا کو ذاتیات
بہی کہتی ہین اور اجزاء ذہنیہ بہی کہتی ہین پس ان اجزا کی نفی اور اثبات مین مابین متکلمین کے اختلاف
واقع ہے اکثر تو نفی ان اجزا کی کرتے ہین بگمان اسکے کہ اجزاء ذہنیہ مستلزم ہین اجزاء خارجیہ کو
پس اگر اوس تعالی شانہ کیواسطی اجزاء ذہنیہ ہوں تو اجزاء خارجیہ بہی ہوں اور بطلان اجزاء
خارجیہ کا اوسکی واسطی بدلائل ثابت ہوا تو پس ہونا اجزاء ذہنیہ کا بہی اوسکی واسطے باطل ہوگا
اور بعض متکلمین اجزاء ذہنیہ بمعنی مذکور کو اوس تعالی شانہ کیواسطی تجویز کرتے ہین اسواسطی
کہ وہ اس استلزام کی قایل نہین اور کہتی ہین کہ یہہ اجزا ذہنیہ کہ جو مصطلح حکما ہین وہ اجزا
حقیقیہ نہین ہین اور نہ مستلزم ہین اجزاء حقیقیہ کو پس نفی اونکی محل بحث ہی بسبب نہ جاری
ہونی دلیلون مذکورہ کے انمین یعنی جن دلیلون سے اجزاء حقیقیہ کو باطل کیا ہی وہ دلیلین اجزاء
ذہنیہ کی بطلان پر دلالت نہین کرتین مگر یہہ لوگ نفی ترکیب کی کرتے ہین ساتہہ نفی جزئیت انکی کے
نہ اثبات اجزا کا کرتے ہین اوس تعالے کے واسطی وکیف ما کان نفی کرنا انتزاع کرنی مفہومات
متعددہ کا ذات باریتعالی سے مطلقا اور اگرچہ ساتہہ اضافات کی ہو محل انکار ہے اسواسطے
کہ اکثر مفہوم ذات واحد بسیط سی بغیر اسکے کہ شائبہ ترکیب کا اوسکی ذات مقدس مین راہ پاوی
مسلمات عقلا سی ہے اسواسطی کہ وجود اور قدم اور امتناع عدم نفس ذات باری سے منتزع
ہوتی ہین بلکہ نزدیک شیعون کے سائر صفات ثبوتیہ اوسکی ذات سی منتزع ہوتی ہین اور منشا اونکا
نفس ذات اوسکی ہے بلکہ حکماء محققین کے نزدیک بہی یہہ ہی امر ہے مگر انکو اجزا ہرگز واجب کے
نہین کہہ سکتی اور تعدد ان مفہومات کا مستلزم ترکیب کو نہین ہے بلکہ منشا انکا ذات حق تعالے
کی ہے کہ بسیط مطلق ہی اور وجود اور تشخص عین ذات اوسکا ہے اور خدا تعالی حقیقت کلیہ نہین
رکہتا چہ جائی اجزاء حقیقت کی اور نفی امثال ان مفہومات کی کسی علماء اعلام کی کلام سی مستفاد
نہین ہوتی اور اس مطلب پر یعنی عدم ترکیب خدا تعالے پر اجزا سے ادلہ سمعیہ اور نصوص
کثیرہ بہی دلالت کرتے ہین از آنجملہ قول جناب امیرؑ کا ہے کہ من جزاہ فقد جہل یعنی جس نے ذات

خدا تعالی کے اجزا اقرار دئی وہ جاہل ہے ساتھہ اوسکے اور قول اوس جناب کا بیچ معنی احدی المعنی کی یہہ ہے یعنی بہ انہ لاینقسم فی وجود ولا عقل ولا وہم کذلک ربنا عز وجل یعنی خدا تعالی منقسم نہین ہوتا بیچ وجود کی اوسکے نہ بیچ عقل کے اور نہ بیچ وہم کے اور ایسا ہی ہے رب ہمارا اور قول جناب صادق ع کا قول انہ سمیع بکلہ لا ان الکل منہ لہ بعض یعنی کہتا ہون مین کہ خدا تعالی ساتھہ کل ذات اپنی کے سمیع ہے نہ اسطرح کہ بیچ مقابل کل اوسکے کے کوئی جزو ہو جیسا کہ اکبر کہ کبھی مقابل اوسکی اصغر کہا جاتا ہی اور کبھی بمعنی ما لا اکبر منہ کے کہتی ہین یعنی اکبر وہ ہے کہ نہین کوئی اکبر اوس سے پس ایسی کل کہ کبھی مقابل اجزا کے اطلاق کیا جاتا ہے اور کبھی اطلاق اوسکا اوپر مجرد ذات کی ہوتا ہے اسطرح پر کہ کوئی امر خارج ساتھہ اوسکے منضم نہین ہوتا اور قول جواد علیہ السلام کا ہو اللہ الذی لا یلیق بہ الاختلاف ولا الائتلاف وانما یختلف ویأتلف المتجزی ولا یقال لہ قلیل ولا کثیر ولکنہ القدیم فی ذاتہ لان ما سوی الواحد متجزء واللہ احد ولا متجزء ولا متوہم بالقلۃ والکثرۃ وکل متجزء ومتوہم بالقلۃ والکثرۃ فہو مخلوق دال علی خالق لہ یعنی خدا تعالی وہ خدا ہی کہ نہین لائق اوسکی ساتھہ اختلاف اور ترکیب اور ائتلاف یعنی جایز نہین یہہ کہ کہا جاوی کہ وہ تعالی مختلف ہے یعنی نصف اوسکا اور طرح پر ہی اور نصف اوسکا اور طرح پر یا مرکب ہی یا تھوڑا ہی یا بہت کیونکہ مختلف اور مؤتلف نہین ہوتی مگر وہ چیز کہ جو منقسم ہو سکتی ہے طرف اجزا کے اور نہین کہا جاتا واسطی اوسکے قلیل اور کثیر لیکن وہ تعالی قدیم ہے اپنی ذات مین اسواسطی کہ ماسوائی خدا کے سب متجزی اور منقسم ہین اور خدا تعالے یگانہ ہی متجزی اور منقسم نہین ہوتا اور اوسمین توہم نہین کیا جاتا قلت اور کثرت کا اور جو چیز متجزی ہی اور متوہم ہی ساتھہ قلت اور کثرت کی وہ مخلوق ہی اور محتاج طرف خالق کی اور سوائی اوسکی اور بہت سی دلیلین ہین اوسکی بسیط ہونے پر م ولا حرکۃ ولا سکون ش اور یہی نہین وصف کیا جاتا وہ تعالی ساتھہ حرکت کی اور نہ ساتھہ سکون کے حرکۃ عبارت ہی خروج قوۃ سے طرف فعل کے لفظ قوۃ کا اولا وضع کیا گیا ہے واسطی اوس معنی کی کہ جسکے سبب حیوان سے افعال شاقہ اور دشوار صادر ہوتے ہین پہر واسطی قوۃ بمعنی مذکور کے ایک مبدا ہے کہ جس سے یہہ قوۃ پیدا ہوتی ہے اور وہ قدرت اور توانائی ہے کہ قوت ان افعال شاقہ کی اوس سے پیدا ہوتی ہے اور ایک واسطی قوۃ کے لازم ہے

اور وہ انفعال ہی یعنی سہولت اور آہستگی سے اثر قبول کرنا پہر قدرت کی لئی ایک وصف ہی مثل
جنس کے اور وہ صفت ہی اثر کرنیوالے کی غیر کے اور ایک واسطی اوسکی لازم ہے اور وہ
امکان ہی اسواسطی کہ قادر وہ ہی کہ صحیح ہو اوس سے فعل اور ترک فعل یعنی اگر چاہی کری
اور اگر چاہی نہ کری پس نقل کیا حکمانی اسم قوت کو طرف اس جنس کے اور طرف اُسکے
لازم کے پس کہتی ہین وہ حکما سفید چیز کو کہ وہ اسود ہی بالقوۃ یعنی ممکن ہی کہ وہ سیاہ ہو جائے
بیان اسکا یہہ ہے کہ شی موجود نہین جایز کہ من جمیع الوجوہ یعنی سب طرح سی بالقوۃ ہو
اور نہین تو وجود اوسکا بہی بالقوۃ ہوگا کہ وہ بہی اس جملہ سی ہے پس وہ شی موجود نہوگی حالانکہ
وہ موجود فرض کی گئی ہے پس وہ شی موجود یا تو من جمیع الوجوہ موجود ہے وہ تو موجود کامل ہے
کہ نہین ہی واسطے اوسکی کوئی ایسا کمال کہ جسکے ہونیکی توقع کیجاے بلکہ سب کمال اوسکی واسطے
بالفعل حاصل ہین مثل باری عز اسمہ کی کہ وہ تعالی من جمیع الوجوہ کامل ہی اور اگر وہ شی بعض وجوہ سے
بالقوۃ ہے اور بعض سے بالفعل جیسے اجسام مثلاً کہ وہ موجود ہین بالفعل اور بعض صفات کی
ساتہہ متصف ہین بالقوۃ بہی کیونکہ وہ صفات فی الحال اونمین نہین پائی جاتی اور زمانہ استقبال
مین وہ پائی جائین گے پس اس حیثیت سی کہ وہ بالقوۃ ہین اگر خارج ہونگی قوۃ سی طرف
فعل کے پس یہہ خروج اگر دفعۃً واحدۃً ہوگا تو وہ کون اور فساد ہی جیسے کہ پانیکا ہوا بن جانا
کہ صورت ہوائیہ واسطی پانی کے بالقوۃ تہی اب وہ قوۃ سے طرف فعل کے خارج ہوئی
اور یہہ خروج دفعۃً واحدۃً ہے اور یا خروج او بتدریج کی ہوگا یعنی آہستہ آہستہ اور وہ
حرکت ہی پس ثابت ہوا اس سے کہ واجب الوجود حرکت کے ساتہہ متصف نہین ہوتا اور
جب حرکت سی متصف نہین ہوتا تو سکون کی ساتہہ بہی متصف نہوگا اسواسطی کہ سکون
وہ عدم حرکت ہی اوس چیز سے کہ جسکی شان سی حرکت ہی اور بعضی کہا ہی کہ سکون
استقرار ہی ایک زمانہ مین کہ جسمین حرکت واقع ہو م و لا زمان ش اور یہی نہین
متصف ہوتا وہ تعالے ساتہہ زمانے کے اسواسطی کہ زمان عبارت ہی مقدار حرکت
فلک اعظم سے یعنی اندازہ حرکت سی اور جب وہ تعالی متصف نہین ہے ساتہہ حرکت کے
تو پس متصف نہوگا ساتہہ زمان کے م و لا مکان ش اور یہی نہین متصف ہوتا

وہ تعالی ساتھہ مکان کی ہی ۔ واضح ہو کہ مکان کی معنی دو ہین ایک سطح باطن حاوی کے یعنی گھیرنیوالی کے
کہ ملاصق اور ملنی والی ہو سطح ظاہر محوی کی یعنی گھیری گئی کو جیسی مثلاً ٹھلیا کہ اندر کے سطح اوسکی گھیرنیوالی ہے
پانی کی یا باہر کے سطح کو پس اندر کی سطح ٹھلیا کی مکان ہی واسطی سطح بیرونی آب کی اور دوسری معنے
مکان کی بعد کی ہین کہ جو مجرد ہو مادی سی پس جو معنی کہ مکان کے لئی جائین وہ معنی خدا تعالی کیواسطے ممکن
نہین ہو سکتی اسواسطی کہ اگر معنی اوسکی سطح کے لئی جائین تو ضرور ہے کہ متمکن کیواسطی بھی سطح ہو اور سطح
نہین ہی مگر واسطی جسم کے اور خدا تعالی جسم نہین اور اگر معنی اوسکی دوسری لئی جائین یعنی بعد کے
تو ضرور ہی کہ متمکن کی لئی بھی ابعاد ہون (یعنی طول اور عرض اور عمق) کہ جو ابعاد مکان پر منطبق
ہون اور ابعاد بھی لوازم جسمیت سے ہین اور جسمیت خدا تعالی کی باطل ہی پس مکان جس معنے سے
کہ لیا جاتی اوس تعالی کیواسطی باطل ہے ۔ دوسری یہہ کہ اگر اوسکی واسطی مکان ہو تو وہ محتاج ہے
مکان کا اسواسطی کہ عقل سلیم حاکم ہی ساتھہ اسکی کہ وجود اوسکا بدون مکان کے نہو سکیگا اور احتیاج
صفات حوادث سی ہے تو پس وہ تعالی بھی چاہئی کہ حادث ہو حالانکہ وہ تعالی قدیم ہی اور احادیث
بھی اس امر پر دلالت کرتی ہین از انجملہ شیخ صدوق رح نی کتاب توحید مین سلیمان بن مہران سے
روایت کی ہی کہ مینی جناب صادق ع سی عرض کی کہ آیا جائز ہے کہ خدا تعالے مکان مین ہو فرمایا
کہ خدا تعالے برتر ہی اس سے کہ مکان مین ہو واالا اگر وہ مکان مین ہو تو حادث ہو اسواسطی کہ
متمکن مکان مین محتاج ہوگا طرف مکان کے اور احتیاج لوازم جسمیت سی ہی اور خدا تعالے
جسم نہین اور ایسی ہی خدا تعالی کیواسطی جہت بھی نہین ہی کہ یہہ لوازم جسمیت سی ہی

م وانہ تعالی متعال عن جمیع صفات خلقہ ش اور بھی بہ تحقیق کہ وہ تعالی منزہ ہی سب
صفات نقصان مخلوقات سی اسواسطی اگر کوئی صفت نقص اوس جل شانہ مین پای جاتی
تو وہ بھی مخلوقات کی برابر ہو جائی حالانکہ وہ من جمیع الوجوہ کامل ہے کسیطرحکا نقصان اوسمین نہین ہے

م خارج عن الحدین حد الابطال وحد التشبیہ ش اور خارج ہی وہ تعالے دونون حدونسے
حد ابطال سے یعنی موجود نہونے سے جیسی کہ سوبیہ اور اطائفیہ کہتی ہین کہ خدا تعالے موجود
نہین اور دوسری حد تشبیہ سی یعنی مشابہ ہونی سے ساتھہ اجسام کی جسمیت مین جیسا کہ مجسمہ
اور مشبہ کہتی ہین کہ خدا تعالی اوپر عرش کی بیٹھا ہے اور جسم اوسکا عرش سی ہر چہار طرف زیادہ ہے

بقدر چهه بالش بالشتون ہاتهه اپنی سے اور باقی حال مجسمه کا اوپر گذر ا هم و انه تعالی شئی

لا کالاشیا مثلا اور وه تعالے شانه موجود ہی نه مثل اور موجودات کی یعنی اور موجودات موجود
ہین ساتهه موجود کرنیوالے کے اور وه تعالی موجود ہی بذاته ـــ واضح ہو کہ اصل اصول دینیات کا
اذعان اور یقین کرنا ہی ساتهه وجود واجب الوجود کی یعنی اسکا یقین کرنا که وه تعالی موجود ہی
مگر یقین کرنا اس امر کا تقلید سی نه چاہئی بلکه دلائل اور براہین سے چاہئی مگر یہان مرتبے دلیلون کے
موافق اختلاف عقلون اور فہمون کی مختلف ہوتے ہین پس ادنی دلیل حق تعالی کی ہستی کی ایک
یہه ہی که اول آدمی اپنی ذات مین خیال کری که مجهه مین ایک قطرۂ آب سفید سی کیا کیا چیزین پیدا
کی ہین اور کوئی چیز بیکار نہین ایک استخوان ہین جنسی بنیاد بدن کی قایم ہے اگر یہه نہون تو
کوئی عضو درست ہی نه ہی دوسری پٹہے کوئی چوڑے کوئی پتلے بدن مین پیدا کئی ہین که مثل
طناب کی آعضائی بدن کو کہینچی ہوئی ہین اور ایک عضو کو دوسرے عضو سی باندہی ہوئی ہین
اور حس و حرکت اور انبساط و انقباض اعضا کی انہین سی ہے تیسری معدہ اور جگر اور
قلب پیدا کیا ہی که معدہ ظرف ہی غذا کا اول غذا اوسمین پکتی ہے پہر وہان سی جگر مین جاتی ہی
اور وہان اوس سے اخلاط یعنی خون اور سودا اور صفرا اور بلغم پیدا ہوتی ہین اور یہه مستحیل ہونا
غذا کا ظرف کیلوس اور کیموس کے ایک ایسا امر ہی که سوائی صانع قادر توانا کے اگر تمام انواع کی
آگین اور جمیع اصناف کی حرارتین جمع ہون اور سب حکما اشراقین و مشائین مجتمع ہون اور
ہزار فکر اور غور اور انواع طبخ و انضاج اور پخت کو کام مین لائین تو بہی اسطرح کا طبخ اون سے
حاصل نہو سکی حالانکه بحسب ظاہر معدہ مین اسقدر حرارت نہین ہے که جسقدر زمانه شدت گرمی مین
بیچ بلاد گرم کی ہوا مین ہوتی ہے اور اگر معدہ مین بہی ایسی گرمی ہوتی تو مثل ہوا اوس سے بہی گرمی
معلوم ہوتی پانچوین آنکہون مین ایک تل پیدا کیا ہی که جس سے آسمان و زمین و مافیہا دیکہی جاتی ہین
یہه قدرت کسمین ہی که برابر مسوری کی دانے کی تل مین اتنی بڑی بڑی چیزین سمائین اور منکشف ہوجائین
رحم کو عورت مین پیدا کیا که نطفه اوسمین قرار پکڑتا ہی اور اوسمین اوس نطفه سے سارے اعضا حیوانی کے
پیدا ہوکر ایک پتلا بنتا ہی اور پہر اوسمین روح کو داخل کرتا ہے اور خون حیض اوسکی غذا کرتا ہے
پہر نہین نو مہینے تک رحم مین پرورش پاتا ہی اور نو مہینے کی بعد تنگنائی رحم سے براه بول گاه کی

نہایت راہ تنگ ہی اوسکی قدرت سے باہر آتا ہی اور پہر بڑہنی لگتا ہی تا اینکہ نوع انسانی کی
حد کو پہونچتا ہی اور پہر کچہہ زمانہ صبی کا رہتا ہی پہر جوان ہوتا ہی پہر سن شیخوخیت کو پہنچتا ہے
سوائی اسکے ہزارون طرح کی جانور عجیب و غریب رنگ برنگ کی چہوٹے بڑے پیدا کئی ہین
اور پشہ یعنی بہنگا مین بہی کہ جو سب سے نہایت چہوٹا جانور ہے یہہ سب اعضا کہ جو ہاتہی مین
پیدا کئی ہین مثل قلب و جگر و طحال و معدہ وغیرہ کی اوسمین بہی پیدا کئی ہین بہلا کس مین
یہہ طاقت ہی کہ جو اسطرح سے پیدا کرے صانع عالم سوائی قادر توانا کے غرض جو شخص کہ دیدۂ بصیرت کو
وا کر سکے ان مصنوعات غیر متناہیہ مین فکر و غور کرے تو بیشک اوسکو صانع عالم کے وجود کا یقین حاصل ہو
اور جانے کہ یہہ اشیا غیر متناہیہ متنوعہ طرح بطرح کی صورت و شکل و ہیئت کے ساتہہ بغیر پیدا کرنیوالے کے
خود بخود پیدا نہین ہو سکتین جیسی دہریہ کہتی ہین دوسری یہہ کہ جب آدمی اسبات کا خیال
کرے کہ کوئی چیز دنیا مین چہوٹی ہو یا بڑی بغیر بنانیوالے کے آپسی آپ نہین بن سکتی عمارت کو
معمار چاہتی ظروف کو کمہار لوہے کی چیزون کو لوہار غرض جو چیز دنیا مین دیکہو گے بے بنانیوالے کے
آپ ہی آپ موجود نہوئی ہوگی اور ان بنانیوالون کو بہی سوائی جمع کرنے اجزا کے اور اونکی
ترکیب دینی کی اون اجزا کے پیدا کرنے مین اختیار نہین مثلاً مٹکا کہ کمہار بجز اسکے کہ مٹی کو
پانی مین گوندکر صورت مٹکی کی بناتی مٹی کی پیدا کرنے اور پانی کی پیدا کرنے مین کچہہ دخل نہین
رکہتا پس جبکہ چہوٹی سی چہوٹی چیز خود بخود بغیر بنانیوالے کی پیدا نہین ہو سکتی تو آسمان اور زمین
اور آگ اور پانی اور پہاڑ اور اشجار اور جن اور انس کیونکر آپ سے آپ پیدا ہو جاوینگے اور انکا کوئی
بنانیوالا نہوگا پس اس سے ثابت ہوا کہ ایک صانع عالم موجود ہی کہ جسنے سب چیزون کو بنایا ہے
اسواسطی کہ کسی جن و انس مین یہہ طاقت نہین ہی کہ کسی چیز ذی روح کو یا غیر ذی روح پیدا
کرے پس جو لوگ کہ واجب الوجود کے قایل نہین تو بنا بر اون کے اس عقیدے کے لازم آتا ہے کہ کسی
ممکن کا ممکنات سی کہ جنکا ہونا اور نہونا ضروری نہین وجود ہی نہوتا اور کوئی چیز ان آسمان اور
زمین اور مافیہا سی موجود نہوتی حالانکہ یہہ سب چیزین موجود ہین اور اگر بفرض محال کوئی شخص
یہہ کہی کہ جایز ہی کہ ایک شخص نی دوسری شخص کو پیدا کیا ہو تو ہم کہین گے کہ اسصورت مین
یا دور لازم آئیگا یا تسلسل اور یہہ دونون باطل ہین دور کی صورت تو یہہ ہی کہ مثلاً زید نی پیدا

کیا ہو عمرو کو اور عمرو نی پیدا کیا ہو زید کو اور یہہ امر مستلزم ہی اسکو کہ زید اپنی پیدا ہونی سی پہلی پیدا ہو
اور اسیطرح عمرو بہی اور صورت تسلسل کی یہہ ہی کہ سلسلہ پیدا کرنیوالونکا عود نکری بلکہ بی انتہا
چلا جائی اور کسی سے پیدا کرنے کی ابتدا نہوتی ہو تو اس صورت مین لازم آتا ہی کہ کوئی چیز پیدا ہی
نہوتی اسواسطی کہ عالم کیواسطی ابتدا ضرور ہے — جناب مولانا محمد باقر مجلسی عصر نی حق الیقین مین
ایک دلیل حکماء کے وجود صانع عالم پر لکہی ہی کہ جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ آدمی جس مفہوم کو تعقل کرتا ہے
وہ مفہوم یا تو نظر بذات اپنی بغیر ملاحظہ کرنے کسی امر خارج کے اوس سے اور بغیر علت کی ہونا اوسکا
خارج مین واجب ہی تو اوسکو واجب الوجود کہتی ہین اور یا ہونا اوسکا نظر بذات اوسکے نہ واجب ہے
اور نہ ممتنع تو اوسکو ممکن الوجود کہتی ہین کہ ہونا اوسکا اور نہونا اوسکا نظر بذات اوسکے دونون جایز ہین
پس اگر وہ مفہوم اپنی موجود ہونیکی علت بہم پہونچا ئیگا تو موجود ہو جائیگا والا معدوم رہیگا پس شک
نہین کرتی ہم کہ عالم مین بہت چیزین موجود ہین پس اگر مجموع موجودات منحصر ہون ممکنات مین
اور واجب الوجود اس مجموع مین نہو پس جب تو ان سبکو باہم ملاحظہ کری تو یہہ مجموع بمنزلہ ایک شخص
کی ہو اور عدم ان سب پر جایز ہو اور جب عدم اسپر جایز ہو تو موجود ہونا اس مجموع کا بغیر علت کی بہی
محال ہو جیسا مثلاً زید کہ بی علت کی محال ہے کہ پیدا ہو والا ترجیح بلا مرجح کی لازم آئی کیونکہ وجود اور
عدم یعنی ہونا اور نہونا اوسکا برابر ہے پہر جو وہ بغیر علت اور سبب کے موجود ہو تو اوسکی وجود کو اوسکی
عدم پر بغیر ترجیح دینی والے کے ترجیح اور غلبہ ہو اور یہہ باطل ہے پس اسیطرح موجود ہونا اس
مجموع کا بہی بغیر علت کی کہ اس سے خارج ہو باطل ہے پس ثابت ہوا کہ علت اسکی موجود ہوگی
اسواسطی کہ ظاہر ہی کہ جو چیز آپ موجود نہوگی وہ علت دوسری کی کیونکر ہو سکیگی تو پس وہ علت
بالضرور غیر ہوگی اور خارج ہوگی اس مجموع سے اور جبکہ خارج ہوگی تو واجب ہوگی اسواسطے
کہ حصر موجودات کا یا ممکن مین ہے یا واجب مین اور جب سب ممکنات سی وہ علت خارج ہوئی
تو واجب الوجود ہوگی وھو المطلوب یعنی ثابت ہوا کہ واجب الوجود موجود ہے اور دلیل
متکلمین کی یہہ ہی کہ عالم یعنی جو چیز کہ سوائی اللہ کے ہی متغیر ہے اپنی ذات و صفات حقیقیہ مین
اور جو متغیر ایسا ہی وہ حادث ہی اور محتاج ہی طرف محدث یعنی پیدا کرنیوالے کی پس
عالم محتاج ہی طرف محدث کی کہ وہ اوسکو حادث کری اور وہ محدث خود حادث نہو پس

ضروری ہی بیچ وجود عالم و حوادث کے کہ ایک محدث قدیم ازلی ہو کہ وہ خود محدث اپنی واسطی نہ رکھتا ہو
بلکہ بذات خود موجود ہوا ہوا اور وہ واجب الوجود ہی نہ غیر اب چند آیہ و حدیث اس مطلب پر
بیان کیجاتی ہین اول یہہ کہ خدا تعالے قرآن مجید مین ارشاد کرتا ہی کہ انّ فی خلق السّموات
والارض و اختلاف اللّیل والنّہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع النّاس وما انزل اللہ
من السّماء من ماءٍ فاحیی بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دآبۃٍ و تصریف الرّیاح والسّحاب
المسخر بین السّماء والارض لآیاتٍ لقومٍ یعقلون — حاصل معنی آیہ وافی ہدایہ یہہ ہین کہ بدرستیکہ
بیچ پیدا کرنی آسمانون اور طبقات زمین کی ایسی وضع پر کہ نہ ستون رکہی کہ اوسکا بوجہہ اوٹہاسے
اور نہ کوئی علاقہ کہ جسمین لٹکا ہو کہ مانع آئی سقوط سے بلکہ ساتہہ محض قدرت کاملہ اپنی کے اسکو
برقرار رکہا اور اپنی بندون اور کنیزون کو اوسمین جگہہ دی پس یہہ سب بمنزلہ اسیرون
کی ہین بیچ قبضہ قدرت اوسکی کے اور زمین نیچی پاؤن اون کے ایک فرش ہے بچہا ہوا
اور آسمان اوپر سر اونکی کے محیط ہی کہ چارا اس امر کا نہین کہتی کہ اس سے نکلکر کسی طرف
جاسکین پس اگر چاہی تو ہلاک کری اونکو ساتہہ گرانی آسمان کے اور ساتہہ پہاڑ دینی زمین کے
پہر قرار دیا بعض آسمانون مین آفتاب درخشان کو کہ روشنی اوسکی غالب ہی اوپر روشنی سب
ستارون کی اور مصلحت انکی پیدا کرنے مین نفع خلق کا ہی کہ اوسکی روشنی مین راہ چلنا
اور اپنی حاجات دنیا اور آخرت مین کوشش کرنا اور ایک آسمان مین ماہ تابان کو کہ شب ہائے تاریک مین
روشنی بخشنیوالا ہی پیدا کیا اور شب کو مہیا کیا واسطی آرام پکڑنی کے تعب و مشقت روز سی کہ جو
آدمی اور جانورنکو دن مین حاصل ہوتی ہی اور مختلف ہوتی شب و روز اور بسبب اختلاف شب و روز کے
عجائبات صنع الٰہی ظاہر ہوتے ہین مثل گرمی اور سردی اور ربیع اور خریف کے کہ پیدا ہوتے ہین امثال
قدرت الٰہی سے طرح طرح کی درخت اور میوے اور گل پہول اور ایک عجائب صنع اوس تعالے
سے کشتیان اور مراکب ہین کہ اوپر پانی کے جاری ہوتی ہین اور ساتہہ اموال تجارت اور
اسباب منافع کی شب و روز روان رہتی ہین اور آب و گیاہ اور دانہ کچہہ نہین مانگتی اور بوسیلے
ہوا کے مراحل بعیدہ اور راہای دور و دراز کو اندک زمانہ مین طی کرتی ہین اور اگر ہوا بند
ہوجاتی تو تمہاری قوتون سی وہ ہرگز حرکت مین نہین آسکتین ایک غرائب صنعت

اوسکی سے نازل کرنا باران کا ہی بطور ترشح وتقاطر کے اسواسطی کہ اگر دفعۃً واحدہ نازل کرتا تو کثرت
بربادی کا باعث ہوتا لہٰذا بعنوان ترشح وتقاطر کے نازل کرتا ہے تا نفع اوسکا عام ہو اور بسبب
اوس باران کی زمین کو بعد ویران ہونیکی پہر آباد کرتا ہی اور نباتات اور اشجار اور زراعت کو
سرسبز و شاداب کرتا ہی اور طرح طرح کی حیوانات کو کہ ہر ایک کے ساتہہ فائدے اور نفع جدا
جدا المحوظ ہی زمین مین پیدا کیا اور ہواؤن کو ما بین زمین و آسمان کی ہر جہت سی حرکت مین
لایا اور ہر ایک مین تاثیر مختلف بخشی تاکہ باعث تربیت انواع تخم اور بہم پہونچنی اثمار اور منافع
بیشمار کا ہو پس جو شخص کہ اپنی عقل صائب کو ان دلائل باہرہ مین دخل دی اور ان براہین واضحہ
مین فکر و غور کری تو یقین کریگا اوسکے وجود اور علم و قدرت کا — دوسری بیچ تفسیر جناب امام
حسن عسکری ؑ کے منقول ہی کہ ایک شخص نے جناب امام جعفر صادق ؑ سے پوچہا کہ یا ابن رسول اللہ
رہنمائی کرو میری طرف خدا کے کہ وہ کیا ہی مدرستیکہ حیرت مین ڈالا ہی مجکو مجادلین اور مناقشین نے
آپنی فرمایا کہ ای بندۂ خدا کبہی تو کشتی مین بہی سوار ہوا ہے عرض کی کہ ہان سوار ہوا ہون پہر فرمایا
کہ آیا کبہی کشتی تیری ٹوٹی ہی او سجگہہ کہ کشتی دوسری اوس جگہہ نہو کہ تجہی صدمات دریا سے بچاتی یا پانی سے
بچائی اور تختہ کہ تجہی مہالک سی نجات دی اوسنی عرض کی کہ ہان پہر فرمایا کہ آیا اس حال مین تیرے
دل نی کسی قادر و توانا کی طرف رجوع کی ہی اور خیال مین تیری گذرا تہا وہ شخص کہ جو ایسی قدرت
رکہتا ہو کہ تجہی اس ورطۂ ہلاکت سی بچاتے عرض کی کہ ہان فرمایا کہ بس وہی شخص خدا تیرا ہی
کہ جسکی طرف تیری دل نی ایسی حال مین رجوع کی کہ وہ تجہی ڈوبنے اور ہلاک ہونیسے بچانے
اور توانا ہی اوپر نجات دینی کے اوس حال مین کہ کوئی نجات دینیوالا نظر نہ آتے اور وہ ہی
قادر ہے اوپر فریادرسی کی جسوقت کہ کوئی فریادرس نہو یعنی وہ ہی ہے قادر اور توانا گویا آیۃ
امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء مین انہی معنی کیطرف اشارہ کیا ہے —

اور جناب امیر المومنین ؑ نے بعض خطب مین اپنی اس مضمون کو اسطرح پر ادا کیا ہی کہ جسکا
خلاصہ یہہ ہی کہ اگر جاحدین صانع مدبر یعنی انکار کرنیوالے اور کافرین خالق مقدر بیچ قدرت کاملہ
خدا تعالیٰ کے فکر کرتے تو البتہ راہ راست پر آجاتے اور آتش دوزخ سے ڈرتے لیکن دل
آدمیوں کے علیل ہین ساتہہ مرض جہل و نادانی کے اور بصر بصیرت انکی عیب دار رہی ساتہہ

نافہمی اور ناکامی کے کسواسطی یہہ لوگ بیچ قدرت صانع عالم کے تامل نہین کرتی اور خرد ترین مخلوقات مین
فکر و غور کو دخل نہین دیتی کہ خدا تعالی نے کیونکر اوسکی خلقت کو محکم کیا اور گوش و چشم واسطی اوسکی
عطا کئی اور گوشت اور پوست کو اوسکی استخوان پر لپیٹا پس نگاہ کرین طرف مورچہ صغیر کے کہ کسقدر
جثہ اوسکا چھوٹا اور ہیئت اوسکی لطیف ہی کہ نہایت لطافت اور صغر سی قریب ہی کہ نظر مین نہ آئے
اور دکھلائی نہ دی اور بند و پیوند اوسکا ناظر تیز نظر کے معائنہ مین نہ آسکے کیونکر زمین پر راہ چلتی ہے
اور واسطی تحصیل رزق کی ہر طرف دوڑتی ہی اور جس دانہ کو پاتی ہی اپنی سوراخ مین لیجاتی ہی
اور جای لائق مین اوسکو نگاہ رکھتی ہے اور توشہ زمستان کو بیچ تابستان کی مہیا کرتی ہے اور
استعداد تنگی کو بیچ فراخی کی دکھلاتی ہے رازق مطلق اوسکے رزق کا کفیل ہوا ہی اور روزی
اوسکو بقدر کفایت اوسکی پہونچاتا ہے اور انعام عام سے اوسکو محروم نہین فرماتا اور لطف
بیدریغ اپنی سے اوسکو بی بہرہ نہین چھوڑتا ہر چند کہ وہ درمیان سنگ سخت کی بسر لیجاے
اور زمین سنگلاخ خشک مین وطن کرے اور اگر تو اوسکے رستون اور مجاری آب و
طعام مین فکر کری اور اوسکی سراپا وجود مین پستی اور بلندی جواسح سے تامل فرمائی اور
اوسکی اطراف استخوان پہلو کو جو بالائی شکم ہین دیکھی اور بیچ چشم و گوش کی کہ اوسکے
سر مین ہین ملاحظہ کری تو البتہ بیچ خلقت عجیب اور پیدائش بدیع اور نادر مین اوسکی تجھے
نہایت تعجب حاصل ہو اور وصف کرنی غرائب ہیئت اوسکی سے عاجز آسئے تو پس
بزرگ ہی خدا کہ اوسکو اوسکی پاؤن پر قایم کیا اور واسطے قوام جثہ اوسکی کے ساتھ ستون لائق کے
مشغول ہوا اور بیچ پیدا کرنے ان غرائبات کی کوئی شریک نہ رکھتا تہا اور بیچ ترکیب اعضا اور
ترتیب اشکال کی کسی سے مدد نہ چاہی — پس اگر تو اپنی شبدیز فکر کو بیچ میدان غیر متناہی
بدایع صنع الٰہی مین جولان کری تا اپنی تئین بیچ نہایت بدایع صنع الٰہی کے پہونچای تو
کوئی راہ نما تجھی راہ نہ دکھلائی مگر اس امر پر کہ خالق مورچہ کا ساتھ اوس کوچکی کے اور خالق
شجر کا ساتھ اس بزرگی کے ایک ہی اور موجد اشیا کا ساتھ اختلاف الوان و اشکال اور
تفاوت اغراض اور احوال کے سوائی ایک کی اور نہین پیش قدرت اوسکی خلقت چیزون
دشوار کے آسان اور قوی اور ضعیف اور ثقیل اور خفیف یکسان ہی آسمان و زمین باصل اپنی

ہیچ قبضہ قدرت اور مشیت اوسکی کے اور عناصر و موالید محکوم ہین تقدیر اور ارادہ اوسکی کے
پس چشم بصیرت کو اپنی مل اور دیکہہ طرف شمس اور قمر اور گیاہ اور اشجار اور آب کے اور
نظر کر طرف رات و دن کی اور جاری ہونے ان دریاؤن کے اور کثرت ان پہاڑون کے اور
بلندی چوٹیون انکی کے اور خیال کر طرف طرح طرح کی زبانون اور لغات مختلف کی اسواسطے
کہ آفتاب اور ماہتاب ساتہہ اس صفائی اور روشنی کے شہادت دیتی ہین اوپر کمال قدرت اوس
قادر قدیم کے اور اشجار اور نباتات ساتہہ اس نضارت اور تازگی کے دلالت کرتے ہین اوپر
وجود اور وحدت اوس حکیم مطلق کے اور ایسیہی سکون سنگ اور اضطرار آب اور آرام
زمین اور جبال اور حرکت دواب اور جانوران بری اور بحری اور اختلاف لیل و نہار اور ظہور
انہار اور بحار اور کثرت جبال اور اختلاف لغات اور تفاوت طبایع اور عادات دلایل ظاہر
اور براہین باہرہ ہین اوپر صانع اور قدرت کاملہ اوسکی کے اور اوپر وحدت موجد اور حکمت
شاملہ اوسکی کے پس وای اوس شخص پر کہ جو وجود صانع اور قدرت کاملہ اوسکی کا انکار کری اور
اور اکثر جکو حکیم کا زنادقہ گمان کرتی ہین کہ یہہ سب جو وجودات حکم نباتات کا رکہتی ہین کہ بغیر بونیکی سرزمین سی نکالتی ہین
اور کہتی ہین کہ انکی صورتون اور شکلون کی لیئی کسی صانع کیطرف کچہہ احتیاج نہین اور واسطے تبدیل
انکی اغراض اور احوال کے فاعل کی ضرور نہین حالانکہ وہ اپنی اس دعوی مین کوئی دلیل
عقل اور نقل سے نہین رکہتی اور بی تامل اس کلمۂ قبیح کو زبان پر لاتی ہین آیا جایز ہی کہ کوئی
بنا بغیر بنانیوالے کی صورت قبول کری اور کوئی کام بدون فاعل کے رنگ ہستی کا پکڑی
پس حضرت جناب امیر فرماتے ہین کہ اگر چاہی تو تو فکر کر بیچ احوال ملخ یعنی ٹڈی کی اور دیکہ
دقایق صنعت صانع کو اور دیکہہ کہ اوس تعالی شانہ نے پیدا کی ہین اوسکی سر مین دو آنکہہ
سرخ اور روشن کئی ہین اوسکی دو دیدۂ تابان کو اور کہولا اوسکی دو سوراخ گوش کو
ساتہہ نہایت خوردگی اور ایجاد کیا دہان نہایت درستی کے ساتہہ اور حس قوی اوسکو ارزانی
فرمائی اور ادراک لایق حال اوسکی اوسکو دیا اور دو دانت تیز اوسکی مونہہ مین واسطے کاٹنے کی
ایجاد کئی اور دو پاؤن اوسکو بصورت داس واسطے پکڑنی چیزون کی عطا کئی مزارعین
اون سے اپنی کشت کار اور زراعت کیواسطے خوف کرتے ہین اور کسی حیلہ اور تدبیر سے اون کو

دفع نہین کرسکتی اور اونکی مقاومت سے عاجز آتے ہین اگرچہ سب اسمین جمع ہوجائین اور ملخ زراعت مین واسطی حاصل کرنی اپنی مطلب کے آنکہ مراد اپنی حاصل کرلیتی ہین حالانکہ تمام خلقت اون کی برابر ایک انگشت کی نہین ہوتی اور قد ہر ایک کا ایک انگشت کو چیک سے زیادہ نہین ہوتا۔

پس بزرگ ہی خدا کہ آسمان و زمین اور جو کچہہ کہ اون دونون مین ہی خواہ مخواہ ساتہہ پیشانیون احتیاج و افتقار کی اوسکو سجدہ کرتی ہین اور رخسارہ خشوع کو اوپر زمین اطاعت اوسکی کے آگے رکہتی ہین اور ساتہہ غایت انقیاد کی حکم سی اوسکی باہر نہین جاتے اور نہایت بیم و ترس سے بار اطاعت احکام کو اوسکی اوٹہاتے ہین پرندے بیچ ہوا کے مسخر اوسکے امر کے ہین اور چرندے اوپر زمین کی تابعدار اوسکی حکم کی ہین ایسا خدا کہ پرون کو ہر پرندکی شمار کرتا ہی اور نفس ہر حیوان کو حساب مین لاتا ہی اور قوایم یعنی پنجون پرندون کو اوپر زمین تر و خشک کی قایم کیا اور ساتہہ پہنچانے قوت ہر فرد کی جداگانہ موافق احتیاج اوسکی کی مشغول ہوا طرح طرح اور انواع انواع کی طیور پیدا کئی اور اصناف مختلف کو ایجاد کیا زاغ کو عقاب سی تمیز تمام دی اور کبوتر کو شتر مرغ سی فرق تمام بخشا اور واسطی ہر پرندہ کے ایک نام مقرر کیا اور ہر ایک کے روزی کا ساتہہ لطف اپنی کے ضامن ہوا ابرہای گران بر آب کو ہوا مین موجود کیا اور باران بسیار کو اوپر روی زمین کی نازل کیا اور عدد قطرات باران کو ساتہہ علم شامل اپنی کے محفوظ رکہا اور ہر گل زمین کو ساتہہ اندازہ حکمت کل کے اوس آب سی محظوظ کیا زمین مردہ کو از سر نو ع حیات عطا کی اور خاک خشک کو ساتہہ فضل عام اپنی کے سرسبز او شاداب کیا

اور بہی احتجاج طبرسی سے مروی ہے کہ ابو شاکر دیصانی نے اوس حال مین کہ معتقد عقائد ایمان اور اسلام کا نہ تہا بیچ خدمت سراپا افاضت امام بحق ناطق جناب جعفر صادق ع کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای رہنما گم گشتگان بادیہ ضلالت و گمراہی و ای ہادی طریق خداشناسی و خدادانی مجہی معبود بحق کیطرف رہنمائی کر آپنے فرمایا کہ تو بیٹہہ جا ناگاہ ایک طفل صغیر آیا کہ اوسکے ہاتہہ مین ایک انڈا مرغ کا تہا کہ وہ اوس سے کہیلتا تہا اوس جناب نے اوس سے ارشاد کیا کہ ای لڑکے اس انڈے کو مجہی دے اوس لڑکے نی وہ انڈا آپ کو دیدیا اوس جناب نے دیصانی سے اوس تخم مرغ کو دکہلا کر فرمایا کہ دیکہہ یہہ ایک قلعہ ہے مستحکم سرتاسر حصار کہنچا ہوا

کہال اسکا نظر اغیار سے پوشیدہ ہے اور اوپر اوسکی ایک پوست سخت لپیٹا ہوا اور نیچے اوسکی ایک پوست باریک ساتھہ اوسکی حافظہ کئی ہوئے
اور نیچے اوسکی طلائے روان ہے یعنی زردۂ تخم اور نقرہ ہی گداختہ یعنی سفیدی اوسکی نہ وہ طلائے
روان ساتھہ نقرہ گداختہ کی ملتا ہے اور نہ نقرہ گداختہ ساتھہ اوس طلائے روان کے ممزوج ہوتا
ہر ایک اون دونون مین سی ساتھہ قدرت کاملہ اپنی کے اونکی حال پر برقرار رکہا ہے اور ایک کو
دوسریکی ملنی سے ساتھہ حکمت شاملہ اپنی کے باوصف رطوبت اور روانی کے باز رکہا ہے
کہ باوجود نقل و حرکت کرنے بیضہ کی وہ دونون آپسمین ممزوج نہین ہوتے اور اصلاح کرنیوالا
اوسکی اندر سی باہر نہین آتا اور فساد کرنیوالا باہر سے اوسکی اندر نہین جاتا کہ اوسکی اصلاح
اور فساد کی خبر دی پس اصلاح اوسکی نہین ہی مگر مدبر خبیر سی کہ دانائے نہان و آشکارا ہی
اور سوائے اوسکی اور کوئی نہین جانتا کہ پیدایش اسکی واسطی نر کی ہی یا واسطی مادہ کی
اور وقت پیدا ہونی بچہ ہر پرندہ کی اوپر اسلوبی کے خلعت ہستی کا پہناتا ہی یعنی جس
نوع کی مان باپ ہوتی ہین اوسی نوع کا بچہ بہی ہوتا ہی اور پوست تخم کو چیر کر باہر آتا ہے
خصوصًا بچہ طاوس کا کہ طرح طرح کی رنگتون پر شامل ہی آیا دیکہتا ہی اور پاتا ہی تو واسطے
ایسی صنعت کی خالق مدبر اور صانع باخبر کو ابوشاکر دیصانی یہہ سنکر ایک زمان طویل
سر بیچ جیب فکر کے لیگیا اور چونکہ ساتھہ بیانِ شافی کے اوس ہادی انام نی زنگ گمراہی
اوسکی آئینہ دل سے دور کیا تہا اور ساتھہ کلام معجز نظام کی اوس عالیجناب نی باطن دل کو اوسکی
ساتھہ نور ایمان کی منور فرمایا تہا تو زبان اوسکی ساتھہ کلمۂ طیبہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ کی گویا ہوئی اور دل اوسکا ساتھہ عقائد حقہ گرویدہ
ہوا اور کہا کہ توہی ہی امام و پیشوا اور حجت خدا اوپر خلق خدا کے اور توبہ کرتا ہون مین اپنے
اوس اعتقاد سی کہ جسپر مین تہا اور استغفار کرتا ہون اپنی حیرت اور ضلالت سے —

اور بہی خدا تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ و فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم
افلا تبصرون — حاصل مضمون یہہ ہی کہ علامات اور دلالات کثیر بیچ زمین کے اور
بیچ نفسون تمہاری کے موجود ہین کہ دلالت واضحہ اوپر وجود صانع خبیر و علیم و قدیر کے
رکہتی ہین مگر تم اون کو نہین دیکہتی تا اون کے مقتضا پر چلو — **واضح** ہو کہ بدایع اور

صنایع الٰہی زمین مین مثل اشجار اور نباتات اور جمادات اور احجار اور حیوانات کی بہت موجود ہین کہ ہر ایک کا بیان نہین ہوسکتا فقط کچھہ حال پیدایش انسان کا بیان کیا جاتا ہے اور اوپر بہی کچھہ بیان ہوچکا ہی کہ صاحب عقل و تمیز کو واسطی تعارف حال صانع کے کافی اور وافی ہی خدا تعالی فرماتا ہے کہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃً فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃً فخلقنا العلقۃ مضغۃً فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ خلقاً آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین — حاصل معنی اس آیہ وافی ہدایہ کا یہہ ہے کہ البتہ بتحقیق پیدا کیا ہمنی انسان کو خلاصہ نکالی گئی مٹی سے پہر کیا ہمنی اوس سلالہ کو نطفہ بیچ ٹہرنی جگہہ مضبوط کی کہ وہ خصیہ ہین اور بعد اوسکے رحم عورت کا ہی پہر پیدا کیا ہمنی نطفہ کو یعنے بنادیا ہمنی اوسکو خون بستہ بعد چالیس روز کے پہر کردیا ہمنی اوس خون بستہ کو بعد چالیس روز کی پارہ گوشت پہر بنادیا ہمنی پارہ گوشت کو ہڈیان بعد چالیس روز کے پہر پہنایا ہمنی اون ہڈیون کو گوشت بعد پیدا کرنے رگون اور پٹہون کے پہر پیدا کیا ہمنی اوسکو پیدایش دوسرے اوسکے مان کی شکم مین کہ روح اوسمین پہونکی تاوہ زندہ ہوجاوی بعد اسکے کہ وہ مردہ اور جمادات میں سے تہا اور صورت انسان کی بنادی اور قوتین اوسمین پیدا کین اور آنکہہ اور کان اور ناک اور سوا اسکی سب حواس اوسکو عطا کئی پس بہت بزرگ ہی خدا اور بڑا قدرت اور حکمت والا ہے نیک تر اندازہ کرنیوالو نکا کہ روح نورانی کو بدن ظلمانی سے آمیختہ کرکے شکل خوبصورت بنائی حاصل یہہ کہ ابتدا خلقت آدمی کی گل وخاک سی ظہور مین آئی اور بعد اوسکے نطفہ مرد و زن سے اور جبکہ اوس نطفہ نے رحم مادر مین قرار دیا تو پہر اوسکو کئی حال پر منتقل کیا کبہی خون کبہی پارہ گوشت بنایا اور جبکہ جسم کامل ہوا اور تاریکیہائی رحم مادر مین ساتہہ خوشترین صنعت اور خلقت کی اعضا سی تالیف پائی تو پہر پیدا ہوا اور رحم سے باہر نکلا پس اگر اسوقت مین کہ ایک گوشت کا لوتہڑا تہا اور اصلا عقل و دانش سے بہرہ نرکہتا تہا اور کوئی حیلہ اور وسیلہ غذا کے حاصل کرنے کی نرکہتا تہا اور اپنی اوپر سے کسی بلا کے دفع کرنیکی طاقت نرکہتا تہا اگر اوسکو اوسکے حال پر چہوڑتا تو نہ وہ خود اور نہ کوئی اور طاقت اسکی رکہتا کہ بیچ ظلمت گڈہی رحم کے ساتہہ اصلاح حال اوسکی کے مشغول ہوتا پس خدا تعالی نی ساتہہ حکمت کاملہ اپنی کی ایسی حال مین کہ نہ اوسکو کوئی آنکہہ دیکہہ سکتی تہی اور نہ کسیکا

ہاتھہ اوس تک پہنچ سکتا تہا جو چیزین کہ بیچ ترکیب اوسکی کی ضروری ہین اعضا اور احشا اور استخوان اور گوشت اور پوست سی اوسکو عطا فرمائین اور بمقدار غذا خون حیض اوسکو پہنچایا جیسیکہ پانی زراعت پر پہنچاوین پس ساتھہ قدرت کاملہ اپنی کی روح اوس جسم پر فایض کے اور قوت حس وحرکت کی اوسمین پیدا کی اور اسی جگہہ سے بعض علما نے کہا ہے کہ مراد حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ سے یہہ ہی معنی ہین یعنی جسوقت کہ آدمی اپنی نفس کی پہچاننی سے عاجز ہے تو پہچاننی سے کنہ ذات خالق کی کیونکر عاجز نہوگا اور بعضنی کہا ہے کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ جو شخص نفس اپنی کو پہچانتا ہے کہ مخلوق اور مصنوع خالق مدبر کا ہے تو البتہ خالق اپنی کو بہی پہچانتا ہی اسواسطی کہ آثار دلالت کرتے ہین اوپر موثر کے اور مخلوقات اوپر خالق مدبر کے یعنی جب آدمی کسی شی بنی ہوئی کو دیکھتا ہے تو جان لیتا ہے کہ بی شک کوئی اسکا بنانیوالا بہی ہے م احد صمد لم یلد فیورث ولم یولد فیشارک ولم یکن لہ کفوا احد یعنی خدا ایک ہی اپنی ذات اور صفات مین آپ تنہا کہ جسکا کوئی مثل اور نظیر نہین نہ ذات مین اوسکی اور نہ صفات مین و اضح ہو کہ تفسیر مین احد کی ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ ایک ہی کہ مثل اوسکی کوئی نہین ہے اور بعض کہتی ہین کہ وہ ایک ہی معبود ہونے اور قدیم ہونے مین اور بعض کہتی ہین کہ وہ ایک ہی صفت ذات مین کہ دوسرا شریک اوسکا نہین ہے اور فرق واحد اور احد مین یہہ ہے کہ واحد حساب اور عدد مین داخل ہے اور احد داخل نہین ہے اور واحد کے واسطی ثانی ہو سکتا ہی اور احد کیواسطی ثانی نہین ہو سکتا اور واحد کو ذیعقل اور غیر ذی عقل سب پر اطلاق کر سکتے ہین اور احد کا اطلاق نہین کر سکتے مگر عقل والون پر کہ جنکی شانسی عاقل ہونا ہے اور کہتی ہین کہ احد سے مراد محض ذات ہی بدون کثرت کے اور واحد مین اعتبار کثرت کا ہو سکتا ہی اور صمد کی معنی بے نیاز اور بی احتیاج کی ہین یعنے اللہ بے نیاز اور بی احتیاج ہے اور پناہ ہی سب محتاجون اور عاجزون کی اور نہ کہاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ سوتا ہے اور بعض کہتی ہین کہ صمد کے معنی سردار اور سید کی ہین کہ سب کامون مین اوسکی طرف رجوع کرین اور بعض کہتی ہین کہ صمد وہ ہے کہ جو چاہے وہ کرے اور جناب رضا سے منقول ہے کہ صمد وہ ہی کہ عقلین

سب کی جسکی کیفیت کی دریافت کرنے مین نا امید ہون اور جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہی کہ
صمد وہ ہی کہ جو سرداری اور سیدہونی مین انتہا کو پہونچا ہو اور ہمیشہ سی چلا آیا ہو اور ہمیشہ کو
چلا جاتی اور نہ کہاتی اور نہ پیتی اور نہ سوتی اور خدا ایسا ہی ہے اور صمد وہ ہے کہ جسکی سب
فرمانبرداری کرین کہ اوسکی اوپر اور کوئی حکم کرنیوالا اور منع کرنیوالا نہو اور محمد حنفیہ سی روایت ہے
کہ صمد وہ ہی کہ جو اپنی ذات مین قایم ہو اور اپنی غیر سے بی پروا اور جسکے واسطی بگڑ جانا اور
ہو جانا نہو اور حضرت سجادؑ نے فرمایا ہے کہ صمد وہ ہے کہ جسکے واسطی شریک نہو اور نگہبانی
شی کی اوسکو درماندہ اور تہکنی والا نکرے اور کوئی چیز اوسپر پوشیدہ نہو — اور زید بن علیؑ نے
روایت کی ہی کہ صمد وہ ہی کہ جسوقت لفظ کن سے ارادہ کسی چیز کے پیدا کرنیکا کری تو وہ اوسوقت
پیدا ہو جاتی لم یلد نہین جنتا ہی وہ خدا یعنی کوئی چیز اوس سے پیدا نہین ہوتی
مثل فرزند کے کہ تا وہ وارث ہو اوسکی ملک اور بادشاہت کا اور ایسی ہی کثیف چیز بھی
اوس سی پیدا نہین ہوتی جیسیکہ اور مخلوقات سی پیدا ہوتی ہے مثل بول اور براز اور
چرک اور عرق وغیرہ کے اور نہ کوئی لطیف چیز اوس سے نکلتی ہے مثل روح اور نفس کے
اور نہ عوارض اوسکے واسطی ہین مثل سونے اور اونگنی اور غم اور خوشی اور رونی اور ہنسی
اور خوف اور امید اور بہوک اور سیری اور پیاس اور درد اور ریح اور حرکت اور چلنے اور بہرنے
وغیرہ کے کہ کوئی چیز ان مین سے اوسمین سی پیدا نہین ہوتی ہے ولم یولد اور نہ
جنا گیا ہی وہ خدا کہ پس شریک ہو وہ اوسکے اور وارث ہو ملک کا اپنی غیر سے حاصل بہہ
کہ وہ کسی چیز سے پیدا ہی نہین ہوا ہے اور نہ کسی چیز مین سے نکلا ہے مثل کثیف چیز کے
جیسیکہ حیوان حیوان سے اور کہانس زمین سے اور ثمر اشجار سے اور آب جبال سے نکلتی ہی
اور نہ مثل لطیف چیز کے پیدا ہوتا ہے جیسی نظر چشم سی اور سماعت گوش سے اور
سونگہنا ناک سی اور ذوق اور کلام زبان سے نکلتا ہی بلکہ وہ صمد ہی کہ نہ کسی چیز مین سی ہے
اور نہ کسی چیز کے اندر ہے اور نہ کسی چیز کے اوپر ہی اور نہ کسی چیز کے نیچی ہی پیدا کرنے والا
سب چیز کا ہی اپنی قدرت سی موافق مصلحت اور حکمت کی اور فنا کرنیوالا اور باقی
رکہنی والا ہے جس چیز کو کہ چاہی اپنی مشیت سی اور نہین ہی واسطی اوس خدا کے

کوئی ہم جنس اور ہم مثل یعنی کوئے اوس کا مثل اور نظیر اور مشابہ ذات اور صفات مین
نہین ہے جناب صادق ع سے مروی ہے کہ ایک گروہ فلسطین کی میرے پدر عالیقدر
جناب امام محمد باقر ع کی خدمت مین چند مسئلہ لیکر حاضر ہوئی کہ از انجملہ تحقیق معنی صمد کی بہی تہے
اوس جناب نے فرمایا کہ الصمد کے پانچ حرف ہین ایک الف اوس سے اشارہ ہی طرف الوہیت
خدا کے اور دلالت کرتا ہی کہ وہ غایب ہے حواس سے - اور لام اشارہ ہے طرف اوسکے
الٰہیت یعنی معبودیت کی اور یہہ دونون حرف پڑہنے کیوقت زبان پر ظاہر نہین ہوتے
اور نہ سننے مین آتے ہین پس یہہ امر دلالت کرتا ہے کہ وہ تعالے مخفی ہے کہ حواس سے ادراک
نہین کیا جاتا اور زبان پر کسی واصف کی نہین چڑہتا اور سننے مین نہین آتا بلکہ خالق ہی کل
حواس کا اور ظاہر ہونا ان دونون حرف کا لکہنی مین دلیل اسکی ہی کہ اوسنی اپنی ربوبیت اور
اور خالقیت کو اپنی مخلوقات کی پیدا کرنے مین ظاہر کیا ہی پس بندہ جبکہ نظر کرتا ہی اپنی روح
کیطرف تو اوسکو نہین دیکہتا ہی جیسا کہ الف لام الصمد کا کسی حواس خمسہ پر ظاہر نہین ہوتا
اور جبکہ لکہی ہوئی دیکہتا ہی تو ظاہر ہوتا ہی اوسپر جو کہ پوشیدہ تہا اور جسوقت فکر کرتا ہی
ماہیت اور کیفیت خدا تعالی مین تو حیران ہوتا ہے اور نہین ظاہر ہوتی اوسپر ماہیت
اور کیفیت اوسکی اور جبکہ نظر کرتا ہی اپنی پیدایش مین تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ خدا پیدا
کرنیوالا ہی اوسکا اور داخل کرنیوالا ہی روح کا بدن مین اور صاد اوسکا دلیل ہی کہ خدا صادق ہی اور قول
اوسکا صدق ہی اور بلایا اپنی بندون کو طرف پیروی صادق کی ساتہہ صدق کی اور وعدہ کیا ہے انہہ
کے صدق کی طرف خانہ صدق کے اور میم الصمد کا دلیل ہے اوسکی ملک اور بادشاہت پر اور اسپر کہ وہ ملک یعنی بادشاہ برحق ہے
کہ ہمیشہ سے ہی ملک اوسکا اور بادشاہت اوسکی اور دال الصمد کی دلیل ہی اوسکی دوام ملک پر اور وہ خدا دایم ہے
م ولا ند لہ شئ اور نہین ہے خاص واسطی اوسکی کوئی مانند اور مثل بیچ مرتبہ کے
م ولا ضد لہ شئ اور نہین ہے خاص واسطی اوسکے کوئی ضد بیچ افعال کے ـــ
م ولا شبہ لہ شئ اور نہین ہے کوئی مشابہ اوسکی بیچ صفات ثبوتی کے م ولا صاحبۃ لہ شئ
اور نہ مانند ہے اوسکی کوئی بیچ صفات سلبی کے م ولا مثل لہ شئ اور نہین ہی واسطے
اوسکے کوئی مثل اور مانند صفات مین م ولا نظیر لہ شئ اور نہین ہی کوئی نظیر اوسکا بیچ ذات کے

م ولا شریک لہ **ش** اور نہین ہی کوئی شریک اوسکا بیچ معبودیت اور خالقیت کے اور کمال کے

م لا تدرکہ الابصار والاوہام وہو یدرکہا **ش** اور نہین پاتین اوسکو آنکہین اور وہم اور دردہ ادراک کرتا ہی ابصار اور اوہام کو **واضح** ہو کہ رویت خدا تعالی کی بچشم سر محال ہے اسواسطی کہ ابصار یعنی کسی چیز کی دکہلائی دینی کے واسطی آٹھہ چیزون کی شرط ہی جب آٹھہ چیزین جمع ہون تب کوئی چیز دکہلائی دی اور اگر انمین سے ایک چیز بہی مفقود ہو اور نہ پائی جائی تو کوئی چیز دکہلائی نہ دی ایک سلامتی سر کی یعنی آنکہہ صحیح و سالم ہونا دوسری مقابلہ دیکہنی والیکا اوس چیز سے کہ جسکا دیکہنا منظور ہے یعنی وہ اوسکی روبرو ہو اور وہ اوسکے روبرو ہو تیسرے وہ چیز کہ جسکا دیکہنا منظور ہی دیکہنی والے سے بہت قریب نہو کہ آنکہون سے ملی ہوئی ہو چوتہے وہ چیز بہت دور نہو کہ نظر کام نکری پانچوین درمیان رائی اور مرئی کے کوئی چیز ایسی حایل نہو کہ جو وہ مانع ہو اوس چیز کی دکہائی دینی سے مثل دیوار یا قنات وغیرہ کے چہٹے وہ چیز ایسی شفاف نہو کہ نگاہ اوس سے نفوذ کر جائے جیسے ہوا ہے بلکہ چاہئی کہ وہ چیز کثیف اور گندہ اور ٹہوس ہو کہ نظر اوسپر ٹہر سکے ساتوین قصد دیکہنی والیکا ہو اوس چیز کے دیکہنی کا آٹہوین روشنی مین ہونا اوس چیز کا یعنی تاریکی مین نہو بلکہ روشنی اوس چیز مرئی پر پڑتی ہو پس ہونا ان آٹہون شرطون کا امر ابصار یعنی دیکہنی مین کسی چیز کی ضروری اور بدیہی ہے کہ محتاج دلیل کے نہین پس جب یہہ معلوم ہوا کہ رویت کیواسطی یہہ آٹھہ شرطین ضرور ہین تو پس ثابت ہوا کہ وہ تعالے شانہ قابل دکہائی دینی کے نہین ہے اور رویت اوسکی آنکہونسی محال ہی اسواسطے کہ یہہ شرطین اول تو چاہتی ہین کہ وہ چیز مرئی جسم کثیف رکہتی ہو دوسری یہہ کہ کسی جہت مین ہو اوپر یا نیچی جانب مغرب مین ہو یا جانب مشرق مین جانب جنوب مین ہو یا جانب شمال مین تیسری یہہ کہ زمانی مین ہو چہوتہے یہہ کہ مکان مین ہو حالانکہ اوپر ثابت ہوا کہ وہ تعالے شانہ نہ جسم ہی نہ جسمانی نہ مکانی نہ زمانی نہ کسی جہت مین ہے لہذا رویت اوسکی ساتہہ چشم سر کے دنیا اور آخرت مین جملہ محالات سی ہے خدا تعالی فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر **اور بہی** فرماتا ہے

ولقد سالوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ وقال لن ترانی یہہ نص ہی جانب
خدا تعالی سے اوپر عدم رویت اوس تعالی شانہ کے ۔ ابو ہاشم جعفری سی مروی ہے
کہ وہ کہتا ہے کہ جناب امام محمد تقی سے معنی آیہ لاتدرکہ الابصار کے پوچہے آپنے فرمایا کہ ای
ابو ہاشم اوہام دلون کے دقیق اور باریک تر ہین نظر چشم سے اور وہم اون باریک چیزونکا
ادراک کرسکتا ہی کہ نظر اوسکو نہین دیکہہ سکتی پہر آپ فرماتے ہین کہ ای ابو ہاشم کبہی
تجہی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ تو خیال اور تصور کرتا ہے ہند اور سندا اور اون شہرون کو کہ جنکو
تونے اپنی آنکہہ سے نہین دیکہا اور کبہی تو اونہین داخل نہین ہوا پس جبکہ وہم ساتہہ ادراک
ذات باری جلشانہ کی رسائی نکر سکتا ہو تو بینائی چشم کہ اوس سے ضعیف تر ہے کیونکر اوسکا
ادراک کرسکی کی بیچ **احتجاج** کی مروی ہے یونس بن ظبیان سے کہ کہ ایک شخص
داخل ہوا بیچ خدمت جناب امام جعفر صادق عم کے اور عرض کی کہ تمنی خدا تعالے کو
دیکہا ہی کہ جو تم اوسکی عبادت کرتے ہو فرمایا کہ مین نہ تہا ایسا کہ جس چیز کو نہ دیکہتا اوسکی
عبادت کرتا اوسنی پوچہا کہ پہر تمنی کیونکر اوسکو دیکہا ہی فرمایا کہ مینی اوسکو آنکہون سی نہین
دیکہا ہے بلکہ دیدہای دل سے اوسکو دیکہا ہی ساتہہ حقایق ایمان کی پہر فرمایا کہ لایدرک
بالحواس ولا یقاس بالناس معروف بغیر تشبیہ یعنی نہین ادراک کیا جاتا ہے ساتہہ حواس کے
اور نہین قیاس کیا جاتا ہی ساتہہ آدمیون کے اور مشہور ہی بغیر تشبیہ کے اور جناب
امام رضا عم سے بہی منقول ہے کہ آپنی بعد کلام طویل کے فرمایا کہ یہہ دلیل دلالت کرتی ہے
اسبات پر کہ خدا تعالی نہین دکہائی دیتا ہی ساتہہ آنکہہ کے غرض جبکہ دلائل عقل و نقل سے
ثابت ہوا کہ رویت اوس تعالی شانہ کی یعنی دکہائی دینا اوسکا آنکہون سے محال ہے
اور وہ قابل دکہائی دینی کے نہین ہے تو پس جن روایات اور آیات سی بظاہر رویت
اوسکی سمجہی جاتی ہے اور موہم ہین اسکے خلاف کی یعنی اوسکی رویت کا وہم اون سے پیدا ہوتا ہے
پس وہ تاویل کی گئے ہین یا مطروح و متروک ہین مگر اشاعرہ اہل سنت بسبب تمسک
کرنے بعض متشابہات اور بعض روایات موضوعہ کے ساتہہ رویت خدا تعالے کی
آخرت مین بچشم سر قائل ہوتی ہین اور کہتی ہین کہ آخرت مین انہین آنکہون سے ہم خدا کو دیکہین گے

اور ساوٗن شرطون ثمانیہ رویت کا کہ جنکا ذکر اوپر ہوا انکار کرتے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی تحفہ مین لکہتی ہین کہ خدا تعالی کو آخرت مین بدیدہای سر دیکہین گے اور سارے سکے
دیدار سے مشرف ہون گے اور کافر اور منافق اس نعمت سی محروم رہین گے اور یہہ ہی مذہب
اہل سنت وجماعت کا ہے انتہی مگر اس قول پر یہہ لوگ نہ دلیل عقلی مضبوط ومربوط رکہتی ہین
اور نہ دلیل نقلی اول اس سبب کہ امام حضرات اہل سنت فخر الدین رازی نے جملہ دلایل
اسکی بیان کر کے کہا کہ جسقدر یہہ ادلہ عقلیہ بیان کی گئی ہین بیچ اس مسئلہ کی قوی نہین ہین
پس یہہ اقرار کرنا امام مذکور کا ان دلیلون کی نسبت قوی نہونے مین ہماری واسطی کافی ہے
اور معین ہے اسکی کہ یہہ قول انکا یعنی قایل ہونا رویت خدا تعالی کا خلاف ہدایت ہے
اور دلیل عقلی نقلی انکی پس از انجملہ ایک یہہ ہے کہ اگر رویت خدا تعالی کے جایز نہوتی تو حضرت
موسی باوجود پیغمبر ہونے کے جناب احدیت سی سوال اسکا نہ کرتے اور رب ارنی انظر الیک
نہ فرماتے اسواسطی کہ دو حال سے خالی نہین یا تو حضرت موسیؑ کو علم تہا اوس چیز کا کہ جو خدا پر
جایز ہے اور جو چیز کہ اوسپر جایز نہین اور یا نہ تہا بر تقدیر اول سوال عبث ہوتا ہے اور
بر تقدیر ثانی جہل حضرت موسیؑ کا لازم آتا ہے یہہ ہی ایک دلیل نقلی انکی مگر تعجب ہی کہ
حضرت موسیؑ کے قول پر تو نظر کرتے ہین اور قول خدا تعالے پر نظر نہین کرتے کہ اوسنے
خود لن ترانی فرمایا یعنی تو کبہی ندیکہی گا نہ دنیا مین نہ عقبی مین حالانکہ حضرت موسیؑ نے اپنی
طرف سی سوال نکیا تہا بلکہ اپنی قوم کیطرف سی سوال کیا تہا جبکہ اونکی قوم نے بہت اصرار کیا
تو لاچار ہو کر یہہ سوال کیا جیسا کہ امام رضاؑ نی مامون رشید کو یہہ ہی جواب ارشاد کیا تہا
اور قرینہ بہی اس بات پر کہ حضرت موسیؑ نے اپنی طرف سی سوال نہ کیا تہا قول خدا تعالے
کا ہے واذ قلتم یا موسی لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون
یعنی جسوقت کہا تمنی کہ ای موسیؑ البتہ نہ ایمان لائین گے ہم جب تک ندیکہینگے ہم اللہ کو ظاہر ظاہر
پس پکڑا تمکو صاعقہ نے درحالیکہ تم دیکہتی تہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسیؑ کو
قوم نی لاچار کیا تہا واسطے سوال رویت کی خدا سے پس اوس جناب نی اپنی واسطی سوال
نکیا تہا اور ایسی ہی دلیل اسکی کہ حضرت موسیؑ نے قوم کیطرف سی سوال کیا تہا یہ آیہ بہی ہی کہ

واختار موسی من قومه سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتهم الرجفة قال رب لو شئت اهلکتهم من قبل
وایای اتهلکنا بما فعل السفهاء منا کہ صاف اس سے ظاہر ہی کہ حضرت موسیٰ نی نسبت
اس امر کے اپنی قوم کی سفہا اور بیوقوفون کی طرف دی ہے اور یہہ آیہ بہی صاف دلالت کرتا ہی کہ
قوم نی حضرت موسیٰ سے سوال کیا تہا کہ تم ہمین خدا کو دکہلا دو جیسا خدا تعالی فرماتا ہے
فقد سألوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا الله جهرة کہ صریح اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم کی کہنی سے
اوس جناب نی سوال کیا تہا نہ اپنی طرف سی سوا اتی اسکی صاعقہ جو آسمان سے آیا تو اوسنی بہی
قوم ہی کو جلایا اور حضرت موسیٰ سلامت رہی اور اگر حضرت موسیٰ رویت کو چاہتے اور خدا کے
دیکہنی کی آرزو کرتی تو چاہتی تہا کہ اول صاعقہ حضرت موسیٰ کو پہنچتا لہذا صاعقہ اونہی
لوگون کو پہونچا کہ جنہون نی آرزو اوسکے دیکہنی کی تہی مگر ہان اوس قوم کی معیت اور
ہمراہی اور صحبت کی سبب بیہوشی حضرت موسی کو بہی پہونچی اور پہاڑ کو بہی کہ جو ان کے
تحت اقدام تہا صاعقہ سے یہہ صدمہ پہنچا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اب دیکہنی کہ جو لوگ صمیم
دل سے اعتقاد اسکا کرتے ہین کہ ہم خدا تعالے کو مثل اجسام والوان کے آنکہون سے
دیکہین کے اونکی نصیب کیا ہوگا اور مدعیان رویت جو یہہ کہتی ہین کہ خدا تعالی نے
رویت کو استقرار جبل پر معلق کیا تہا یعنی یہہ فرمایا تہا کہ اگر جبل اپنی جگہہ پر قرار پکڑی
رہیگا تو البتہ تم مجہی دیکہوگے اور استقرار جبل ممکن ہے اور جو چیز معلق ہوتی ہے
ممکن پر وہ بہی ممکن ہوتی ہی تو پس رویت بہی اوسکی ممکن ہوئی جواب اسکا یہہ ہے
کہ استقرار جبل اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے مگر نظر بقول خدا تعالے لن ترانی اور بنظر
تعلق علم ازلی الہی کی ساتھہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے جبل کے ممتنع ہے یہہ خلاصہ ایک
جملہ کا ہے حدیقہ سلطانیہ کی اور جسکو زیادہ اس سے تحقیق ہو وہ حدیقہ سلطانیہ اور
صوارم الٰہیات اور وجیزہ سبحان علیخان اعلی الله مقامہ مین دیکہہ لے هم لا تاخذه
سنة ولا نوم وهو اللطيف الخبير ش یعنی نہین پکڑتی ہے اور نہین لاحق ہوتی ہے
اوسکو اونگہہ اور نیند درحالیکہ وہ لطیف ہی اور خبردار ــ عیون اخبار الرضاؑ مین
مسطور ہے کہ جسکا حاصل یہہ ہے کہ ایک شخص نی اوس جناب سی معنی لطیف و خبیر کے

پوچھے آپ نے فرمایا کہ لطیف کی معنی اسجگہہ خلق کرنے کے ہین یعنی چونکہ وہ تعالے امور
لطیف کو پیدا کرتا ہی اور اشیاء لطیف اور کثیف کا اوسکو علم ہے اور سبکو جانتا ہے
اسواسطے اوسکو لطیف اور خبیر کہتے ہین اور مخلوقات مین لطیف اوس چیز کو کہتے ہین
کہ سب سے زیادہ چھوٹی ہو مثل پشہ کی یا جو چیز اس سے بہی خورد تر ہو کہ نظر مین نہ آسکے اور
دکہلائی نہ دی اور چونکہ اوس تعالی شانہ نی اس قسم کی مخلوقات کو تمیز اپنی نفع وضرر کی
دی ہے کہ وہ اپنی نیک و بد کو خوب سمجہتی ہین اور نر مادہ سی جفت ہوتا ہی اور ایکدوسری کی زبان
سمجہتا ہی اور اپنی اولاد کے ساتہہ محبت کرتے ہین اور اون کو غذا کہلاتی ہین اور رنگ برنگ کی
ساتہہ اون کو ملون کیا تو پس ہمنی جانا کہ وہ لطیف وخبیر ہے اور ہر صانع جو کسی چیز کو بناتا ہے
تو بغیر مادہ کی نہین بناتا مثلاً سنار جو چیز قسم گہنے سے بنائیگا تو چاندی سونے سی بنائیگا لوہار
جو چیز بنائیگا لوہے سے بنائیگا وعلی ہذا بخلاف صانع لطیف وخبیر کے کہ وہ بلا مادہ مواد پیدا
کرتا ہے اور بناتا ہے — حاصل اسکا یہہ ہے کہ اونگہہ اور نیند خاصہ ہی جسم کا اور مادہ اسکا رطوبت ہے
کہ جب دماغ مین آدمی کے رطوبت غلبہ کرتی ہی تو حواس کو باطل کردیتی ہیں پس آدمی غافل ہوجاتا ہے
اور خداتعالی کے واسطی جسم نہین وہ لطیف ہی اور اگر اوسکو نیند آئی تو غافل ہوجائی پہر
انتظام دنیا کا کیونکر کرسکے اسواسطی کہ وہ خبیر ہے یعنی ہر وقت خبردار ہے سب امور سے
کسی سے غفلت نہین کرتا منقول ہے کہ جناب رسولخدا نی فرمایا کہ حضرت موسیٰ سے اونکی
قوم نی کہا کہ تیرا خدا سوتا ہی حضرت موسیٰ نی کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ ان لوگون نی کیا کہا
خطاب آیا کہ ای موسیٰ مین تجکو اسپر آگاہ کرتا ہون کہ تو ایک رات اور ایک دن نہ سو اور
جاگتا رہ حضرت موسی نی بحکم خدا ایسا ہی کیا کہ ایک رات دن جاگتے رہے مین بعد
خداتعالے نی دو شیشہ فرشتہ کے ہاتہہ بہیجی فرشتہ نی کہا کہ خداتعالے تجہکو حکم کرتا ہی
کہ ان دونون شیشون کو اپنی دونون ہاتہون مین رکہہ اور انکی محافظت کر اور آج شب کو
خواب نہ کرنا حضرت موسیٰ نی اون دونون شیشون کو دونون ہاتہون مین رکہا
اور اپنی تئین ہرچند ضبط کیا کہ خواب نہ آئے لیکن خواب نے اونپر غلبہ کیا اور نیند مین
دونون ہاتہہ ملکر دونون شیشہ ٹوٹ گئی اوسیوقت جبرئیل نازل ہوئی اور کہا کہ

حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ تو خواب مین دو شیشون کو محفوظ نر کہہ سکا اور اگر مین سو جاؤن تو آسمان
اور زمین کو کون نگاہ رکھی ***م*** خالق کل شئی لا آلہ الا ہو لہ الخلق و الامر تبارک اللہ رب العالمین ***ش***
یعنی پیدا کرنیوالا ہر شئی کا کہ سوائے اوسکی اور کوئی پیدا کرنیوالا نہین ہے جیسا کہ اوپر گذرا کہ سوائے ایک خدا کے اکی دوسرا خدا
نہین ہو سکتا ہے نہین کوئی معبود بحق سوائے اوسکی خاص اوسیکے واسطے ہی پیدا کرنا اشیاء کا اور خاص اوسکی
واسطے ہی حکم کہ ایک کُن کی کہنی سے تمام دنیا کو پیدا کر دیا بزرگ ہی اللہ کہ پروردگار ہے جمیع مخلوقات کا جن اور انس اور
حیوان اور ملائکہ سی اور پرورش دینی والا اپنی مخلوقات کا — منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے
اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئی ہین کہ یہہ دنیا بہی ایک اون مین سی ہے **اور** ابی ابن کعب سے روایت ہے
کہ مراد اٹھارہ ہزار عالم سی اٹھارہ ہزار ملائکہ ہین چار ہزار اور پانسو اونمین سے مشرق مین ہین
اور چار ہزار اور پانسو مغرب مین اور چار ہزار اور پانسو جنوب مین اور چار ہزار اور پانسو شمال مین
اور عالمین جمع ہے عالم کی بفتح لام اور عالم بہی جمع ہے کہ جسکا واحد نہین ہے مثل لفظ نفر کے
اور عالم ماسوی اللہ کو کہتی ہین اور عالم مشتق ہے علامت سی اور علامت بمعنی دلیل کی ہے
اور رب کی معنی تربیت کی ہین اور تربیت کی معنی پہنچانا ہی ایک شئی کا طرف کمال اوسکی کے
بتدریج اور اطلاق رب کا خدا تعالیٰ پر از روئی مبالغہ کی ہے مثل زید عدل کی اور بہی رب
بمعنی صاحب اور مالک اور سید اور مطاع اور مربی اور مصلح کی بہی آیا ہی منقول ہی کہ جو کوئی
سات بار کہی یا رب اور دوسری روایت مین پانچ بار بہی ہی اور پہر جو دعا کری وہ قبول ہوتی ہے
اور فرمایا رسولخدا نی کہ جو کوئی بندہ مومن یا رب کہتا ہی تو خدا تعالیٰ جواب مین اوسکی کہتا ہے
لبیک اور اگر دوسری تیسری بار کہتا ہی تو جناب باری عز اسمہ کیطرف سی آواز آتی ہے کہ ای بندے
میری جو کچہہ چاہی تو مجہسے طلب کر کہ تجکو مین عطا کرون **اور بہی** رسولخدا نی فرمایا کہ جب بندہ
مومن اس کلمہ کو کہتا ہی تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ای ملائکہ گواہ رہو کہ مینی اس بندہ کو بخشا اور
اجر عظیم اوسکو عطا کیا بشمار اوس چیز کے کہ پیدا کی ہین مینی بہشت اور دوزخ اور سات آسمان
او زمین اور بشمار نکلنی اور غایب ہونے آفتاب اور ماہتاب اور تمام ستارون کے اور بشمار
قطرات باران اور قسم قسم کی خلقت اور جبال اور سنگریزون کے اور بشمار اوس چیز کے کہ پیدا کیا ہے
مینی عرش اور کرسی مین ***م*** و من قال بالتشبیہ فہو مشرک ***ش*** اور جو شخص کہی کہ خدا تعالیٰ

مشابہ مخلوقات کی جسمیت میں ہے پس وہ کافر ہے جیسی کہ حال مجسمہ کا اوپر گذرا م ومن
نسب الی الامامیۃ غیر ما وصف فی التوحید فہو کاذب ش اور جو شخص کہ نسبت دی
ساتہہ فرقہ ناجیہ امامیہ کثرہم اللہ کے خلاف اوس چیز کے کہ جو مذکور ہوا بیچ توحید کے پس وہ
دروغ گو اور کذاب ہی یعنی جو کچہہ کہ باب توحید خداتعالے مین اوپر بیان ہوا یہہ اعتقاد اور
مذہب فرقہ اثنا عشریہ کا ہی اور جو شخص کہ مذہب امامیہ کا توحید خداتعالی مین خلاف اسکی
بیان کرے وہ جہوٹا ہے م وکل حدیث مخالف ما ذکرت فی التوحید فہو موضوع مخترع ش
اور جو حدیث کہ منافی اور مخالف ہو ساتہہ اوس چیز کے جو مذکور ہوا بیچ توحید خداتعالی کے یعنی
جو حدیث ایسی ہو کہ جس سے تعدد قدما کا ثابت ہوتا ہو اور اوسکی وحدت کو توڑتی ہو پس وہ
حدیث موضوع ہے یعنی جہوٹی اور افترا ہے اوپر پیغمبرؐ اور آئمہ معصومین علیہ السلام کے
م وکل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فہو باطل ش اور جو حدیث کہ موافق قرآن کے نہو پس وہ
باطل ہے م وان وجد فی کتب علمائنا فہو مدلس ش اور اگر پائی جاوے کوئی حدیث مخالف
قرآن کے بیچ کتابون علماء امامیہ کی پس وہ تاویل کی گئی ہے م والاخبار التی یتوہمہا الجہال
تشبیہا للہ تعالے بخلقہ ملعانیہا محمولۃ علی ما فی القرآن من نظائرہا ش اور جو حدیثین
کہ جاہل وہم کرین دلالت کرنیوالی اوپر تشبیہ خداتعالی کے ساتہہ مخلوقات اوسکی کے بیچ حدوث
کی یعنی جن حدیثون سی یہہ بات ثابت ہوتی ہو کہ خداتعالی بہی مثل مخلوقات کی حادث ہے
پس وہ اخبار تاویل کیجاتی ہین موافق اوس چیز کے کہ جو قرآن مین واقع ہی آیات سی
اور وہ وہم مین ڈالنی والے ہین جسمیت اور حدوث کی اور واجب ہی تاویل اون آیات کی
بنا بر دلیل عقلی کے یعنی بعض آیات قرآن مین بہی ایسی ہین کہ جنسے وہم ہوتا ہی جسمیت
اور حدوث خداتعالے کا پس اون آیات کا واجب ہی دلیل عقلی سے تاویل کرنا اسطرح پر
کہ جس سے یہہ وہم دور ہوجاوے پس اسیطرح واجب ہی تاویل اون اخبار کی کہ جو جاہلون کو
وہم جسمیت اور حدوث خداتعالی مین ڈالتین ہین م لان فی القرآن کل شئی ہالک
الا وجہہ ش یعنی اسواسطی کہ بیچ قرآن کے ہی کہ ہر موجود فانی ہونیوالا ہی مگر وجہہ خداتعالی
م والوجہہ الذی یوتیہ الیہ ویعرف معہ ویتوجہ الیہ ش یعنی مراد وجہہ سے مونہہ نہین ہے

بلکہ مراد اوس سے وہ چیز ہے کہ جولائی جای اور پہنچایا جای خدا تعالے اوس سے اور توجہ کیجائی طرف اوسکی اور وہ دلائل اوسکی معرفت کی ہین نہ ہونہ کے جیسا کہ جاہل کہتی ہین **اور بہی** مراد وجہہ سے ذات ہو سکتی ہی کہ کلام عرب مین وجہہ بمعنی ذات کی اکثر مستعمل ہی **اور** جناب صادق سے منقول ہے کہ معنی اسکی یہ ہین کہ ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے مگر جسنی کہ اختیار کیا دین حق کو **اور** دوسری روایت مین ہے کہ جو کوئی بجالاوے اوس چیز کو کہ حکم کیا گیا ہے اوسکی بجالانیکا یعنی بطاعت محمدؐ کی اور آئمہ کی بعد رسولخداؐ کی پس یہہ وہ وجہہ ہے کہ ہلاک نہین ہوتی ہے اور مراد یہ ہے کہ بہ تحقیق ہر مطیع واسطے رسولخداؐ اور رسول کے متوجہہ ہی طرف خدا کی پس وہ باقی ہی بہشت مین الحدیث اور یا مراد یہہ ہے کہ تمام عمل باطل ہین مگر وہ عمل کہ جو لوجہ اللہ اور قربتاً الی اللہ ہو ــــ

م فی القرآن یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطیعون خاشعۃً ابصارہم ترہقہم ذلۃٌ وقد کانوا یدعون الی السجود وہم سالمون **ش** یعنے جس روز کہ حجاب اوٹہایا جاوے ساق سے اور بلائین جائین آدمی طرف سجدہ کی خدا کی واسطی پس نہ طاقت رکہین گے وہ سجدہ کرنیکی جسوقت کہ جہکنے والے ہونگی نیچی کو آنکہین اونکی شدت ہول اور خوف سے اور نہ کہول سکینگے اور سرون کو اوپر نہ اوٹہا سکینگے پہونچی گی اون کو اور گہیر لیگی اون کو خواری بسبب ندامت کی اور تحقیق تہے وہ دنیا مین کہ بلائی جاتے تہے طرف سجدہ کرنے خدا کے جسوقت کہ وہ سلامت اور تندرست تہی اور قدرت رکہتی تہے واسطی سجدہ کرنیکی

م والمراد بکشف الساق شدتہ **ش** یعنی مراد ساتہہ کشف ساق کی سختی حال اوسکی کی ہے اسواسطی کہ حال سختی مین ساقین برہنہ ہو جاتی ہین واسطی فرار اور اضطرار کی نہ یہہ کہ مراد ساق سی ساق خدا تعالی کی ہے بمعنی عضو خاص کی کہ پنڈلی ہے جیسا کہ جہال توہم کرتے ہین حاصل یہہ کہ مراد کشف ساق سے سختی روز قیامت کی ہے کہ اوس روز دہشتین اور سختیان اور شدتین ایسی ہونگی کہ زیادہ اون سے متصور نہو یعنی جبکہ ثواب اور عذاب کو آنکہون سے دیکہین گے **اور** ابن عباس سے منقول ہی کہ یہہ ساعت سب ساعتون مین زیادہ سخت ہی یعنی قیامت کا روز اور یہہ وہ ساعت ہی کہ رسولخداؐ نے جسکی خبر دی ہے کہ قیامت کی روز خلایق کو میدان حشر مین حاضر کرینگے اور خدا تعالے ظالمون اور مظلومون کو حکم کریگا یہان تک کہ اگر کسینے پانی مین دودہ ملایا ہوگا تو اوس سے کہینگے کہ پانی سے

دودھ کو جدا کر اور یہہ عذاب کی راہ سے ہوگا اور ایک منادی ندا کریگا کہ ہر گروہ اپنی اپنی پیشواؤن کی
پیچھے جائین پس بُت پرست بتون کے پیچھے اور نمرود اور فرعون وغیرہ کی پرستش کرنیوالے
اون کے پیچھے اور ایسی ہی جو کوئی جسکی پرستش کرتا ہے اور اوسکو مانتا ہی اوسکی ساتھہ جہنم مین
داخل ہوگا پس باقی رہجائینگے وہ لوگ کہ جو خدا کی عبادت کرتے ہین مومنین اور منافقین سے
اوسوقت خدا تعالی اون کو خطاب کریگا کہ تمنے کسکی پرستش کی وہ کہینگے خدای برحق کے
خدا تعالی حکم کریگا کہ حجاب اوٹھا دین اور ایک نور اوسکی عظمت و جلالت کا ظاہر ہوگا اور
سب آدمیون کو سجدہ کرنے کا حکم ہوگا سب مومنین سجدہ مین جائینگے اور منافقین اور
ریاکرنیوالے قدرت سجدہ کرنیکی نرکھینگے اور پشت اونکی مثل چوب خشک کی ہوجائیگی
پس یہہ مراد ہی قول خدا تعالی یوم یکشف عن ساق سے م وفی القرآن ومن یحلل
علیہ غضبی فقد ہوی ش یعنی جو شخص کہ واجب ہوا اوسپر عذاب میرا پس بہ تحقیق وہ ہلاک ہوا
م غضب اللہ تعالی عقابہ ورضاہ ثوابہ ش یعنی مراد غضب اللہ سے عقاب وعذاب اوسکا
اور رضا سے ثواب اوسکا ہی م وفی القران تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک ش یعنی
خدایا جانتا ہی تو جو کچھہ کہ بیچ نفس میری کے ہی اور نہین جانتا مین جو کچھہ بیچ علم تیری کی ہے ای
تعلم غیبی ولا اعلم غیبک یعنی جانتا ہی تو جو کچھہ بیچ غیب میری کے ہے اور نہین جانتا مین جو
کچھہ بیچ غیب تیری کے ہے پس مراد نفس سے غیب ہی نہ جوہر متعلق بہ بدن و ہیکل
محسوس علی اختلاف القولین م وفی القرآن تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت
فی جنب اللہ ش اور بیچ قرآن کی ہے سورہ زمر مین یعنی ایسا ہو کہ کہی نفس وقت دیکھنے
عذاب کی ای افسوس اور پشیمانی میری اوپر اوسکی کہ تقصیر کی مینی بیچ طاعت خدا کے
م وجنب اللہ طاعتہ ش اور مراد جنب اللہ سے طاعت اوسکی ہے اور آئمہ سے مروی ہے
کہ مراد جنب اللہ سی وہ طریقہ ہے کہ جو پہونچانیوالا ہے طرف رضای خدا کے اور جناب
امام محمد باقر نی فرمایا کہ ہم ہین جنب اللہ یعنی ہم وہ طریقہ ہین کہ جو پہنچانیوالے ہین طرف
خدا کے پس جو کوئی ہماری اطاعت نکریگا وہ قیامت کی روز افسوس کریگا اور
ایک روایت مین ہے کہ مراد جنب اللہ سے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ہین

م وفی القرآن ونفخت فیہ من روحی ش اور بہی بیچ قرآن کی ہے سورۂ فجر مین ونفخت
فیہ من روحی یعنی پہونکا مینے بیچ اوسکی روح خاص پیدا کی ہوئی اپنی کو م یعنی روح
مخلوقہ وجعل اللہ بہا فی آدم وعیسی وانما قال روحی کما قال بیتی وعبدی وخلقی وناری
وسمائی وارضی ش اور مراد روح سے وہ روح ہے کہ خدا تعالی نے خلق کیا ہے
اوسکو بیچ آدم کی اور عیسی ؑ کی محض قدرت اپنی سے بی واسطہ پدر اور اضافت روح کی
طرف خدا تعالی کی بمعنی مخلوقیت روح کی ہی نہ بمعنی حلول کرنے کی بیچ خدا تعالی کے
اور یہہ اضافت ایسی ہی جیسی خدا تعالی نے قرآن مین فرمایا کہ گہر میرا اور بندہ میرا
اور جنت میری اور نار میری اور آسمان میرا اور زمین میری یعنی جیسے ان لفظون مین
اضافت بمعنی مخلوقیت کی ہی ویسی ہی اضافت بمعنی مخلوقیت کی روحی مین بہی ہی اور
اس روح کو جو خدا تعالی نے اپنی طرف منسوب کیا حالانکہ سب روحین اوسیکی مخلوق ہین
اسواسطی منسوب کیا کہ اس روح کو سب روحون سے برگزیدہ کیا ہی اور اوس جناب سے
منقول ہی کہ روح متحرک ہی مثل ریح کے اور نام اوسکا روح اسواسطی رکہا گیا کہ وہ
مشتق ہی ریح سے اور ہمجنس ہے ریح کی م وفی القرآن بل یداہ مبسوطتان ش اور بہی
بیچ قرآن کے ہی یعنی نعمت خدا کی بیچ دنیا و آخرت کی بچہائی گئی ہے م یعنی نعمۃ الدنیا
ونعمۃ الآخرۃ ش یعنی مراد یدا سے نعمت دنیا اور نعمت آخرت ہی

م وفی القرآن واذکر عبدنا داود ذی الاید ش اور یاد کر بندہ
ہماری داود کو یعنی داود کے قضیہ کو یاد کر کہ تہا وہ داود صاحب قوۃ کا دین مین اور مشقتون
اور اذیتون کا کہینچنے والا اور عبادت مین مشغول رہتا تہا کہ اپنی قوت کو عبادت کی مشقت مین
خرچ کرتا تہا م یعنی ذی القوۃ ش یعنی صاحب قوۃ کا پس معنی آید کے قوۃ کے ہین
م وفی القرآن یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ش اور بہی بیچ قرآن
کی ہے کہ ای شیطان کس چیز نے منع کیا تجہکو اس سے کہ سجدہ کری تو واسطے اوس
چیز کے کہ پیدا کیا ہی مینے اوسکو ساتہہ دونون ہاتہون اپنی کے م یعنی بقدرتی ش
یعنی ساتہہ قدرت اپنی کے پس ید سے مراد قدرت ہی م وفی القرآن والارض جمیعا

قبضتہ یوم القیامۃ ش اور زمین سب قبضہ مین اوسکی ہی دن قیامت کی ہیے
م ملکہ لا یملکہا معہ احد ش یعنی ملک اوسکی کہ نہین مالک ہوگا اوسکا ساتہہ اوسکی
کوئی دوسرا حاصل یہہ کہ زمین بتمامہا مملوک و مقبوض ہی خدا تعالے کی روز قیامت
بی مشارکت غیر کے م و فی القرآن والسموات مطویات بیمینہ ش اور آسمان
لپٹی ہوئی ہین ساتہہ ہاتہہ قدرت اوسکی کی م یعنی بقدرتہ ش یعنی ساتہہ قدرت
اوسکی کے پس مراد یمین سے قدرت ہی نہ دست راست مقصود اس سے یہہ ہے
کہ آسمان اور زمین اوسکی قدرت کی آگے کچہہ حقیقت نہین رکہتی زمین تو باوجود
اسقدر بڑے ہونے کی ایسی ہی کہ جیسے کوئی کسی چیز کو مٹھی مین پکڑ لے اور آسمان ایسی
ہین کہ جیسے کوئی کسی چیز کو اپنی ہاتہہ سے لپیٹ لیوی م و فی القران والسماء بنینٰہا
باید و انا لموسعون ش یعنی آسمان کو بنایا ہمنی ساتہہ قوت اپنی کے اور تحقیق البتہ
ہم طاقت رکہنی والے اور قادر ہین اوسکے بنا پر اور یا یہہ کہ گنجایش رکہنی والی ہین
اوس سے زیادہ اور بلند بنانے پر اور یا یہہ کہ ہم فراخ کرنیوالے ہین روزیکو بندونپر
م والاید القوۃ ش اور اید معنی قوت کی ہے م و فی القرآن وجاء ربک
والملک صفا صفا ش اور آیا پروردگار تیرا اور فرشتے صف صف م یعنی وجاء
امر ربک ش یعنی آیا امر رب تیر یکا یا ظاہر ہوئین نشانیان اوسکی قدرت کی اور
علامتین اوسکی ہیبت اور دبدبہ کی اور اس سے خدا کا آنا مراد نہین ہو سکتا اسواسطے
کہ آنے کی لئی حرکت چاہئی اور ایک جہت چاہئی کہ جہان سی وہ آئے اور خدا تعالے
جہت اور حرکت سی مبرا اور پاک ہی م و فی القران کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون ش
اور بیچ قرآن کی ہی یعنی حقا کہ بہ تحقیق وہ لوگ ای کافر بیچ روز قیامت کی ثواب پروردگار
اپنی سے البتہ پردی مین کئی گئی ہین م یعنی محجوبون عن ثواب ربہم ش یعنی محجوب
ہونگی رب اپنی سے اور جناب امیر المومنین ع سے منقول ہے کہ فرمایا آپ نی
کہ محروم ہونگے اوسکے ثواب سی اور اوسکی کرامت سی اور امام رضا ع سی منقول ہے
کہ فرمایا آپ نے کہ خدا تعالی مکان کے ساتہہ وصف نہین کیا جاتا اور نہین کہا جاتا ہی

کہ وہ تعالے داخل ہے مکان مین اور ڈالا گیا ہی اوسمین پردا اوسکی طرف سی بندون کے
واسطی اور لیکن مراد یہہ ہے کہ تحقیق وہ ثواب پروردگار اپنی سے پردہ کئی گئی ہین
ابن عباس سے اسکی تفسیر مین منقول ہے کہ اس آیہ سے خدا کا دیدار ثابت نہین
ہوتا جیسا ایک فرقہ کہتا ہی کہ کفار خدا تعالے سی حجاب کئی گئی ہین تو پس معلوم ہوا
کہ مومنین کیواسطی اوس سے حجاب نہوگا بلکہ وہ اوسکو دیکھین گے جواب اسکا
یہہ ہی کہ محاورۂ عرب مین حجاب مکان کی لئی ہوتا ہی اور خدا کے لئی مکان
نہین ہے کہ وہ اندر مکان کے بیٹھا ہو اور اوسکی سامنی پردہ پڑا ہو کہ کفار اوسکو
نہ دیکھنی پاتین اور مومنین کی لئے پردہ اوٹھا دیا جاتی پس جبکہ دیکھنا خدا کا بموجب
عقلی دلیلون کے باطل ہوا تو پس جو امر کہ جایز ہی وہ مراد ہوگی اور وہ ثواب اور رحمت ہے

م وفی القران مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ش یعنی مکر کیا اونہون نی اور مکر کیا
اونسی اللہ نی اور اللہ بہتر ہی مکر کرنیوالون کا م یخادعون اللہ وہو خادعہم ش یعنی مکر کیا
اونہون نے اللہ سے اور وہ اللہ مکر کرنیوالا ہے ساتہہ اونکے م وفی القران یستہزأ بہم ش
ٹھٹھا کیا اللہ نے ساتہہ اون کے م وفی القران سخر اللہ منہم ش یعنی سخریہ کیا اللہ نے
ساتہہ اون کے م وفی القرآن نسوا اللہ فنسیہم ش یعنی بہلا دیا اونہون نی اللہ کو
پس بہلا دیا اللہ نے اون کو م ومعنی ذلک کلہ انہ جل وعز یجازیہم جزاء المکر وجزاء
المخادعۃ وجزاء السخریۃ وجزاء النسیان وہو نسیتہم انفسہم ش اور معنی ان
سبکے یہہ ہین کہ بہ تحقیق اوس جل وعلی نے جزا دی اون کو جزا مکر کی اور جزا
مخادعت کی اور جزا سخریہ کی اور جزا نسیان کی اور وہ یہہ ہے کہ بہلا دیا اللہ نے
اون کو نفسون اونکی کو م کما قال اللہ تعالے ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسیہم
انفسہم ش یعنی ای مومنین نہو تم مانند اون لوگون کے کہ بہول گئی خدا کو یعنی اوسکی
حکمون کو پس بہلا دیا خدا نے اون کو اور نفسون اونکی کو م لانہ تعالے فی الحقیقۃ لا یمکر
ولا یخادع ولا یستہزء ولا یسخر ولا ینسی تعالی عن ذلک علواً کبیراً انتہی

اور یہہ اسواسطی کہ بہ تحقیق اللہ حقیقت مین نہ مکر کرتاہی اور نہ خدع کرتاہی اور نہ استہزا
کرتاہی اور نہ تمسخر کرتاہی اور نہ بہولتاہی کہ وہ برتر ہے ان سب باتون سی نہایت
برتر اور بزرگ اور بعید ہین اوسکی ذات اقدس سے یہہ سب امور مذکور م وفی القرآن

وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ ش اور یہی بیچ قرآن کے ہی کہ مونہہ اوس روز
یعنی قیامت مین تازہ اور تابان اور مسرور ہونگے طرف پروردگار اپنی کے دیکہنی والے

م یعنی مشرقہ منتظرا الی ثواب ربہا ش یعنی چمکنی والے منتظر طرف ثواب
رب اپنی کے حاصل یہہ کہ ناظرہ اس جگہہ بمعنی اسکی ہین کہ مونہہ اوس روز نظر
کرنیوالے اور دیکہنی والے ہونگے طرف فضل ورحمت وثواب خداتعالے کے
کہ دیکہتی خدا انکو کیا عطا کرتا ہے اور منتظر ہونگے اوسکی نعمتونکے حاصل ہونی کے
اور جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ دوستان علیؑ بعد حساب دینی کے نہر مسمی
بحیوان مین غسل کرین گے اور اوسکا پانی پئین گے تو مونہہ اون کے سفید اور نورانی اور
تروتازہ ہوجائین گے اور پہر بہشت مین داخل کئی جائینگی پس اوس جگہہ دیکہین گے
اور نظر کرینگے طرف رحمتِ رب اپنی کے کہ کیونکر ثواب پہنچتاہی اونکو پس مراد
نظر سے نظر ہی طرف ثواب اوسکی کے اور وجوہ سے مراد صاحبان وجوہ ہین اور اسکی
تفسیر مین بہت اختلاف ہی فرقہ تشیع تو کہتی ہین کہ معنی نظر کے اس جگہہ انتظار
کی ہین یعنی انتظار کرنیوالے طرف ثواب پروردگار اپنی کے اور یہہ ہی قول جناب
امیرؑ کا بہی ہے اور فرقہ تسنن نظر کی معنی آنکہہ کے لیتی ہین اور کہتی ہین کہ دیکہنی والے ہونگے آنکھون سے
اوسکی جمال کو اور توضیح اوسکی تفسیر حسن مین ہے اور عدم رویت کا حال اوپر گذرا

م وفی القرآن ویحذرکم اللہ نفسہ یعنی انتقامہ ش یعنی ڈراتا ہے تمکو خداتعالی
انتقام اپنی سے پس معنی نفس کے اس جگہہ انتقام کے ہین م وفی القرآن

ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ ش یعنی خدا وہ شخص ہے کہ درود بہیجتا ہے اوپر
تمہارے ای مومنین یعنی رحمت نازل کرتا ہے تمپر اور فرشتے یعنی بخشش چاہتی ہین

تمہاری واسطی ہم والصلوۃ من اللہ رحمۃ ومن الملائکۃ استغفار وتزکیۃ ومن الناس
دعا ش پس صلوۃ اللہ سے رحمت اللہ کی ہے نہ صلوۃ بہیجنا مثل آدمیون کے
اور ملائکہ سے استغفار ہی یعنی طلب مغفرت کرنا خدا تعالی سے اور آدمیون سے
دعا کرنا ہی خدا تعالے سی ہم وفی القرآن ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی
یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ش بہ تحقیق کہ خدا اور فرشتے اوسکی
درود بہیجتی ہین اوپر پیغمبر کے کہ جو برگزیدہ اور بلند مرتبہ ہی ای وہ لوگ کہ ایمان
لائی ہو خدا اور پیغمبر پر درود بہیجو تم اوپر اوسکے اور سلام کہو سلام کہنا یا اوسکو
تسلیم کرو اپنی تئین اور اوسکی فرمانبرداری کی رعایت کرتے رہو اور کہتی ہین کہ مراد
اللہم صل علی محمد ؐ سے یہہ ہی کہ خداوندا تعظیم کر تو محمد ؐ کی دنیا مین اوسکی دین کی بلند کرنے سے
اور اوسکی شریعت کی باقی رکھنی سے اور آخرت مین اوسکی شفاعت قبول کرنے سے
اولین اور آخرین پر اوسکی فضل کے ظاہر کرنیسی اور تمام انبیا اور مرسلین پر اوسکی مقدم کرنی سے
اور بعد نازل ہونے اس آیہ کی لوگون نے پوچہا کہ یا حضرت کسطرح آپ پر درود بہیجین فرمایا کہ کہو
اللہم صل علی محمد ؐ وآل محمد ؐ کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد ؐ وآل
محمد ؐ کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید اور بعد اسکی حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالی نے دو فرشتے مقرر
موکل کیتی ہین کہ جب وہ آدمی میرا نام لیتا ہی اور پہر مجہپر درود بہیجتا ہے تو وہ فرشتے
کہتی ہین کہ خدا تجہی بخشے اور خدا اور فرشتے آمین کہتے ہین اور اگر درود نہین بہیجتا تو
وہ فرشتے کہتی ہین کہ خدا تجہی نہ بخشے اور خدا اور رسول ؐ آمین کہتی ہین اور حدیث میں
ثواب اسکا یہہ ہے کہ درود بہیجنے والا گناہون سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ اپنی
ماں کے پیٹ سی نکلتا ہے اور ایک حدیث مین درود اسطرح پر ہے کہ اللہم
صل علی محمد وآل محمد کما صلیت وبارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید
ہم وفی القرآن ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ و
معناہ ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ بالملائکۃ فی ظلل من الغمام ای عذاب اللہ ش
یعنی گمان نہ لیجائین کافر مگر یہہ کہ آوے اونکو عذاب خدا تعالی کا سائبانون ابر سے

ساتھہ ملائکہ عذاب کی پس مراد ان یاتیہم اللہ سے آنا عذاب خدا تعالے کا ہے

م ولیس یرد فی الاخبار التی یشنع بہا اہل الخلاف والالحاد الا مثل ہذہ الالفاظ
ومعانیہا معانی الفاظ القران ش اور نہین وارد ہوتے بیچ اخبار اور احادیث کے
کہ جنکی ساتھہ طعن وتشنیع کرتے ہین اہل خلاف والحاد مگر مثل ان الفاظ کی
اور معانی اون کے معانی الفاظ قرآن کے ہین یعنی جن احادیث مین ایسی الفاظ
جیسے ان آیات مین ہین پائی جاتے ہین تو اونکی بہی تاویل ایسی ہی ہے جیسے کہ
تاویل ان الفاظ کی ان آیات قرآنی مین کی گئی ہے پس کوئی طعن اہل خلاف کا
اونکی ساتھہ بہی وارد نہین ہوتا م باب الاعتقاد فی صفات الذات وصفات الافعال ش

باب دوسرا بیچ بیان اعتقاد فرقہ ناجیہ کے صفات ذات اور صفات افعال خدا تعالی

مین م قال الشیخ رح کلما وصفنا اللہ بہ من صفات ذاتہ فانما نرید منہا نفی ضدہا عنہ
عز وجل ش فرمایا شیخ رح نے کہ جس چیز کے ساتھہ وصف کرتے ہین ہم خدا تعالی کے
صفات ذات اوسکی سی بدرستیکہ ارادہ کرتے ہین ہم ہر صفت سی نفی ضد اوس
صفت کی پس صفت ذات وہ ہی کہ ہمیشہ اوس تعالے شانہ کیواسطے ثابت ہو
اور نفی اوسکی اوس سے جایز نہو اور صفت فعل وہ ہے کہ ہمیشہ اوسکی واسطی
ثابت نہو بلکہ نفی اوسکی اوس سے جایز ہو واضح ہو کہ مابین علماء مذہب شیعہ
بیچ تشخیص صفات ثبوتیہ کے اختلاف ہی کہ آیا اعدام صفات کی ثابت ہین
مثلاً علم عبارت ہو نفی جہل سے اور قدرت عبارت ہو سلب عجز سے جیسا کہ
شیخ ممدوح رح فرماتے ہین کہ ہم ارادہ کرتے ہین صفات ذات سی نفی ضد
اونکی کے یعنی علم سے ارادہ کرتے ہین ہم کہ وہ جاہل نہین یا مفاہیم وجود
انتزاعیہ ثابت ہین کہ وجود اونکا بیچ خارج کے عین وجود منشاء انتزاع اوسکا ہے

جیسا کہ وہ ظاہر ہے کلام اکثر سے م مثلاً القول لم یزل اللہ سمیعاً بصیراً علیماً حکیماً
قادراً عزیزاً حیاً قیوماً واحداً قدیماً ش مثل اسکی کہ کہتی ہین کہ ہمیشہ ہی اللہ
سننے والا اور دیکھنے والا اور دانا ساتھہ دانائی کامل کے اور توانا اور غالب

اور رزق دہ اور مربی اور حافظ مخلوقات اور سبی ہمتا اور سبی ابتدا م وهذه
صفات ذاتیہ ش پس یہہ صفات صفات ذات اوسکی ہین اسواسطی کہ
نفی ان صفات سی نقصان خدا تعالی کا لازم آتا ہے مثلاً اگر کہا جائی کہ
خدا تعالی عالم نہین یا قادر نہین تو خدا تعالی جاہل اور عاجز ہوا اور یہہ عین نقصان ہے
اور باتفاق سائر ملل اسلام غیر از باطنیہ و اسمعیلیہ باطل اور فاسد ہی اور آیات
و روایات متواترات اثبات اس صفات سی مشحون ہین فرماتا ہی خدا تعالی
علی کل شئ قدیر و انہ بکل شئ علیم حاصل یہہ کہ صفات کمالیہ الٰہی حادث نہین اور
اوس سے منفک نہین ہو سکتی مثل علم اور قدرت وغیرہ صفات مذکورہ بالا کے اسواسطے
کہ اگر یہہ صفات حادث ہوون تو چاہئی خدا تعالے قبل عارض ہونی ان صفات کی
ناقص اور جاہل اور عاجز ہو اور اگر اوس سے منفک ہوون تو بعد اوسکے ناقص
ہو جائی اور کسی حال مین نقصان اوسپر روا نہین م ولا نقول انہ تعالے لم یزل
خالقاً فاعلاً مریداً راضیاً ساخطاً رازقاً وہاباً متکلماً ش اور ہم نہین کہتی کہ خدا تعالے
ہمیشہ خلق کرنیوالا ہے اور ہمیشہ کار کرنیوالا ہے اور ہمیشہ ارادہ کرنیوالا ہے اور
ہمیشہ ناراض ہی اون چیزون سے کہ جو مخالف اوسکے ارادہ کی ہین اور ہمیشہ
روزی دینیوالا ہے اور ہمیشہ بخشنی والا ہے اور ہمیشہ بات اور سخن پیدا کرنیوالا ہے
م لان ہذہ صفات افعالہ وہی محدثۃ ش اسواسطی کہ یہہ صفات صفتین
افعال اوسکی کی ہین اور حادث ہین م لا یجوز ان یقال لم یزل اللہ موصوفاً بہا ش
اور جایز نہین یہہ کہ کہا جائی کہ ہمیشہ سی اللہ موصوف تہا ساتہہ ان صفات کے
یعنی یہہ نہین ہے کہ خدا تعالے بیچ ازل کے خالق ہے تہا والا اگر ازل مین خالق
ہوتا تو چاہئی تہا کہ عالم قدیم ہوتا اور مخلوقات الٰہی ہمیشہ ہوتی اور یہہ افعال
مذکورہ صفات کمال حق تعالی کی نہین ہین کہ جنکی عدم سے نقص اوسکا لازم
آتی ہان صفت کمال اوسکی قادر ہونا ہے ایجاد پر کہ جسوقت مصلحت جانے

پیدا کرے اور یہہ صفت قدیم ہے اور کبھی اوس سے جدا نہین ہوتے اور یہی ممکن ہے
کہ دوام صفت فعل باعث نقصان خدا ہو یعنی اگر ہمیشہ وہ فعل کرے تو اوسکو
نقصان لازم آئے مثلاً اگر مصلحت اوسکی زید کے پیدا کرنے مین آج کے دن ہو
پس اگر پہلے آج کی دن اوسکو پیدا کر دے تو یہہ اوسکی مصلحت کی خلاف ہو اور موجب
نقصان کا ہو اور ایسی ہی اگر زید کو خلاف مصلحت توانگر کر دی اور دولتمند بنادی تو نقصان
اوسکا ہو نہ کمال جیسا کہ کہا ہے کہ صفت ذات وہ ہی کہ خدا تعالے ساتہہ اوس کے
موصوف ہو اور نہ اوسکی ضد کی ساتہہ بہی موصوف ہو سکتا ہو اول جیسے علم اوسکا
کہ سب چیز کے ساتہہ اوسنے تعلق پکڑا ہے اور جہل کے ساتہہ مطلقاً موصوف
نہین ہو سکتا اور ثانی مثل خلق کی ہے کہ کہہ سکتی ہین کہ خدا نے سات آسمان پیدا
کئی ہین اور زیادہ اس سے چونکہ مصلحت نہ تہی تو خلق نہ کیا اور کوئی چیز انمین سے موجب
تغیر ذات مقدس اوسکی کا اور باعث نقصان کا نہین ہے اسواسطی کہ کمال
ذات مقدس اوسکی قدرت کامل اور علم سابق اور خیریت محض ہے اور اختلاف
بیچ قابلیت مواد ممکنات کی ہے کہ ہر چیز کو لایق قابلیت مادہ اوسکی کے موافق مصلحت
نصیبہ اور بہرہ اپنی فیض شامل عنایات سے کیا ہے اور اگر زیادہ اس سے عطا فرمائی
تو مخالف ہو اوسکی علم شامل کے جیسا کہ بلا تشبیہ باران رحمت کو سب جگہہ ایک ہی
طرح سے برساتا ہی لیکن باعتبار اختلاف مواد و قابلیت استعداد ایک زمین مین
گل و سنبل پیدا کرتا ہے اور ایک زمین مین خار بیمقدار اور ایک زمین مین اشجار
و اثمار اور دوسرے مین انہار و انہار اور حالانکہ سب ایک مہینہ سے ہین جناب
سید حسین اعلی اللہ مقامہ نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہے کہ دلایل اسکے کہ صفات
کمالیہ ذاتیہ باری عین ذات ہین نہ زائد بر ذات جیسا کہ مخالفین کہتے ہین
بہت سی ہین از انجملہ ایک یہہ ہے کہ اگر صفات زائدہ موجودہ قایم ہون ساتہہ
ذات باری کے تو استکمال اوسکا ساتہہ غیر کے لازم آئی حالانکہ وہ غنی اور
کامل بالذات ہی محتاج کسیکے طرف نہین ہے اور زیادتی صفات کی مستلزم ہی

احتیاج کو بخلاف اسکے کہ ذات اوسکی قایم مقام ہو صفات حقیقیہ کی اور پیدا ہو
آثار کا کہ جو صفات حقیقیہ پر مترتب ہوتے ہین اسواسطے کہ اسصورت مین
کمال ذاتی ہوگا اور احتیاج اور افتقار لازم نہ آوینگے مثل ممکنات کے کہ اپنی علم مین
محتاج ہین طرف صورت حاصلہ کے کہ مبداء انکشاف معلومات غایبہ کی ہے پس علم
حقیقی بندون مین صورت حاصلہ ہے اور انکشاف اون کے آثار کے اور آدمی
بیچ تحصیل انکشاف کی محتاج ہے اوسکی طرف کہ اگر وہ نہو تو معلوم اوسپر منکشف نہو
یعنے مثلاً اگر زید چاہے کہ کسی غایب کا علم کرے مثل عمر کا تو جب تک کہ عمر کی صورت
اسکی ذہن مین نہ آئیگی عمر اوسپر منکشف نہوگا بخلاف ذات خداوند عالم کہ وہ بذاتہ
مبداء انکشاف اشیاء کا ہے وہ محتاج صورت کیطرف نہین اوسنے اپنی ذات کو
جانا سب کو جان لیا پس ازل سے سب چیز اوسپر واضح اور لایح ہے کوئی چیز
اوسپر پوشیدہ نہین **دوسری** دلیل یہہ کہ اگر صفات اوسکی ذات پر زائد ہون
تو وہ صفات خدا تعالی کی غیر کیطرف محتاج ہونگی یا نہونگے اگر محتاج ہونگی
تو احتیاج خدا تعالی کی غیر کیطرف لازم آئیگی کہ غیر جب اونکو ایجاد کرے تب
خدا تعالے اون کے ساتھہ موصوف ہو اور درصورت نہ محتاج ہونے اون
صفات کی طرف غیر خدا تعالے کے پس یا وہ خدا تعالی ہی کیطرف محتاج ہونگی
تو یا خدا تعالی اونکا فاعل بالایجاب ہوگا یا فاعل باختیار شق اول پر خدا تعالی کا
نقصان لازم آئیگا جیسا کہ بعض اہل تسنن سمجھے ہین اور یہہ توہم فاسد ہی
کہ خود شارح مواقف بھی اسکے فساد کا قایل ہوا ہے اور اوپر شق ثانی کے حدوث
صفات کا لازم آئیگا اور اگر محتاج کسیکی بواجب اور غیر واجب سی نہونگے تو تعدد
واجب الوجود کا لازم آئیگا اور یہہ شرک واضح ہے **تیسری** دلیل یہہ ہے
کہ اگر صفات خدا تعالی کے زائد ہون اوپر ذات کی تو تعدد قدما کا لازم آتے حالانکہ صفت
قدم مخصوص اوسیکی ہے کہ جسپر عدم ممتنع ہے جیسا کہ بیچ حدیث کی ہے کہ کان
اللہ فی الازل ولم یکن معہ شئی اور یہہ دلیلین ظاہر ہے کہ ساتھہ صفات موجودہ
انضمامیہ کے اختصاص رکھتی ہین اور بیچ صفات انتزاعیہ اور جو کہ ان کے

قایم مقام ہین اونمین جاری نہین ہوتین اور لیکن دلایل نقلیہ از آنجملہ فرمانا جناب
امیر ع کا ہے کہ اول عبادت خدا معرفت اوسکی ہے اور یکتا جاننا اوسکا ہے اور کمال
توحید اوسکی نفی کرنا صفات کا ہی اوس سے یعنی زائد جاننا صفات کا اوسکی ذات پر
اور اون صفات کو اوسکی ذات مین حلول ماننا اسواسطی کہ عقول گواہی دیتی ہین کہ
جسمین حلول کرین صفات وہ مصنوع اور مخلوق ہے حالانکہ گواہی دیتین ہین عقلین کہ
وہ تعالی صانع ہے نہ مصنوع اور خالق ہی نہ مخلوق پس یہ عبارت دلالت کرتی ہے
کہ نفی اون صفات کی ہے کہ جسکی شان سی حلول ہو اسواسطی کہ حلول خاصہ اعراض
موجودہ کا ہے نہ اوصاف انتزاعیہ کا کہ وجود اونکا وجود منشا اونکی کے کا ہی اور
نفی اونکی جو کہ مانند ان کے ہین اور کتاب توحید مین حسین بن خالد سے مروی ہے کہ
مینی جناب امام رضا ع سے سنا کہ فرمایا آپنے کہ پیوستہ خدا تعالی عالم ہے اور
قادر ہے اور حی ہے اور قدیم ہے اور سمیع ہی اور بصیر ہے عرض کیا مین نے
کہ یا ابن رسول اللہ ایک قوم کہتی ہے کہ خدا تعالی ہمیشہ عالم ہے ساتھہ علم کے
اور قادر ہے ساتھہ قدرت کی اور حی ہے ساتھہ حیات کی اور قدیم ہے ساتھہ قدم کے
اور سمیع ہے ساتھہ سمع کے اور بصیر ہے ساتھہ بصر کے حاصل انکی قول کا
یہہ ہی کہ خداوند عالم عالم ہی ساتھہ عارض ہونے علم کے اور قادر ہی ساتھہ عارض ہونے
قدرت کی اور بصیر ہے ساتھہ عارض ہونے بصر کے و علی ہذا یعنی وہ فرقہ صفات کو
عین ذات نہین جانتا بلکہ زاید اوسپر جانتا ہی آپنی فرمایا کہ جو کہ قایل اس قول کا ہے اور
اسکا اعتقاد رکھتا ہی پس خدا تعالی کی ساتھہ اوسنے اور خدا اقرار دئی اور ہماری
ولایت سی خارج ہوا خدا تعالی عالم اور قادر لذاتہ ہے — باب الاعتقاد فی التکلیف

بیان تکلیف

باب تیسرا ایچ بیان اعتقاد تکلیف کی

قال الشیخ ابوجعفر اعتقادنا فی التکلیف فرمایا
شیخ ابوجعفر رح نی کہ اعتقاد ہمارا ایچ تکلیف کی ہو ان اللہ تعالی لا یکلف
عبادہ الا دون ما یطیقون مثل یہہ ہے کہ اللہ نہین تکلیف دیتا اپنی بندون کو مگر کمتر
غایت طاقت اور قوت ان کی سے کما قال اللہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنی تکلیف

نہین دیتا خدا تعالے کسی نفس کو مگر کمتر وسعت اور طاقت اوسکی سے م والواسع دون الطاقة ش اور وسعت کمتر طاقت اور قدرت سی ہے م وقال الصادق ع والله تعالے ماکلف العباد الادون مایطیقون من العبادات الشرعیة والعقلیة ش اور فرمایا جناب صادق ع نے کہ خدا تعالی نی تکلیف نہین دی ہی اپنی بندون کو مگر کمتر طاقت انکی سے عبادات شرعیہ اور عقلیہ سے م لانہ کلفهم فی کل یوم ولیلة خمسة صلوة وکلفهم فی السنة صیام ثلثین یوما وکلفهم فی کل مائة درہم خمسة دراہم وکلفهم فی العمر حجة واحدة وہم یطیقون اکثر من ذلک ش اسواسطے کہ اوس خدا تعالے نے تکلیف دی اونکو بیچ ہر دن رات کی پانچ نمازون کی اور تکلیف دی اونکو بیچ ہر سال کی روزہ رکھنی ایک مہینہ کے یعنی تیس ۳۰ دن کے اور تکلیف دی اونکو بیچ ہر سو درہم کے پانچ درہم کے واسطی خمس کے اور تکلیف دی اونکو بیچ ساری عمر کی ایک حج اسلام کے بجالانی کی حالانکہ وہ طاقت اور قوت زیادہ اس عبادت سی رکھتی ہین م واللہ اعلم ش اور اللہ بہتر جانتا ہی **فائدہ** واضح ہو کہ تکلیف دینا خدا تعالے کا اپنی بندون کو ساتھ امور اختیاریہ اور افعال اختیاریہ کی اوامر ونواہی سے بہت نیک اور مستحسن ہے کیونکہ اوسمین تعریض ہی واسطی ثواب کی اور خوف دلاتا ہے واسطی عذاب کی اور قریب کرتا ہی طرف خوشنودی خدا کی اور تہذیب ہی واسطی آداب کی بل تحصیل ہے واسطی معارف حقہ ایمانیہ کی اور تکمیل ہی واسطی عقاید ربانیہ کے کہ جنکا جاننا بحکم عقل وحکمت ضروری ہے اور جہالت انسی جایز نہین پس بنابرین واجب ہی تکلیف اور قبیح ہے ترک تکلیف حکیم علیم سے اور نفع اسکا خدا تعالی کی طرف عود نہین کرتا یعنی اس تکلیف سی خدا تعالی کی واسطی کچھہ فائدہ نہین ہی بلکہ خدا تعالی کو اسمین اپنی بندون کیواسطی فائدہ منظور ہے — جناب صادق ع نے اپنی آبای طاہرین سے اور ان حضرات نی جناب امیر ع سے روایت کی ہے کہ اوس جناب نے فرمایا کہ حاصل اوسکا یہہ ہے کہ خدا تعالے نی ساتھ کمال تفضل اور احسان اور رحمت بی پایان کی فرایض کو اپنی بندون پر واجب کیا اور انکو اسکی

تکلیف دی مگر یہہ تکلیف دینا انکا اس سبب سی نہین ہے کہ وہ تعالی انکی عبادت کا
کچھہ محتاج ہے بلکہ مصلحت اور حکمت اس تکلیف دینی مین یہہ ہی کہ اچھی بری سے
اور خبیث طیب سی سب کی نظرون مین ممتاز ہوجاتے اور انکی نیتون اور دلونکا
حال سب پر کہل جاتی اور سبقت کرین طرف رحمت پروردگار اپنی کے اور اس سبب
درجات انکی بہشت مین زیادہ ہون انتہی ملخص الروایۃ پس معلوم ہوا کہ تکالیف الہی
حسن ہی اور ہم جانتی ہین کہ ان تکالیف کی لئی غایات ہین گو ہمکو تفصیل اون
سب غایات کی معلوم نہین مگر ہان جسقدر سکہ ہمکو اونکی غایات معلوم ہوئی ہین وہ
بیان کیجاتی ہین اول یہہ کہ چونکہ آدمی مدنی الطبع ہے اور اپنی تعیش اور زندگانی
کرنی مین محتاج ہے طرف مددگارون اور یارون کے اسواسطی کہ ایک آدمی
ساری اپنی مایحتاج کے کام نہین کرسکتا کہ مثلاً آپ ہی بوئے آپ ہی درو کرے
آپ ہی پیسے آپ ہی پکائی وعلی ہذا حال سب امور کا ایسا ہی ہے اور یہہ بہی ظاہر ہے
کہ اجتماع لوگون کا اور معاملات فیما بین اگر کوئی مانع ہو تو منجر اور مفضی ہو طرف فساد کے
کیونکہ ہر شخص چاہتا ہے کہ مجہی دوسری سے زیادہ نفع ہو اور اچھی خوش قماش چیز
میری ہاتہہ لگے اسواسطی حکمت الٰہیہ اس امر کی مقتضی ہوئی کہ کسی پیغمبر کو بہیجی
تا او سپر قوانین شرعیہ نازل کری اور وہ نبی مکلفین کو فسادسی نگاہ رکہے
اور معاملات مین حق سے تجاوز نہ کرنے دی اسطور سی کہ سب سے بیان کرے کہ تجاوز
کرنا معاملات مین موجب عذاب اور تعزیرات دنیوی اور آخروی کا ہے اور درست
معاملات کرنے مین خوشنودی خدا اور ثوابات عقبی ہے پس بنابرین تکلیف
حسن ہوگی کہ سب آدمی جور وظلم سے بچین گے دوسرے محاسن اور
خوبیون تکلیف سی یہہ ہی کہ جب انسان خدا تعالے کا عارف اور شناسا اور
صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا واقف اور آگاہ ہوگا اور احیاناً اگر کسی مکان خلوت
اور جاتی خالی مین کہ سوائی عالم السر والخفیات کی اور کوئی اسکی حال سے آگاہی
نرکہتا ہو کسی امر قبیح اور شنیع کی کرنیکا ارادہ کری تو بسا اوقات اوسکو یہہ خدا شناسی

ارتکاب اس امر قبیح سے باز رہینگے لہذا تکلیف باین وجہہ بہی بندون کے واسطے
حسن ہوئی غرضکہ مذہب فرقہ محقہ امامیہ کا یہہ ہے کہ نسبت دینا اس امر کا یعنے
تکلیف مالایطاق کا ذات مقدسہ باری کیطرف کہ منزہ ہے ظلم وجور سے ہرگز جایز
نہین اور خدا تعالے اپنی بندون کو تکلیف ایسی امر کے نہین دیتا کہ جو اون کے
قدرت اور طاقت سی باہر ہو مثلا ہوا پر اوڑنا یا پہاڑ کا جگہہ سے اوکہاڑنا پس اگر
خدا تعالی ایسی امور کی تکلیف دی اور پہر انکی نکرنے پر سزا دی تو ظلم او سپہ
لازم آئے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اگر جناب ابوالحسن عشری اور اون کے
توابعین کے نزدیک تکلیف مالایطاق خدا تعالی پر جایز ہے کیونکہ انکی نزدیک
کوئی چیز نسبت خدا تعالی کے قبیح نہین ہے جو چاہی وہ کری یہہ لوگ نسبت اوسکی
کسی چیز کو قبیح نہین جانتے حالانکہ یہہ اعتقاد انکا فاسد ہی اور دلیل اسکی فساد کی
نقلا تو یہہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا پس اس
قول مین خود وہ تعالے تصریح کرتا ہی کہ مین کسی نفس کو تکلیف نہین دیتا مگر مقدر
اوسکی طاقت سی پس تکلیف مالایطاق کی نسبت اوسکی طرف دینا اوسکی تکذیب
کرنا ہے اعاذا باللہ من ذلک اور دلائل عقلیہ اسکی مذہب کے بطلان کی نسبت
مبسوطہ مطولہ مین مذکور ہین فانظر فیہا — م باب الاعتقاد فی افعال العباد ش

باب چوتہا بیچ اعتقاد فرقہ ناجیہ کے افعال مین بندون کی م قال الشیخ اعتقادنا
فی افعال العباد انہا مخلوقۃ خلق تقدیر لا خلق تکوین ش فرمایا شیخ ابوجعفر نے کہ اعتقاد
ہمارا بیچ افعال اختیاری بندون کے یہہ ہی کہ وہ مخلوق ہین خدا تعالی کی ساتہہ
خلق تقدیر کے بایمعنی کہ خدا تعالے ہمیشہ عالم ہے ساتہہ کیفیات اور خصوصیات
اون فعلونکی نہ ساتہہ خلق تکوین کے بایمعنی کہ خدا تعالے ایجاد کرنیوالا اور پیدا کرنیوالا
اونکا نہین ہے بلکہ پیدا کرنیوالا اونکا خود بندہ ہے کہ وہ اپنی افعال کو آپ پیدا کرتا ہی خدا تعالی
اوسکی فعل کو پیدا نہین کرتا اور افعال بندیکی قدرت کی اثر ہوتے ہین نہ خدا اکی قدرت کے اثر
م ومعنی ذلک انہ لم یزل اللہ عالما بمقادیرہا ش اور معنی اسکے یہہ ہین کہ بہ تحقیق اللہ تعالی

باب چوتہا بیچ افعال بندون کے

ہمیشہ سی جانتا ہی مقدار کو اونکی افعال کی کہ اسقدر رہین **ف** جاننا چاہئی کہ یہہ مسئلہ
جبر و اختیار کا ہے پس بنا بر مذہب حق امامیہ اثنا عشریہ کی بندے اپنی اکثر افعال مین
کہ جنمین سے بعض فعل ساتہہ تکالیف شرعیہ کے تعلق رکہتے ہین قادر و مختار ہے
مگر نہ اپنی قدرت ذاتی سے بلکہ اوس قوۃ اور قدرت سی کہ جسکو خدا تعالی نی اونکو عطا
کی ہے اور اعضا اور جوارح اور قوی انکو عنایت کئی ہین اور اگر قدرت اور اختیار کو
انسی سلب کرتا تو طاقت اور توانائی فعل کرنے پر نرکہتی اور اگر اوپر ایمان اور کفر کے ان کو
ساتہہ اکراہ اور جبر کے رکہتا تو یہہ اوسکو ہرگز دفع نکر سکتے لیکن خدا تعالی نے بنابر آزمایش
اپنی بندون کے ساتہہ مزید لطف و مرحمت و حکمت و مصلحت کی انکو انکی افعال مین قدرت
اور اختیار بخشا ہی اور اوسکے موافق اور لایق تکلیف بہی دی ہے پس جو بندے کہ اوسکی
متابعت اختیار کرتے ہین اونکو اپنی توفیق اور تائید سے محروم نہین رکہتا اور جو لوگ کہ
کفر اور معصیت پر اصرار رکہتی ہین تو اونکو توفیق اور تائید سے اپنی محروم رکہتا ہے
نہ یہہ کہ العیاذ باللہ اون کو بیچ کفر اور عصیان کے مجبور کرتا ہے مگر فرقہ اشاعرہ کہتی ہین
کہ فاعل سب افعال بندونکا خدا ہے اور بندے مطلقاً اون مین اختیار نہین رکہتے
بلکہ خدا تعالے افعال کو انکی ہاتہون پر جاری کرتا ہی اور وہ خود اون فعلونمین مجبور ہین
شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین لکہا ہے کہ جو کچہہ بندون سے اور حیوانات سی صادر
ہوتا ہی خیر اور شر اور کفر اور ایمان اور طاعت اور معصیت سی سب پیدایش
خدا کی ہین اور ایجاد اوسکا ہے بندون کو قدرت اونکی پیدایش مین نہین ہان
کسب اور عمل بندونکا ہے اور اوپر اسی عمل اور کسب کے جزا پائین گے یہہ ہی مذہب
اہل سنت کا انتہی ترجمہ کلام شاہ صاحب پس یہہ کلام صریح ہے بیچ عدم قدرت اور
مجبور ہونے بندون کے اور یہہ جو کسب کی نسبت بندون کیطرف دی ہے اسکا کچہہ
محصل معلوم نہین ہوتا اور کلام اس فرقہ کا اسکے معنی کی بیان مین مضطرب ہی بعض کہتی ہین
کہ بندیکی قدرت غیر موثر رکہتا ہی کہ اوسکی قدرت صدور سا افعال مین کچہہ اثر نہین رکہتی یا
ارادہ بندیسی ہے اور مقارن اس ارادے کی فعل بندے سی ظہور مین آتا ہے

یعنے جب بندہ ارادہ فعل کا کرتا ہی تو اوس ارادے کے ساتھہ وہ فعل ظاہر ہو جاتا ہے
مگر اوسکی قدرت اور ارادے کو فعل کے وجود مین مطلقاً دخل نہین بلکہ خدا تعالی مقارن
اوس ارادے کے موافق خواہش بندے کی جو کام کہ نیک ہو یا بد مثل شرور و
معاصی کے بنا بر تخفیف تصدیع مکلف کی آپ واقع کرتا ہی اور بعض نی اسیہی امر کو
یعنی بندہ جو محل طاعت اور معصیت کا جانب خدا سے ہوتا ہی کسب نام رکھا ہی جیسے
کلام فضل ابن روزبہان سی ظاہر ہے اور ایک فرقہ اہل تسنن سے جہمیہ ہی کہ
گروہ اشاعرہ بہی ہی اور حنفیہ بہی ہے مگر جبریہ محض ہی اونکا یہہ اعتقاد ہی کہ بندہ کو
کسیطرح کی قدرت نہین بلکہ آدمی مثل جمادات کی ہے جیسا کہ قاضی حبیب اللہ نی
سلم مین اس مقام مین لکھا ہی اور پہر وہ کہتی ہین کہ یہہ قول جہمیہ کا سفسطہ محض ہے
اسواسطی کہ بندیکو قدرت کسب کرنے فعل کے ہی مگر فرقہ اشاعرہ کی نزدیک کسب سی
مراد یہہ ہے کہ بندہ مین وقت فعل کرنے کی ایک قدرت موہوم موجود ہوتی ہی مگر
فعل کرنے مین اوس قدرت کو کچھہ دخل نہین ہوتا اور پہر یہہ بہی کہتی ہین کہ یہہ ہی
قدرت تکلیف کیواسطی کافی ہے پہر قاضی صاحب لکھتی ہین کہ حق یہہ ہے کہ یہہ قول
بہی ہم پلہ ہے جبر محض کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک کسب سے مراد یہہ ہی کہ ایک قدرت
بندہ مین ہے کہ اثر اوسکا تصمیم ہے یعنی مضبوطی ارادے کی اور بعد اس عزم کے
فعل مقصود کو اوسکے خود خدا تعالے موافق اپنی عادت کی پیدا کر دیتا ہے انتہی محصل
کلامہ اس کلام قاضی صاحب سے باوجودیکہ سنی المذہب ہین ظاہر ہوتا ہے کہ قول
اشاعرہ کا بہی ہم پلہ ہے قول مجبرہ کی کہتی ہین کہ بندہ مجبور اور لاچار ہے اپنی فعلون مین
اور قایل ہین ساتھہ قدرت غیر موثر کے یعنی کہتی ہین کہ بندہ مین قدرت فعل کرنیکی
تو ہی مگر وہ قدرت فعل کی وجود مین اثر نہین کہتی یعنی بندہ کی قدرت سی فعل اوسکا وجود
مین نہین آتا بلکہ خدا اوسکو پیدا کر دیتا ہے اور ایسا ہی حال ہے مقال حنفیہ کا بہی
بہر حال یہہ قول اشاعرہ اور حنفیہ کا بچند وجوہ باطل ہے اول یہہ کہ عقل مستقیم اور
وجدان سلیم بندون کے فعلون مین درمیان حرکت کتابت کی کہ بندہ اپنی اختیار سے

اوسکو واقع کرتا ہے اور درمیان حرکت رعشہ کی کہ بدون اختیار بندہ کیلیے پیدا ہوجاتی ہے فرق ہین پاتی ہے اور ایسی ہی فرق ہے درمیان اسکے کہ کوئی شخص کوٹھے پر سے گر پڑے یا کوٹھے پر سے اپنی ارادے سے نیچے آئے پس ہم یہہ یقین جانتے ہین کہ حرکت رعشہ مین اور کوٹھے پر سے گر پڑنے مین بندہ کی قدرت و اختیار کو کچھہ دخل نہین اور ایسی لکھنی اور کوٹھے سے نیچی آنے مین قوت اور قدرت کو بندہ کی دخل ہے اور اپنی اختیار سے اوسکو واقع کرتا ہے اور اگر کوئی فعل افعال سے بندہ کے اختیار مین نہو تو دونون شقون مین کچھہ فرق نہو بالجملہ ہر مکلف اپنی فعل اختیاری اور غیر اختیاری مین فرق ضروری پاتا ہے اور یہہ دعوی محتاج اقامت دلائل کا نہین ہے منقول ہے کہ ابو الہذیل معتزلی نے کہا کہ گدہا بشر کا کہ ایک مرد اشعری ہے بشر سے زیادہ عقل رکھتا ہے اسواسطی کہ اگر بشر اپنی گدہے کو ایک نہر عریض عمیق پر لاوی اور اوسکو ماری تاکہ وہ نہر سے عبور کرے مگر چونکہ گدہا جانتا ہے کہ اوس نہر سے عبور کرنا اوسکی قدرت اور اختیار سے باہر ہے تو وہ ہرگز بشر کی اسمین متابعت نکریگا اور اگر ایک نہر صغیر پر اوسکو لاکر ماریگا تو وہ بسہولت اوس نہر مین چلا جائیگا اور اوس سے عبور کر جائیگا اسواسطے کہ گدہا فرق ظاہر پاتا ہے ابین اپنی فعل مقدور اور غیر مقدور مین اور بشر کہ اوسکا صاحب ہی وہ اپنی فعل اختیاری اور غیر اختیاری مین فرق نہین کرتا اور سب کامون مین اپنی تئین مجبور جانتا ہے پس حمار اوسکا اوس سے عاقل ہے اور ایک **حکایت** لطیف اور مناسب اس مقام کے مناظرہ بہلول علیہ الرحمۃ کا ہے ساتھہ ابو حنیفہ کے قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہ نے بیچ مجالس المومنین کے لکھا ہے کہ ایک روز بہلول کا گذر ابو حنیفہ کے دروازی پر ہوا بہلول نی سنا کہ ابو حنیفہ اپنی شاگردون سے فرما رہی ہین کہ امام جعفر صادق ع تین چیز کہتی ہین کہ مین اون کو پسند نہین کرتا **اول** یہہ کہ وہ کہتی ہین کہ شیطان آگ کی ساتھہ عذاب دیا جائیگا یعنی جہنم مین جلایا جائیگا حالانکہ شیطان آگ سے بنایا ہوا ہے پہر کیونکر ہو سکے کہ آگ سی بنا ہوا آگ سے عذاب پائی **دوسری** وہ کہتی ہین کہ خدا تعالے

کسیکو دکہائی نہ دیگا اور کوئی اوسکو دیکہہ نہ سکیگا پس کیونکر ہو سکے کہ جو چیز موجود ہو اور پہر کوئی اوسکو دیکہہ نہ سکے اور وہ کسیکو دکہائی نہ دے **تیسری** یہہ کہ وہ کہتے ہین کہ بندہ فاعل اپنی فعل کا ہے حالانکہ نصوص اوسکے خلاف پر وارد ہین جب یہہ بات ابوحنیفہ کی تمام ہوئی تو بہلول نے ایک ڈہیلہ مٹی کا اوٹہاکر ابوحنیفہ کے مارا اور مار کر بہاگے اتفاقاً وہ ڈہیلہ ابوحنیفہ کی پیشانی پر آنکر لگا کہ اونکو کوفت پہونچی اور درد ہونے لگا ابوحنیفہ مع اپنی شاگردون کے بہلول کے پیچہے دوڑے اور اونکو پکڑا مگر چونکہ بہلول خلیفہ کی داماد تہے تو اونکو آزار تو نہ دے سکے مگر خلیفہ کے پاس پکڑکے لائے بہلول نے ابوحنیفہ سے پوچہا کہ مین نے تمپر کیا ظلم و ستم کیا ہی جو تم مجہی خلیفہ کے پاس پکڑ لائے ہو ابوحنیفہ نی کہا کہ تمنی میری ڈہیلہ مارا کہ میرا سر درد کرنے لگا اور مجہی ایذا ہوئی بہلول نے کہا کہ مجہی درد کو دکہلا دو ابوحنیفہ نی کہا کہ درد کو کیونکر دیکہو گے بہلول نی کہا کہ پہر تم امام جعفر صادق ؑ پر کیون اعتراض کرتے ہو اور کہتی ہو کہ کیا معنی کہ خدا موجود ہو اور پہر دکہائی نہ دے دوسرے تم دعوے درد اور کوفت اور ایذا کا کرتے ہو حالانکہ ڈہیلہ مٹی کا تہا اور تم بہی مٹی سے بنی ہو اور مٹی مٹی سے متاثر نہین ہو سکتی اور ایذا نہین پاسکتے موافق اوس تمہاری اعتراض کے کہ تم جناب امام جعفر صادق ؑ پر کرتے ہو اور کہتی ہو کہ شیطان آگ سی بنا ہے پہر کیونکر آگ سی معذب ہوگا اور آگ کیونکر آگ کو ایذا پہنچائیگی تیسری یہہ کہ اوس جناب کی قول سے استبعاد کرتے ہو اور کہتی ہو کہ جناب صادق ؑ فرماتے ہین کہ بندہ اپنی فعل کا آپ فاعل نہین ہے پس اگر تمہارے نزدیک بندہ اپنی فعل کا فاعل نہین بلکہ خدا اوسکی فعل کا فاعل ہے تو پہر تم مجکو خلیفہ کی پاس کیون پکڑ کر لائے ہو مین نی کیا کیا جو کچہہ کیا خدا نے کیا ابوحنیفہ نی جو یہہ بات معقول سُنی تو خجل ہو کر چلے گئے ———

دوسری یہہ کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہے واسطی طاعت کی اور اوسپر ثواب مقرر کیا ہے اور معصیت سی منع کیا ہے اور عذاب اوسپر مقرر فرمایا ہے اور یہہ امر قرآن مین بہت جگہہ ہے ازانجملہ ایک جگہہ ہے کہ وہ تعالی فرماتا ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واركعوا مع الراكعين یعنی برپا رکہو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور رکوع کرو

ساتھہ رکوع کرنیوالون کی یہہ اشارہ ہے طرف نماز جماعت کی اور دوسری جگہہ
فرماتا ہی و من یقتل مومنًا متعمدًا فجزاءہ جہنم یعنے جو شخص کہ قتل کرے مومن کو
دیدہ و دانستہ پس جزا اوسکی جہنم ہی اور سوای ان کے اور بہت سی آیتین امر و
نہی مین ہین پس اگر افعال بندون کے اونکی اختیار مین نہوتے تو اون کو تکلیف دینا
اور ثواب و عذاب کا وعدہ وعید کرنا قبیح اور بیجا ہوتا جیسی کوئی شخص اپنی غلام کے
دست پا باندہے اور حکم کری کہ تو فلان چیز کو لا اور پہر اوسکو مارے کہ تو کیون نہ لایا
پس اس سے زیادہ اور کیا امر قبیح ہوگا اور کون شخص زیادہ اوس سے ظالم ہے کہ کفر اور معصیت
کو ہاتہہ اور زبان پر بندون کے بغیر اختیار ان کے کی جاری کری اور پہر اس سبب
ابد الاباد اوسکو جہنم مین ڈالدی اور ہمیشہ جلائی حالانکہ اکثر جا قرآن مین فرمایا ہے کہ خدا ظالم
نہین ہی جیسا کہ فرماتا ہے وما ربک بظلام للعبید منقول ہی کہ ابو حنیفہ نے جناب
موسی ابن جعفر سے پوچہا اور آپ بہت صغر سن تہی کہ یا غلام ممن المعصیۃ یعنی اے
لڑکے معصیت کس سے ہی آپنے فرمایا کہ تین حال سے خالی نہین یا معصیت جانب
خدا سی ہے اور بندہ اوسمین کچہہ دخل نہین رکہتا تو پس سزاوار نہین کہ پروردگار کریم
عذاب کری بندہ کو اوس فعل پر کہ جو اوس سے صادر نہوا ہو یا یہہ کہ خدا تعالے کی
اور بندہ کی شرکت سی صادر ہوتے ہی پس اسصورت مین بہی سزاوار نہین ہے شریک قوی کو کہ ظلم کری
اوپر شریک ضعیف کی اور یا یہہ کہ بندہ ہی سی معصیت صادر ہوتی ہے اور حقیقت
مین بہی ایسا ہی ہے کہ فقط بندہ ہی سے صادر ہوتی ہے پس اگر خدا تعالی چاہی تو
عذاب کرہی بسبب شامت گناہ اوسکی کے اور اگر چاہے عین کرم اپنی سی عفو کری
ابو حنیفہ کو یہہ جواب سنکر ایسا سکوت ہوا کہ پہر کچہہ جواب نہ بن پڑا غرض بہت سی دلیلین
اسکی حدیقہ سلطانیہ اور عماد الاسلام وغیرہ مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکہہ لے
اس مختصر مین سبکے لکہنی کی گنجایش نہین تم باب الاعتقاد فی نفی الجبر والتفویض تمت

باب پانچوان اعتقاد فرقہ حقہ امامیہ کا بیچ نفی جبر اور تفویض جبر کے معنی ہین

اکراہ کے اور تفویض کی سپرد کردینی کی یعنی خدا تعالی بندون کے افعال اختیار پر کو

بغیر اُن کے اختیار کے آپ ایجاد نہین کرتا اور ان کے افعال کو اُن کے اوپر بہی
نہین چہوڑتا کہ جو چاہین وہ کرین بغیر ارادہ اطاعت اور بندگی خدا اور متابعت حکم
خدا کی اور بی بکمروہ جانتی گناہ اور نہی کے اوس سے **م** قال الشیخ رح اعتقادنا فی ذلک
قول الصادق ع لا جبر ولا تفویض بل امر بین امرین **ش** فرمایا ابوجعفر رح نے کہ اعتقاد
ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ جبر و تفویض کے قول جناب امام جعفر صادق ع کا ہے کہ فرمایا اوس جناب نے
کہ جبر نہین ہی بیچ فعل خدا تعالی کے نسبت بندون اپنی کے اور تفویض بہی نہین ہے
بلکہ فعل خدا تعالی کا ایک چیز ہے درمیان دو چیزون کے **م** فسئل عنہ علیہ السلام
عن ذلک فقال مثل ذلک رجل رائیتہ علی معصیتہ فنہیتہ عن معصیتہ فلم ینتہ فترکتہ
ففعل تلک معصیتہ **ش** حاصل یہہ کہ پوچہا اوس جناب سی کہ کیا ہے وہ چیز درمیان
دو چیزون کے فرمایا کہ وہ چیز مثل اسکی ہے کہ دیکہی تو ایک مرد کو کہ گناہ خدا کا کرتا ہے
پس منع کیا تو نے اوسکو اس معصیت سی پس ترک نہ کیا اوسنی اوس معصیت کو
پس چہوڑ دیا تونی اوسکو اور بجبر باز نہ کہا تو نے اوسکو اوس معصیت سی اور کیا اوسنے
اوس گناہ کو **م** فلیس حیث لا یقبل منعک فترکتہ کنت انت امرتہ بالمعصیتہ واللہ
اعلم **ش** پس اس صورت مین یعنی چونکہ اوسنے تیری منع کو قبول نہ کیا اور اس
سبب تو نے اوسکو اوسکے حال پر چہوڑ دیا اور جبر سے اوسکو معصیت سی باز نہ رکہا
لازم نہین آتا یہہ امر کہ تو نی حکم کیا ہو اوسکو واسطی گناہ کرنے کے اور راضی ہوا تو ساتہہ
معصیت اوسکی کے بلکہ جبکہ اول تونی اوسکو منع کیا تو پس تفویض نہ کیا یعنی منع کرنا تیرا
اوسکو دلیل ہی اسکی کہ تو نے اوسکو اجازت گناہ کرنے کی نہ دی اور جبکہ آخر کو چہوڑ دیا تونے
اوسکو تو پس جبر نہ کیا تو نے اوسپر پس مثل اسکی ہے فعل خدا تعالی کا بہی کہ اول اوسنی
منع کیا بندیکو معصیت کرنے سے اور جبکہ بندہ اوسکی منع کو نہین مانتا تو پہر وہ تعالی
اوسکو اوسکی حال پر چہوڑ دیتا ہے نہ اوسپر جبر کرتا ہے معصیت کی نکرنے پر اور نہ اوسکو
حکم دیتا واسطے معصیت کرنے کے **م** باب الاعتقاد فی الارادۃ والمشیۃ **ش**

باب چہٹا بیچ اعتقاد ارادہ اور مشیۃ کی اول معنی ارادے اور مشیۃ کے

بیان کیجاتی ہین پہر ترجمہ عبارت رسالہ کا کیا جائیگا **واضح** ہو کہ جناب زبدۃ المجتہدین سید حسین اعلی اللہ درجاتہ فی اعلی علیین حدیقہ سلطانیہ مین فرماتی ہین جان تو کہ افعال اختیاری فاعل مختار سے ساتہہ ارادے اور اختیار کے صادر ہوتی ہین اور چونکہ ثابت ہوا ہے کہ خدا تعالے قادر و مختار ہے تو پس چاہئی کہ افعال بہی ساتہہ اوسکے ارادے اور اختیار کے صادر ہون اور یہہ ہی معنی ہین مرید کے لیکن بندون مین جو فعل کہ اون کے اختیار سے صادر ہوتے ہین اونکا حال اسطرح پر ہے کہ اول تو وہ تصور اونکا کرتے ہین اور پہر بعد اوسکے فائدہ اون کا دیکہتی ہین کہ اس فعل کا کیا فائدہ ہے اور پہر خواہش اون کے ساتہہ پیدا کرتے ہین اور یہہ سب امور محرک اور باعث ہوتے ہین اوپر فعل کے یہانتک کہ پورا ارادہ اوس فعل کے کرنیکا ہوجاتا ہے یہہ حال تو بندیکی ارادیکا ہے اما ارادہ خدا تعالے کا پس وہ کئی معنے پر اطلاق کیا جاتا ہے اول علم بمصلحت یعنی مصلحت کا جاننا

اور علم بمصلحت باعث ہوتا ہی ترجیح فعل کا اوسکے ترک پر یا ترک کا اوسکی فعل پر یعنی جب مصلحت اوس فعل کے کرنے مین ہوتی ہے تو وہ ترجیح دیتی ہے فعل کے کرنے پر اور جب مصلحت ہوتی ہے فعل کے نکرنے پر تو وہ ترجیح دیتی ہے فعل کے نکرنیکو اوسکے کرنے پر جیسے کہ متکلمین امامیہ بیان فرماتے ہین اور ظاہر ہے کہ صدور فعل کا قادر متعال سے بعض زمانے مین اور ترک اوسکا دوسری زمانہ مین اور عطا کرنا خلعت ہستی کا ایک وقت مین اور قطع کرنا اوسکا ساتہہ موت اور فنا کے دوسرے وقت مین موقوف ہے اوپر مصلحت کی پس خدا تعالے ہر چیز کو موافق مصلحت کے عمل مین لاتا ہے جبکہ مصلحت دیکہتا ہے موجود کرنے مین تو موجود کر دیتا ہے اور جبکہ مصلحت جانتا ہے عدم مین تو معدوم کر دیتا ہے اسواسطے کہ فعل حکیم کا خالی حکمت سی نہین ہوتا اور چونکہ علم اوس تعالے کا عین ذات اقدس اوسکا ہی بایمعنے کہ نیکی اور بدی کوئی چیز اوسپر پوشیدہ نہین پس البتہ مصلحت ہر چیز کی اپنی نفس ذات سی جانتا ہی اور یہہ علم داعی ہوتا ہے اوسکو اوپر فعل کے یا ترک فعل کے

یا ترک فعل کے پس ارادہ کہ ایک صفت موجود ہے زاید اوسکی ذات پر علم و قدرت سے غیر
نہین ہی بلکہ ایک ہی ہے مگر ہان حضرات اہل سنت نی گمان کیا ہے کہ ارادہ خدا کا زاید
ہو سکی ذات پر دوسری اطلاق ارادہ حق تعالے کا اوپر نفس فعل کے بہی آتا ہی جیسا
کہ اکثر روایات سی مستفاد ہوتا ہے صفوان بن یحی کہتا ہے کہ مینی عرض کی بیچ خدمت
ابی الحسن ع کے کہ آپ فرمائین ہماری واسطے کہ ارادہ خدا کا کیا ہے اور ارادہ بندونکا
کیا ہے آپنے فرمایا کہ ارادہ مخلوق کا وہ امر ہے کہ جو اوسکے دل مین گذرتا ہی اور
جسپر اوسکی رائ قرار پکڑتی ہے اوسکے ذہن مین آتا ہی اور ارادہ خدا کا حادث
کرنا اور پیدا کرنا اوسکا ہی بغیر امور مذکورہ کے اور یہہ معنی ساتہہ معنی اول کے کچہہ منافات نہین
رکہتی اسواسطی کہ علم اوسکا ساتہہ مصالح اور مفاسد کے دلیل عقل و نقل سے ثابت ہی
اور حضرات معصومین ع نی عموم علم الہی کو ساتہہ بیانات شافی کے بیان فرمایا ہی پس غرض
انحضرات کی یہہ ہے کہ ارادہ بندونکا ایک وصف حقیقی ہی حادث کہ متوسط ہوتا ہے
اونکی ذات اور اون کے افعال مین بخلاف باری تعالے کی کہ مثل ارادہ بندون کے
وصف حقیقی حادث متوسط نہین پس نفس فعل اوسکا بمنزلہ ارادیکی ہے اور جس جگہہ
نفی قدم ارادے اوس تعالے کی بیان کی ہے کہ ارادہ اوسکا قدیم نہین مراد اوس سے
نفی صفت زائدہ موجودہ کی ہے کہ حضرات تسنن اوسکی قائل ہوئی ہین تیسری یہہ کہ
ارادہ اوس تعالے کا عبارت ہی تعلق علم سے اوسکی ساتہہ وجود مصلحت کی فعل مین یا ترک
فعل مین اسواسطی کہ خدا تعالے جیسا کہ ازل سے حال ہر چیز کا جانتا ہے اور ہر وقت
اوپر تغیرات احوال اونکی کے آگاہ ہی اور وقت موجود ہونے شی کی اوسکو موجود
جانتا ہے اور وقت معدوم ہونی شی کی اوسکو معدوم جانتا ہی اور حال صحت مین
صحت کو اور حال مرض مین بیماری کو جانتا ہے کوئی چیز کسی حال مین اوسپر
مخفی نہین اور یہہ تعلقات جو اوپر گذرے مثل اون صفات فعل کے ہین کہ جو
ساتہہ اور نزدیک فعل کے حادث ہوتے ہین اور مغایر ہین علم قدیم کے جیسا کہ
جناب امام جعفر صادق ع سے ابن حمید نے پوچہا کہ آیا خدا تعالے ہمیشہ مرید ہے

یا نہین آپنے فرمایا کہ وہ تعالے ہمیشہ عالم ہے ولیکن مرید نہین ہوتا مگر اوسوقت کہ مراد ساتھ
اوسکے ہو غرض مراد ارادیسے علم قدیم الٰہی نہین ہے اور نہ نفس فعل و ایجاد ہے بلکہ
تعلق ساتھہ مصلحت ایجاد کے اور یہہ سب معانے ارادیکی نسبت بافعال باری تعالی
باہمدگر کچھہ منافات نہین رکھتی لیکن ارادہ باری تعالی کا نسبت افعال بندون کے
پس اطلاق اوسکا بہی کئی معنی پر آیا ہے اول یہہ کہ خدا تعالے ارادہ کرتا ہی بندون کے
طاعت کا اور ارادہ نہین کرتا معصیت کا بلکہ کراہت رکہتا ہے اوس سے اور
مراد ارادہ سے اس جگہہ امر اوسکا ہے واسطی طاعت کی اور مراد کراہت سی نہی
اوسکی ہی معاصی سے دوسری یہہ کہ احادیث مین آیا ہے کہ جو کچھہ بیچ عالم کون کے واقع ہوتا ہے
ساتھہ ارادہ اور مشیت اوسکی کے واقع ہوتا ہے اور اسکے دو معنی ہین ایک یہہ کہ عالم مین
جو کچھہ واقع ہوتا ہے ساتھہ علم اوسکے کے واقع ہوتا ہے اسواسطی کہ کوئی چیز نہین ہے
کہ جسکو علم الٰہی نے احاطہ نہ کیا ہو سب چیز اوسکے علم مین موجود ہے قال الصادق ع
شاء الله ان لا یکون شئی الا بعلمہ دوسری یہہ کہ ارادہ ایسی مقام مین بمعنے عدم
منع کے ہی اسواسطی کہ اگر خدا تعالی بندون کو ان افعال سے مانع آتا تو کون تہا کہ
خلاف اوسکے کر سکتا اور کبہی مراد ارادہ سی تسہیل و آسان کرنا ہی اور کبہی تمکین
سی ہے یعنی قادر کر دینا اور قدرت دیدینا اور کبہی مراد تخلیہ سی ہے یعنی خالی کر دینا
اور باقی رکہنا شی کا اوپر اوسکی حال کے کہ جس حال پر ہے احوال سے یعنی
جس حال پر وہ ہے اوسی حال پر رہنی دینا جیسا کہ بکیر بن اعین سی مروی ہے
کہ عرض کی مینی جناب امام جعفر صادق ع کی خدمت مین کہ آیا علم خدا اور مشیت اوسکی
مختلف ہین یا متحد فرمایا کہ علم عین مشیت نہین ہے یعنی عین مشیت حادثہ کی نہین ہے
اور ہہی یہہ معنی مغایر ہین ارادے کی جو کہ بمعنی نفس فعل کی ہے اسواسطے
کہ اوس جناب نی بیچ تتمہ اس روایت کی فرمایا ہے کہ الا ترى انک تقول سا
فعل کذا ان شاء الله ولا تقول سا فعل کذا ان اعلم الله فقولک ان شاء الله دلیل
علی انه لم یشاء فاذا شاء کان الذی شاء کما شاء و علم الله سابق للمشیة اور

اسی جگہہ سے ظاہر ہوا کہ کہنا الٹ اللہ کا مناجات مین سوا ئی طاعات کی بہی مستحسن ہے اظہار العجز نفسہ و تفویضا لاموره علی مشیتہ ربہ تیسری یہہ کہ خدا تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ولو شاء لہدیکم اجمعین مراد مشیت سی اس آیہ مین مشیت الجائی ہی یعنے اگر خدا تعالے چاہتا کہ آدمی خواہ مخواہ اوپر راہ راست کی آوین تو البتہ طوعًا اور کرہا سب ایمان لاتے لیکن خدا تعالی آزمایش اپنے بندون کی چاہتا ہے تا نظر مین آدمیون کے نیک بد سے تمیز پاوی اور مطیع عاصی سے ممتاز ہو پس ملجا اور مضطر اور لاچار نہین کرتا اون کو اوپر ہدایت اور طاعت کی اور نہین تو تفرقہ درمیان سے اوٹہہ جاتا بلکہ رہنمائی کرتا ہی اونکو ایسی وضع پر کہ وہ اختیار کرلین اور اونکو اختیار کرنے مین کچہہ دشواری نہ پڑی پس اگر خوشی اور رغبت سی راہ راست اختیار کی تو نجات پاوے اور الا ہلاک ہوئی اور جبکہ یہہ تو نے جانا تو یہہ بہی جان کہ کراہت ضد ارادے کی ہی اور جبکہ معنے ارادے کی معلوم ہوئی تو معانی کراہت کی بہے کہ ضد اوسکی ہی معلوم ہونگی اسواسطی اشیا جانی جاتے ہین ساتہہ اضداد اپنی کے جیسا کہ مثلاً علم کو جانا تو پس جہل کہ ضد علم کی ہے وہ بہی جانا جائیگا پہر فرماتے ہین شیخ ابو جعفر رح کہ ہم اعتقاد نا فی ذلک قول الصادق ع

شاء اللہ واراد ولم یحب ولم یرض شاء ان لا یکون شئ الا بعلمہ واراد مثل ذلک ولم یحب ان یقال لہ ثالث ثلثۃ ولم یرض لعبادہ الکفر یعنی اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ اسکے یعنے بیچ ارادے اور مشیت کی قول جناب صادق ع کا ہے کہ اوس جناب نی فرمایا کہ چاہا اللہ نے اور ارادہ کیا اور نہ دوست رکہا اور نہ راضی ہوا چاہا یہہ کہ نہو کوئی شی مگر ساتہہ علم اوسکی کے اور ارادہ کیا مثل اسکی کا حاصل یہہ کہ ارادہ اور مشیت اوسکی متعلق ہوتی ہے بعض اشیا کی ساتہہ بعض وجوہ سے جیسا کہ ارادہ اوسکا متعلق ہوا ساتہہ اسکے کہ کوئی شی بغیر علم اوسکے کی واقع نہو بلکہ جو شی واقع ہو اوسکی علم کے ساتہہ واقع ہو اور نہ دوست رکہا مثل اسکی کو کہ کہا جاتے واسطی اوسکی کہ وہ تیسرا خدا ہی تین خدا ونکا اور ایسی ہی نہ راضی ہوا واسطی بندون اپنی کے کفر کا کہ بندی اوسکی کافر

ہوجاتین م وقال اللہ تعالے انک لاتہدی من احببت ولاکن اللہ یہدی من یشاء ش یعنی بدرستیکہ
تو ای محمدؐ ہدایت نہین کرسکتا ہی اوس شخص کو کہ دوست رکہتا ہی تو اور چاہتا ہے کہ وہ
ایمان لائی ولیکن خداتعالے ہدایت کرسکتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے م وقال اللہ عزوجل
وماتشاؤن الاان یشاء اللہ رب العالمین ش یعنی اور نہین چاہتی ہو تم راستی اور
ہدایت کو مگر یہہ کہ چاہے خدا پروردگار عالمون کا کہ تمپر جبر اور زبردستی کری ایمان کے
واسطی م وقال اللہ تعالے ولوشاء ربک لآمن فی الارض کلہم جمیعًا افانت تکرہ الناس
حتی یکونوا مومنین ش اور اگر چاہتا پروردگار تیرا کہ بجبر سب آدمی ایمان لائین تو البتہ
ایمان لاتے وہ لوگ کہ بیچ زمین کے ہین کل اون سکے سب کیا پس تو زبردستی کرتا ہے آدمیونکو
ای محمدؐ ایمان کے مقدمہ مین یہانتک کہ ہوئین وہ ایمان لانیوالے یعنی تو قدرت نہین رکہتا ہے
کہ آدمیون کو اپنی زور اور زبردستی سی مومن کردی خداتعالی مین البتہ یہہ قدرت ہی
م وقال اللہ عزوجل وماکان لنفس ان تومن الاباذن اللہ ش فرمایا خدائی عزوجل نے
اور نہین ہے واسطی کسی نفس کے یہہ کہ ایمان لائے مگر باذن خدا کہ قدرت ہر طرح کی
دیوی اور عقل اور فہم عطا کری م وقال اللہ عزوجل وماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ
کتابًا موجلاً ش اور فرمایا خداتعالی نے اور نہین ہی واسطی کسی نفس کے یہہ کہ مرے وہ مگر
ساتہہ حکم خدا کے کہ جسوقت وہ فرمائی تو ملک الموت روح کو قبض کری اور یہہ حکم لکہا ہوا ہے
لوح محفوظ مین لکہا معین کہ مقرر ہے وقت اوسکا کہ اوسوقت سی پہلے نہین ہوسکتا ہی
م وقال اللہ عزوجل یقولون لوکان لنا من الامر شیٔ ماقتلنا ہہنا قل لوکنتم فی بیوتکم لبرز الذین
کتب علیہم القتل الی مضاجعہم ش یعنی کہتی ہین وہ منافقین اپنی یارون سے کہ اگر
ہوتا واسطی ہماری امر مین سی کوئی شی یعنی اگر فتح اور نصرت ہماری نصیب ہوتے
جیسی کہ محمدؐ وعدہ کرتا ہے تو نہ قتل کئی جاتے ہم اس جگہہ کہہ ای محمدؐ ان منافقین سے
کہ اگر ہوتے تم بیچ گہرون اپنی کے البتہ باہر نکلتے وہ لوگ تم مین سے کہ لوح محفوظ مین
لکہا گیا ہے اوپر اون کے مارا جانا طرف خوابگاہون اپنی کے م وقال اللہ عزوجل
ولوشئنا لآتینا کل نفس ہدیہا ش اور اگر چاہتی ہم البتہ دیتی ہم دنیا مین ہر نفس کو

رہنمائی اوسکی یعنی اگر ہم چاہتے تو اون کو جبر کرتے ایمان اور عمل نیک کی لانے پر اور اونکو
ایسی چیز دیتی کہ جسکے وسیلہ سی سب ایمان کو اختیار کرتے لیکن یہہ امر مخالف
تکلیف کی ہے اور تکلیف یہہ ہی کہ آدمی اپنی اختیار سی ایمان لائی م قال اللہ عزوجل
یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ش یعنی ارادہ کرتا ہی اللہ ساتھہ تمہاری
آسانیکو اور نہین ارادہ کرتا ہی ساتھہ تمہاری تنگی کو م وقال اللہ عزوجل یرید اللہ لیبین لکم ویہدیکم سنن
الذین من قبلکم ویتوب علیکم ش یعنی ارادہ کرتا ہے خدا اور چاہتا ہے تاکہ بیان کری واسطے تمہارے احکام
حلال اور حرام کے اور ہدایت کری تمکو طریقی اون لوگونکی کہ پہلی تمسی تہی اور توبہ قبول کری اوپر تمہاری
م وقال اللہ عزوجل یرید اللہ ان یخفف عنکم ش ارادہ کرتا ہی اللہ اور چاہتا ہے کہ تخفیف کری تمسی اور
م وقال اللہ عزوجل ولو شاء اللہ ما اشرکوا وما جعلناک علیہم حفیظا ش اور اگر
چاہتا خدا توحید کو لوگون پر جبر کر کے تو شرک نہ کرتے وہ لیکن یہہ امر مخالف
تکلیف کی ہے بلکہ چاہئی کہ لوگ اختیار سے ایمان قبول کرین اور نہین کیا ہمنی
تجہکو ای محمد اوپر اون کافرون کے نگہبان م وقال اللہ عزوجل ولو شاء اللہ
ما فعلوہ فذرہم وما یفترون ش اور فرمایا اللہ عزوجل نی کہ اگر چاہتا خدا کہ بجبر و قہر
شیاطین کو باز رکہی تو نکرتے وہ اوسکو لیکن جبر کرنا مخالف ہی ثواب کے مستحق
ہونیکے پس چہوڑ دی تو اون کو اوس چیز سے کہ افترا کرتے ہین وہ اپنی جی سے
اور جہوٹ بنا لیتی ہین م وقال اللہ عزوجل فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ
للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء ش
یعنی پس وہ شخص کہ ارادہ کری خدا یہہ کہ ہدایت کری اوسکو اور طریق حق کا اوسکو
شناسا کری تو کہولدیتا ہے سینہ کو اوسکے واسطی قبول کرنی اسلام کی یعنی اوسکی دلکو
مستعد ایمان کا کردیتا ہی بسبب قایم کرنی دلیلون کی حقیقت اسلام کی اور جس شخصکو
ارادہ کری یہہ کہ گمراہی مین پڑا رہنی دی اوسکو بسبب اوسکی انکار کرنے کے تو کردیتا ہی
سینہ اوسکی کو تنگ سخت کہ ہرگز سخن حق کو قبول نہ کری گویا کہ چڑہتا ہی وہ بیچ
آسمان کے اور حق کے سُننی سے بہاگتا ہے م فہذا اعتقادنا فی الارادۃ والمشیۃ ش

پس یہہ اعتقاد ہی ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ ارادہ خدا تعالی اور مشیت اوسکی کی م وہ مخالفون

یشنعون علینا فی ذلک و یقولون انا نقول ان اللہ عز وجل اراد المعاصی و اراد قتل

الحسین ع ش اور مخالفین طعن و تشنیع کرتے ہین ہمپر اسمین اور کہتی ہین کہ ہم کہتی ہین

یعنی ہم شیعہ یہہ کہتی ہین کہ بہ تحقیق اللہ نے ارادہ کیا معاصی کا اور ارادہ کیا قتل حسین ع کا

م و لیس ہکذا القول ش حالانکہ نہین ہی ایسا قول یعنی فرقہ شیعہ یہہ نہین کہتے

م و لاکن نقول ان اللہ عز و جل اراد ان یکون معصیۃ العاصین خلاف طاعۃ المطیعین ش

اور لیکن ہم کہتی ہین کہ بہ تحقیق اللہ عز و جل نے ارادہ کیا ہی اسبات کا کہ ہوی معصیت عاصیون کی

خلاف طاعت مطیعون کی م و اراد ان یکون المعاصی غیر منسوبۃ الیہ من جہۃ الفعل ش

اور ارادہ کیا اوسنی کہ ہووین گناہ غیر نسبت کئی گئی طرف اوسکی بجہت فعل سے یعنی گناہونکی

فعل کی نسبت اوسکی طرف نہ کی جائیے اور نہ کہا جائیے کہ گناہ بندون کی فعل

خدا کے ہین یعنی وہ کرا دیتا ہے م و اراد ان یکون موصوفا بالعلم بہا قبل کونہا ش

اور ارادہ کیا اس امر کا کہ ہوئی وہ موصوف ساتھہ علم معاصی کے قبل موجود ہونی اونکے

یعنی یہہ جاننا چاہیئی کہ اوسکو ہمیشہ سی علم تہا معاصی کا بندون کے پہلی اس سی کہ بندے

اوسکی اون معاصی کو کرین اور ہمیشہ سی جانتا تہا کہ یہہ فعل فلان سی صادر ہوگا اور یہہ

فلانے سے م و نقول اراد اللہ ان یکون قتل الحسین ع معصیۃ لہ و خلاف الطاعۃ ش

اور کہتی ہین ہم کہ ارادہ کیا اللہ نی یہہ کہ ہوئی قتل حسین ع جائی گناہ اوسکی اور خلاف طاعت

م و نقول اراد اللہ عز و جل ان یکون قتل الحسین ع منہیا عنہ غیر مامور بہ ش اور

کہتے ہین ہم کہ ارادہ کیا اللہ نے یہہ کہ ہوئی قتل حسین ع منہی عنہ یعنی منع کیا گیا اور

اوس سے نامور بہ یعنی نہ حکم کیا سا تہہ اوسکے م و نقول اراد اللہ عز و جل ان یکون

قتلہ مستقبحا غیر مستحسن ش اور کہتی ہین ہم کہ ارادہ کیا خدا تعالی نے کہ ہووی

قتل حسین ع قبیح یعنی برا غیر مستحسن م و نقول اراد اللہ عز و جل ان یکون قتلہ

سخط اللہ غیر رضاہ ش اور کہتی ہین ہم کہ ارادہ کیا اللہ عز و جل نی یہہ کہ ہووی قتل

حسین ع باعث ناخوشی اللہ کا نہ موجب رضامندی اور خوشنودی اوسکی کا

م ونقول اراد اللہ عزوجل ان لا یمنع من قتلہ بالجبر والقدرۃ والقہر لما منع منہ بالنہی شؔ اور کہتی ہین ہم کہ ارادہ کیا اللہ نے کہ نہ منع کری قتل حسین سے ساتہہ جبر اور قدرت اور قہر و غلبہ کے جیسا کہ منع کیا اوس سے ساتہہ نہی کے م ونقول اراد اللہ عزوجل ان لا یدفع القتل عنہ کما دفع الجبر عن ابراہیم علیہ السلام حین قال اللہ عزوجل للنار التی القی فیہا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم شؔ اور کہتی ہین ہم کہ ارادہ کیا اللہ عزوجل نی کہ نہ دفع کری قتل کو اوس سے جیسا کہ دفع کیا جبر کو ابراہیم سی وقتیکہ کہا اللہ تعالی نے واسطے آگ کے وہ آگ کہ ڈالا گیا ابراہیم بیچ اوس آگ کی ہوجا تو سرد اور سلامت اوپر ابراہیم کے م ونقول لم یزل اللہ عزوجل عالما بان الحسین سیقتل بالجبر ویدرک بقتلہ سعادۃ الابد ویشقی قاتلہ شقاوۃ الابد شؔ اور کہتی ہین ہم کہ ہمیشہ سی جانتا تہا اللہ کہ بہ تحقیق حسین قتل کیا جائیگا ساتہہ جبر کے اور پائیگا ساتہہ قتل اپنی کی سعادت ابدی کو اور شقی اور بدبخت ہوگا قاتل اوسکا ساتہہ شقاوت اور بدبختی ابد کے نہ یہہ کہ ارادہ کیا خداتعالی نی کہ قتل امام حسینؑ واقع ہو اسواسطی کہ یہہ امر اقبح قبایح ہے م ونقول ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن شؔ اور بہی ہم کہتی ہین کہ جس چیز کو چاہی خداتعالی بطریق ایجاد یعنی پیدا کرنے کی پس وہ واقع ہوا اور جس چیز کو کہ نہ چاہی پس وہ کسی وجہہ سی موجود نہو م ہذا الاعتقاد فی الارادۃ والمشیۃ دون ما ینسب الینا اہل الخلاف والمشنعون علینا من اہل الالحاد والعناد شؔ یہہ ہی اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ اراد ے اور مشیت خداتعالی کے نہ وہ کہ جسکی نسبت کرتی ہین ہماری طرف بعض اہل خلاف اور تشنیع کرتی ہین ہمپر از روی مکابرہ کے اہل الحاد و عناد م باب الاعتقاد فی القضاء والقدر شؔ باب ساتوان بیچ بیان قضا و قدر کے واضح ہو کہ ان دو لفظون کے معانی متعدد ہین خصوص قضا کہ معنی اس کے بہت ہین تا آنکہ صاحب رسالہ یعنی شیخ ابوجعفرؒ نے بیچ کتاب توحید کے بعض اہل علم سے نقل کی ہی کہ قضا دس وجہہ پر ہی علم اور حکم اور قول اور ختم اور امر اور اعلام اور نقل اور اتمام اور خلق اور فراغ اور ہر ایک واسطے ان معانی سے شاہد اور سند قرآن سے لائی ہین اور جناب سید حسین اعلی اللہ مقامہ حدیقہ سلطانیہ مین فرماتے ہین

باب ساتوان بیچ بیان قضا و قدر

که باین همه بحسب ظاہر قضا منحصر انہی معانی مین نہین ہی بلکہ اسکے معنی اور بہی آئے ہین اور
بعض نے علما سے اوپر بعض ان معنے کے اقتصار کیا ہے اور بعض کے نزدیک قضا
اور قدر مترادف ہین خواہ بعض معنی مین مترادف ہون یا کل معنی مین اور ظاہر
کہ معانی تقدیر کے بہی منحصر انہی معانی مذکورہ مین نہین ہین اسواسطے کہ ظاہر یہہ ہی کہ تقدیر
بمعنی تعین کی بہی آتی ہی ایسی ہی لفظ قضا کا بہی ان معنون مین آیا ہی مگر اس جگہ اوپر معنی
اہم کے انہین سے اقتصار کیا جاتا ہی **پس** واضح ہو کہ کبہی لفظ قضا بمعنی خلق کی مستعمل ہوتا
جیسا کہ تفسیر کریمہ فقضاہن سبع سموات مین کہا ہے یعنی پس پیدا کیا سات آسمانون کو
اور کبہی بمعنی حکم آتا ہی جیسا کہ بیچ قول خدا تعالی کے ہی وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ
یعنی اور حکم کیا ہی رب تمہارے نے یہہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر خاص اوسیکی تئین اور کبہی بمعنی
اعلام اور اخبار کی آتا ہی جیسا خدا تعالی فرماتا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب
یعنی اعلام کیا اور خبر دی طرف بنی اسرائیل کے بیچ کتاب کی اور ظاہر یہہ ہی کہ قضا کو جب
اطلاق کرتے ہین تو مراد اوس سے تعین کی ہوتی ہین یعنی معین کرنا کسی چیز کا مرتبہ
تعقل مین کہ چاہیی فلان چیز فلان نمط اور فلان طریقے اور طرز و طور پر واقع ہو جیسا کہ
بیچ افعال خدا تعالی کے ہی اور یا محض پہنچانا اوس چیز کا کہ جو واقع ہو اور علم ساتہہ
خصوصیات اوسکی کے جیسا کہ بیچ فعل غیر خدا تعالی کے اور علم ساتہہ تائید اوسکی کی ساتہہ
الطاف کی اور منع نکرنا اوس سے یا سلب تائید اور منع اوس سے **اور یہی** جناب امیر
منقول ہی کہ اعمال تین طرح پر ہین فرائض اور فضائل اور معاصی لیکن فرائض
ہوتی ہین ساتہہ امر الہی کے یعنی امر حتمی کی اور ساتہہ رضا اور خوشنودی اوسکی کے
اور ساتہہ قضا اوسکی کے یعنی حکم اوسکی کے اور تقدیر اوسکی کی یعنی تعین اوسکی کے اور
مشیت اوسکی کے یعنی ارادے اوسکی کے اور علم اوسکی کی **اور لیکن** فضائل پس
واقع ہوتی ہین اوپر وفق مرضی اوسکی کے اور ساتہہ قضا بمعنی علم اوسکی کے اور ساتہہ
مشیت اوسکی کے نہ ساتہہ امر اور حکم حتمی اوسکی کے اور مبحث ارادہ مین مذکور ہوا کہ
ارادہ خدا تعالی کا نسبت افعال غیر طلب اونکی ہی یا نہ منع کرنا اوسی کا اور لیکن

معاصی پس وہ اصلا ساتھہ حکم خدا کے نہین ہوتے یعنی خدا اونکے صادر کرنے کا حکم نہین کرتا
لیکن ساتھہ قضا اور قدر اور مشیت اور علم اوسکے سے ہین اور مراد اس سے کہ معاصی
ساتھہ قضاء الہی کے ہین یہہ ہی کہ اوسکے نہی کی ساتھہ مقرون اور نزدیک ہوتے ہین
اسواسطی کہ حکم خدا تعالے کا واسطے بندون کے خصوص ان معاصی مین باز رہنا ہے
اونسے یعنی نکرنا اونکا اور معنی اسکی کہ معاصی ساتھہ قدر الہی کے ہوتی ہین یہہ ہی کہ خدا تعالی جانتا ہے
اون معاصی کے مبلغ اور مقدار کو اور شیخ مفید رح نی فرمایا ہی کہ مراد قدر سی واقع کرنا
ہر شی کا ہی موقع اور جگہہ اوسکی جب کہ چاہیئی پس بیچ لوح محفوظ یا لوح محو و اثبات کے
جو کچہہ کہ اوپر طبق علم علیم خبیر کے منقوش ہوتا ہے مرتبہ ثانیہ تقدیر کا ہے کہ متاخر ہے
مرتبہ تقدیر علمی سے اور جو کہ بواسطہ اعلام اور اخبار الہی کے ملائکہ پر حقیقت تقدیر کے
لایح ہوتی ہے یا انبیا اور اوصیا پر اعلام ہوتا ہے وہ مرتبہ ثالثہ تقدیر کا ہے پس جو کچہہ احادیث سے
لایح ہوتا ہے کہ ہر چیز بحسب قضا و قدر کے واقع ہوتی ہے مراد اس سے یہہ ہی کہ مطابق علم
یا اعلام الہی کے اور اوپر وفق تعین اور تقدیر ربانی کے وقوع مین آتے ہیں نہ یہہ کہ تمامی
حوادث و کائنات حتی افعال عباد اوس تعالے کی ایجاد اور خلق سے ظاہر ہوتے ہین
پس اشاعرہ جو کہتی ہین کہ افعال بندون کے ساتھہ قضا اور قدر کے واقع ہوتی ہین اگر مراد اونکی یہہ ہے
کہ خدا کی خلق و ایجاد سی واقع ہوتے ہین تو فساد اوسکا بیچ مسئلہ جبر و اختیار کے بیان کیا گیا ہے
واضح ہی اور اگر مراد اس سے یہہ ہی کہ موافق علم و تعین علمی اوس تعالی کے واقع ہوتی ہین تو پس صحیح ہے
اسواسطی کہ جانا گیا کہ کوئی چیز اوس تعالی سی مخفی اور پوشیدہ نہین اور علم نی اوسکی احاطہ
کیا ہی اوس تعالی کی افعال کو اور اوس تعالی کی غیر کی افعال کو بہی یعنی جو فعل خود اوس
تعالی کا ہے اوسکا بہی علم اوسکو ہے اور جو فعل اوسکی غیر کا ہی اوسکا بہی علم اوسکو ہے
پس کوئی فعل افعال سے بلکہ کوئی امر امور سے اوسکی دائرۂ علم سے باہر نہین لیکن یہہ معنے
مستلزم جبر کے نہین ہین اگرچہ اشاعرہ اعتقاد جبر و اجبار اور سلب اختیار کا رکہتی ہین
اور کہتی ہین کہ خدا تعالے نے عالم ہی کلیات اور جزئیات کا بہ تمامہا جو کچہہ کہ گذرا ہے
اور گذرے گا سب کو قبل وجود اونکی کے جانتا ہے اور اوس تعالے پر جہل محال ہے

پس جس چیز کو وہ جانتا ہے محال ہی کہ وہ وقوع مین نہ آسکے ورالا علم اوسکا مطابق واقع کے نہوگا پس بندہ خلاف اوسکے نہین کر سکتا ورالا علم الہی جہل کے ساتھہ منقلب ہوجای اور جو کچہہ کہ علم الہی مین گذرا ہی طاعت اور معصیت اور کفر و ایمان سے لامحالہ بندون سے واقع ہوگا اور خلاف اوسکی ممتنع ہے مثلاً اگر خدا جانتا تہا کہ ابو جہل ایمان نہ لائیگا پہر محال ہے کہ وہ ایمان لائی ورالا علم اوسکا جہل کے ساتھہ بدل ہوجائے اور یہہ محال ہی اور یہہ ہی معنی جبر کے ہین تعالے اللہ عما یقولون الظالمون علوا کبیرا اور شارح مقاصد نی بہی اس دلیل کو محل تعویل مین جانا ہے اور فخر رازی نے بفخر کہا ہے کہ یہہ ایسی دلیل ہی کہ کوئی عقلمند قادر نہین ہو سکتا کہ کوئی حرف قدح اور جرح اس دلیل مین زبان پر لا سکے انتہی کلامہ مخفی نرہے کہ یہہ دلیل علیل ہے اور جواب اسکا ساتھہ معارضہ اور حل کی واضح ہی اسواسطی کہ اگر علم الہی موثر ہو یعنی اثر کرنیوالا ہو بیچ ایجاب فعل کے اور باعث اور موجب ہو اضطرار فعل کا تو لازم آئی سلب اختیار خدا تعالے کا بہی اوسکا اختیار جاتا رہے اور بی اختیار ہوجائی کیونکہ جیسا کہ خدا تعالی بندونکی فعلون کو قبل وقوع اون کے کی جانتا ہے اپنی فعلون کو بہی بطریق اولے جانتا ہی پس جبکہ جانا اوسنے کہ زید کو فلان سال مین پیدا کرونگا آیا ہو سکتا ہی کہ اوسکو اوس سال پیدا نکری یا نہین ہو سکتا اگر ہو سکتا ہی کہ اوسکو اوس سال پیدا نہ کری تو تمہاری گمان کے موافق انقلاب علم کا ساتھہ جہل کے لازم آئیگا اور اگر نہین ہو سکتا کہ اوسکو دوسرے سال پیدا کری تو جبر و اضطرار اوس تعالے کا لازم آئیگا فما ہو جوابکم فہو جوابنا سبحان اللہ بیچ ثابت کرنے اضطرار بندونکی در پردہ اضطرار خدا کا ثابت کرتی ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا پس یہہ معارضہ ایسا ہی کہ اگر فخر الدین رازی مع تمامی اہل سنت کی جمع ہون تو بہی اس معارضہ کا جواب نہ دیسکین بجز اسکی کہ معتقدات امامیہ کیطرف رجوع کرین اور لیکن جواب از روی حل کے پس یہہ ہی کہ علم حکایت ہی اور معلوم محکی عنہ پس اگرچہ علم مقدم ہو لیکن مرتبہ حکایت مین ہی اور اسی سبب علم کو تابع معلوم کا کہتی ہین نہ بالعکس پس جو کچہہ کہ واقع ہونیوالا ہی خدا اوسکو جانتا ہی نہ یہہ کہ جو کچہہ کہ اوسکی علم مین ہے وہ واقع ہونیوالا ہے اس سبب سے کہ خدا تعالے نی اوسکو جانا ہے و بینہما بون بعید

پس بیشک علم خدا تعالیٰ کا مطابق واقع کی ہی اور لیکن جو علم مطابق واقع کی ہی کیا ضرور ہی کہ تو قرہی ہو یعنی واقع ہونی معلوم کی جیسا کہ ہم جانتی ہین کہ قیامت برحق ہی اور آنیوالی ہے اور البتہ یہہ علم ہمارا مطابق واقع کی ہے لیکن قیامت کی واقع ہونی مین ہمارے علم کو کچھ دخل ہے

اور بہی اگر خداوند عالم جانتا ہی کہ مین فلان کام کو اپنی اختیار سے کرونگا یا فلان بندہ فلان طاعت یا فلان معصیت کو اپنی اختیار سی کریگا پس اگر علم خدا تعالیٰ کا باعث اضطرار کا ہو تو مخالفت علم اوسکی کی لازم آتی اسواسطی کہ اوسنی نہین جانا مگر اسکو کہ فلان فعل اختیار سے واقع ہوگا پس جبکہ اختیار ساتہ اضطرار کے مبدل ہو تو علم ساتہہ جہل کے منقلب ہوگا پس بالضرور ساتھ اختیار اور علم باختیار چاہئے کہ مستمر اور بدوام ہو وہو المطلوب جناب امیر نی اسکو بوجہہ نیک ارشاد فرمایا ہے چنانچہ اصبغ بن بنانہ نی روایت کی ہے کہ جبکہ جناب امیر جنگ صفین سے مراجعت کی تو ایک مرد پیر نے اوس جناب سی پوچھا کہ ہم مجاہدین لشکر کا شام کیطرف جانا قضا و قدر الٰہی سی تہا یا نہ آپنے فرمایا کہ ہان اوسنی عرض کی کہ پس تعب و حرکت ہماری عبث ہوئی اور کچھہ مزد اسمین ہماری واسطی نہ ہوئی فرمایا کہ نہین بلکہ آنے جانے مین تمہارے لئے خدا تعالیٰ نی مزد عظیم مقرر کی ہی تم کسی حال مین مجبور اور مضطر نہین کئے گئے ہو اوس پیر نی کہا کہ کیونکر ہو سکے یہہ حالانکہ قضا و قدر ہمکو کہینچ لیگئی جہان چاہا آپنے فرمایا کہ ای پیر تونے گمان کیا ہے کہ قضا اور قدر واجب اور لازم ہے اگر ایسا ہو تو ثواب اور عقاب افعال بندونکا اور وعدہ ثواب اور وعید عقاب اور امر و نہی سب باطل ہوجاتے یہہ قول بت پرستون اور لشکر شیطان کا ہی بلکہ خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے بندون کو اطاعت کا اوس حال مین کہ ان کو اختیار دیا ہے اور منع کیا ہے اور سرزنش کی ان کو از روی تحذیر اور تخویف کی نہ از راہ اکراہ اور اجبار کی اور تکلیف نہین دی ہی مگر تہوڑی اوسیقدر کہ جسکا متحمل ہو سکے بندہ اوسکا یعنی تکلیف ما لا یطاق نہین کی جیسا کہ فرقہ مخالف اپنی خدا کے ساتھ بدگمانی کرتے ہین کسینی اوسکی اطاعت از راہ جبر و قہر اور مجبوریت کی نہین کی اور کسینی نافرمانی اوسکی

مغلوب ہوکر نہین کی اور پیغمبرون کو عبث نہین بہیجا اور زمین اور آسمان و ما فیہما کو
باطل نہین پیدا کیا پس اوس مرد پیر نے کہا کہ پہر قضا و قدر کہ ہم بدون اوس کے
نہین کئے وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ حکم اوس تعالے کا ہے اور یہہ آیہ قرآن کا تلاوت فرمایا
کہ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ پس وہ پیر مرد خوش ہوا اور آپکی تعریف کرنی لگا
فاضح ہو کہ ایک فرقہ قدریہ ہی وہ کہتی ہین جو کچہہ واقع ہوتا ہے وہ قضا او قدر الٰہی سی واقع ہوتا ہی
جیسا کہ مولانا احمد اردبیلی نی حدیقۃ الشیعہ مین فرمایا ہی کہ اکثر تواریخ مین مسطور ہی کہ ایک مرد
جبری گہر مین آیا دیکہا کہ ایک مرد بیگانہ اوسکی بیٹی کی پاس بیٹہا ہے اوسنی تلوار کہینچکر چاہا کہ
اپنی بیٹی کو قتل کری اوسکی جورو نے دوڑ کر تلوار اوسکے ہاتہہ سی لیلی اور کہا کہ
تجہے شرم نہین آتی کہ تو اپنا دین و مذہب کو چہوڑ کر مذہب صاحب بن عباد رافضی کا
اختیار کرتا ہی کہ مرد مسلمان اور دختر بیگناہ کو رنج دیتا ہی اور اپنی تئین رنج مین ڈالتا ہے
وہ مرد یہہ سنکر شکر خدا بجالایا کہ مجہی ایسی عورت مسئلہ دان کرامت فرمائی نزدیک تہا
کہ مین خون بیگناہ کا اپنی گردن پہ لیتا اور ساتہہ گروہ روافض کی شریک ہوتا پس اس
شخص نی سب شنایع اور برائیان قضا و قدر الٰہی سے سمجہکر اپنا دل خوش کر لیا اور
یہہ فرقہ اسیطرح اپنی تئین بیگناہ سمجہتا ہی اور از انجملہ ایک فرقہ مجوس ہی وہ کہتی ہین
کہ خدا تعالی ایک چیز کو پیدا کرتا ہی اور پہر اوس سی بیزار ہوجاتا ہی اور اشاعرہ
کہتی ہین کہ خدا تعالی آپ ہی کفر پیدا کرتا ہی اور بعد اوسکی اوس سی بیزار ہو کر تا ہی
اور مجوس یہہ بہی کہتی ہین کہ نکاح مان اور بہن سے ساتہہ قضا و قدر الٰہی کے
واقع ہوتا ہی اور فرقہ مجبرہ بہی کہتی ہین کہ نکاح مجوس کا مان بہن سی ساتہہ قضا اور
قدر الٰہی کے واقع ہوتا ہی اور فرقہ جبریہ کہ تمسک کرتے ہین ساتہہ قول خدا تعالے
کی کہ وہ تعالی فرماتا ہی کہ قل اللہ خالق کل شئی پس یہہ لوگ فرق نہین کرتے ما بین
ذات و صفات کی مراد شئی سے اس آیہ مین ذات شی ہے نہ صفات شئی یعنی
خدا تعالی پیدا کرنیوالا ہی ذوات اشیا کو نہ اونکی اوصاف و افعال کو غرض اس
باب مین بہت قیل و قال اور بحث اور ابحاث ہی اسیواسطی شیخ ابو جعفر طوسی

ایک حدیث پر اختصار فرمایا جیسا کہ فرماتے ہین کہ م اعتقادنا فی ذلک قول الصادق ع
لزرارہ حین سئلہ فقال اقول یا سیدی فی القضاء والقدر ش یعنی اعتقاد ہم
فرقہ ناجیہ کا قضا و قدر مین یہہ ہی کہ جو جناب امام جعفر صادق ع نی زرارہ سے ارشاد کیا
جسوقت کہ اوسنی اوس جناب سی سوال کیا کہ آپ کیا فرماتی ہین ای سید میری قضا
و قدر مین م قال ع اقول ان اللہ عز وجل اذا جمع العباد یوم القیامۃ سئلہم عما عہد الیہم و لم
یسئلہم عما قضی و قدر علیہم ش اوس جناب نے فرمایا کہ کہتا ہون مین کہ خدا تعالے جسوقت
کہ جمع کرے گا بندون کو روز قیامت تو سوال کریگا اوس چیز سے کہ تکالیف دی ہی انکو
اوامر و نواہی سی یعنی جن چیزونکی کرنیکا ان کو حکم دیا ہی اور جن چیزون کی کرنیسی منع کیا ہی اون
کرنی نکرنی سے پوچھیگا اور نہ پوچھیگا قضا اور قدر سی یعنی اوس چیز سی کہ بیچ علم الٰہی کی ثابت اور
مقدر ہوا ہی غیر تکالیف شرعیہ سی یعنی جو چیزین غیر تکالیف شرعیہ سی کہ اوسکی علم مین
ثابت اور مقدر ہین اور بندون کو اونکا حکم نہین دیا پس اونسی سوال نہ کرے گا
م والکلام فی القدر منہی عنہ ش یعنی بحث کرنا قدر مین منہی عنہ ہی بسبب اسکی کہ
یہہ مسئلہ مشکل ہے م کما قال امیر المومنین ع لرجل قد سئلہ عن القدر ش جیسا کہ
فرمایا جناب امیر ع نی اوس شخص سی کہ سوال کیا اوسنی اوس جناب سی قدر سی کہ قدر کیا
چیز ہے م فقال بحر عمیق فلا تلجہ ش فرمایا اوس جناب نی کہ قدر ایک دریای عمیق ہے
پس نہ جا اوسمین م ثم سئلہ ثانیۃ عن القدر ش پہر دوبارہ اوسنی سوال کیا قدر سے
م فقال طریق مظلم فلا تسلکہ ش پس فرمایا کہ قدر ایک راہ تاریک ہی پس نہ جا اوس
راہ پر م ثم سئلہ ثالثۃ ش پہر پوچھا اوس نے اوس جناب سی تیسری دفعہ
م فقال سر اللہ فلا تکلفہ ش پس فرمایا آپ نے قدر سر مخصوص خدا تعالی ہے
پس رنج اوسکا نہ کہینچ کہ دریافت اور ادراک اوسکا دشوار ہے م وقال امیر المومنین ع
فی القدر الا ان القدر سر من سر اللہ و ستر من ستر اللہ و حرز من حرز اللہ تعالے
مرفوع فی حجاب اللہ مطوی عن خلق اللہ مختوم بخاتم اللہ سابق من علم اللہ و
منع اللہ عبادہ عن علمہ و رفعہ فوق شہاداتہم و مبلغ عقولہم لانہم لم ینالوا الحقیقۃ الربانیۃ

ولا بقدر الصمدانیته ولا بعظمة النورانیته لانه بحر زاخر مواج خالص للہ عزوجل عمقه ما بین
السماء والارض وعرضه ما بین المشرق والمغرب اسود کاللیل الدامس کثیرة الحیوان
والحیتان یعلو امرة ویسفل مرة اخری فی قعره شمس تضی لا ینبغی ان یطلع
علیها الا الواحد الفرد فمن یطلع علیها فقد ضاد اللہ فی حکمه ونازعه فی سلطانه وکشف
عن سره وباؤ بغضب من اللہ وماواه جہنم وبئس المصیر ش اور فرمایا جناب امیر المومنین ع
نی قدر سی کہ آگاہ ہو کہ قدر ایک بہید ہی بہیدون اللہ سے اور پناہ ہی پناہون اللہ سی اور اوٹہائی
گئی ہی بیچ حجاب اللہ کے اور بیچیدہ ہی خلق اللہ سی مہر کی گئی ہی ساتہہ مہرون اللہ کے
سابق ہی علم اللہ سے منع کیا ہی اللہ نے اپنی بندون کو علم اوسکی سے بلند کیا ہی اوسکو
اوپر مشاہدات اور مبلغ علوم اون کے کی اسواسطی نہین پہونچی وہ ساتہہ حقیقت ربانیہ کے
اور نہ ساتہہ قدر صمدانیہ کی اور نہ عظمت نورانیہ کی اسواسطی کہ قدر ایک دریا ہی عمیق مواج
خالص کیا اللہ نی عمق اوسکا مابین آسمان وزمین کی اور عرض اوسکا مابین مشرق و
مغرب کی سیاہ ہی مثل شب تیرہ وتار کی بہت ہین اوسمین حیوان اور مچہلیان بلند
ہوتا ہی ایکمرتبہ اور پست ہوتا ایکمرتبہ بیچ قعر اوسکی کے شمس ہی روشن نہین سزاوار ہے
کہ آگاہ ہوا اوپر اوسکے مگر واحد فرد یعنی خدا تعالی پس جو شخص آگاہ ہوا اوسپر پس بہ تحقیق
مخالفت کی اللہ کی اوسکی حکم مین اور منازعت کی بیچ سلطنت اوسکی کے اور کہولا
بہید اوسکی کو اور جائی بازگشت اوسکی جہنم ہی اور بری ہی بازگشت اونکی م وروی
ان امیر المومنین عدل من حائط مائل الی مکان آخر ش اور بہی مروی ہے جناب امیر ع
سی کہ وہ جناب جب پہونچی ایک دیوار کے قریب کہ وہ مایل تہی گرنے پر جانب دیگر تو جلد
اوسکی نیچی سے گذر گئے م فقیل لہ یا امیر المومنین ع اتفر من قضاء اللہ ش پس کہا ایک
شخصنے کہ ای امیر المومنین ع آیا تم بہاگتی ہو قضاء الہی سے م فقال ع افر من القضاء اللہ
الی قدر اللہ ش فرمایا اوس جناب نی کہ بہاگتا ہون مین قضا اللہ سے طرف قدر اوسکی کے
یعنی قضاء معلق سے طرف قضاء مبرم کے م سئل عن الصادق ع عن الرقی ہل تدفع
عن قدر شیئا ش اور بہی مروی ہے جناب امام جعفر صادق ع سی کہ پوچہا

اوس جناب سی افسون اور تعویذ سے کہ آیا دفع کرتا ہی افسون قضا و قدر سی کسی شی کو

م فقال ہی من القضاء والقدر ش فرمایا اوس جناب نی کہ افسون ہی جملہ قضا و قدر سے یعنی قضا و قدر دفع کوی قضا و قدر کو

م باب الاعتقاد فی الفطرت والہدایۃ ش

باب اٹھتالیسوان بیچ بیان فطرت یعنی پیدایش انسان کی اور راہ راست دکھلانی انسان کی

باب چہل و ہشتم

م قال الشیخ رہ اعتقادنا فی ذلک ان اللہ عزوجل فطر جمیع الخلق علی التوحید ش

فرمایا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اعتقاد فرقہ ناجیہ کا بیچ خلقت اور پیدایش کے یہہ ہے کہ خدا تعالی نی پیدا کیا ہی جمیع خلق کو اوپر توحید کے یعنی مستحق ہونی اور خواہش کرنی تصدیق وجود خدا تعالے کی اور صفات ثبوتیہ اور سلبیہ اوسکی کے لیکن بعض اختیار کرتی ہین مقتضائی خلقت اپنی کو اور تصدیق کرتے ہین اوسکی وجود کا اور سا اوسکی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا اور بعض بسبب اغوائی شیطانی کی اپنی مقتضائی خلقت کو چھوڑ کر خلاف مقتضا کو اختیار کرتی ہین اور دوسری صفت کی ساتھہ متصف ہوجاتی ہین

م وذلک قول اللہ عزوجل فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا ش

اور یہہ ہی قول اللہ تعالے کا واضح ہو کہ اگرچہ فطرت کی معنی پیدایش کی ہین مگر یہان مراد اوس سے دین اسلام ہے پس معنی آیہ کی اس صورت مین یہہ ہونگے کہ دین اسلام پسندیدہ ہی خدا تعالے کا کہ پیدا کیا ہی خدا نے آدمیون کو اوپر اوس دین کے یعنی جو لڑکا پیدا ہوتا ہے دین اسلام پر پیدا ہوتا لیکن صحبت مین اپنی والدین کے اور اپنی قوم کی اونکا دین اختیار کرتا ہے اور ایک اور روایت مین وارد ہی کہ ہر لڑکا دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن ماں باپ اوسکی اگر یہودی ہین تو اوسکو یہودی کردیتی ہین اور جو نصرانی ہین تو اوسکو نصرانی بنادیتے ہین —

اور جناب صادق ع سی کسینی پوچھا کہ اس فطرت سی کیا مراد ہی فرمایا کہ دین اسلام مراد ہی کہ پیدا کیا ہے خدا تعالے نی اون کو اوپر جسوقت کہ اونسی بروز الست اپنی وجود اور ہستی پر اقرار کروایا **اور** جناب امام محمد باقر ع سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ پیدا کیا ہی خدا نی اون کو اپنی توحید پر جسوقت اونسی عہد لیا اپنی پروردگار ہونیکا بروز الست اور اگر یہہ امر نہوتا تو کوئی نہ جانتا کہ ہمارا خدا کون ہی **اور** اعتقاد ہمارا

ہدایت مین یہہ ہی کہ خدا تعالے نی بیان کیا طریق حق کو لیکن بعض نے اختیار کیا اوس
طریق کو اور مطلوب تک پہنچ گئے اور بعض نے چھوڑ دیا اوس طریق کو اور مطلوب سی
دور پڑے اور موید اسکی یہہ ہے کہ ھم قال الصادق ع فی قولہ عز وجل ش یعنی فرمایا جناب
امام جعفر صادق ع نی بیچ تفسیر قول خدا تعالے کے ھم انا ہدیناہ السبیل اما شاکرا و
اما کفورا ش یعنی ہمنی دکہلائی اوسکو راہ سیدہی پس وہ یا شکر کرنیوالا ہو ساتھہ اختیار
کرنے اوس راہ کے یا کفر کرنیوالا ہو ساتھہ چھوڑ دینی اوس راہ کے ھم قال علیہ السلام عرفناہ
اما آخذ و اما تارک ش یعنی فرمایا اوس علیہ السلام نی اسکی تفسیر مین کہ اعلام کیا ہمنی آدمی کو
اور آگاہ کیا اوسکو حق سے یعنی دلیلین قایم کرکے اور آیتین نازل کرکے اوسکو آگاہ کیا خواہ پکڑی
اوس راہ کو ساتھہ اختیار اپنی کے اور ایمان لانیوالا ہو اور خواہ چھوڑ دی اوس راہ کو اور کفر
اختیار کری ھم وفی قولہ تعالے ش اور بہی بیچ قول خدا تعالی کے ہی ھم و اما ثمود
فہدیناہم فاستحبوا العمی علی الہدی ش یعنی قوم ثمود پس ہدایت کیا ہمنی ثمود کو اور
رستہ سیدہا دکہلایا اون کو پیغمبرون کو بہیج کر اور دلیلین اور حجتین حق کی بیان کرکی اور
معجزے دکہلا کے پس دوست رکہا اونہون نے گمراہی اور کفر کو اوپر ہدایت اور رہنمائی کی
اوس امام علیہ السلام نی ھم قال ش فرمایا اس آیہ کی تفسیر مین کہ ھم وہم یعرفون ش
یعنی بعد انکہ ہمنی اعلام کیا اور بتایا قوم ثمود کو رستہ ہدایت کا اور رستہ ضلالت کا اور
اونہون نی جانا کہ حق یہہ ہی اور باطل یہہ ہی پہر یہہ جانکر طریق ضلالت کو اوپر طریق
ہدایت کی اختیار کیا ھم وسئل الصادق ع عن قول اللہ عز وجل وہدیناہ النجدین
قال ع نجد الخیر و نجد الشر ش یعنی سوال کیا ایک شخص نی جناب صادق ع سی کہ
مراد نجدین سی اس قول خدا تعالے مین کیا ہی فرمایا کہ مراد اس سے طریق خیر اور
طریق شر ہی یعنی یہہ دونون راہین ہمنی اون کو دکہلا مین ھم وقال فی قولہ عز وجل
فالہمہا فجورہا و تقویہا ش اور فرمایا اوس جناب نی بیچ تفسیر قول خدا تعالی کے
کہ پس الہام کیا اور سمجہا دیا اوسکو بدکاری اوسکی کو اور پرہیزگاری اوسکی کو ھم قال
بیین لہا ما تاتی بہا و ما تترک ش پس فرمایا اوس جناب نی اسکی تفسیر مین کہ مراد اس سے

یہہ ہی کہ بیان کر دیا اور ظاہر کر دیا واسطے نفس کے اوس چیز کو کہ لاوی اوسکو اور اوس چیز کو کہ نہ لاوی اوس کیطرف اور ترک کرے اوسکو حاصل یہہ کہ سمجہا دیا نفس کو اور بیان کر دیا اوسے کہ یہہ چیزین اچہی ہین اُنکی کرنے مین ثواب ہوگا اور یہہ بُری ہین ان کے کرنے مین عذاب ہوگا اور اطاعت اور فرمانبرداری اوسکی نیک ہی اور گناہ اور نافرمانی اوسکی بد ہی اور پہر اوسکو قدرت دی اور اختیار دیا کہ جسکو ان دونون مین سی چاہی اختیار کری اور کہدیا کہ اگر فجور کو اختیار کریگا تو جہنم مین جائیگا اور اگر فرمانبرداری اختیار کریگا تو بہشت مین جائیگا م وقال الصادق ع فی قول اللہ تعالی عزّ وجل وما کان اللہ لیضل قوماً بعد اذ ہداہم حتی یبین لہم ما یتقون ش اور یہی فرمایا جناب صادق ع نی بیچ قول اللہ عزّ وجل کی کہ جسکے معنی یہہ ہین کہ اور نہین ہے خدا ایسا کہ گمراہ شمار کری کسی قوم کو اور ضایع کری اون کو بعد اسکے کہ ہدایت کیا ہو انکو طرف حق کی اور حکم اسلام کا اوپر جاری کیا ہو یہانتک کہ بیان کیا ہو واسطی اونکی اوس چیز کو کہ پرہیز کرین وہ اوس سے م قال حتی یعرفہم یرضیہ وما یسخط ش یعنی فرمایا اوس جناب نی کہ تا اینکہ اعلام کری اور بتلاوی اونکو وہ چیزین کہ جو باعث اوسکی خوشنودی کی ہوتی ہین اور وہ چیزین کہ جو موجب اوسکی غضب کی ہوتی ہین اور یہہ عبارت ہی اوامر اور نواہی اوسکی سی کہ شرع مین وارد ہین م وقال ان اللہ عزّ وجل احتج علی الناس بما آتاہم وعرفہم ش اور یہی فرمایا اوس جناب علیہ السلام نی کہ بہ تحقیق اللہ جل جلالہ نی حجت پکڑی اوپر آدمیون کے ساتہہ اوس چیز کی کہ دیا اونکو اور سمجہایا اور بتایا اونکو واللہ اعلم اور حاصل ان سب آیات و احادیث کا یہہ ہی کہ معنی ہدایت کی بیان کرنا طریق کا اور دکہلانا راہ کا ہے خواہ مخاطب اوس طریق کو اختیار کری اور خواہ اوسکی غیر کو اختیار کر کے گمراہ ہو جاوی م باب الاعتقاد فی الاستطاعۃ ش

باب نوان بیچ بیان استطاعت اور قدرت شرعیہ کی

م قال الشیخ رح اعتقادنا فی ذلک ما قالہ موسی ع ابن جعفر ع حین سئل لہ ان یکون العبد مستطیعاً قال نعم بعد اربع خصال ان یکون مخلی السرب صحیح الجسم سلیم الجوارح لہ سبب وارد من اللہ عزّ وجل فاذا انمت ہذہ فہو مستطیع ش شیخ رح نی فرمایا کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ استطاعت شرعیہ کی یہہ ہے کہ جو جناب امام موسی کاظم ع نی فرمایا جواب مین اوس شخص کی کہ اوس نے

اوس جناب سے پوچھا کہ آیا بندیکو قدرت اور طاقت اور استطاعت ہی پس اوس جناب نی فرمایا کہ ہان
بعد چار خصلت کی اول یہہ کہ خالی ہو مانع اور منازع سے دوسری یہہ کہ صحیح الجسم ہو تیسری
یہہ کہ سلیم الجوارح ہو یعنی سب اعضا اوسکی سالم اور درست ہوں چوتہی یہہ کہ اوسکو
قدرت اور قوت ہو کہ خدا تعالی کی جانب سی اوسکو پہونچی ہو پس جبکہ یہہ چارون چیزین
بندیکو حاصل ہونگی تو اوسکی استطاعت ثابت ہوگی م فقال له مثل ای شئ ش پہر
پوچھا اوس جناب سی کہ جبکہ قوت اور قدرت بندیکو خدا تعالی سی حاصل ہو تو مثل کس
چیز کے ہوگا م فقال یکون الرجل مخلی السرب صحیح الجسم سلیم الجوارح ولا یقدر
یزنی الا ان یجد امراة فاذا وجد امراة فاما ان یعصم فیمتنع کما امتنع یوسف وان
یخلی السرب بینه وبینها فیزنی فهو زان ش اوس جناب نی فرمایا کہ کبہی ایسا ہوتا ہی
کہ مرد خالی ہوتا ہی مانع اور منازع سے اور صحیح الجسم اور سلیم الجوارح بہی ہوتا ہی اور
پہر باوجود اسکی قادر نہین ہوتا اسپر کہ زنا کری مثلاً یہان تک کہ دیکہی ایک عورت کو
کہ اوسپر حلال نہو پس بعد اسکے کہ پاوی اور دیکہی ایسی عورت کو تو استطاعت اور قدرت
اوسکو حاصل ہوگی زنا کرنے اور نہ کرنے پر پس اگر اوسنی نگاہ رکہا اپنی تئین زنا سی اور
باز رہا اوس سے تو البتہ مطیع ہوا اور ثواب پایا جیسے کہ یوسف نی اپنی تئین نگاہ رکہا زنا سے
اور اگر خالی کی گئی راہ یعنی کوئی اوسکا مانع نہوا اور اپنی تئین زنا سی باز نرکہا تو عاصی ہوا
اور گنہگار اور مستحق عذاب نار م ولم یطع الله باکراه ولم یعص بغلبة ش اور نہین اطاعت
کی اوس شخص نی الله کی صورت اول مین ساتہہ اکراه اور جبر کے با ینمعنی کہ خدا نی جبر کیا ہو
اوسپر واسطی طاعت کی اور نہین عصیان کیا الله کا صورت ثانی مین ساتہہ غلبہ کے
یعنی وہ تعالی اسکو معصیت سی باز نرکہہ سکا ہو اور یہہ اوسپر خود غالب ہوا ہو یہہ
بات نہین بلکہ یہہ دونون امر اسکی اختیار سی ہوئی یعنی ہر شخصکو قدرت زنا کرنے اور نکرنیکی
حاصل ہی اپنی اختیار سی چاہی زنا کری یا نہ کری اسکی کرنی نکرنی پر مجبور اور بی اختیار نہین
کیا گیا م وسئل الصادق ع عن قول الله عز وجل وقد کانوا یدعون الی السجود وهم
سالمون ش اور موید اسکی جو مذکور ہوا یہہ روایت حلبی کی ہی کہ جو جناب امام جعفر صادق سے

روایت کی ہے کہ اوس جناب سی تفسیر اس آیہ کی پوچھی کہ جسکے معنی یہہ ہین
کہ بہ تحقیق تھے کافر کہ دعوت کیے گئے طرف سجود کے اوس حال مین کہ سالم تھے

قال وہم مستطیعون لاخذ بما امروا بہ وبالترک لما نہوا عنہ وبذلک ابتلوا ش

حاصل تفسیر یہہ ہی کہ تکلیف ساتہہ سجود کے انکی ساتہہ تعلق پکڑتی ہی اوس حال
مین کہ استطاعت اور قدرت رکہتی تھے اوپر بجالانے حکم کی اور ترک کرنی مناہی کے
اور بسبب اسی قدرت اور اختیار بندون کے آزمایش انکی جانب رب ارباب سی وقوع
مین آئی ہے اور محمد بن عمر نے بواسطہ اصحاب اوس جناب کی روایت کی ہی کہ فرمایا کہ
فاعل نہین ہوتا بندہ مگر بیچ حال استطاعت کی اور کبہی ہوتا ہی کہ آدمی قدرت فعل کی
رکہتا ہی مگر فاعل اوسکا نہین ہوتا یعنی اوس فعل کو نہین کرتا لیکن فاعل کو استطاعت
ضرور ہی اور فرقہ معتزلہ قائل ہین کہ بندیکو قدرت مستقلہ حاصل ہے اور کہتی ہین کہ
خدانی بندون کو اونکی اعمال سپرد کردیئے ہین اور خود اون مین دخل نہین دیتا مگر یہہ
مذہب انکا باطل ہے قال ابو جعفر فی التوراۃ مکتوب یا موسی انی خلقتک واصطفیتک
وقویتک وہدیتک وامرتک بطاعتی ونہیتک عن معصیتی فان اطعتنی اعنتک علی
طاعتی وان عصیتنی لم اعنک علی معصیتی ولی المنۃ علیک فی طاعتک لی ولی
الحجۃ علیک ش یعنی فرمایا ابو جعفرؑ نی کہ بیچ توراۃ کے لکہا ہے کہ خطاب کیا خدا تعالی نے
طرف موسیٰؑ کے کہ اے موسی مینی پیدا کیا تجکو اور برگزیدہ کیا تجکو اور قوت دی تجکو اور
ہدایت کے تجکو اور حکم کیا مینی تجکو واسطی اطاعت اپنی کی اور منع کیا تجکو واسطے
معصیت اور نافرمانی اپنی کے پس اگر اطاعت کریگا تو میری تو اعانت کرونگا مین تیری
اوپر اطاعت اپنی کے اور اگر معصیت کریگا تو میری تو نہ اعانت کرونگا مین تیری اوپر
معصیت اپنی کے پس واسطی میری ہی اوپر تیری احسان بیچ طاعت کرنے
تیری کے واسطی میری اور واسطے میری حجت ہی اوپر تیرے بیچ معصیت کرنے
تیریکی واسطی میرے غرض منت او احسان تو اس سبب سی ہے کہ خدا تعالی نے
قدرت اور استطاعت دی طاعت کرنے کی اور پہر حکم دیا طاعت کرنیکا اور حجت

معتزلہ

اسواسطی ہے کہ قدرت دی ترک کرنے معصیت کی اور منع کیا معصیت کرنے سے
پس اس سے ہی ثابت ہوا کہ آدمی اپنی فعل نیک و بد پر مجبور اور ناچار نہین ہے بلکہ
فعل مختار ہے اور خدا کی جانب سے قدرت اور اختیار دی گئی ہے فعل کرنے پر
اور اوسکی ترک کرنے پر اور یہہ ہی معنی ہین استطاعت کی ھم باب الاعتقاد فی البدا
باب دسوان بیچ اعتقاد بدا کے جاننا چاہئی کہ بدا کے دو معنی ہین ایک لغوی
اور دوسری اصطلاحی لغت مین معنی بدا کی ظاہر ہونے کے ہین اور اطلاق کرتے ہین
اوپر ظاہر ہونے رائی کے بعد اسکی کہ خلاف اوسکا ظاہر ہوا ہو یعنی مثلا کوئی شخص ارادہ
کسی امر کا کری اور بعد اوسکے وہ امر خلاف مصلحت کی ظاہر ہو اور اوسکو ترک کری
اور فارسی مین تعبیر کرتے ہین اسکو پشیمانی کے ساتھ اسواسطی کہ رائی اول مین چونکہ
خطا ظاہر ہوئی تو پشیمان ہوکر دوسری رائی کی طرف عدول کیا مگر بدا بایںمعنی شیعون کے
نزدیک خدا تعالی پر محال ہی اسواسطی کہ خدا تعالی کی رائی اور تجویز مین کبھی خطا و زلل
واقع نہین ہوتا کیونکہ وہ تعالی عواقب اور مصالح امور سے بخوبی آگاہ ہے اور کوئی شی
اوسپر مجہول نہین سب حال اوسپر ظاہر اور ہویدا ہی جو وہ کرتا ہی سمجھکر کرتا ہے نہ خطا سے
کہ جو پشیمان ہوکر رائی اول سے طرف رائی دوسری کے عدول کری اور دوسری
معنی بدا کے بحسب اصطلاح تغیر او تبدل کے ہین احکامات مین بسبب اختلاف
مصالح اور اوقات کی یعنی ایک وقت مین باعتبار ایک مصلحت کی ایک حکم دیا دوسرے
وقت مین باعتبار دوسری مصلحت کی اوس حکم کو بدل ڈالا اسکو نسخ تشریعی کہتی ہین
اور تغیر عالم کو نہین یعنی وہ تغیرات کہ جو دنیا مین ہوتا ہی مثل موجود کرنے اور معدوم کرنے
اور زندہ کرنے اور مردہ کرنے کے اسکو نسخ تکوینی کہتی ہین پس بدا بایںمعنی نزدیک فرقہ
شیعہ کے خدا تعالی پر جائز ہے اسواسطی کہ خدا تعالے ہر وقت بیچ ایک شان کی ہے
جو مصلحت دیکھتا ہے وہ کرتا ہے اور جسمین مصلحت نہین دیکھتا اوسکو نہین کرتا کبھی
مارتا ہی کبھی جلاتا ہی کبھی بیمار ڈالتا ہے کبھی صحت دیتا ہی غرض ہر وقت موافق مصلحت
کی کام کرتا ہے کیونکہ وہ اپنی بندون کی مصلحتون سے آگاہ ہے پس یہہ معنی صحیح ہین

گیدان مین کسیطرح کا فساد نهین پس جو لوگ یهه کهتے هین که شیعه بدا بمعنی اول کو خدا تعالی پر جایز
رکهتی هین محض غلط اور بهتان هی شیعه بدا بمعنی ثانی کو خدا پر جایز رکهتی هین نه بمعنی اول کو
بلکه اسکو یهه فرقه خدا پر محال جانتا هے اور بدا بمعنی ثانی آیات اور احادیث کثیره سی ثابت هی
اور یهه اخبار اور آیات دلالت کرتے هین اسپر که خدا تعالی نے دو لوحین پیدا کی هین اور
اور اون مین جمیع کائنات اور حوادثات کو لکها هی ایک کا نام لوح محفوظ هی پس اس لوح
مین جو کچهه بحکم خدا لکها جاتا هے اوسمین کسیطرح کا تغیر واقع نهین هوتا اور مطابق علم الهی
کی هوتا هی اور دوسری لوح کا نام لوح محو و اثبات هی که اوسمین موافق مصلحت کے
بحکم خدا بعض چیزین لکهی جاتی هین اور بعض محو کیجاتی هین جیسا که خدا تعالی فرماتا هے
یمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب توضیح اسکی یهه هے که پهلی مثلاً اوس لوح
مین لکها که عمر زید کی پچاس برس کی هے یعنی مقتضای حکمت یهه هی که عمر اوسکی اسقدر هی
جب تک که کوئی سبب زیادتی اور نقصان کا اوس سے عمل مین نه آئے پس جسوقت که
اوس سے کوئی عمل نیک مثل صله رحم یا صله عترت طاهره اور ذریت اخیار رسول مختار
یا تصدق اوپر مساکین مومنین ابرار کے عمل مین آیا اور ان چیزون مین سی کسیکو بجالایا
تو عمر پنجاه ساله اوسکی محو هو جاتی هے اور اوسکی جگهه عمر ساٹهه برس کی لکهی جاتی هی اور
اگر اوس سے خلاف ان امور کی کوئی عمل بد مثل قطع رحم یا ترک صله سادات مومنین
ظهور مین آیا تو بجای اسکے چالیس برس لکهی جاتی هین اور دس برس اوسکی عمر سی کم
کم هو جاتے هین اور لوح محفوظ مین اول امر سے لکها جاتا هے که زید صله رحم بجالائیگا
اور عمر اوسکی اس سبب ساٹهه برس کی جانب ایزد متعال سی متعین هوئی هی یا عمر
اوسکی که وه قطع رحم یا مانند اسکی کوئی امر بد کرے گا تو چالیس برس کی مقرر هوئی هے
جیسا که طبیب حاذق کو کسی شخص کی مزاج شخصی کا حال معلوم هو جاتی تو وه حکم
کر سکتا هی که عمر اسکی ساٹهه برس کی هوگی پس اگر بسبب اسکی که اوسنی زهر کهالیا یا
کسینی اوسکو قتل کردیا اور عمر اوسکی ساٹهه برس سے کم هوگئی یا مثلاً اوسنی کوئی دوای
مقوی کهائی اور عمر اوسکی ساٹهه برس سے اور زیاده هوگئی تو یهه نه کهینگے که طبیب کی

غلطی کی پس بداعبارت ہی تغیر تقاریرسی نہیچ لوح محو و اثبات کی اور یہہ تغیر چونکہ مت ابہزی
ساتہہ بدا ر لغوی سے اسواسطی اطلاق بدا کا اوسپر بہی آگیا ہی لیکن بدا بمعنی اصطلاحی
نقصان اور عیب سی بری ہے اسواسطی کہ مقصود اوس سے جملہ مسلمات سی ہے
ابین عامہ و خاصہ کی کہ کسیکو اسمین مجال انکار کی نہین ہی اور غرض لوح محو و اثبات سے
یہہ ہی کہ بندی بسبب خبر دینی انبیا اور اوصیا کی اس لوح سی یہہ جان لین کہ اعمال حسنہ
اون کی اصلاح امور مین اسقدر تاثیر رکہتی ہین اور اعمال بد اونکی بیچ فساد امور کی اسقدر
تاثیر رکہتی ہین تاکہ راغب ہوون طرف اعمال نیک کی اور باز رہین اعمال بد سی اور بیضاوی نے
اپنی تفسیر مین بیچ قول خدا تعالی فلولا کانت قریۃ آمنت الخ کے یہہ لکہا ہی کہ حضرت یونس ؑ کو
جبکہ خدا تعالی نی شہر نینوی پر مبعوث کیا تو اہل نینوا نی اونکی تکذیب کی اور اسپر اصرار کیا حضرت
یونس ؑ نی اونسی کہا کہ تم پر تین دن کے عرصہ مین عذاب نازل ہوگا اور بعض نی چالیس روز
بہی لکہی ہین پس جب زمانہ عذاب کا قریب پہنچا تو آسمان پر ایک ابر سیاہ اور دود سیاہ
اور دخان سیاہ پہیل گیا اور نیچی آیا کہ راہین تاریک ہوگئین یہہ دیکہکر اہل نینوا نی توبہ کی
اور حضرت یونس ؑ کو ڈہونڈہنی اور تجسس کرنے لگے اور جبکہ اون کو نہ پایا تو سبکو
یقین ہوا کہ حضرت یونس سچ کہتی تہے یہہ وہی عذاب ہی کہ جسکا حضرت یونس ؑ نے
وعدہ کیا تہا پس سبنی کپڑے کرباس کے پہنکر سے اپنے عورتون اور جانورون کو صحرا مین
لائی اور بچون کو ماؤن سے جدا کیا اور آواز گریہ وزاری بلند کی اور توبہ و استغفار
کرنے لگی اور ایمان کو ظاہر کیا پس خدا تعالے کو اونپر رحم آیا اور عذاب کو اونسی دور کیا
اور بہی حدیث مین وارد ہی کہ ایکدن حضرت عیسی ؑ نے دیکہا کہ ایک گروہ عروس کو
اوسکی شوہر کے گہر لئی جاتے ہین آپ نی فرمایا کہ آج یہہ لوگ اسکو خوشی لئی جاتی ہین
اور شب کو یہہ دختر مرجائیگی صبح کو اسکی جنازے پر روتے جائین گے یہہ سنکر مومنین کو
تصدیق اس امر کی ہوئی اور منافقین نے کہا کہ صبح بہی قریب ہی غرض وہ دختر شب کو
نہ مری اور صبح کو سب نے اوسکو زندہ پایا لوگ اوسکو زندہ دیکہکر حضرت عیسی ؑ کی پاس دوڑے
آئی اور اوسکی زندہ رہنی کی خبر دی آپ نی فرمایا کہ یفعل اللہ ما یشاء . اور سب کو اپنی

همراه لیکر اوس عروس کے گہر پر تشریف لاے اور اوسکے شوہر سے کہا کہ تو اپنی زوجہ سے اجازت
لے کہ مین اوس سے ملاقات کرنا چاہتا ہون جب شوہر نے اوس سے جا کر کہا کہ حضرت
عیسے ع تیرے پاس آیا چاہتے ہین او سعورت نے نقاب مونہہ پر ڈال لی حضرت عیسی ع
اوسکی پاس تشریف لائی اور عروس سے پوچہا کہ شب کو تجہسے کیا عمل نیک سرزد ہوا اوسنی
عرض کی کہ بجز اسکی اور کچہہ نہین کیا کہ ہر شب جمعہ ایک فقیر میری دروازے پر آیا کرتا تہا
اور مین اوسی کچہہ دیدیا کرتی تہی اس شب جمعہ کو کہ میری شب عروسی تہی اور مین اپنی
امور مین مشغول تہی وہ فقیر حسب معمول اپنی آیا اور سوال کیا کسینی اوسکو جواب ندیا
جب اوسنی کئی دفعہ آواز بلند سے سوال کیا اور میری کان مین اوسکی آواز پہنچی تو مین
مخفی سب سے آئی اور موافق معمول کچہہ مینی اوسکو دیدیا حضرت عیسی ع نی فرمایا کہ تو اپنی
جگہہ سے اوٹہہ کہڑی ہو جو ہین وہ اپنی جگہہ سے اوٹہی تو دیکہا کہ ایک سیاہ سانپ
دُم کو اپنی مونہہ مین لئی بیٹہا ہے حضرت عیسی ع نے کہا کہ ببرکت اوس صدقہ کی کہ تونے
شب کو دیا تہا یہہ بلا تجہپر سے دفع ہوئی **اور بہی** کتاب توحید اور عیون اخبار الرضا
مین روایت کی ہی کہ امام رضا ع نی فرمایا کہ ای سلیمان تو کیون انکار کرتا ہی بدا کا حالانکہ
خدا تعالی فرماتا ہی کہ اولم یر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا - آیا نہین دیکہتا
انسان کہ ہمنی پیدا کیا اوسکو پہلی سے اور نہ تہا وہ کوئی چیز **اور بہی** فرماتا ہی و آخرون
مرجون لامر اللہ اما یعذبہم و اما یتوب علیہم و اللہ علیم حکیم یعنی اور دوسری بیٹہہ رہنی والی
جہاد سے تاخیر کی گئی ہین یعنی موقوف ہی امر اونکا واسطی حکم خدا کی جو کچہہ کہ اونکے مقدمہ
مین نازل ہو یا عذاب کری اون کو اگر اوس گناہ پر اصرار کرین اور یا توبہ قبول کری اور اونکی
اگر وہ نادم ہون اور خدا جاننیوالا ہی اونکی احوال کو اور حکم کرنیوالا ہے موافق مصلحت کی
اور یہہ ہی معنی بدا کی ہین کہ جیسی مصلحت دیکہی ویسا ہی کری اور اس آیہ کی شان نزول مین
لکہا ہے کہ کعب بن مالک اور ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کہ وہ اوس اور خزرج سی تہے
یہہ تینون رسول خدا ص کے پاس آئی اور اپنی گناہون کا کہ جہاد سی بیٹہہ رہی تہے اقرار کیا اوس
جناب نی فرمایا کہ نہ ان کے پاس بیٹہو اور نہ ان سے کلام کرو اور اون کو فرمایا کہ تم میرے

پاس سے چلی جاؤ یہانتک کہ خدا تعالی تمہاری مقدمہ مین کچھہ حکم کری پس یہہ آیہ اون کے
حق مین نازل ہوا کہتی ہین کہ ان تینون نے بہ نیت خالص توبہ کی اور فرمانبرداری خدا اور
رسول کی اختیار کی خدا تعالے نی اونکا گناہ معاف کیا **اور** یہہ بہی کہتی ہین کہ پچاس روز
مومنین نی ان سی بات نہ کی اور نشست و برخواست ان کے ساتھہ چھوڑ دی اور اونکی
عورتون نی بہی ان سے کنارہ کیا اور انہون نی صحرا مین خیمہ کہڑا کیا اور تضرع اور زاری
کرتے تھے یہانتک کہ بعد ایک مدت کی یہہ آیہ نازل ہوا کہ وعلی الثلثة خلفوا مومنین بسبب غت
تمام اونکی پاس گئی اور توبہ قبول ہونیکی خوشخبری دی **اور** بہی فرماتا ہی کہ یزید فی الخلق
ما یشاء زیادہ کرتا ہی بیچ پیدائش کے جو چاہتا ہے جناب صادق ؑ سی منقول ہے کہ
قضا اور قدر مخلوق خدا کی ہین اور خدا زیادہ کرتا ہے پیدائش مین جو چاہتا ہے ۔
اور ابن عباس سی روایت ہی کہ جناب رسولخدا ؐ نے شب معراج جبرئیل کو دیکھا کہ
اوسکی چھہ سو بازو تھی **اور** ابن شہاب نی رسولخدا ؐ سے روایت کی ہے کہ آپنی فرمایا
مینی جبرئیل ؑ سے کہا کہ تم مجھی اپنی صورت اصلی دکھاؤ جبرئیل نے شب ماہ مین پر اپنے
کہولدئے اور تمام روئی زمین کو گہیر لیا مین اوسکو دیکھکر بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا
تو جبرئیل نے کہا کہ ای رسولخدا ؐ تم میری خلقت سی متعجب ہوئی اور بیہوش ہوگئی اگر اسرافیل
کی خلقت کو دیکھو تو کیا حال ہو وہ بارہ ہزار بازو رکہتا ہے کہ ایک بازو اوسکا مشرق مین
اور ایک مغرب مین اور عرش اوسکے کاندہے پر ہی اور پاؤن اوسکی ساتوین زمین پر ہین اور
سر اوسکا عرش سی گذر گیا ہی اور باوجود اسکی کبہی وہ خوف خدا سی مثل چڑیا کی ہوجاتا ہے
اور دوسری روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت نی کہ خدا کا پیدا کیا ہوا ایک فرشتہ ہی کہ اوسکو
دردائیل کہتی ہین اور اوسکے سولہہ ہزار بازو ہین اور ہر دو بازو کے درمیان ہوا ہی اور وہ اسقدر ہی
کہ جیسی زمین سی آسمان مین ہے **اور** بعض روایت مین ہی کہ بعضی فرشتے اسقدر
بڑے ہین کہ اونکی آنکہون کے آنسو کی قطرہ مین کشتی کئی سو برس تک چلی جائے
اور جناب صادق ؑ سے منقول ہی کہ فرمایا جسوقت خدا تعالے میکائیل کو حکم کرتا ہی
دنیا مین اوترنے کا تو ہوتا ہے پاؤن اوسکا سیدہا ساتوین آسمان پر اور پاؤن باہان

ساتوین زمین پر اور کچھہ خدا تعالےٰ کی فرشتے ہین کہ آدہے تو برف کی ہین اور آدہی آگ کے اور کہتی ہین کہ اے جمع کرنیوالے برف اور آگ کی ثابت رکھہ تو ہمارے دلونکو اپنی طاعت پر

اور یہی فرمایا کہ خدا تعالی کے بعض فرشتے ہین کہ اونکی کان سے آنکھہ تک فرق پانسو برس کی راہ کا ہی اور فرشتے نہ کہاتی ہین اور نہ پیتے ہین اور نہ مجامعت کرتے ہین اور عرش کی ہوا سی زندگانی کرتے ہین اور بعضی فرشتے ایسی ہین کہ قیامت تک رکوع مین ہین اور بعضی سجدے مین ہین اور فرشتون سے زیادہ کوئی خلقت خدا کی نہین ہے اور ہر دن کو اور ہر رات کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتی ہین اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہین پہر رسولخدا صلعم کی پاس جاتے ہین اور سلام کرتی ہین اور پہر امیر المومنین ع کے پاس آکر سلام کرتی ہین اور پہر حسنین ع کے پاس آتے ہین پس قیام کرتی ہین اونکی پاس اور صبح کیوقت اونکی واسطی زینہ رکھا جاتا ہی کہ وہ آسمان پر چلے جاتی ہین اور وہ پہر نہین آتے اور دوسری شب اور فرشتے آتے ہین غرض اسیطرح ہر شب نئی فرشتے آتے ہین

اور جناب امیر ع سے کسینے خدا تعالی کی قدرت سی سوال کیا تہا آپنے کہڑی ہو کر ایک خطبہ ادا کیا اور خدا تعالےٰ کی تعریف بیان کی اور فرمایا کہ خدا تعالی کے ایسی فرشتے ہین کہ اگر ایک فرشتہ اون فرشتون مین سے زمین پر اوتری تو زمین اوسکی گنجایش نرکہی کہ وہ نہایت ہی بڑا ہی اور ایسی ہی اوسکی بازو اور پر بڑے بڑی ہین اور بعضی اونمین سی ایسی ہین کہ اگر جن و انس کو تکلیف دیجائے کہ اونکا وصف بیان کرو تو بیان نہ کر سکین اون کے بدنون کی جوڑونکی آپسمین نہایت دور ہونے کے سبب اور اونکی صورت کے حسن ترکیب کے جہت سی اور کیونکر وصف بیان کر سکی کوئی اون فرشتونکا کہ جن کے دونون شانون کی درمیان سات برس کی راہ کا فاصلہ ہو اور بعض اونمین سے ایسا ہی کہ ایک بازو سی اپنی تمام دنیا کو گہیر لے اور اوسکی بدن کا تو کیا ذکر ہے اور بعض اونمین سی ایسی ہین کہ آسمان اونکی کمر تک ہی اور بعض ایسی ہین کہ قدم اون کے نیچی کے ہوا پر ہین کہ اونکو قرار نہین ہے اور ساتون زمین اونکی گہٹنون تک ہین اور بعضی ایسی ہین کہ اگر تمام پانی اونکی انگہوٹہی کے گہیر مین ڈالے جائین تو اوسمین سما جائین اور بعضی اون مین سے ایسی ہین کہ اگر کشتی اونکی

انسو مین ڈالی جاتی تو ہمیشہ جاری رہتی پس بزرگ اور برکت والا ہی خدا بہت نیک پیدا کرنیوالا
اور بعضی کہتے ہین کہ مراد زیادہ کرنے خلقت سی عام ہی خواہ ملائکہ ہون خواہ جن اور خواہ انسان
اور یہی فرمایا کہ مایعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب یعنی نہین عمر دیا جاتا کوئی عمر دیا گیا
اور نہین کم ہوتی عمر اوسکی سی کچہہ غرض یہہ ہی کہ عمر کا بڑہانا اور گہٹانا نہین ہے مگر بیچ کتاب کے کہ وہ لوح
محفوظ ہی اور اوسمین سب لکہا گیا ہی اور کہتی ہین کہ معنی اسکی یہہ ہین کہ نہین دراز ہوتی عمر اور
نہین کم ہوتی ہے مگر یہہ کہ لوح محفوظ مین لکہا ہوا ہے کہ اگر فلان یہہ فرمانبرداری
کریگا خدا کی تو فلانے وقت تک باقی رہیگا اور اگر نافرمانی کریگا تو عمر اوسکی کم ہو جائیگی
اور طرف اسیکی اشارہ کیا ہی رسولخدا نی کہ صدقہ دینا اور صلہ رحم کرنا آباد کرتا ہی گہرون کو
اور زیادہ کرتا ہی عمر کو **اور** حضرت صادق ع نی فرمایا ہے کہ نہین جانتا ہون مین ایسی
شی کو کہ جو زیادہ کرے عمر مین مگر ملاپ رکہنا رشتہ دارون سے یہانتک کہ ایک آدمی کہ
عمر مثلا تیس ۳۰ سال کی ہے اور وہ صلہ رحمی کری تو خدا تعالی تین برس اوسکی عمر مین
اور بڑہا دے پس عمر اوسکی تینتیس ۳۳ سال کی ہو جاوی اور بعد اسکی اوسکو موت آئی
اور اگر عمر ایک آدمی کے تینتیس ۳۳ سال کی ہو اور وہ اپنی قریبیون سی قطع رحم کری پس خدا تعالی
تین سال اوسکی عمر مین سے گہٹا دیوی اور عمر اوسکی تیس ۳۰ برس کی ہو جائے **اور یہی** فرماتا ہی کہ بدیع السموات
والارض پیدا کرنیوالا ہی آسمانون اور زمین کا **اور یہی** فرمایا ہی کہ بدا خلق الانسان من طین شروع کیا
پیدا کرنی آدمی کو مٹی سی یعنی حضرت آدم کو پیدا کیا ہی مٹی سی سلیمان نے کہا کہ کوئی چیز آپنی اپنی آبائی
طاہرین سے روایت کی ہی آپنے فرمایا کہ ہان میرے پدر عالیقدر نی مجہی خبر دی ہے جناب
صادق ع سے کہ خدا کیواسطی دو علم ہین ایک علم مخزون اور پنہان ہی کہ اوسکو بغیر
اوسکی کوئی نہین جانتا اور اوس علم سے بدا پیدا ہوتی ہے اور ایک علم ہی کہ اوسکو تعلیم کیا ہے
ملائکہ کو اور رسولون کو پس دانایان اہلبیت ع پیغمبر تیری اوسکو جانتی ہین سلیمان نی کہا کہ مین
چاہتا ہون کہ کتاب خدا سی کوئی چیز بیان فرماو کہ دلالت کری اوپر بدا کی فرمایا کہ خدا نی ارشاد کیا
اپنی پیغمبر سے کہ فتول عنہم فما انت بملوم یعنی اعراض کر ان سے اور باہر جا انمین سے
پس محل ملامت مین نہین ہے تو اور اسکو اوسوقت فرمایا تہا کہ ارادہ کیا تہا کہ ان کو

ہلاک کریں پس تغیر دیا اور فرمایا کہ وذکر فان الذکری تنفع المومنین سلیمان نی عرض کی
کہ زیادہ فرمائی فدا تیرے ہون فرمایا کہ مجھی خبر دی ہے میری پدر بزرگوار نی اپنی آبائے
طاہرین سے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ خدا تعالے نی وحی کی طرف ایک پیغمبر کے پیغمبرون
اپنی سے کہ خبر دی فلان بادشاہ کو کہ فلان وقت اوسکی قبض روح کرونگا اوس پیغمبر نے
اوس بادشاہ کو یہہ خبر دی بادشاہ تخت پر دعا مین مشغول ہوا اور اسقدر تضرع اور
زاری کی کہ تخت سی نیچی گر پڑا اور کہا کہ پروردگارا مجھی اسقدر مہلت دی کہ لڑکا میرا بڑا
ہوجائی اور سب کام اپنی اوسکو سپرد کردون پس خدا تعالی نے وحی کی اوس پیغمبر کے
طرف کہ تو اوس بادشاہ کو جا کر خبر دی کہ مینی تیری اجل کو تاخیر مین ڈالا اور پندرہ برس
اور تیری عمر مین زیادہ کئی پیغمبر نے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ مینی کبھی جھوٹ نہین کہا
خدا نی وحی کی کہ تو بندہ میرا ہی جو کچھہ کہ مین فرماتا ہون تو اوسکی اطاعت کر اور جا اوسکی
پاس اور خبر دے اوسکو اور پیام میرا پہنچا اور خدا سوال نہین کیا جاتا اوس چیز سی کہ کرتا ہے
پس امام رضاؑ نے سلیمان سی کہا کہ مین گمان رکہتا ہون کہ تم انکار کرنے مین بدا کی شبیہہ
ہوا ہے ساتھہ یہود کے سلیمان نے کہا کہ مین پناہ لیجاتا ہون ساتھ خدا کی کہ شبیہہ ہون ساتھ
یہود کے مگر آپ فرمائین کہ یہود کیا کہتے ہین فرمایا کہ وہ کہتے ہین کہ ید اللہ مغلولۃ یعنی ہاتھہ
خدا کا بستہ ہوگیا ہے اور مراد اونکی اس سے یہہ ہی کہ خدا تعالے سب امر عالم سے
فارغ ہوگیا ہی اور جو کچھہ کرنا تھا کر چکا اب آگی اور کوئی چیز حادث اور پیدا نہین کرتا پس
خدا تعالے نی ان کے رد مین فرمایا کہ غلت ایدیہم ولعنوا بما قالوا یعنی ہاتھہ ان کی بستہ
ہوجیو اور انپر لعنت ہوجیو ساتھہ اوس چیز کے کہ کہتے ہین اور مینی سنا ہی اپنی پدر بزرگوار
موسی بن جعفرؑ سے کہ ایک قوم نی سوال کیا بدا سے اوس جناب نی فرمایا کہ آدمی کسو واسطے
بدا سے انکار کرتے ہین حالانکہ وہ تعالے ایک گروہ کے امر کو موقوف رکھتا ہے تا اینکہ دوسرا
حکم ان کے حق مین کرے سلیمان نی کہا کہ مجھی خبر دین آپ سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر
سے کہ یہہ سورہ کس چیز مین نازل ہوا ہے فرمایا کہ ای سلیمان خدا تعالی مقدر کرتا ہے
شب قدر مین جو کچھہ کہ ہوتا ہی ایکسال سی دوسری سال تک زندگی اور موت اور خیر اور شر

اور روزی سے پس جو کچھ کہ خدا تعالی اس شب مقدر کرتا ہی وہ مختوم ہی یعنی ضرور ہے
سلیمان نے کہا کہ مین اسکو سمجھا مگر امیدوار ہون کہ آپ زیادہ اس سے اور کچھ ارشاد فرماوین
کہا کہ ای سلیمان بعض امور نزدیک خدا کے موقوف ہین کہ انمین سی جسکو چاہتا ہی پہلی
کرتا ہی اور جسکو چاہتا ہی پیچہی کرتا ہی ای سلیمان بدرستیکہ امیر المومنین نی فرمایا کہ علم دو علم ہین
ایک علم ہی کہ خدا تعالی نی اوسکو تعلیم کیا ہی ملائکہ اور رسل کو پس اوسمین تقدیم اور تاخیر جاری
نہین والا العیاذ باللہ اپنی اور ملائکہ اور رسل اپنی کے تکذیب کی ہو اور ایک علم ہی وہ کہ خدا تعالے
کی پاس مخزون ہے اور کسیکو اپنی مخلوقات مین سے اوسپر آگاہ نہین کیا اور کسیکو تعلیم نہین
فرمایا پس اس علم مین وہ تعالی تقدیم اور تاخیر کرتا ہی یعنی جسکو چاہتا ہی پہلے کرتا ہی اور
جسکو چاہتا ہی پیچہی کرتا ہی اور اخیر مین ڈالتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہی محو کرتا ہی اور
جسکو چاہتا ہی ثابت کرتا ہے پس سلیمان نی مامون سے کہا کہ آج سے پہر تکذیب
بدا کی نکرونگا پس جب معنی بدا کے معلوم ہو چکے تو اب شرح کی جاتی ہی عبارت رسالہ

م قال الشیخ ره ان الیہود قالوا ان اللہ تعالی قد فرغ من الامر **ش** شیخ ره نی فرمایا
کہ فرقہ جہود نی کہا کہ خدا فارغ ہو چکا ہے سب کامون سی یعنی جہود اور ایسی ہی مخالفین قایل
ہین کہ خدا تعالی روز ازل سب چیزون کو مقدر اور مقرر فرما چکا اب وہ چیزین
تغیر نہین پاتی اور کبہی کہتے ہین کہ ید اللہ مغلولۃ یعنی ہاتہہ اوسکے بند ہو گئی اب
آگے کچہہ نکریگا اور بعض حکما کہتی ہین کہ خدا تعالی نی سب مخلوقات کو ایک دفعہ خلق کیا ہے
اور ہم کہ زمانہ مین ہین ہماری سامنی ماضی اور مستقبل اور حال ہوتا ہے اور لیکن اوس
شخص کی نسبت کہ جو زمانہ سے خارج ہے یہہ چیزین نہین ہوتین اور تشبیہ دیتی ہین
ساتہہ تاگے کے کہ کئی رنگتون کے ساتہہ رنگا ہوا ہو اور ایک چیونٹی اوسپر چلتی ہو اور
کبہی ریسمان سیاہ پر اور کبہی سفید پر اور کبہی سرخ پر اور جو شخص کہ خارج ہو
اوس سے اوسکی سامنی وہ سب رنگتین حاضر ہین اور اسی سبب قائل ہوتی ہین
کہ کسی امر مین تغیر ممکن نہین اور عالم اور اہل عالم کو قدیم جانتی ہین اور بعض ان کے
قائل ہین کہ خدا تعالی نے عقل اول کو پیدا کیا ہے اور عقل اول نی عقل دوسرے

اور فلک اول کو پیدا کیا ہی اوراسیطرح عقل دہم تک اور عقل دہم مدبر سب عالم کی ہے پس ان کے رد مین شیخ ممدوح فرماتے ہین کہ **م** قلنا بل ہو عز وجل کل یوم ہو فی شان لایشغلہ شان عن شان یحیی ویمیت ویخلق ویرزق ویفعل مایشاء **ش** کہتی ہین ہم کہ خدا تعالی ہر روز بیچ کام کے ہی نہین باز رکھتا اوسکو ایک کام دوسرے کام سی زندہ کرتا ہی مارتا ہی پیدا کرتا ہی رزق دیتا ہی اور کرتا ہی جو چاہتا ہی خدا تعالے مدبر عالم کا ہی اور ہر ساعت انواع تصرفات ہر مخلوق مین کرتا ہے اور ساتھہ دعا اور تصدق اور خیرات اور مبرات اور صلہ ارحام کی عمر اور روزی اور سب تقدیرات تغیر پاتے ہین اور اسیواسطی وارد ہی کہ تعظیم خدا کی نہین ہوتی ہے ساتھہ کسی چیز کے مانند قائل ہونے کے ساتھہ بدا کے اسواسطی کہ خدا صاحب اختیار اپنی ملک مین اور مدبر اور متصرف اپنی خلق کا جانتی ہین اور اپنی امور مین اوسکی جناب کی ساتھہ متوسل ہوتے ہین **م** وقلنا یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب وانہ لایمحوا الا ما کان ثبت ولایثبت الا مالم یکن **ش** اور کہتی ہین ہم کہ محو کرتا ہی اللہ جس چیز کو چاہتا ہی اور ثابت کرتا ہی جس چیز کو چاہتا ہی اور نزدیک اوسکے ہی ام الکتاب اور بہ تحقیق کہ وہ تعالی نہین محو کرتا مگر اوس چیز کو کہ جو ثابت ہو اور ثابت نہین کرتا مگر اوس چیز کو جو ثابت نہو حاصل یہہ کہ اخبار و آیات سی ثابت ہی کہ واسطی خدا کی دو لوحین ہین ایک لوح محفوظ کہ مطابق علم خدا کے ہے اور اوسمین تغیر نہین ہوتا اور ایک لوح محو و اثبات کہ اوسمین بعض امور محو کئے جاتے ہین اور بعض اوسکی عوض مین ثابت کئی جاتے ہین جیسا کہ فرمایا کہ یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور مراد ام الکتاب سی یہہ ہے کہ وہ مان سب کتابون کی ہے لوح محفوظ ہو یا لوح محو و اثبات ہو **م** وہذا لیس ببداء کما قال الیہود واتباعہم **ش** اور نہین ہے یہہ بدا بمعنے لغوی جیسا کہ گمان کیا ہے جہودنی اور اونکی توابعین نے یعنی یہہ محو و اثبات بدا نہین کہ جسکو جہود اور مخالفین گمان کرتے ہین اور جو معنی وہ لیتی ہین کہ پشیمان ہو کر ایک رائی سے طرف دوسری رائی کے پہرتا ہے **م** فنسبنا الیہود لعنہم اللہ

فی ذلک اسئلے القول سے البداء ش اور نسبت دیتی ہین جہود ہماری طرف بیچ معنی
مذکور کے طرف قول بداء کے یعنی کہتے ہین کہ شیعون کے نزدیک یہہ محو و اثبات
بمعنے بداء کے ہے یعنی بدلنا رائی کا طرف دوسری رائی کے پشیمان ہوکر حالانکہ شیعون کے
نزدیک یہہ محو و اثبات بداء بمعنی مذکور کی نہین اسواسطی کہ یہہ فرقہ امامیہ اعتقاد رکہتی ہین
اس امر کا کہ محال ہی کہ خدا تعالی اول کسی امر کو نہ جانے اور پہر اوسپر ظاہر ہو جائی یا پہی
ارادیسی پشیمان ہو م وتابعہم علی ذلک من خالفنا من اہل الاہواء المختلفۃ ش
اور متابعت کی ہی یہود کی اس نسبت کرنے مین طرف شیعون کے اوس شخص نی کہ جو
مخالف ہی ہماری یعنی اہل مذاہب مختلفہ سے پس وہ بہی مثل یہود اس امر مین جہوٹے
ہین م وقال الصادق ع ما بعث اللہ نبیا قط حتی یاخذ عنہم الاقرار للہ عز وجل بالعبودیۃ
وخلع الانداد ش اور فرمایا جناب صادق ع نی کہ نہین بہیجا خدا تعالی نے کسی نبی کو ہرگز
مگر اسواسطی کہ لیوی وہ پیغمبر واسطی خدا کے مکلفین سے اقرار ساتہہ عبودیت کی اور ساتہہ اسبات کے کہ وہ تعالی شریک نہین رکہتا
بیچ معبودیت کے اور نہ بیچ خالقیت جواہر اور اعراض اور وجوب ذاتی کی م وان اللہ یوخر ما یشاء ویقدم ما یشاء ش
اور بتحقیق کہ اللہ تعالی پیچہی کرتا ہی جس چیز کو چاہتا ہے اور پہلی کرتا ہی جس چیز کو چاہتا غرض جسوقت جسکی مصلحت دیکہتا ہے
اوسیطرح پر کرتا ہے م ونسخ الشرائع والاحکام بشریعۃ نبینا محمد من ذلک ش اور نسخ شریعتون اور احکام پیغمبران
سلف کا ساتہہ شریعت نبی ہمارے محمد ص کی اسی قبیل سی ہے یعنے پہلی مصلحت اوسکی اسمین ہی جو کہ اول شرائع اور احکام
سابقہ انبیا سابقین کو بہیجی من بعد اسمین مصلحت دیکہی کہ اس شریعت کے کہ جو سب سے موخر ہی اونکو منسوخ کرے
اور اسکو نسخ تشریعی کہتی ہین یعنے ایک حکم اول بنابر مصلحت صادر کیا پہر بنابر مصلحت اوسکو منسوخ کردیا م ونسخ
الکتب بالقران من ذلک ش اور ایسی ہی نسخ کتابون سابقہ مثل توریت اور انجیل اور زبور اور صحف کا بہی ساتہہ
قرآن کے اسی قبیل سی ہی م وقال الصادق ع من زعم ان اللہ بدا لہ فی شئ الیوم لم یعلمہ امس فابرؤا منہ ش
اور بہی فرمایا جناب صادق ع نی کہ جو شخص گمان کری یہہ کہ خدا تعالی پشیمان ہوتا کام سی آج کی دن اور نہ جانتا اوسکو
اور حال یہہ ہے کہ نہ جانتا تہا اوسکی برائی کو کل کہ وہ برا ہی یعنی مثلا اوس تعالی نے کل ایک کام کیا اور کل اوسکی برائی کو
نجانا اور آج اوسکی برائی کو جانا کہ یہہ کام جو مینی کیا تہا برا تہا اور اوس کام کر نیسی آج پشیمان ہوا تو پس ہم
اوس شخص سے جو ایسا گمان نسبت خدا کی کری بیزار ہین م وقال ع من زعم ان اللہ تعالی بدا لہ فی شئی

اور بہی فرمایا اوس جناب نی کہ جو شخص گمان لیجائی خدا تعالی کی نسبت یہہ کہ ظاہر ہوئی امر واسطی خدا تعالے کی صبح کام کے قبح اور برائی اوس کام کی اور پشیمان ہوتا ہے اوس کام سے پس وہ شخص ہماری نزدیک کافر ہے ساتہہ خدائی بزرگ کی م اما قول الصادق

ما بدا اللہ تعالے فی شئی کما بدا لہ فی اسمعیل ابنی فانہ یقول ما ظہر اللہ سبحانہ تعالی

امر فی شئی کما ظہر لہ تعالی فی ابنی اسمعیل اذا اخترمہ قبلی لیعلم انہ لیس بامام بعدی

واللہ اعلم ش اور لیکن قول جناب صادق ع کا کہ نہین بدا ہوا واسطی خدا تعالی کے جیسا کہ بدا ہوا واسطی اوسکے بیچ بیٹے میرے اسمعیل کے پس وہ جناب فرماتے ہین کہ نہین ظاہر کیا اللہ سبحانہ تعالے نی کسی امر کو بیچ کسی شی کی کہ وہ مخفی ہو اوپر آدمیونکے جیسا کہ ظاہر کیا عدم امامت اسمعیل میرے بیٹے کو جسوقت کہ مارا پہلے میری تا معلوم ہو کہ وہ امام نہین بعد میرے بلکہ امام بعد میرے بیٹا میرا امام موسی کاظم ع ہین اور بعض نی کہا ہے کہ بدا امور تکوینی مین مانند نسخ کی ہے احکام شرعی مین اور نسخ وہ ہی کہ ایک حکم شارع کا پہنچا اور گمان کیا ہمنی کہ وہ حکم ہمیشہ اور مستمر رہیگا اور بعد اوسکے وہ حکم منسوخ ہوگیا اور دوسرا حکم مقرر ہوا ایسی ہی بیچ امور تکوینی کے ہی مثلاً ایک امر بسبب علل اور اسباب اور قراین احوال کے ایسا معلوم ہوا کہ ہمیشہ رہیگا اور بعد اوسکے وہ امر برطرف ہوگیا اور دوسری طرح پر ہوگیا اوسکو بدا کہتے ہین جیسے اسمعیل کہ فرزند بزرگتر جناب امام جعفر صادق ع کے ستہے اور آدمیون کو بظاہر حال گمان یہہ تہا کہ بعد امام جعفر صادق ع کے وہ امام ہونگے پس جبکہ وہ ساتہہ رحمت الہی کے واصل ہوئے تو آدمیون نی جانا کہ امامت اونکی گمان کی گئی تہی برطرف ہوئی اور امامت واسطی جناب موسی کاظم ع کے ثابت ہوئی اور کہتی ہین کہ اسکو بدا اسواسطی کہتے ہین کہ انپر وہ امر ظاہر ہوا کہ پہلی اس سے ظاہر نہ تہا واللہ اعلم م باب الاعتقاد فی التناہی عن الجدل فی اللہ تعالی و فی صفاتہ واحکامہ **باب گیارہوان** اعتقاد بیچ ترک کرنے بحث اور جہگڑے کے ذات اور صفات اور احکام خدا تعالے مین م قال الشیخ ابو جعفر ع الجدل فی اللہ عزوجل وفی صفاتہ منہی عنہ لانہ یودی الی ما لا یلیق بہ ش فرمایا شیخ ابو جعفر ع نے کہ بحث

باب گیارہواں

وستیزہ بیچ ذات و صفات خدا تعالی کے منہی عنہ ہے یعنی منع کیا گیا اور حرام اس
سبب کہ بحث کرنا اوسمین منجر ہوتا ہے یعنی کھینچنیوالا طرف ارتکاب اور دلیری اوس چیز کے
کہ جو لایق نہو ساتھہ خدا تعالے کے م وسئل الصادق ع عن قول اللہ عز وجل وان الی
ربک المنتہی ش اور موید اسکی یہہ روایت ہی کہ پوچہا جناب صادق ع سے معنی اس قول
خدا تعالے کی کہ وان الی ربک المنتہی یعنی طرف رب تیری کے ہی انتہی اور رجوع
تمام خلایق کی م قال اذا انتہی الکلام الی اللہ عز وجل فامسکوا ش فرمایا اوس
علیہ السلام نی کہ جسوقت منتہی ہو کلام ساتھہ خدا تعالے کے اور صفات اور احکام
اوسکی کے پس نگاہ رکھو اپنی تئین کلام کرنی سے بیچ اس باب کی یعنی چپ ہو رہو
اور اسمین کچھہ گفت گو نہ کرو اور بہی رسول خدا ص سے منقول ہے کہ یعنی فرمایا نہین چاہیے
کہ فکر کرو تم بیچ پروردگار کے بلکہ فکر کرو تم بیچ نعمتون خدا کے اور فکر نہ کرو تم ذات خدا مین
م قال الصادق ع یا ابن آدم لو اکل قلبک طائر لم یشبعہ ش اور بہی فرمایا جناب
امام جعفر صادق ع نی کہ ای بیٹے آدم اگر کہاوے تیری دل کو کوئی مرغ تو سیر نہوے
بسبب کمال حقارت اور صغر کے م وبصرک لو وضع علیہ مثل خرق ابرۃ لغطاہ ش
اور اگر رکہا جاوی اوپر آنکہہ تیری کے کوئی چیز بمقدار سوراخ سوزن کی تو البتہ
ڈہانکین اوسکو اور مانع ہو دیکہنی سے بسبب کمال ضعف اور حقارت کی م تریدان
تعرف بہما ملکوت السموات والارض ش یعنی پہر باوجود اسکے چاہتا ہی تو کہ پہنچانے
ساتھہ ایسی دل حقیر اور چشم ضعیف کی بادشاہی اور آثار کمال قدرت خدا تعالی
کو کہ بیچ آسمانون اور زمینون کی ہے اور اوسکے حال کو دریافت کرہی م انکنت صادقا
فہذہ الشمس خلق من خلق اللہ تعالے فان قدرت ان تملأ عینیک منہا فہو کما
تقول ش پس اگر تو سچ کہتا ہے تو پس نظر کر طرف اس آفتاب کی کہ ایک مخلوق ہے
مخلوقات خدا تعالی سے پس اگر تجہہ مین ایسی قدرت ہی اور تجہہ سی ہو سکتا ہی کہ
تو اوسکو اور اوسکی تمام جرم کو بخوبی دیکہہ سکے تو پس آثار قدرت خدا تعالی کی ہے کہ جو
بیچ آسمان اور زمین کی ہین ایسی ہی ہین کہ جو تو کہتا ہی یعنی اگر تجہہ مین یہہ طاقت

اور قدرت ہی کہ تو آفتاب اور اوسکے جرم کو بخوبی دیکھہ سکے تو البتہ تو اوس تعالی کی آثار
قدرت کو بہی جان اور پہچان سکیگا اور جبکہ تو آفتاب کی دیکہنی اور اوسکی پہچاننی سے
کما ینبغی عاجز ہے تو پہر بطریق اولے پہچاننی سے جمیع آثار قدرت آلہی کی بہی عاجز ہوگا

م والجدل فی امور الدین منہی عنہ ش اور بحث و ستیزہ جمیع احکام شرع مین باہے
حرام ہے م وقال امیر المومنین ع من طلب الدین بالجدل ہو زندیق ش اور فرمایا
جناب امیر المومنین ع نی کہ جسنے طلب کیا احکام شرع کو ساتہہ بحث و ستیزہ کے
وہ کافر ہوا یعنی جسنے احکام شرع مین اسطرح بحث کی کہ خدا نی یہہ حکم کیون جاری کیا
اور اسمین کیا فائدہ ہی اور یہہ حکم مناسب ہی یا غیر مناسب و علی ہذا پس وہ کافر ہوا
کیونکہ مقدمات خدا مین جائی قیل وقال نہین بجز تسلیم اور انقیاد کی جب ہم اوسکی
ایک ادنی مخلوق کو نہین جان سکتے تو پہر اوسکی احکامات کی علتون کو کیونکر جان
سکینگے م وقال الصادق ع یہلک اصحاب الکلام وینجو المسلمون ان المسلمون
ہم النجباء ش اور بہی فرمایا جناب صادق ع نے کہ گرفتار ہوتے بیچ عذاب
و عقاب خدا تعالی کے اصحاب جدال بیچ ذات خدا تعالے کی اور اوسکی صفات کی
یعنی جسنے بحث اور گفتگو کی اوسکی ذات و صفات مین وہ ہلاک ہوا اور خلاصی پائی عذاب
آلہی سے مومنون نی اسواسطی کہ مومنین برگزیدگان خدا ہین م فاما الاحتجاج علی المخالفین
بقول اللہ تعالے وبقول رسولہ وبقول الآئمۃ وبمعانی کلامہم لمن یحسن الکلام ومطلق
وعلی من لا یحسن فمحظور محرم ش اور لیکن حجت لانا اوپر مخالفین کے ساتہہ قول خدا تعالے
کی اور قول رسول ص اوسکی کے اور قول آئمہ ع کے اور ساتہہ معانی کلام اونکی کے واسطے
اوس شخص کی کہ جو اچہا جانتا ہے اور خوب سمجہتا ہے کلام کو اونکے اور طریق حجت کو
جانتا ہے اور گویا ہی جائز ہی اور اوپر اوس شخص کی کہ اچہی طرحسے نہین جانتا اسکو
اوسپر احتجاج کرنا اوپر مخالفین کے ساتہہ قول خدا اور رسول و آئمہ ع کے حرام ہے
م وقال الصادق ع حاجوا الناس بکلامی فان حاجوکم کنت انا المحجوج لا انتم ش اور موید
اسکے یہہ روایت ہی کہ فرمایا جناب صادق ع نی کہ حجت لاؤ اوپر آدمیون کی ساتہہ کلام

ہمارے گے پس اگر وہ تمپر حجت لائین تو پس ہم اون کے حجت کی ساتھہ حجت لاے
گئے ہونگے یعنی حقیقت مین ہمپر وہ حجت لاے ہون گے نہ تم پر م وروی عنہ انہ
قال کلام فی حقٍ خیرٌ من سکوتٍ علی باطل ش اور بہی مروی ہی اوس جناب سے
کہ کلام کرنا بیچ امر حق کے بہتر ہے خاموشی سے اوپر باطل کے یعنی کوئی شخص اگر کسی
امر اور کلام باطل کو سنکر چپکا ہو رہے اور اوسکا جواب نہ دے تو اوس سے بہتر یہہ ہے
کہ امر حق مین کلام کرے م وروی ان ابا الهذیل العلاف قال لہشام بن الحکم انا
اناظرک علی انک ان غلبتنی رجعت الی مذہبک وان غلبتک رجعت الی مذہبی فقال
ہشام ما انصفتنی بل اناظرک علی انی ان غلبتک رجعت الی مذہبی وان غلبتنی
رجعت علی امامی واللہ اعلم ش اور بہی مروی ہے کہ ابا ہذیل علاف نے
ہشام بن حکم سے کہا کہ مین مناظرہ کرتا ہون تجہسے اوپر اس بات کی کہ اگر تو غالب آئی مجہپر
تو مین رجوع کرون طرف مذہب تیری کی اور اگر غالب آؤن مین تجہپر تو تو رجوع کر طرف مذہب میری کی ہشام نی کہا کہ تو نی انصاف نہ کیا
بلکہ مین مناظرہ کرتا ہون تجہسے اوپر اسبات کی کہ اگر مین تجہپر غالب آؤن تو تو رجوع
کرے طرف مذہب میری کے اور اگر تو مجہپر غالب آئی تو مین رجوع کرون طرف امام اپنی کے

م باب الاعتقاد فی اللوح ش **باب بارہوان** بیچ اعتقاد حقیقت لوح اور قلم کے

م قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا فی اللوح والقلم انہما ملکان واللہ اعلم ش فرمایا
شیخ ابو جعفر رہ نی کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ حقیقت لوح اور قلم کے کہ جو شرع مین
وارد ہین یہہ ہی کہ وہ دو فرشتے ہین واللہ اعلم م باب الاعتقاد فی الکرسی ش
باب تیرہوان اعتقاد بیچ حقیقت کرسی کے کہ جو شرع مین وارد ہی م قال الشیخ
ابو جعفر رہ اعتقادنا فی الکرسی انہ وعاء جمیع الخلق من العرش والسموات والارض ش
فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نی کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ کرسی کی یہہ ہے کہ وہ ایک ظرف ہی کہ احاطہ
کیا ہے جمیع مخلوقات کو عرش سے اور آسمانون سے اور زمین وغیرہ سے غرض وہ
ایک جسم ہی بہت وسیع اور کلان کہ سب چیز بیچ کرسی کے ہے اور جناب
صادق ع سے مروی ہے کہ رسولخدا نی فرمایا کہ ساتھہ آسمان اور ساتھہ زمین کرسی کے

بیچ مین ایسی ہین جیسے کوئی حلقہ صحرا مین پڑا ہو م وکل شئی خلق اللہ تعالے فی الکرسی ش
اور ہر شی کو پیدا کیا ہی خدا نے بیچ کرسی کے م وفی وجہ آخر الکرسی ہو العلم ش
اور قول دوسرا یہہ ہے کہ کرسی عبارت ہی علم خدا تعالی سے م وقد سئل الصادق
عن قول اللہ عز وجل وسع کرسیہ السموات والارض قال علمہ ش اور بہ تحقیق کہ
پوچھا گیا جناب صادق ع سے معنی اس قول خدا تعالی وسع کرسیہ السموات والارض کے
یعنی احاطہ کیا ہے کرسی اوسکی نے آسمانون اور زمین کو فرمایا آپ نے کہ مراد کرسی سے
علم خدا تعالے کا ہے کہ پہنچا ہی آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچہہ کہ درمیان اون دونون
کی ہے سبکو گہیری ہے م باب الاعتقاد فی العرش ش باب چودہوان
اعتقاد بیچ عرش کی م قال الشیخ ابو جعفر رح اعتقادنا فی العرش انہ حملۃ جمیع الخلق ش
فرمایا شیخ ابو جعفر رح کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ عرش کے کہ جو شرع مین وارد ہی یہہ
کہ عرش حامل ہے جملہ مخلوقات کا اور کہتی ہین کہ عرش اسقدر بڑا ہے کہ ایک ہزار
پایہ اوسکے ہین اور بعض روایت مین ہے کہ تین لاکہہ پایہ ہین اور ایک پایہ سی دوسرے
پایہ تک تین لاکہہ برس کی راہ کا فاصلہ ہے م وفی وجہ اخری ہو العلم ش
اور بیچ قول دوسرے کی یہہ ہے کہ وہ ای عرش علم خدا تعالے کا ہی م وقد
سئل الصادق ع عن قول اللہ عز وجل الرحمن علے العرش استوی فقال ع
استوی من کل شئی فلیس شئی اقرب الیہ من شئی ش اور بہ تحقیق پوچہا
جناب امام جعفر صادق ع سے کہ معنی قول خدا تعالے علی الرحمان علی العرش استوی
کی کیا ہین فرمایا کہ برابر ہے نسبت عرش خدا تعالی کی ساتہہ سب چیزون سے
یعنی چونکہ عرش عبارت ہی علم خدا تعالی سے تو نسبت اوسکی ساتہہ سب چیزونکے
برابر ہوگی پس یہہ روایت موید ہے کہ عرش عبارت ہی علم سے پس کوئی چیز نزدیکتر
نہین ساتہہ عرش کے چیز دوسری سے بلکہ نسبت اوسکی سب اشیا کی ساتہہ برابر ہیگی
م فاما العرش الذی ہو حملۃ جمیع الخلق فحملتہ من الملائکۃ لکل واحد منہم ثمانیۃ اعین کل
عین طباق الدنیا ش اور لیکن وہ عرش کہ جو حامل ہی جمیع مخلوقات کا اوٹھانیوالی اوسکی

چار فرشتے ہین کہ ہر ایک کیواسطے آٹھین سے آٹھہ آٹھہ آنکھین ہین کہ ہر آنکھہ اوسمین سے
برابر دنیا کے سے ہے م واحد منهم علی صورة بنی آدم فهو یسترزق الله تعالی لبنی آدم ش
پس ایک اون مین سے اوپر صورت آدمی کی ہے کہ طلب روزی کرتا ہی خدا تعالی سے
واسطی فرزندان آدم کے م وواحد منهم علی صورة الثور یسترزق الله تعالے
للبهایم کلها ش اور دوسرا اونمین سے اوپر صورت بیل کی ہے کہ طلب رزق کرتا ہے
خدا تعالی سی واسطی کل چوپاؤن کے م وواحد منهم علی صورة الاسد یسترزق الله تعالی
للسباع ش اور تیسرا اون مین سے اوپر صورت شیر کے ہے کہ طلب رزق
کرتا ہے واسطی درندون کے م وواحد منها علی صورة الدیک یسترزق الله تعالی
للطیور ش اور چوتھا اونمین سے اوپر صورت مرغ کی ہے کہ طلب رزق کرتا ہی
خدا تعالی سے واسطی پرندون کے م فهم الیوم هؤلاء الاربعة فاذا کان یوم
القیامة صاروا ثمانیة ش اور حاملان عرش آج کے دن چار فرشتے ہین پس
جسوقت کہ قیامت قایم ہوگی تو آٹھہ فرشتے ہونگے چار اور بڑہ جائین گے
م واما العرش الذی هو العلم فحملته اربعة من الاولین واربعة من الاخرین ش
اور لیکن عرش کہ عبارت ہی علم سے پس حامل اوسکے آٹھہ ہین چار اولین سے اور چار آخرین سے
م فاما الاربعة من الاولین فنوح ع وابراهیم ع وموسی ع وعیسی ع ش لیکن چار سابقین
پس نوح ع ہین اور ابراہیم ع اور موسی ع اور عیسی ع م واما الاربعة من الآخرین محمد ص و
علی ع والحسن ع والحسین ع صلوٰة الله علیهم اجمعین ش اور لیکن چار لاحقین پس
محمد ص ہین اور علی اور حسن اور حسین علیهم الصلوٰة والسلام م هکذا روی
بالاسانید الصحیحة عن الائمة علیهم السلام فی العرش وحملته ش اسیطرح روایت
کی گئی ہی ساتھہ اسنادون صحیحہ کے آئمہ علیهم السلام سی بیچ عرش اور حاملان عرش کی
م وانما صار هؤلاء حملة العرش الذی هو العلم ش اور سوائی اسکے نہین کہ یہہ آٹھہ
شخص حامل عرش بمعنی علم کے ہوئے م لان الانبیاء الذین کانوا قبل نبینا
محمد صلی الله علیه وآله وسلم علی شرایع الاربعة من الاولین نوح ع وابراهیم ع

وموسیٰ ع وعیسیٰ ع ومن قبل هٰؤلاء الاربعة صارة العلوم الیهم شش پس وجہہ اسکی یہہ ہے کہ وہ انبیا جو پہلے تھے ہمارے نبی محمد ص سے اوپر شریعت اربعہ کے نوح تھے اور ابراہیم اور عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام اور ان سے علم شریعت اور پیغمبروں کو پہونچا م وکذلک صار العلم

من بعد محمد ص وعلی ع والحسن ع والحسین الی من بعد الحسین من الائمة علیہم السلام شش اور ایسی ہی علم شریعت کا پہونچا بعد محمد ص اور علی ع اور حسن ع اور حسین ع کے کہ یہہ چارون حضرات علم شریعت کی حامل تھے اور یہہ وجہہ کمال کے طرف آئمہ کی کہ بعد امام حسین ع کے تھے

م باب الاعتقاد فی النفوس والارواح شش باب پندرہوان بیچ اعتقاد

حقیقت نفوس اور ارواح کے جاننا چاہئے کہ اکثر اطلاق کرتے ہین روح کو اوپر جسم بخاری کے کہ جو خون لطیف سی پیدا ہوتا ہے اور جاتا ہے طرف جوف کی کہ جانب چپ قلب واقع ہے اور یہان مراد اوس سے نفس ناطقہ ہے کہ انسان جسکی طرف لفظ مین اور من اور انا سے اشارہ کرتا یعنی ہندی مین کہتا ہی مَین اور فارسی مین کہتا ہے مَن اور عربی مین کہتا ہے اَنا اور جسجگہہ قرآن مین لفظ روح کا وارد ہے اوس سے یہہ معنے مراد ہین اور عقلا کو اسکی حقیقت مین حیرت تمام واقع ہے تا اینکہ بعض مقر ہوئی ہین کہ ہم عاجز ہین اسکی معرفت سی اور ہم نہین جانتی کہ اسکی حقیقت کیا ہے اور بعض کہتی ہین کہ قول جناب امیر ع کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یہہ معنی ہین کہ جیسی انسان کو اپنی نفس ناطقہ کی پہنچاننی کیطرف قدرت اور طاقت نہین ہی ایسی ہی قدرت اور طاقت پہنچاننی کنہہ باری کی بھی نہین ہے اور قول خدا تعالے کا ہی کہ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا موید اس معنو نکا ہے اسواسطے کہ بظاہر معنی آیہ کے یہہ ہین کہ سوال کرتے ہین تجھسے ای محمد ص روح سے اور حقیقت اوسکی سے کہو کہ روح امر پروردگار میری سے مخلوق ہوئی ہے اور تمکو نہین دیا گیا ہے علم مگر اندک یعنی جسقدر کہ علم تمکو دیا گیا ہے وہ روح کی حقیقت کی جاننی کیواسطی کافی اور وافی نہین ہے بالجملہ اقوال علمائکے بیچ حقیقت روح کی بہت ہین مگر اون سب مین سے جس امر پیکہ رائے نے اہل تحقیق کے قرار پکڑا ہے وہ یہہ ہے کہ روح داخل بدن مین

نہین ہے اور نہ اوسمین حلول کی گئی ہے بلکہ وہ ایک جوہر ہے مجرد اون صفات سی کہ جو
جسم کو لازم ہین اور خالی ہے اون عوارض سے کہ جو مادے کے عوارضات سی ہین
اور تعلق اوسکو بدن سے فقط واسطی تدبیر اور تصرف کی ہے یعنی وہ فقط تدبیر بدنکی
کیا کرتے ہین اور کسیطرحکا تعلق اوسکو بدن کے ساتھہ نہین ہے یہہ قول اعاظم حکما
کا ہے اور رائی نی اکثر متکلمین امامیہ کی بہی اسہی قول پر قرار پکڑا ہے مثل شیخ مفید
اور خواجہ نصیر الدین طوسی اور شیخ جمال الدین مطہر حلی کے اور ایک جماعت اشاعرہ نی
بہی اسہی قول کو اختیار کیا ہے مثل راغب اصفہانی اور محمد غزالی اور فخر رازی وغیرہ کے
کہ انکا مذہب بہی یہہ ہی ہے اور یہہ ہی مذہب پسندیدہ اور شائستہ ہی کہ کتب
سماوی بہی ساتھہ اسکے نازل ہی اور احادیث مصطفوی بہی ساتھہ اسکی ناطق اور
دلائل عقلیہ اور علامات حدسیہ بہی اسکی معاون معاضد ہی ثم قال الشیخ ابو جعفر رح
اعتقادنا فی النفوس انها هی الارواح التی بها الحیوة وانها الخلق الاول لقول النبی ع
اول ما ابدع الله تعالی وسبحانه النفوس المقدسة المطهرة فانطقها بتوحیده
ثم خلق بعد ذلک سائر خلقه ش حاصل یہہ کہ جب حال روح کا معلوم ہوا تو اب
فرمودہ شیخ ابو جعفر رح کو سن لو کہ فرمایا شیخ ممدوح نی کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کثرہم اللہ
کا بیچ نفوس کے یہہ ہی کہ وہ ارواح ہین کہ جنکے سبب زندگانی آدمیونکی ہی اور
وہ اول مخلوقات خدا سے ہین اسواسطی کہ رسولخدا ص نی فرمایا بدرستیکہ اول جو
چیز خدا تعالی نی پیدا کی وہ نفس ہین پاکیزہ پس گویا کیا اون کو ساتھہ کلمہ توحید
اپنی کے پہر اون کے بعد پیدا کیا سب مخلوقات کو ثم واعتقادنا فیها انها خلقت
للبقاء ولم تخلق للفناء لقول النبی ع ما خلقتم للفناء بل خلقتم للبقاء وانما تنقلون من
دار الی دار وانها فی الارض غریبة وفی الابدان مسجونة ش اور اعتقاد ہم فرقہ
ناجیہ کا بیچ ارواح کے یہہ ہی کہ وہ پیدا کی گئی ہین واسطی بقا کے اور نہین پیدا
کی گئی ہین واسطی فنا کے اسواسطی کہ فرمایا رسولخدا ص نے کہ نہین پیدا کئی گئی ہو تم
واسطی فنا کے بلکہ پیدا کئی گئی ہو تم واسطے بقا کے اور سوائی اسکی نہین کہ نقل

کرتے ہو تم ایک گہر سے طرف دوسری گہر کے اور نفوس بیچ زمین کے غریب ہین اور
بیچ بدنون کے قیدی ہین م واعتقادنا فیہا انہا اذا فارقت الابدان فہی باقیۃ منہا منعمۃ
ومنہا معذبۃ الی ان یرد اللہ عز وجل بقدرتہ الی ابدانہا ش اور یہی اعتقاد
ہم فرقہ ناجیہ کا یہہ ہی کہ یہہ نفوس آدمیون کے جسوقت کہ مفارقت کرتے ہین بدنون سے
تو پس یہہ باقی رہتی ہین اور بعض اون مین سے نعمت دی جاتے ہین اور بعض
اونمین سے عذاب کئی جاتے ہین یہانتک کہ پہیرے اللہ اون کو اپنی قدرت کاملہ
کی ساتہہ طرف بدنون اون کے کے جیسا کہ روایت معتبر مین منقول ہے کہ ابو بصیر
نے جناب صادق ع سے سوال کیا ارواح مومنین سے فرمایا کہ کئی حجرون مین
بہشت کی ہین کہ کہاتے ہین طعام بہشت سی اور پیتی ہین شراب اوسکی سے اور
کہتے ہین کہ پروردگارا برپا کر ہماری لئے قیامت کو اور عطا کر اور بخش ہمکو وہ چیز کہ
جسکا تو نے ہمارے واسطی وعدہ کیا ہے اور ملحق کر اور ملا ہمارے آخر کو ساتہہ
اول ہمارے کی اور ارواح مشرکین کی بیچ آگ کی معذب ہوتی ہین اور
کہتے ہین کہ پروردگارا برپا نکر تو ہماری واسطی قیامت کو اور جس چیز کا تونی ہماری
لئی وعدہ کیا ہے اوسکو عمل مین نہ لا اور ملحق نہ کر ہماری آخر کو ہماری اول کے ساتہہ
م وقال عیسی ع بن مریم للحواریین بحق اقول لکم انہ لا یصعد الی السماء الا ما نزل منہا ش
اور فرمایا عیسی ع ابن مریم ع نی اپنی حواریین سے کہ حق بات کہتا ہون مین تم سے کہ نہین
صعود کرتی طرف آسمان کے مگر وہ چیز کہ جو نازل ہوتی ہے آسمان سے یعنی روح کہ
فنا نہین ہوہ بعد مفارقت کرنے کے بدن سے آسمان پر چلی جاتی ہے م وقال اللہ تعالی
ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ ش یعنی اور اگر چاہتی ہم
تو البتہ بلند درجہ کرتے ہم اوسکو بسبب اون آیات کی کہ اوسکو یاد تہی اور جسمین
اسم اعظم تہا اور لیکن اوسنے میل اور خواہش کی طرف زمین کے یعنی طرف پستی کے
[illegible] دنیائی دون سے ہے اور پیروی کی اوسنی اپنی خواہش نفس کی کہ دنیا کو دین پر
اختیار کیا شاید غرض شیخ ممدوح کی اس آیہ کے لانی سے اس جگہہ یہہ ہے

کہ بعض از جوارح منعم ہوتے ہین یعنی نعمت دیجاتے ہین اور بعض معذب ہوتے ہین
جیسا کہ اس آیہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہہ بات امر قول شیخ رحمہ سے بہی ثابت ہے کہ وہ
فرماتے ہین ثم قالم یرتفع منہا الی الملکوت بقی ہوی الی الہاویہ شن پس وہ چیز کہ نہ بلند
کی گئی اون ارواحون سے طرف ملکوت کی باقی رہی بیچ ہاویہ کے پس اگر ملکوت مین
جاتے تو ثواب پاتے اور ہاویہ مین عذاب پائی گی م وذلک لان الجنۃ درجات والنار
درکات اور یہہ اسواسطی کہ جنت کی درجہ ہین اور جہنم کے بہی درجہ ہین **واضح** ہو کہ
یہہ آیہ شامل ہے ایک قصہ پر اور وہ یہہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ واتل علیہم
نبا الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین ولو شئنا
لرفعناہ الخ یعنی پڑہ تو ای محمد ع اوپر بنی اسرائیل کے خبر اوس شخص کی کہ دیا تہا ہمنی
اوسکو علم آیتون اپنی کا پس باہر ہوگیا وہ اون آیات سے پس لاحق ہوا اوسکو
شیطان اور مصاحب ہوا اوسکا کہ اپنی پیروی کا اوسکو حکم کری پس ہوا وہ
اسم اعظم کا جاننیوالا گمراہون مین سے اور اگر چاہتی ہم تو البتہ بلند درجہ کرتے ہم
اوسکو بسبب اون آیات کی الخ جناب امام جعفر صادق ع سے روایت ہی کہ بلعم باعور کو
اسم اعظم یاد تہا اور جب وہ بذریعہ اس اسم کے دعا کرتا تہا تو دعا اوسکی قبول ہوتی تہی
وہ باعور فرعون کیطرف مایل ہوا اور جسوقت کہ فرعون موسی کی اور اوسکی ہمراہیونکی
طلب مین نکلا تو فرعون نے بلعم سے کہا کہ تو خدا سے دعا کر کہ وہ موسی کو اور اوسکے
ہمراہیون کو ہماری قید مین کردی بلعم اپنی گدہے پر سوار ہوا کہ موسی کی طلب مین جاوے اونہ
گدہا اوسکا نہ چلا بلعم اوسکو مارنے لگا وہ گدہا بحکم خدا گویا ہوا اور بزبان فصیح کہا کہ وائی
تجہپر تو کسلئی مجکو مارتا ہی کیا تو یہہ چاہتا ہی کہ مین تیرے ہمراہ چلون کہ تو پیغمبر خدا
اور مومنین پر بد دعا کری باعور نی یہہ سنکر اسقدر مارا کہ وہ گدہا مر گیا اور اسم اعظم
اوسکی زبان سی نکل گیا اور اوسکا اثر جاتا رہا اور بعض کہتی ہین کہ وہ شخص امیہ
بن صلت ثقفی تہا عرب کی لوگون مین سے اوسنے آسمانی کتابین پڑہی تہین اور
اور سنی اون کتابون سے معلوم کیا تہا کہ ایک پیغمبر آنیوالا ہے اور دعوی اوسکو یہہ تہا

کہ وہ پیغمبر مین ہی ہوا گا جسوقت رسول خدا صلعم پیغمبر ہو کر آئے تو وہ شخص یعنی امیہ حسد کرکے
کافر ہو گیا اور مشہور قصہ بلعم باعور کا اسطرح پر ہے کہ وہ کنعانیون مین سے تہا بلقا کا
رہنی والا اور حضرت ابراہیم ع کے صحف اوسنی پڑہی تہی اور اسم اعظم اوسکو
یاد تہا حضرت موسیٰ ع قوم جبابرہ سے لڑنیکو چلے تو لوگون نے اوسکو مستجاب الدعوات
جانکر اوس سے کہا کہ موسیٰ ع لڑنے کو آیا ہے ہمکو قتل کریگا اور ہماری شہر کو غارت کریگا
تو موسیٰ پر بد دعا کر اوسنی کہا کہ پیغمبر پر بد دعا کیونکر کرون کہ دونون جہان میرے خراب
ہو جائینگی لوگون نی کہا کہ تو اسمین خدا سے مشورہ کر اوسنی مشورہ کیا تو کچہہ جواب
نہ آیا لوگون نی کہا کہ اگر خدا کو موسیٰ ع پر بد دعا کرنی بری معلوم ہوتی تو تجکو منع کرتا
وہ شخص ان لوگون کے فریب مین آگیا اور اپنے گدہے پر سوار ہو کر پہاڑ کی جانب
کو چلا جس جگہہ سے کہ موسیٰ ع کا لشکر معلوم ہوتا تہا اور گدہا اوسکا تین ۳ بار راہ مین بیٹہا او
کہتے ہین کہ اوسکو خواب مین دکہلایا کہ تو بنی اسرائیل پر بد دعا مت کر اوسنے نہ مانا
اور گدہے پر سوار ہو کر چلا اور پہاڑ کے اوپر گیا تا کہ موسیٰ ع کی لشکر پر اطلاع پائی
رستہ مین گدہا اوسکا بیٹہہ گیا اوسنی اوسکو مارا وہ پہر چلا اور پہر بیٹہہ گیا تین مرتبہ
اسیطرح گدہا اوسکا چلا اور بیٹہہ گیا جب تیسری بار اوسکو مارا تو وہ گدہا گویا ہوا
اور بزبان فصیح اوسنی بلعم سے کہا کہ ای بلعم تو کہان جاتا ہے اور مجکو کیون مارتا ہی
تو نہین دیکہتا کہ ملائکہ میری مونہہ پر مارتے ہین اور مجہی آگے کو چلنی نہین دیتی یہہ کیا
ارادہ تو نے شیطان کی اغوا سے کیا ہے کہ پیغمبر خدا پر تو نے ارادہ بد دعا کرنے کا
کیا ہی باوجود اس کہنی کے پہر بہی بلعم کو کچہہ تنبیہ نہوئی اور خدا تعالے نی اوسکو اوسکی
حال پر چہوڑ دیا اور توفیق کو اوس سے اوٹہا لیا بسبب اسکی قبول نکرنیکی ایسی ظاہر
اور روشن دلیلون کو اور آخر وہ پہاڑ پر گیا اور اوسکی قوم اوسکی ہمراہ تہی پس جسوقت
اوسنی حضرت موسیٰ ع کی لشکر کو دیکہا تو اپنی ہاتہہ دعا کیواسطی اوٹہائی اور ارادہ کیا کہ حضرت موسیٰ ع اور اونکے
لشکر پر بد دعا کری کہ ناگاہ زبان اوسکی اولٹی پہر گئی اور اپنی قوم کی حق مین بد دعا کی اوسکی قوم نے
کہا کہ ای بلعم تو نے یہہ کیا کیا کہ اپنی قوم کی لئی بد دعا کی بلعم نی کہا کہ میرا قصد تو یہہ تہا کہ مین موسیٰ ع کے

حق مین بد دعا کرون مگر بیساختہ اور بی ارادہ اپنی قوم کی لئی بد دعا زبان پر جاری ہوگئی
یہہ کہہ رہا تہا کہ دفعتہً زبان اوسکے مونہہ سے باہر نکلکر سینہ پر آپڑی اور اوس نے
اپنی قوم سے کہا کہ کیا نہ کہا تہا مینی کہ بسبب اس امر کے دین و دنیا میری دونون برباد
جائینگے غرض دین تو میرا گیا اب چاہتا ہون کہ دنیا بہی تو اپنی ہاتہہ سے جلنے ندون
سو اب علاج اوسکا یہہ ہے کہ اپنی عورتون کو آراستہ اور مزین کرکے موسیٰ ع کی
لشکر مین بہیجو اور اسباب اپنا اون کے سپرد کرو تاکہ وہ خرید و فروخت کی بہانہ
اونکی لشکر مین داخل ہون اور اپنی نفسون کو اون کے پیش کرین اگر ایکمرد بہی
اونمین سے زنا کریگا تو اون کو تمپر فتح نہوگی غرض اون لوگون نی اوسکی کہنے سے
ایسا ہی کیا کہ اپنی عورتون کو بنا سنوار کر حضرت موسیٰ ع کی لشکر مین بہیجا اون
عورتون مین ایکعورت نہایت خوبصورت تہی ایک مرد زمری بن حلوم نامی
کہ بنی اسرائیل کے بزرگون مین سے اور پیشوا اسبط شمعون بن یعقوب کا تہا اوس
عورت کی خوبروئی دیکہکر اوسپر عاشق اور اوسکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگیا اور
اوس عورت کو پیغام دیا اوسنے قبول کیا زمری اوسعورت کا ہاتہہ پکڑکر حضرت موسیٰ ع
کی پاس لیگیا اور کہا کہ ای موسیٰ ع کیا یہہ عورت باین حسن و جمال ہمپر حرام کریگا
حضرت موسیٰ ع نے فرمایا کہ البتہ یہہ تجہپر حرام ہے بلکہ دیکہنا اسکا تجہپر حرام ہے چہ جائے
کہ اس سے صحبت کرنا اور تو اس عورت کو چہوڑ دی اوسنی کہا کہ واللہ تیری حکم کو
مین نہ مانونگا اور جب تک اس سے اپنا مقصود دل حاصل نہ کرونگا اسکو نچہوڑونگا
حضرت موسیٰ نی ہر چند اوسکو منع کیا مگر اوسنے نہ مانا اور اوسکا ہاتہہ پکڑکر اپنے
خیمہ مین لے آیا اور اوس سے زنا کیا اور اور لوگون نے جو یہہ حال دیکہا تو
سب زنا مین مشغول ہوئی خدا تعالی نے طاعون کو کہ ایک مرض ہی اونپر
بہیجا کہ ایک ساعت روز مین ستر ہزار آدمی حضرت موسیٰ ع کے ہمراہیون
مین سے مرگئے ایک مرد فنحاص نام کہ ہارون کی اولاد مین سے تہا اور بہتیجا
حضرت موسیٰ ع کا تہا اور حضرت موسیٰ ع کے لشکر کا سپہ سالار تہا اور اوسکی

قومی اور زبردست نہ تہا اون ایام مین وہ وہان موجود نہ تہا جسوقت وہ لشکر مین آیا
اور ایسا حال اوسنے دیکہا تو ایک حربہ اوٹہا کر زمری کے خیمہ مین آیا اور زمری کو اوس
عورت کی ساتھہ سوتا ہوا دیکہا تو دونونکا سر کاٹا اور اونکی سرونکو نیزہ پر لگا کر حضرت موسی کی لشکر مین
لئی ہوئی پہرتا تہا اور کہتا تہا کہ خداوندا یہہ سزا اوسکی ہے کہ جو کوئی تیری نافرمانی کری
اور تیری حکم کو نہ سنے تب خداتعالی نے طاعون کو اون سے دفع کیا اور اسی
سبب بنی اسرائیل کی عادت یہہ ہے کہ جب کوئی جانور ذبح کرتے ہین تو ایک حصہ
اوسمین سے فنحاص کی اولاد کو دیتے ہین اور اس قصہ مین اور روایتین بہی ہین غرض یہہ کہ
جو لوگ کہ نافرمانی خدا کی کرتے ہین اونکی ارواحین بدن سے نکل کر معذب ہوتی ہین اور
جو لوگ فرمانبردار ہین خدا کے اور حکم اوسکا مانتی ہین اونکی ارواحین نعمات بہشت سے

متنعم ہوتی ہین م وقال عزوجل ان المتقین فی جنات ونہر فی مقعد صدق عند
ملیک مقتدر ش بہ تحقیق پرہیزکرنیوالے دنیا مین شرک اور کفر اور گناہون سے
بیچ بہشتون کے ہونگے اور نہرون کے اور وہ نہرین دودہ اور شراب اور شہد اور
پانی کی ہونگی بیچ مجلس حق اور راست کے اور مکان پسندیدہ کے کہ جسمین لغو اور
بیہودگی اور گناہ کیطرف منسوب کرنا ہو نزدیک اوس بادشاہ کے کہ پوشیدہ ہی جمیع
خلقت پر امر اوسکا اور وہم اوسکے پانے سے عاجز ہے قدرت اور قوت رکہنی والا ہے
اسطرحسے کہ کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ اوسکی قدرت اور ملک سی باہر ہو پس زیادہ
اس سے اور کون مرتبہ ہوگا کہ جو اون کے مرتبہ سے افضل و اعلی ہو اور قرب سے
مراد نزدیک ہونا خدا سے باعتبار مرتبہ کی ہے نہ باعتبار مکان کے پس پرہیزگار آدمی
ہمیشہ خداتعالی کی پناہ مین ہونگے اور ہمیشہ اونپر رحمت نازل ہوتی رہیگی
منقول ہی کہ ایک روز موسی مناجات کیواسطی جاتے تہے ایک مکان ویران کے
دروازے پر جو پہنچے تو اوسمین سے آواز رونے کی اور آہ و نالہ کی آئی اوسمین
دیکہا کہ ایک مرد برہنہ خاک پر پڑا ہوا ہے اور ایک اینٹ اوسکے سرہانے رکہی ہے
اور ایک ٹاٹ کی ٹکڑے سے اپنی ستر کو پوشیدہ کئی ہوئی ہے اور سوائے

عورتین کے سب بدن اوسکا برہنہ ہی اور نالہ کرتا ہے اور کچھ کہتا ہی حضرت موسی ع
اوسکے پاس آگئے تو دیکھا کہ وہ زمین پر پڑا یہہ کہہ رہا ہے کہ الٰہی تو میری غریبی اور تنہائی
کو دیکھتا ہی اور فقر و فاقہ کو جانتا ہے حضرت موسی یہہ سنکر مناجات کی واسطے گئے اور
اور بعد مناجات جب ارادہ مراجعت کا کیا تو پروردگار عالم کا خطاب حضرت موسی کو
اسطرح ہوا کہ ای موسی ع تو نے پیغام اوس فقیر کا ہمکو کیون نہ پہنچایا اور احوال اوسکا
ہمسے کیون نہ عرض کیا موسی نی عرض کی کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ وہ اپنی تنہائی اور
وحشت کا ذکر کرتا تہا اور حال اپنی فقر و فاقہ کا تیری جناب مین عرض کرتا تہا حکم ہوا
کہ ای موسی ع اوسکو میرا اسلام پہنچا اور کہہ کہ تو تنہا نہین ہے مین کہ خداوند ہون
انیس تیرا ہون اور تو غریب نہین ہے اسواسطی کہ مین ہمنشین تیرا ہون اور
تو فقیر نہین ہی کہ مین کارساز اور نگہبان اوس چیز کا ہون کہ جسکی تجہی احتیاج ہے
موسی ع وہان سے پہر کر اوس درویش دلریش کی پاس آئے اور اوسکی سرہانے
بیٹہہ گئی اور پیغام خدا کا اوسکو پہنچایا اوس درویش نی کہا کہ ای کلیم اللہ میرا ہی
اس قدر مرتبہ ہے کہ خدا میری بات کو سنی اور اوسکا جواب دیوی پس ایک
نعرہ مارا اور مر گیا موسی ع بنی اسرائیل کے پاس آئے تا کہ اوسکو جاکر دفن کرین
جب اوس ویرانہ مین حضرت موسی ع پہر آئے تو فقط اوس اینٹ کو کہ اوسکی سرہانے
تہی اور اوس ٹکڑے ٹاٹ کو کہ جا اوسکی عورات کا ساتر تہا دیکہا اور اوس فقیر کی
نعش کو نپایا حضرت موسی ع نی مناجات کی کہ خداوندا وہ فقیر کیا ہوا زمین نگل گئی
یا بہیڑیی اوسکو کہا گئے جبرئیل ع آئے اور کہا کہ ای موسی ع خدا تعالے فرماتا ہی
کہ یہہ کیا گمان بد تو ہماری دوستون کیطرف لیجاتا ہے یہہ وہ فقیر تہا کہ شیطان نی
اوسکو دنیا مین ڈہونڈہا تو نہ پایا اور ملک الموت نی وقت نزع کی تلاش کیا تو اوسکی
طرف راہ نہ لیگیا اور منکر و نکیر نے قبر مین اوسکی جستجو کی تو نہ پایا اور رضوان نے
اوسکو بہشت مین نہ پایا اور مالک نی اوسکو دوزخ مین نہ پایا موسی نے
عرض کی کہ الٰہی پہر وہ کیا ہوا فرمایا کہ دوست نہین ہوتا مگر نزدیک دوست کے

فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر اور ثعلبی نے کہ مفسرین اہل سنت سی اپنی
تفسیر مین جابر سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسو لخدا ص مسجد مین بیٹھی تھے
بعض اصحاب نی بہشت کا احوال پوچھا کہ خدا کا ایک علم ہے نور کا اور ستون ہے
زبرجد کا کہ اوسکو آسمان اور زمین سے دو ہزار برس پہلی پیدا کیا ہے اور اوس علم پر
لکھا ہے کہ کوئی معبود قابل پرستش کی نہین ہی سوائی خدائے معبود بحق کے اور محمد ص
پیغمبر اوسکا ہے اور آل محمد ص تمام مخلوقات سی بہتر ہین اور علی ع اوس علم کا اوٹھانیوالا ہی
اور امام ہی تمام آدمیون کا اور امیر ہی مومنون کا جب یہہ کلمہ مستبنی سنا تو کہا کہ شکر ہے
خدا کا کہ جسنے ہمکو تیرے سبب سے ہدایت بخشی اور ہمکو بزرگ کیا اور فضیلت عطا کی رسولخدا ص
نے فرمایا کہ ای علی ع نہین جانا تونے کہ جو کوئی دوست رکھی ہمکو تو خدا تعالے اوسکو ہماری
ہمراہ بہشت مین جگہہ دیگا اور ہمارا رفیق اور مصاحب کرے گا اور بعد اسکی یہہ آیہ
تلاوت فرمائی فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر رم وقال اللہ تعالی ولا تحسبن الذین
قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتاہم اللہ من فضلہ و
یستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ش اور یہہ
فرمایا خدا تعالی نی کہ اور نہ گمان کر ای محمد ص اون لوگون کو کہ مارے گئے ہین بیچ راہ خدا کے
مردے بلکہ زندہ ہین وہ نزدیک پروردگار اپنی کے روزی دیئے جاتے ہین وہ بہشت
کی میوون سے جسوقت کہ خوش ہونیوالے ہونگے ساتہہ اوس چیز کے کہ دیا ہی اونکو
خدا نی فضل اپنی سے کہ وہ خوشنودی اور رضامندی خدا کی ہے کہ سب نعمتون سے
بڑہکر ہے اور خوش ہوتے ہین وہ ساتہہ خبر اون لوگون کی کہ نہین پہونچی ہین وہ
پیچہے اون کے سے یعنی ملائکہ جو اونکو خبر دیتی ہین کہ تمہاری برادران ایمانی
کہ ابہی تمہاری پاس نہین پہونچی ہین تمہاری پیچہی اونکو کسیطرحکا رنج اور غم نہین پہنچا
اور وہ بہی شہادت پاکر یا عبادت اور جہاد کی برکت سی تمہاری پاس آنیوالے ہین اور
تمہاری مانند درجے پانیوالے ہین تو یہہ خوشخبری سنکر وہ شہدا خوش ہوتی ہین
کہ ہماری برادران ایمانی کو کسیطرح کا رنج و غم نہین ہے اور وہ بہی ہماری پاس

آنیوالے ہین اور مطلع ہو گئے ہین وہ شہدا اپنی برادران ایمانی کے حال سی اور
اور نہین ہے خوف اونپر اونکی اولاد کی طرف سی کہ پیچھے اپنی چہوڑین گے اسواسطی کہ
خدا اونکا کارساز ہی اور نہ وہ غمگین ہونگے اپنی مالون کے چہوڑنے سے کہ خداتعالی
اون کو بہشت مین بہت کچہہ دیویگا منقول ہے ابن عباس سے کہ جناب رسولخدا نی
فرمایا کہ جب تمہاری بہائی روز احد شہید ہوئی تو حضرت عزت نی اونکی جانون کو بیچ حوصلہ
مرغان بال سبز کی جگہہ دی کہ ہوائی بہشت مین طیران کرتے ہین اور اوپر شاخون طوبی
کی آشیانہ کرتے ہین اور جوئبار فردوس سے پانی پیتی ہین اور جب وقت استراحت
اور آرام کا ان کے ہوتا ہے تو اون کی خوابگاہ کی حاشیہ اور کنارے پر قندیلین
زرین بیچ سائبان عرش کے لگائی جاتے ہین اور کہتی ہین کہ خداوندا کون خبر دے
ہماری بہائیون اور ہماری یارون کو اس سعادت سی کہ ہمنی پائی تا رغبت اونکی
طرف جہاد اور اجتہاد کے زیادہ ہو خدا تعالی نے بنابر تعریض اور کنایہ ان کے حال کی یہہ
آیہ نازل فرمایا اور بعض نے کہا ہے کہ جابر انصاری کے باپ نی کہ شہدا سے تہا
خدا تعالی سے درخواست کی کہ میرے تئین پہر دوبارہ بیچ دنیا کے بہیج تا دوبارہ
شربت شہادت کا چکہون حکم پہونچا کہ رجوع کرنا دوبارہ ممنوع ہے اونہون نی
عرض کی کہ بارخدایا سعادت حال اور نعمت بی زوال سے کہ جو ہمکو دی ہی ہماری
یارون کو خبر دی پس یہہ آیہ نازل ہوا واللہ اعلم واضح ہو کہ مذہب صوفیونکا اور حکمائ
اشراقیہ کا یہہ ہے کہ روح بعد مفارقت کرنے کے بدن سے شبح مثالی کی ساتہہ
تعلق پکڑتی ہے یعنی ایک جسم مثالی مشابہ اسی جسم کی اوسکو ملجاتا ہی کہ اوسمین وہ
رہتی ہے اور موید اسکے یہہ حدیث ہی کہ جسکو ابو جعفر طوسی رح نے شیخ مفید رح اور
ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ اور شیخ محمد بن یعقوب کلینی اور علی ابن ابراہیم
بن ہاشم وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ابو بصیر نے جناب ابا عبد اللہ ع جعفر
بن محمد الصادق سے پوچہا ارواح مومنین سے فقال فی الجنة علی صور ابدانہم
لو رایتہ لقلت فلان پس فرمایا اوس جناب نے کہ وہ بیچ جنت کی ہین اوپر صورتون

بدون اپنے کے کہ اگر تو اوسکو دیکھی تو البتہ کہی کہ یہہ فلان شخص ہے اور یہہ فلان شخص ہے
یا ساتھہ نام اوس شخص کے کہ رکہتا تہا کہے تو کہ ای فلان علی الاحتمالین پس اس
حدیث سی ایک تو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نفس ناطقہ کہ جس سے انا اور ہین کے ساتھہ
تعبیر کرتے ہین بعد مفارقت کرنے کے بدن سے اور خراب ہوجانی بدن کی باقی رہتا ہے
فنا نہین ہوتا اور یہہ امر ایسا ہی کہ اکثر عقلاء ملل اور حکماء فلاسفہ اسپر گئی ہین اور
اسکا انکار نہین کرتے مگر ایک گروہ اطبا سے کہ وہ قایل اس بات کی ہوتی ہین کہ
نفس ناطقہ عبارت ہی مزاج انسانی سے اور مثل انکے اوس جماعت سی کہ جنکا اور جنکی
باتون کا کچہہ اعتبار نہین اور دلائل اور شواہد عقلی اور نقلی اوپر بقائی نفس کے بعد مفارقت
بہت سی ہین مگر اکثر احادیث آئمہ علیہم السلام مستفاد ہوتا ہے کہ تعلق نفوس کا ساتھہ اشباح
مذکور کے عالم برزخ مین ہوگا کہ جو مابین موت اور قیامت کی ہے اور اشباح مذکور
متنعم ہوتی ہین اور نعمتین پاتی ہین اور لذت اور الم کو محسوس کرتی ہین جب تک
کہ قیامت قایم ہو بعد اوسکے اشباح مذکور سے بیچ بدنون اصلی اپنی کے عود کرینگی
اور جیسے کہ دنیا مین تہین اوسیطرح جلوہ گر ہونگی اور یہی شیخ ابو جعفر طوسی رح
نے کتاب تہذیب الاخبار مین جناب امام جعفر صادق عہ سے روایت کی ہے کہ
اوس جناب نی یونس بن ظبیان سے فرمایا کہ آدمی ارواح مومنین مین کیا کہتی ہین
کہ بعد مفارقت کرنے کے بدن سے کسطرح رہتی ہین یونس نی عرض کی کہ وہ کہتی ہین
کہ روحین مومنین کی حوصلے یعنی پوٹے مرغان سبز مین رہتی ہین درمیان قنادیل کے
کہ زیر عرش آویختہ ہین آپ نی فرمایا کہ یاد کرتا ہون مین خدا کو ساتھہ پاکی کے جمیع نقایص
سی بدرستیکہ مومن بزرگتر ہے نزدیک خدا کے اس سے کہ ارواح کو اون کی
بیچ چینہ دان مرغون کے جگہہ دی ای یونس جب مومن کی قبض روح ہوتی ہے
تو حضرت عزت روح کو اوسکے ایک قالب مین مثل اوس قالب کی کہ دار
دنیا مین وہ رہتی تہی جگہہ دیتا ہے پس اوس قالب مین کہاتے ہین اور پیتی ہین
اور جب روح قالب سی مفارقت کرکے ان کے پاس آتی ہی تو یہہ اوسکو

ساتهه اوسی صورت کی که جس صورت پر دنیا مین تهے پهچان لیتے هین اور مثل ان
احادیث کے بیچ طریق شیعه اهلبیت کی بهت سی منقول هین اور بعض احادیث
اوپر طریقه اهل سنت کی بهی قریب ان معنی کے منقول هین اور یهی واضح هو که بعض
احادیث مین یهه جو وارد هے که نفوس بعد مفارقت کرنی کی ابدان سے تا دام ساتهه اجسام مثالی کی تعلق پکڑتی
هین جبتک که ایام برزخ مین هین یهه اجسام نهین هین بلکه اوپر صورت ان اجسام عنصری کے بنائی گئی هین
اور جوق جوق اور حلقه حلقه بیٹهی هین آپس مین باتین کرتی هین اور کهاتی اور پانی سی لذت پاتی هین اکثر
هوا مین آسمان و زمین کے پهرتی هین اور ایکدوسری سے ملاقات کرتی هین اور پهنچاتی هین چنانچه
کلینی وغیره مین جناب امیر اور اونکی اولاد امجاد سے منقول هی که اشباح مذکور کثافت
جسمی سے پاک هین اور لطافت مجردات تک بهی نهین پهونچے یعنی نه مثل جسم کے
کثیف هین اور نه مثل مجردات یعنی عقول کی لطیف هین اور موید اسکی هی وه معنی که
جو اکابر حکما نے کها هے که وجود عالم مین ایک مقدار هے غیر عالم حسی که وه واسطه هے
درمیان عالم مجردات اور عالم مادیات کی که نه ساتهه اوس لطافت کی هی اور نه ساتهه اس
کثافت کی که اوس عالم مین اجسام اور اعراض کیواسطی حرکات اور سکنات اور آوازون
اور ذائقون اور بوؤن وغیره سے مثال هے که بذات خود قایم هین اور تعلق رکهتی هین
نه ساتهه مادے کی اور وه ایک عالم هے وسیع اور ایک جهان هے فراخ که رهنی والے
اوسکی اوپر طبقات کی مختلف هین اور مراتب متفاوت رکهتی هین لطافت اور کثافت
اور خوبروئی اور زشت روئی مین اور ان کو اوس مثال مین حواس ظاهری اور
باطنی موجود هے که اون کے ساتهه ادراک الم اور لذات کا کرتے هین اور نعمات
جسمانی اور روحانی سے نفع پاتے هین واضح هو که بعض نی توهم کیا هی که قایل هونا
اسبات کا که ارواح انسانی بعد مفارقت کرنے بدنون اصلی سے تعلق پکڑتی هین
ساتهه شبحون مثالی کے جیساکه احادیث مذکوره سے سمجها گیا قایل هونا هی ساتهه
تناسخ کے مگر یهه توهم هی بیجا اور یهه خیال هے باطل اسواسطی که وه تناسخ
که جسکے بطلان پر اهل اسلام کا اتفاق هی وه تعلق پکڑنا ارواح کا هے بعد

نکلنے بدن سے ساتھہ جسم دوسری کے یعنی ایک جسم سے روح نکلکر دوسری جسم مین چلی جاتی اسی عالم کون وفساد مین یعنی اسی دنیا مین دوسرے جسم مین کہ جو مرکب ہو عناصر اربعہ یعنی خاک اور باد اور آتش و آب سی داخل ہو جاتی جیسا کہ بعض حکمانے گمان کیا ہے اور قسمت کی ہے اوسکی اوپر نسخ اور مسخ اور رسخ کے اسطرح پر کہ اگر انتقال مذکور بدن انسانی ہی مین ہے وہ نسخ ہی اور اگر انتقال بیچ بدن دوسری حیوان کے بہایم اور سباع سی ہو وہ مسخ ہی اور اگر بیچ قالب نباتات کی ہے مثل ریاحین و اشجار کی وہ فسخ ہی اور اگر بصورت جمادات کی ہے مثل پتہر اور زخارف کی وہ رسخ ہی یا ساتھہ اجرام فلکی کے کہ عبارت افلاک سی ہی یا جو کچھہ کہ اونمین ہے کواکب اور مثل اوسکی ابتدا سے یا بعد اسکے کہ ساتھہ اجسام عنصری کے تعلق پکڑا ہو اوپر اختلاف مذاہب اور آرائی باطلہ ان کے کے لاکن قائل ہونا ساتھہ اسکی کہ بیچ ارواح کے جدید دوسرے عالم کے اور بیچ غیر اس نشاء کی یعنی غیر اس دنیا کے بیچ بدنون مثالی کے تعلق پکڑتی ہین اور بیچ مدت برزخ کے کہ وقت مرنے سی تا قیام قیامت اون بدنون مثالی مین عبادت خدا مین قیام کرتے ہین اور بعد قایم ہونی قیامت کی پہر بیچ بدنون اول کے ساتھہ قدرت آلہی کے عود کرتے ہین اسطرح پر کہ اجزائی بدن اصلی کے کہ جو متفرق اور پریشان ہو گئے ہون گے جمع کرکے اونکی ترکیب دینگی پس یہہ قول کسیکے نزدیک تناسخ نہین ہان اگر اصطلاح جدید وضع کرین اور تعلق کا بہی تناسخ نام رکہین تو کچھہ ہمارا اون کے ساتھہ جہگڑا نہین اور کچھہ ہمارے مضر نہین جیسا کہ مشہور ہے فلا مناقشۃ فی الاصطلاح واضح ہو کہ ارباب تناسخ نزدیک محققین ملت کی کافر ہین نہ اس سبب کہ یہہ لوگ قایل ہوئی ہین کہ روح بدن اصلی سے نکلکر دوسری بدن مین انتقال کرتی ہے وا الا لازم آئی کہ معاد جسمانی کہ متفق علیہ اہل اسلام کا ہی تناسخ ہو بلکہ اس حیثیت سی کہ اون کو کافر جانتے ہین کہ یہہ نفوس ناطقہ انسانی کو قدیم جانتے ہین اور کہتی ہین کہ روح اسی عالم کون و فساد مین

بدن اول سے بیچ بدنون عنصری یا فلکی کے انتقال کرتی ہے اور معاد جسمانی کو
آخرت مین کہ ضروریات دین سے ہے اور مخبر صادق نے اوسکی خبر دی ہے
قایل نہین جیساکہ امام فخر الدین رازی نی کتاب نہایت العقول مین اس معنی کی تصریح
کی ہے کہ اہل اسلام کہتی ہین کہ ارواح سب حادث ہین اور بعد مفارقت بدن سے
پھر ساتھہ بدنون کے تعلق پکڑین گے لیکن نہ اس عالم مین اور ارباب تناسخ ارواح کو
قدیم جانتی ہین اور کہتی ہین کہ پھر اسی عالم مین اور بدنون مین نقل کرتے ہین اور منکر ہین
آخرت اور بہشت اور دوزخ کے پس اہل اسلام نی جوان کے کفر کا حکم کیا ہی یہہ
سبب ہے اون کے حکم کرنے کا پس ظاہر ہوا فرق درمیان تناسخ کہ جو باعث انکی
کفر کا ہی اور درمیان اس چیز کے کہ اہل اسلام جسکے قایل ہین واللہ اعلم م ولا تقولوا
لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ش اور نہ کہو تم واسطے
اوس شخص کی کہ قتل کئی گئی ہین بیچ راہ خدا کی مردہ بلکہ وہ زندہ ہین لیکن اور نہین جانتے ہین وہ

م وقال النبی ص الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف ش
اور بھی فرمایا رسول خدا نے کہ روحین ایک لشکر ہی بنایا گیا جس روح نے اون مین سے ایکدوسریکو پہنچانا الفت
پکڑی اور جس روح نی اون مین سے ایکدوسریکو نہ پہنچانا اور انکار کیا اختلاف کیا اور باہمدگر الفت اور انس نہین پکڑتے

م وقال الصادق ع ان اللہ تعالے اخی بین الارواح فی الاظلة قبل ان یخلق
الابدان بالفی عام فلو قد قام قائمنا اہل البیت یورث الاخ الذی اخا بینهما
فی الاظلة ولم یرث الاخ من الولادة ش اور بھی فرمایا جناب صادق ع نے کہ بتحقیق
اللہ تعالی نے برادری کے مابین ارواحون کے بیچ روز الست کی یا بہشت مین
پہلے اس سے کہ پیدا کرے بدنون کو دو ہزار برس پہلے پس جسوقت کہ قایم ہوگا
قایم ہم اہلبیت کا یعنی صاحب الزمان ع تو وارث ہوگا بھائی وہ بھائی کہ جسمین اخوت
کی خدا تعالے نی بیچ روز الست کی اور نہین وارث ہوگا بھائی ولادت سے

م وقال الصادق ع ان الارواح لتلتقی فی الهواء فتعارف فتسائل فاذا
اقبل روح من الارض قالت الارواح دعوه فانها قد افلتت من هول عظیم

ثم یسئلونها ما فعل فلان فکلما قالت قد بقی رجوہ ان یلحق بہم وکلما قالت قد مات قالوا ہوی
ہوی تش اور بہی فرمایا جناب صادق ؑ نے کہ بہ تحقیق ارواحین بیچ ہوا کی باہمدگر
ملاقات کرتے ہین اور پہچانتی ہین ایک دوسرے کو اور پوچھتی ہین احوال اور سوال
کرتے ہین چیزون سے اور جب کوئی روح بدن سے مفارقت کر کے ان کی پاس
آتی ہی زمین سے تو روحین کہتی ہین کہ چہوڑ دو اسکو ایک لمحہ کہ ہنوز یہہ اپنی دلکو
قابو مین نہین رکہتی کیونکہ یہہ ہول عظیم اور دہشت فخیم سے مخلصی پاکر آئی ہے
پہر بعد تہوڑی دیر کے اوس سے پوچہتی ہین کہ فلانے نی کیا کیا پس اگر اون کے
جواب مین وہ کہتی ہے کہ مین اوسکو زندہ چہوڑ کر آئی ہون تو بس وہ اوسکی
آنے کی امید کرتے ہین اور اگر وہ کہتی ہے کہ وہ مر گیا تو کہتی ہین وہ گیا وہ گیا یعنے قعر جہنم
واصل ہوا اسواسطی کہ اگر وہ اہل بہشت سی ہوتا تو ہمسے آنکر ملتا اور بہی شیخ
بہاء الدین محمد عاملی رہ نے ترجمہ چہل حدیث مسمی بقطب شاہی مین کافی سے
یہہ حدیث جناب امام جعفر صادق ؑ سے نقل کی ہے کہ ان ارواح المومنین فی
حجرات فی الجنۃ یاکلون من طعامہا ویشربون من شرابہا ویقولون ربنا اقم
لنا الساعۃ وانجز لنا ما وعدتنا والحق آخرنا باولنا یعنی بدرستیکہ روحین مومنین کے
بہشت کی حجرون مین رہتی ہین اور طعام اور شراب بہشت کہاتی اور پیتی ہین
اور کہتی ہین کہ پروردگارا قایم کر ہمارے واسطی قیامت کو اور وفا کر اوس
وعدہ کو کہ ہم سے کیا ہی اور ملحق کر ہماری آخر کو ہماری اول کے ساتھہ اور کافرون کی
حق مین خلاف اسکی مروی ہے کہ روحین اونکی جہنم کے حجرون مین رہتی ہین
اور خورش انکا طعام و شراب دوزخ سے ہوتا ہی اھ وقال اللہ تعالے
ومن یحلل علیہ غضبی فقد ہوی تش یعنی فرمایا خدا تعالے نی کہ وہ شخص کہ
واجب ہوا غضب میرا اوسپر پس بہ تحقیق کہ وہ بیچ عذاب کی پڑا اھ وقال
اللہ تعالے فاما من خفت موازینہ فامہ ہاویۃ وما ادراک ماہیہ نار حامیۃ تش
اور بہی فرمایا خدا تعالے نی کہ وہ شخص کہ سبک ہوئین ترازو مین عمل

صالح اونکے کے پس اوس شخص کے جاہل ہیچ ہاویہ کے سبب ہے اور کیا جانتا ہی تو
کہ ہاویہ کیا چیز ہے ہاویہ آتش ہی سوزان هم و الاعتقاد فی الروح انہ لیس من
جنس البدن و انہ خلق آخر بقولہ تعالے ثم انشاناہ خلقا آخر فتبارک اللہ
احسن الخالقین ش اور اعتقاد فرقہ ناجیہ کا بیچ روح کے کہ جسکے سبب حیات
انسان کی ہے کہ وہ جنس بدن سی نہین ہی جیساکہ بعض نی توہم کیا ہی اسواسطی کہ
وہ اور مخلوق ہی غیر بدن کی بسبب قول خداتعالی کہ وہ فرماتا ہی کہ بعد اوسکی پیدا
کیا ہمنی انسان کو آفرینش دوسری سے یعنی اوسکی روح کو اوسکی بدن کی بعد
پیدا کیا بزرگ ہی خداتعالے کہ بہترین پیدا کرنیوالون کا ہے هم و اعتقادنا فی
الانبیاء والرسل والائمۃ ان فیهم خمسۃ ارواح ش اور اعتقاد فرقہ ناجیہ کا
بیچ پیغمبرون اور رسولون اور اماموں علیهم السلام کے یہہ ہے کہ ان مین پانچ
روحین ہین هم روح المقدس و روح الایمان و روح القوۃ و روح
الشهوۃ و روح المدرج ش یعنی ایک روح قدس اور ایک روح
ایمان اور ایک روح قوۃ اور ایک روح شہوۃ اور ایک روح حرکت ہے
هم و فی المومنین اربعۃ ارواح روح الایمان و روح القوۃ و روح الشهوۃ و
روح المدرج ش اور مومنین مین چار روحین ہوتی ہین ایک روح ایمان
اور ایک روح قوۃ اور ایک روح شہوۃ اور ایک روح حرکت هم و فی
الکافرین و البهایم ثلثۃ ارواح روح القوۃ و روح الشهوۃ و روح المدرج ش
اور بیچ کافرون اور جانورون کے تین روحین ہین روح قوت اور روح شہوت
اور روح حرکت هم و اما قولہ تعالی یسئلونک عن الروح قل الروح من امر
ربی ش یعنی سوال کرتے ہین تجھسے روح سے کہو ای محمد کہ روح امر رب
میریکا ہے هم فانہ خلق اعظم من جبرئیل و میکائیل وکان مع رسول اللہ و مع
الملائکۃ والائمۃ وهو من الملکوت ش یعنی مراد روح سے اس آیہ مین ایک
مخلوق بزرگ تر ہے جبرئیل اور میکائیل سے اور تھی رسول خدا اور ملائکہ اور آئمہ کی ساتھ

اور وہ جملہ مخلوقات علیہ خدا تعالے لیسے سے ہے پھر شیخ ممدوح فرماتے ہین م انا اصنف
فی ہذا الفن کتابا اشرح فیہ معانی ہذہ الجملۃ انشاء اللہ تعالے ش کہ مین تصنیف
کرونگا بیچ اس فن کے ایک کتاب کہ شرح کرونگا بیچ اوسکے معانی اس
جملہ کے انشاء اللہ تعالے م باب الاعتقاد فی الموت ش باب سولہوان یہہ
باب ہی بیچ اعتقاد کرنے حقیقت موت کے م قال الشیخ ابو جعفر رح قیل لامیر المومنین ع
علی صف لنا الموت ش کہا شیخ ابو جعفر رح نے کہ عرض کی گئی بیچ خدمت
مولائی مومنین علی ابن ابی طالب ع کے کہ یا حضرت آپ کچھہ حال موت کا ہم سے
ارشاد کرین اور وصف اوسکا اور حقیقت اوسکی بیان فرمائین کہ وہ کیا چیز ہے
م فقال علیہ السلام الحین سقطتم ش فرمایا آپ نے کہ اب تم آئی ہو طرف شخص
آگاہ اور دانا کے یعنی خوب اختیار کیا ہے تمنی مجکو اس سوال کیواسطے م فہو احد
ثلثۃ امور یرد علیہ ش آگاہ ہو کہ موت ایک چیز ہے تین چیزین سے کہ وارد ہوتی ہے مردے پر
وقت احتضار کے م اما بشارۃ بنعیم الابد ش یا تو خوشخبری ہے ساتھہ نعمات
ابدیکی یعنی اوس سے کہا جاتا ہی کہ یہہ نعمتین بہشت کی تیرے واسطی ہین
م واما بشارۃ بعذاب الابد ش یا خبر دینا ہی اوسکو ساتھہ عذاب ہمیشگی کے
یعنی کہا جاتا ہے اوس سے کہ یہہ عذاب جہنم ہمیشہ تیرے واسطے ہی م واما
تخویف و تہویل مبہم لا یدری من ای فرق ہو ش اور یا خوف و بیم مین ڈالنا ہی
ساتھہ کہنی امر مبہم مجمل کے اسطرح پر کہ نہ جانے وہ شخص کہ مین کون سے فرقہ سی ہون
یعنے مفصل اوس سے نہین کہتے اور کہو لکر اوسکا حال نہین بیان کرتے بلکہ اسطرح
سے مجمل اوس سے کہتی ہین کہ وہ حیران ہو جاتا ہے اور نہین جانتا کہ مین کس
فرقہ سے ہون آیا اہل بہشت سی ہون یا اہل دوزخ سے م اما ولیّنا والمطیع
لامرنا فہو المبشر بنعیم الابد ش لیکن دوست ہمارا اور مطیع ہماری حکم کا
خوشخبری دیا جاتا ہے ساتھہ نعمات ابدی کے م واما عدونا والمخالف
لامرنا فہو المبشر بعذاب الابد ش اور لیکن دشمن ہماری اور مخالف ہماری

باب سولہوان

حکم کے پس وہ ڈرائے جاتے ہین ساتھہ عذاب ابدی کے م واما المبهم امره الذی لایدری مایول
حاله فهو المؤمن المسرف علی نفسه لایدری مایؤل حاله الیه یاتیه الخبر مبهمًا مخوفًا س ش
اور لیکن وہ شخص کہ جسکا حال مبہم ہے کہ نہین جانتا کہ کیا ہوتا ہے حال اُسکا آیا بسبب ارتکاب معاصی
کے عذاب پاویگا یا بعض عفو یا شفاعت کے بخشا جاویگا پس وہ مومن گناہگار ہے کہ جس نے اپنے نفس
پر اسراف کیا اور بسبب مرتکب ہوئے گناہ کے اپنے اوپر ظلم اختیار کیا اور نہین جانتا کہ آل کار میرا کیا ہوتا ہے
آئی ایسے شخص کے پاس خبر غیر محقق خوف دلانے والی م ثم لن یسویه الله عز وجل باعدائنا
ش پہر برابر اور مساوی نہ کیا خداے تعالی نے مومنین مسرفین کو ساتھہ ہمارے دشمنون کے یعنے
اُنکو ہمیشہ جہنم مین نرکہیگا جیسا کہ ہمارے دشمنون کو ہمیشہ جہنم مین ڈالے رکہیگا م ویخرجه من
النار بشفاعتنا س ش بلکہ نکالیگا اُنکو اللہ تعالے جہنم سے ساتھہ ہماری سفارش اور شفاعت کے
م فاعملوا واطیعوا وامیروا لاتتکلوا علی الایمان وشفاعتنا ولاتصغروا عقوبت الله
ش پس عمل کرو تم نیک یعنی نماز اور روزہ اور حج بجالاؤ اور خمس اور زکوۃ ادا کرو اور گناہ سے بچو
اور متابعت کرو ہماری اوامر اور احکامات کی اور اعتماد نہ کرو اوپر نفس ایمان کے اور نہ اوپر شفاعت ہمارے
کے اور حقیر نجانو عذاب خدا کو م فان من المسرفین من لایلحقه شفاعتنا به الا بعد عذاب الله
تعالی بثلثمائة الف سنة س ش اسواسطے کہ بعض گناہگار مومنین ایسے ہونگے کہ نہ پہونچے گی
شفاعت ہماری اُنکو مگر بعد تین لاکہہ برس کے یعنی اپنی شامت اعمال کی پاداش مین جہنم مین اتنی
مدت پڑے رہین گے بعد اُس کے ہم اُنکی سفارش کرینگے اور اُنکو عذاب سے نجات دلوائین گے
اور جہنم سے نکلوائین گے م وسئل عن حسن ابن علی بالموت الذی جهلوه س ش اور یہی سوال
کیا گیا جناب امام حسن ابن علی[۴] ابن ابیطالب[۳] سے کہ حقیقت موت کی کیا ہے کہ جس سے آدمی جاہل ہین
اور اُسکی ماہیت اور کیفیت سے ناواقف اور نابلد ہین م فقال اعظم سرور یرد علی المومنین
اذا انتقلوا عن دار النکد الی النعیم الابد س ش فرمایا آپنے کہ موت ایک بزرگترین سرور و
خوشحالی ہے کہ وارد ہوتی ہے اوپر مومنین کے جس وقت کہ وہ انتقال کرتے ہین سرای محنت
ومشقت اور خانہ رنج وعنا سے طرف سرائے نعمت دائمی اور منزل راحت اور آسایش ابدی کے
م واعظم ثبور یرد علی الکافرین اذا انتقلوا عن جنتهم الی نار لاتبید ولاتنفد

ش اور اعظم ہلاکت اور بزرگترین مصائب ہر کہ وارد ہوتی ہے اوپر کفار کے جسوقت کہ وہ انتقال کرتے
ہین اپنی بہشت سے طرف آتش اشد سوزان کے کہ فانی اور منقطع نہین ہوتی اور اسکے مطابق یہہ روایت
ہے الدنیا سجن المومنین وجنة الکافرین یعنے دنیا قید خانہ ہے واسطے مومنین کے اور جنت
ہے واسطے کافرین کے اسواسطے کہ جو نعمات اور عیش و سرور مومنین کے لیئے مرنے کے بعد مقرر ہین
اُنکی بہ نسبت دنیا اُن کے لیئے قید خانہ اور دار محن ہے اور کفار کے لیئے جو عذاب اور شدائد اور
تکالیف بعد مرنے کے مہیا ہین بہ نسبت اُنکے دنیا اُنکے لیئے بڑے آرام اور آسایش اور راحت کی جگہ ہے
پس دنیا اُن کے لیئے بمنزلہ بہشت کی ہے کہ بمجرد مفارقت کرنے کے دنیا سے جہنم کی آگ مین جلنے
لگین گے م ولما اشتد الامر بالحسین بن علی بن ابیطالب نظر الیہ من کان معہ
ش اور اسی سبب جبکہ سخت ہوا حال جناب امام حسین ابن علی ابن ابیطالب پر کربلا مین یعنے جبکہ
مقابلہ اور مقاتلہ فوج شرارت موج کفر مجر یزیدیہ سے شروع ہوا تو بعض آپکے یاران باوفا نے کہ آپکے
ہمراہ تھے اوپر روئے انور اور وجہ ضیا گستر کے نظر کی اور دیکھا م واذا ہو بخلافہم ش
کہ حال اُس جناب کا برخلاف حال اور آدمیون کے ہے م لانہم کانوا اذا اشتد بہم
الامر تغیرت الوانہم وارتعدت فرایصہم ووجلت قلوبہم ووجبت جنوبہم
ش اسواسطے کہ وہ لوگ ایسے تھے کہ جب سخت ہوا حال پریشان اُنکا اور شروع ہوئی لڑائی
اور گرم ہوا میدان کارزار تو متغیر ہو گئے رنگ اُن لوگون کے اور کانپنے لگے اعضا اُنکے اور پڑ گیا
رعشہ ہر ایک کے بدن مین اور پر خوف ہوئے دل اُنکے اور گر پڑے پہلو اُنکے زمین پر بسبب خوف کے
م وکان الحسین وبعض من معہ من خواصہ تشرق الوانہم وتہدی جوارحہم و
وتسکن نفوسہم ش اور حال جناب امام حسین اور بعض اُن اشخاص کا کہ جو آپکے ساتھ تھے
اصحاب خاص سے یہہ تھا کہ چمکتا تھا رنگ اُن سبکے چہرونکا بسبب خوشی کے اور مستقیم تھے اعضا اُنکے
اور آرام سے تھے نفس اُن کے یعنے کسی طرح کا ہراس اور خوف اُنکو نہ تھا اور مرنے سے خوش ہوتے
تھے اور ایک دوسرے پر مرنے مین سبقت چاہتے تھے اور خندہ پیشانی میدان مین جا کر تیغ
وتبر کھاتے تھے م فقال بعضہم لبعض انظر والیہ لا یبالی بالموت ش پس کہا بعض
اُنکے بعض سے کہ دیکھو اُس جناب کو اور اُس جناب کے اصحاب کو کہ کچھ پروا اور خوف نہین کرتے

موت سے م فقال لهم الحسين صبرا یا بنی الکرام فما الموت الا قنطرة تعبر بکم
عن البوس والضراء الی الجنان الواسعة والنعم الدائمة ش پس یہہ حال انکا دیکہہ کر فرمایا
جناب امام حسین نے ان سے کہ صبر کرو اے بزرگ زادو نہین ہے موت مگر ایک پل کہ گذارےگا
یعنے اتارےگا تمکو سختیون اور نقصان سے طرف بہشت وسیع اور نعمات جاودان کے م فایکم
یکرہ ان ینتقل من سجن مضرا الی قصرا لجنان ش پس کونسا تم مین سے مکروہ رکہیگا اس
امر کو کہ انتقال کرے زندان دنیا سے طرف باغہائے بہشت کے م واما هؤلاء مخالفوکم
ینتقلون من قصر الی سجن وعذاب الیم ش اور لیکن یہہ لوگ کہ جو دشمن اور مخالف ہین
تمہارے انتقال کرتے ہین قصر جنان سے طرف زندان اور عذاب نیران دردناک کے م
ان ابی حدثنی بذلک عن رسول الله ان الدنیا سجن المومنین وجنة الکافرین
ش بدرستی کہ میرے پدر عالی قدر امیر المومنین نے خبر دی ہے مجہہ کو ساتہہ اس مضمون کے رسول
مقبول سے باین عبارت کہ دنیا قید خانہ ہے مومنین کا اور باغ بہشت ہی کافرون کا م والموت
جسر هؤلاء الی جناتهم ش اور موت ایک پل ہے واسطے مومنین کے کہ پہونچا دیتی ہے
انکو طرف بہشت کے م وجسر هؤلاء الی جحیمهم ش اور پل ہے واسطے کافرون کے
کہ پہونچا دیتی ہے طرف دوزخ کے م ما کذبت ولا کذبت ش پہر آپ فرماتے ہین کہ آگاہ
ہو نہین جہوٹ کہا پیغمبر خدا نے اور نہ امیر المومنین نے اور نہ مین جہوٹہہ کہتا ہون م وقیل لعلی
بن حسین ما الموت ش اور پوچہا ایک شخص نے جناب علی ابن الحسین امام زین العابدین
سے کہ کیا ہے حقیقت موت کی م قال للمومن کنزع ثیاب وسخة قملة ش فرمایا آپ نے
کہ موت واسطے مومن کے بمنزلہ اتار ڈالنے کپڑون چرک آلودہ جوؤن بہرے ہوؤن کے ہے
یعنے موت مومنون کے واسطے ایسی ہے جیسے کپڑون میلون جوؤن بہرے ہوؤن کو بدن
مین سے اتار ڈالنا اور انکو اتار کر آرام وراحت پانا م او فک قیود واغلال ثقیلة ش
یا مومن کے لیئے موت بمنزلہ دور کرنے بیڑیون بہاری اور طوق گرانبار کے ہے یعنے موت
بمنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی شخص جہل خانہ مین مقید ہو اور بہاری طوق گردن مین اور بیڑیان
گران پاؤن مین ہون اور وہ شخص ان طوق زنجیر کو اپنی گردن اور پاؤن مین سے نکال کر

راحت پاوی پس ایسا ہے حال موت کا مومن کے واسطے کیونکہ علایق دنیا اُس کے لیے بمنزلہ
غل و زنجیر کے ہین اور دنیا بمنزلہ محبس کے اور مرنا اُسکا گویا رہائی پانا ہے قیدخانہ سے اور نکلنا ہے غل
و زنجیر سے م والاستبدال بافخر الثیاب واطیبہا س ش اور بدلنا اُن کپڑون چرک آلودہ
کا ہو ساتہہ خوشترین اور پاکیزہ ترین جامون کے م او طلاع المراکب وانس المنازل س ش
یا خوش رفتار ترین مراکب ورخوش آیندہ ترین منازل کے یعنے موت مومن کے واسطے ایسی
ہے جیسے بدلنا میلے کپڑون کا ساتہہ اچھے کپڑون کے یا بُرے اور بد اور جیسے گہوڑے کا ساتہہ
تیز رفتار خوشرو کے یا بدلنا گہرون تنگ و تاریک بد وضع بدنما کا ساتہہ گہرون وسیع روشن منقش
خوش وضع کے اسواسطے کہ لحد اور قبر مومن کے لیئے گویا ایک باغ ہے باغون بہشت سے اور ایک
طبقہ ہے طبقات جنت سے غرض نہایت جای راحت اور آسایش کی ہے م وللکافر کخلع
ثیاب فاخرۃ والنقل عن المنازل لمنسیۃ والاستبدال باوسخ الثیاب واخشنہا
واوخس واضیق المنازل واعظم العذاب س ش اور موت واسطے کفار کے مثل
اُتارنے کپڑون پاکیزہ فاخرہ کے ہے اور مثل نقل کرنے منازل یا نوسہ خوش آیندہ سے اور
مثل بدلنے اُن پاکیزہ لباس کے ساتہہ چرک آگین اور درشت یعنی کہر کہرے لباس کے
اور مثل بدلنے مکانات خوش آیند کے ساتہہ مکانات وحشتناک تنگ و تاریک کے اور بزرگترین
عذاب کے م وقیل لمحمد بن علی الباقر ما الموت س ش اور پوچہا ایک شخص نے جناب امام محمد بن
علی باقر سے کہ کیا چیز ہے موت م قال علیہ السلام ہو النوم الذی یاتیکم فی کل
لیلۃ س ش فرمایا اُس جناب نے کہ موت مشابہہ ہے تمہارے خواب کے کہ ہر شب تمہین آتا ہے
م الا انہ طویل مدتہ لاینتبہ الا یوم القیمۃ س ش مگر فرق تمہارے ہر شب کے
خواب مین اور موت کے خواب مین یہہ ہے کہ مدت خواب شب کی بہت قلیل ہے کہ شام کو
سوتے ہو اور صبح کو جاگ اُٹہتے ہو اور مدت خواب موت کی طویل ہے کہ اُس سے نہ جاگوگے
مگر قیامت کو روز م فمن رای فی منامہ من اصناف الفرح ما لا یقادر قدرہ س ش
پس جو شخص دیکہے بیچ خواب کے طرح طرح کی خوشحالی اور سرور کو اسقدر کہ نہ تعیین کر سکے قدر و انداز ے
کو اُسکے یعنے اسقدر خواب مین خوشی کی باتون کو دیکہے کہ انکا اندازہ نہ کر سکے م ورای فی

مناماً من اصناف الاهوال مالا یقادر قدره ش یا دیکھے خواب مین انواع ہول
اور دہشتون کو اسقدر کہ نہ تعین کر سکے قدر اور اندازے کو اُس کے م فکیف حال فرحه فی
النوم ووجله فیه ش پس کیونکر ہو حال اُس شخص کی خوشی کا جو دیکھے خواب مین خوشحالی کو
اور کیونکر ہو حال اُس شخص کے خوف کا جو دیکھے خواب مین خوف ناک اشیا کو م هذا هو الموت
فاستعدوا له ش یہہ ہے وہ موت یعنی حقیقت اُسکی پس آمادہ رہو واسطے اُسکے م وقیل
للصادق صف لنا الموت ش کہا گیا جناب صادق سے کہ کچھہ وصف موت کا ہم سے آپ
ارشاد کرین م فقال وهو للمؤمن کاطیب ریح یشمه فینعس بطیبه فینقطع التعب والالم
کله عنه ش فرمایا اُس جناب نے کہ موت مومن کے واسطے بمنزلہ خوشترین بو کے ہے کہ سونگھے
اُسکو اور خوش و مسرور ہو اُس بو کی خوبی سے پس لیجائے بوی خوش اُس شخص سے تمام رنج والم
کو م وللکافر کلسع الافاعی ولدغ العقارب واشد ش اور واسطے کفار کے مثل کاٹنے
سانپون کے اور ڈنک مارنے بچھوؤن کے ہے بلکہ سخت تر اُس سے م قیل له فان قوماً
یقولون انه هو اشد من نشر بالمناشیر وقرض بالمقاریض ورضخ بالحجارة وتدویر
قطب الارحیة فی الاحداق ش پھر کہا گیا اُس جناب سے کہ یا ابن رسول اللہ بدرستی
کہ ایک گروہ کہتی ہے کہ مرنا سخت تر ہے ٹکڑے ٹکڑے کرنے آرے سے اور کترنے قینچیون سے
اور کوٹنے پتھرون سے اور پھرنے کیلیون چکی سے بیچ خانہائے چشم کے یعنے جسقدر کہ موت
سے ایذا ہوتی ہے اُسقدر ان چیزون سے ایذا نہین ہوتی یعنے نہ آرے کے چیرنے سے
نہ قینچیون کے کترنے سے نہ پتھرون کے کچلنے سے نہ کیلیون کے آنکھون مین پھرنے سے
م فقال علیه السلام کذلك هو علی بعض الکافرین والفاجرین ش فرمایا اُس
علیہ السلام نے کہ ہان ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے مگر یہہ امر واسطے بعض کافرون اور فاسقون
کے ہے م الا تری ان منهم من یعاین تلك الشدائد ش آیا نہین دیکھتا ہے
تو کہ اُنہین سے بعض کافر دیکھتے ہین اُن سختیون کو اپنی آنکھون سے م فذلك الذی
هو اشد من عذاب الدنیا ش پس یہہ مرنا وہ سخت تر ہے اُن کے لیئے عذاب دنیا
سے م قیل فما بالنا نری کافراً یسهل علیه النزاع فینطفئ وهو یحدث ویضحك ویتکلم

ش یہہ عرض کی گئی اُس جناب سے کہ کیا سبب ہے اے فرزند رسولخدا کہ ہم دیکھتے ہین بعض شخص
کو کافرون مین سے کہ آسان ہوتی ہے اُسپر جان کندن پس مرجاتا ہے اور حال یہہ ہے کہ وہ
باتین کرتا ہے اور ہنستا ہے اور کلام کرتا ہے باہمدگر م وفی المومنین من یکون ایضاً کذلک
ش اور بیچ مومنین کے بہی بعض ایسا ہوتا ہے کہ جانکندن اُسپر آسان ہوتی ہے م وفی
المومنین والکافرین من یعاش عند سکرات الموت ھذہ الشدائد ش اور بیچ
مومنین اور کافرین کے بہی بعض ایسے ہین کہ کھینچتے ہین نزدیک سکرات موت کی سختیون کو کہ جو
مذکور ہوئین م فقال علیہ السلام وما کان من راحۃ ھناک للمومنین فھو عاجل ثوابہ
ش پہر اُس جناب نے فرمایا کہ جو کچہہ کہ وقت مرنے کے قبیل راحت ہوتی ہے واسطے مومنین کے
پس وہ ثواب اُنکا ہے پہلا لینے جو کچہہ کہ اُنہون نے پہلے نیک کام اور ثواب کی باتین کی ہین
ثواب اُنکا کہ راحت اور آرام ہے وقت مرنے کے جلد تر ملجاتا ہے م وما کان من شدۃ
فھو تمحیصہ من ذنوبہ لیرد الی الاخرۃ نقیاً طاھراً نظیفاً مستحقاً لثواب اللہ الابد
ولیس لہ مانع منہ دونہ ش اور جو کچہہ کہ قبیل سختی سے ہے پس پاک وپاکیزہ کرنا اُسکا
ہے گناہون سے تا جاوے وہ آخرت مین پاک ہوکر گناہون سے اور مستحق ہوجاوے واسطے
ثواب خدائی تعالے کے ہمیشہ ہمیشہ کو اور نہو اُسکو کوئی چیز مانع ثواب سے سوائے مرنے کے
م وما کان من سھولۃ ھناک علی الکافرین فلیتوفی اجر حسناتہ فی الدنیا لیرد
الی الاخرۃ ولیس لہ الا ما یوجب علیہ العذاب ش اور جو کچہہ کہ قبیل آسانی اور راحت
سے ہوتا ہے وقت مرنے کے کافرون پر سبب اُسکا یہہ ہے کہ تا پہونچے اُنکو مزدوری اُن
نیکیون کی کہ جو اُنہون نے دنیا مین کی ہین اور جائین طرف آخرت کے اُس حال مین کہ نہو
اُنکے واسطے کوئی چیز جو موجب ہو اُنکے عذاب کے حاصل یہہ کہ کافر جو کچہہ دنیا مین حسنات اور
امورات خیر کرتے ہین اُنکو اُن نیکیون کا اجر دنیا ہی مین ملجاتا ہے اور وہ نیکیون سے پاک
ہوکر دنیا سے جاتے ہین اور کوئی حسنہ اور امر نیک اُنکے ذمہ پر باقی نہین رہتا کہ جو باعث ہو اُنکے
واسطے اجر وثواب آخرت کا اور وہان اُنکو کسی نیکی کا ثواب ملے بلکہ سب حسنات سے خالی ہوکر
جاتے ہین سوائی مستحق ہوجانے عذاب الیم ابدی کے اور کسی طرح کے ثواب کے مستحق نہون م وما

کان من شدة علی الکافرین ھنالک فھو ابتداء عقاب اللہ تعالی عند نفاد حسناتہ
وذلک بان اللہ تعالے عدل لا یجور ش اور جو کچھہ ہوتی ہے سختی کافرون پر وقت
مرنے کے پس وہ ابتداے عذاب خداے تعالے کی اُنپر نزدیک تمام ہونے حسنات کے
یعنے کل حسنات اور نیکیان اُنکی یہین تمام ہوجاتی ہین اور کوئی نیکی اُنکی باقی نہین رہتی کہ جسکا
اُسکو ثواب ملے پس اُنکے لئے یہین سے عذاب شروع ہوجاتا ہے اور یہہ جو کچھہ کہ مذکور ہوا
سبب اسکا یہہ ہے کہ خداے تعالے عادل ہے مزدوری نیکی اور بدی کی ہر ایک کو پہونچاتا ہے
اور کسی پر ظلم نہین کرتا م ودخل موسی بن جعفر علی رجل وقد غرق فی سکرات الموت
وھو لا یجیب داعیا س اور منقول ہے کہ جناب امام محمد موسی کاظم تشریف لائے ایک
شخص کے پاس کہ وہ حالت نزع اور سکرات موت مین تہا اور ایسا حال اُسکا تہا کہ اگر کوئی
اُسکو پکارتا تہا تو وہ اُسکو جواب نہ دیسکتا تہا م فقالوا لہ یا بن رسول اللہ وددنا لو عرفنا
کیف حال صاحبنا وکیف الموت ش پس کہا اُنہون نے کہ اے فرزند رسولخدا ہم چاہتے
ہین کہ معلوم کرین کہ کیسا حال ہے ہمارے اس مریض کا اور اسوقت اُسپر کیا گذرتی ہے
اور کس طرح پر اسکی موت ہے م فقال ان الموت ھو المصفاة تصفی المومنین من ذنوبھم
فیکون آخر الم یصیبھم وکفارة آخر وزر بقی علیھم ش فرمایا اُس عالی جناب نے
کہ موت ایک آلہ ہے صفا کرنے کا کہ صاف وخالص کردیتا ہے مومنون کو گناہون سے
پس موت آخر درد والم ہے کہ جو مومنون کو پہونچتا اور آخر کفارہ ہے اُنکے گناہ ہونکا کہ جو اُن سے
صادر ہوئے ہون اور وہ اُنپر باقی رہ گئے ہون م وتصفی الکافرین من حسناتھم
فیکون آخر لذة ونعمة ورحمة تلحقھم وھو آخر ثواب حسنة تکون لھم ش اور صاف
وخالص کرتی ہے موت کافرون کو حسنات سے پس وہ اُنکے لیئے آخر لذت اور آخر نعمت
اور آخر راحت ہے کہ جو اُنکو پہونچتی ہے اور یہی وہ اُنکے واسطے آخر مزد ہے اُنکے حسنات
اور اُمورات خیر کی کہ جو اُنسے صادر ہوئے ہون م اما صاحبکم فقد نخل من الذنوب
نخلة وصفی من الآثام تصفیة وخلص حتی نقی کما ینقی الثوب من الوسخ وصلح لمعاشرتنا
اھل البیت فی دارنا دار الابد ش اور لیکن یہہ صاحب تمہارا مریض پس بہ تحقیق کہ خالی

کیا گیا ہے گناہون سے نہایت خالی اور صاف کیا گیا ہے نہایت صاف برائیون سے
اور مخلصی دیا گیا ہے عذاب سے تا اینکہ پاک ہو گیا ہے سب گناہون سے جیسے کپڑا پاک
ہو جاتا ہے چرک و میل سے اور اسنے صلاحیت اسکی پیدا کی ہے کہ ہمارا مصاحب ہو اور
ہماری صحبت کو لایق اور قابل ہو جاوے اسواسطے کہ ہم اہل بیت پیغمبر ہین اور رہے ہمارے
ساتھہ ہماری منزل مین کہ وہ سرای ابدی ہے یعنے بہشت م ومرض رجل من اصحاب
الرضا فعاده علیه السلام فقال له کیف تجدك ش اور یہی مروی ہے کہ بیمار
ہوا ایک شخص اصحاب جناب امام رضا سے پس وہ جناب عیادت کو اسکی تشریف لائے اور
اسکو حالت نزع مین دیکھہ کر فرمایا کہ تو اسوقت اپنے تئین کیسا پاتا ہے م قال لقیت
الموت بعدك یرید بما لقیه من شدة مرضه ش اسنے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
آپ کو جدا ہو کر ملاقات کی یعنے موت سے ارادہ کیا اس شخص نے ملاقات موت سے
شدت مرض کو یعنے جب مین آپ سے جدا ہوا تو شدت سے بیمار ہو گیا م فقال له کیف لقیته
ش آپنے فرمایا کہ کیونکر پایا تو نے مرض کو اور کیا دیکھا تو نے اسکی سختی کو م فقال الیما شدیدا
ش عرض کی اسنے کہ اسے آخا پایا یعنے اسکو سخت الم دینے والا م فقال ما لقیته
ولکن لقیت ما یبتدرك و یعرفك بعض حاله ش فرمایا اس جناب نے کہ نہیں
ملاقات کی تو نے اس سے مگر ملاقات کی تو نے اس چیز سے کہ خوف دلاتی ہے تجھے مرنے
سے اور شناسا کرتی ہے تجھے بعض احوال مرگ سے م انما الناس رجلان ش بتحقیق کہ
آدمی دو فرقے ہین م مستریح بالموت و مستراح به ش ایک فرقہ تو وہ ہے کہ جو راحت
پاتا ہے ساتھہ موت کے اور وہ مومنین ہین کہ مرنے سے انکو راحت ہوتی ہے اور دوسرا
فرقہ وہ ہے کہ دور کیا جاتا ہے راحت سے اور وہ کافر ہین کہ بعد مرنے کے عذاب شدید مین
گرفتار ہو جاتے ہین م فجدد الایمان بالله و بالولایة والنبوة تکون مستریحا ففعل
الرجل ذلک ش پس تجدید کر تو ایمان کی ساتھہ اللہ کے یعنے نئے سر سے ایمان لا ساتھہ
اللہ کے اور اقرار کر اسکی وحدانیت کا اور اقرار کر دوستی اور محبت اہلبیت رسالت کا اور نبوت
جناب ختمی مآب کا تاکہ راحت پاوے تو مرنے سے پس اس شخص نے تجدید کی ایمان کی

اور اقرار کیا وصیتی اہلبیت اور نبوت جناب رسالت مآب کا غرض اعتقاد اپنا از سر نو مضبوط کیا
م والحدیث طویل اخذنا منه موضع الحاجة ش شیخ ممدوح فرماتے ہین کہ یہ
طویل ہے موافق حاجت کے اُسمین سے مینے لکہا ہے م وقیل لمحمد بن علی موسی الرضا
مابال هؤلاء المسلمین المومنین یکرهون الموت ش اور منقول ہے کہ عرض کی گئی
بیچ خدمت مولائی مومنین جناب محمد تقی کے کہ کیا حال ہے اُن مومنین کا کہ جو مکروہ رکہتے ہیں
موت کو اور برا جانتے ہین اُسکو اور ناخوش ہوتے ہین اُسکے آنے سے م فقال لانهم جهلوه
وکرهوه ولو عرفوه وکانوا من اولیاء الله حقا لاحبوه ولیعلموا ان الاخرة خیر لهم
من الدنیا ش فرمایا اُس جناب نے کہ باعث اُنکی ناخوشی اور کراہت کا یہہ ہے کہ وہ لوگ
موت کی حقیقت اور ماہیت کو نہین جانتے اور اُس سے جاہل او ر ناواقف ہین اس سبب
موت اُنکو مکروہ معلوم ہوتی ہے اور اگر اُسکی حقیقت کو جانتے اور اُسکی کیفیت سے آگاہ ہوتے
اور اولیاء الله سے ہوتے تو البتہ اُسکو دوست رکھتے اور اُس سے کراہت نہ کرتے اور البتہ
مومنین کو چاہیے جانین کہ آخرت بہتر ہے واسطے اُنکے دنیا سے کیونکہ دنیا مومنین کے واسطے
دار تکلیف ہے اور خانہ رنج و عنا اور آخرت خانہ راحت ہے اور عیش و عشرت کی جگہ م قال یا عبد الله
مابال الصبی والمجنون یمتنعان من الدواء المنقی لبدنه والنافی للالم عنه
ش پہر اُس جناب نے فرمایا کہ اے بندہ خدا آیا تو جانتا ہے کہ کیا سبب ہے کہ کودک اور مجنون
منع کرتے ہین دوا سے یعنے دوا کے پینے اور استعمال کرنے سے کراہت کرتے ہین اور نہین
پیتے وہ دوا کہ جو پاک کرنے والی ہے اُن کے بدنون کو اور دور کرنے والی ہے اُنکے دردونکو
م فقال لجهلهم بنفع الدواء ش پہر آپ ہی فرمایا کہ سبب اُسکا یہہ ہے کہ نہین جانتے ہین
فائدہ کو اُس دوا کے یعنے چونکہ جاہل ہین دوا کے فائدہ سے اور اُسکی تاثیر کو نہین جانتے
اسواسطے جو دوا کہ اُنکے مفید ہے نہین پیتے اور اُس سے کراہت کرتے ہین پس ایسا ہی
حال ہے مومنین کا نسبت موت کی کہ چونکہ موت کی فائدہ کو نہین جانتے اسواسطے اُسکو
مکروہ رکہتے ہین اور نہین چاہتے کہ وہ آوے اور اگر اُسکے فائدہ اور نفع کو جانتے تو اُس سے
کراہت نہ کرتے بلکہ اُسکے آنے سے خوش ہوتے م قال والذی بعث محمدا بالحق نبیا

ان من قل استعداً حق الاستعداد للموت انه انفع لهم من هذا الدواء وهذا المستعلج ش پہر فرمایا آپنے کہ قسم ہے مجھے اُس خداوند عالم کی کہ جسنے محمد کو مبعوث کیا نبی بحق بہ تحقیق وہ لوگ کہ مستعد ہوں واسطے مرنے کے ساتہہ بہترین استعداد کے پس بہ تحقیق موت نافع تر ہے واسطے اُن کے اُس دوا سے کہ نافع تر ہے خاص واسطے اُس کودک اور دیوانہ اور بیمار کے کہ اُس سے معالجہ اپنا کرین م اما انهم لو عرفوا ما يؤدى اليه الموت من النعم لاستدعوه واحبوه اشد مما يستدعى العاقل الجازم الدواء لدفع الآفات واجتلاب السلامات ش آگاہ ہوا اگر جانتے وہ لوگ اُس چیز کو کہ موت پہونچا دیتی ہے طرف اُس چیز کے اور وہ نعمتین بہشت کی ہین یعنے اگر جانتے وہ کہ موت پہونچا دیتی ہے طرف نعمات بہشت کی تو البتہ خواہش کرتے وہ لوگ اُسکی اور دوست رکہتے اُس کے آنے کو زیادہ تر مرد عاقل کے خواہش کرنے سے اُس دوا کی کہ جنکا اُنکو یقین ہو کہ یہہ دوا دور کرتی ہے آفات کو یعنے امراض کو اور کہینچتی ہے سلامتی کو م ودخل علی بن محمد علی مریض واحبوه من اصحابه وهو يبكي ويجزع عن الموت ش منقول ہے کہ جناب علی نقی ایک مریض کی عیادت کو تشریف لائے اور وہ مریض آپکے اصحاب مین سے تہا کہ آپ اُسکو بہت دوست رکہتے تہے دیکہا آپنے کہ وہ شخص بہت روتا ہے اور جزع و فزع کرتا ہے موت سے م فقال له يا عبد الله تخاف من الموت لانك لا تعرفه ارايتك اذا اتسخت ثيابك وتقذرت فتاذيت بما عليك من الوسخ والقذرة واصابك قروح وجرب وعلمت ان الغسل فى الحمام يزيل عنك ذلك كله اما تريد ان تدخله فتغتسل فيزول ذلك عنك او يكره ان لا يدخله ش پس اُس جناب نے اُس مریض سے ارشاد کیا کہ اے بندہ خدا تو خوف کرتا ہے موت سے اور ڈرتا ہے اُس سے یہہ خوف و دہشت تیری اُس سے نہین ہے مگر اس سبب کہ تو اُسکی حقیقت اور ماہیت کو نہین جانتا اور اُسکی کیفیت سے آگاہ نہین خبر دے تو مجکو اس امر کی کہ اگر چرک آلودہ ہو جاوین کپڑے تیرے اور آلودہ ہو جائین نجاست سے اور ایذا پاوے تو اُن کپڑون کی چرک و نجاست سے کہ جو تیرے بدن مین ہین اور اُن کپڑون چرک آلودہ سے تیرے بدن مین زخم اور خارشت

پیدا ہو جاوے اور تو جانے کہ دہونا اسکا حمام مین اور نہانا بیچ اُسکے دور کریگا تجہہ سے اُس
چرک ونجاست کو اور پاک وصاف کریگا تیرے جراحت کو پیپ اور لہو سے تو آیا تو داخل
ہوگا حمام مین اور نہائیگا اُسمین اور دور کریگا اپنے سے اس غلاظت کو یا برا جانیگا تو داخل
ہونے کو حمام مین تا اینکہ باقی رہے تجہپر چرک ونجاست اور جراحت م قال بلی یا ابن
رسول اللہ ش اُس بیمار نے یہہ سنکر عرض کیا کہ ہان چاہونگا مین اُسکو یا ابن رسول اللہ
م قال فذلک الموت ہو ذلک الحمام وہو آخر ما بقی علیک من تمحیص ذنوبک
وتنقیتک من سیاتک فاذا انت وردت علیہ وجاوزتہ فقد نجوت من کل
غم وہم واذی ووصلت الی کل سرور وفرح ش فرمایا آپنے کہ پس مرنا وہ حمام ہے
اور وہ آخر اُس چیز کے ہے کہ باقی رہے اوپر تیرے دور کرنے سے گنا ہون تیرے کے
اور پاک کرے تجہہ کو برائیون اور بدیون تیری سے یعنے موت پاک کر دینے والی ہے
تجہے سب گناہون سے اور دور کرنے والی ہے تجہہ سے تیری سب برائیون کو پس جہوقت
کہ وارد ہووے تو اوپر مرنے کے اور گذر جاوے تو اُس سے یعنے مرجاوے تو پس نجات
پائیے تو ہر غم واندوہ وایذا سے اور پہونچے تو سرور وخوشحالی کو م فسکن الرجل واستطم
واستسلم وغمض عین نفسہ ومضی بسبیلہ ش اُس شخص نے یہہ سنکر سکوت کیا اور
آرام پکڑا اور خوش ہوا اور راضی ہو گیا مرنے پر اور بند کرلین آنکہین اپنی اور گذر گیا اور
راہ اپنی کے یعنے جان بحق تسلیم کی اور مرگیا م وسئل عن الحسن بن علی عن الموت ما
ہو فقال ہو التصدیق بما لا یکون ان ابا حدثنی بذلک عن ابیہ عن جدہ
عن الصادق انہ قال ان المومن اذا مات لم یکن میتا وان الکافر ہو المیت
لان اللہ عزوجل یقول یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ش
اور بہی مروی ہے کہ جناب امام عسکری سے ایک شخص نے پوچہا کہ حقیقت موت کی کیا
ہے فرمایا مرنا تصدیق ہے ساتہہ اُس چیز کے کہ جو معلوم نہوئی ہو بدرستی کہ میرے پدر
عالی قدر امام علی نقی نے خبر دی مجکو ساتہہ اس مضمون کے اپنے پدر بزرگوار امام محمد تقی
سے اور جد اپنے امام موسی الرضا سے اور اُس جناب نے امام جعفر صادق سے کہ اُس

جناب نے فرمایا کہ مومن بعد مرنے کے ہی حکم مردے کا نہین رکھتا اور کافر بیچ زندگی کے بھی
حکم مردے کا رکھتا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ باہر لاتا ہے خداے تعالے مومن
کو کافر سے اور کافر کو مومن سے حاصل یہہ کہ خداے تعالے نے مومن پر اطلاق لفظ حی کا
کیا اور کافر پر اطلاق لفظ میت کا کیا م وجاء رجل الی النبی فقال یا رسول اللہ ما بالی
ما احب الموت فقال النبی الک مال قال نعم ش منقول ہے کہ ایک شخص رسول خدا
کی خدمت ہدایت منزلت مین آیا اور عرض کی کہ یا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کیا سبب ہو کہ ہم دوست
نہین رکھتے موت کو اور اسکے آنے کو مکروہ جانتے ہین آپنے اُس سے فرمایا کہ اے شخص
آیا تیرے پاس کچھہ مال ہے عرض کی اُسنے کہ ہان یا رسول اللہ مین مالدار ہون میرے پاس
مال ہے م قال قدمته امامک قال لا ش آپنے اُس سے پوچھا کہ اے شخص آیا
تونے کبھی اُس مال مین سے تصدق کیا ہے اور ثواب اُسکا اپنے آگے بھیجا ہے اُسنے عرض
کی کہ نہین یا رسول اللہ مینے کبھی اُسمین سے کچھہ راہ خدا مین نہین دیا م قال صلی اللہ علیہ
وآلہ فمن ثمه لا تحب الموت ش یہہ سنکر آپنے فرمایا کہ پس یہہ ہی باعث ہو کہ تو دوست نہین
رکھتا موت کو م وجاء رجل لابا ذر رض وقال ما بالنا نکرہ الموت ش اور بھی مروی ہے
کہ آیا ایک شخص نزدیک ابوذر رض کے اور کہا اُن سے کہ کیا ہے ہمارے واسطے کہ مکروہ رکھتے
ہین ہم موت کو م فقال لانکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرة فتکرھون ان تنتقلوا من
عمران الی خراب ش کہا ابوذر نے کہ سبب تمہارے مکروہ رکھنے کا موت کو یہہ ہے کہ تمنے
آباد کیا ہے خانہ دنیا کو اور خراب کیا ہے خانہ آخرت کو پس مکروہ رکھتے ہو انتقال کرنے کو جای معمور
وآباد سے طرف جای خراب کے م وقیل له کیف تری قدومنا علی اللہ ش اور بھی پوچھا
ابوذر غفاری سے کہ کیونکر دیکھتے ہو تم ہمارے جانے کو نزدیک خداے تعالے کے م قال اما
المحسن فکالغایب یقدم علی اهله واما المسیٔ فکالآبق یقدم علی مولاه وهو منه
خایف ش کہا ابوذر نے کہ جو نیکوکار تمہارے ہین اُنکا جانا خداے تعالے کے نزدیک ایسا
ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال سے غایب ہو اور پھر وہ خوش خوش اپنے اہل مین
آئے اور جو بدکار اور گنہگار تمہارے مین اُنکا جانا ایسا ہے کہ جیسے غلام گریختہ اپنے آقا کے

سامنے آوے لرزتا خوف کہاتا ہوا م قیل فکیف ترى حالنا عند الله ش پہر کہا ابوذر
نے کہ کیونکر ہوگا حال ہمارا نزدیک خداے تعالے کے م قال عرضوا اعمالکم علی کتاب الله
ان الله عز وجل حیث یقول ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم ش کہا ابوذر
نے عرض کرو اپنے عملونکو قرآن پر اسواسطے کہ خداے تعالے فرماتا ہے کہ بدرستی نیکوکار البتہ بیچ
بہشت کے ہین اور فاسق البتہ بیچ دوزخ کے ہین پس اگر عمل تمہارے اچہے ہین تو بہشت مین جاوگے
م قال الرجل فاین رحمة الله ش مرد سائل نے کہا کہ ہر گاہ مدار بخشش کا اعمال پر ہے تو کہان
ہے رحمت خدای تعالی کی م قال ان رحمت الله قریب من المحسنین ش کہا ابوذر نے
کہ رحمت خدای تعالی کی قریب ہے نیک کارون کے لیے رحمت خدای تعالے کی موقوف ہے
ایمان اور احسان اور نیکیون پر پس معلوم ہوا کہ کیفیت موت کی تابع ہے اعمال مومنین کی اور واسطے
ہے خوشخبری اور بشارت نعمت کی اور راحت اور آرام کی اُنکے لیے اور مخالفون کے لیے علامت
اور نشان غضب اور سیاست کی ہے م والله اعلم ش اور الله بہتر جانتا ہے

باب الاعتقاد فی مسئلة القبر

ش یہہ باب سترہوان بیچ اعتقاد کرنے
سوال قبر کے م قال الشیخ ابو جعفر رحمه الله اعتقادنا ان المسئلة فی القبر حق
لا بد منها ش فرمایا شیخ ابوجعفر رحمہ اللہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ اثنی عشریہ کثرہم اللہ کا یہہ
ہے کہ سوال قبر حق ہے اور ناچاری ہے اُس سے م فمن اجاب بالصواب فاز بروح
وریحان فی قبره وجنة النعیم فی الاخرة ش پس جس شخص نے جواب دیا ساتہہ
حق کے اُسنے چہٹکارا پایا ساتہہ راحت اور رحمت کے بیچ قبر کے ساتہہ بہشت کے بیچ آخرت کے
حاصل یہہ کہ جو شخص نکیرین کے سوالات کا جواب بطور حق و ثواب دیگا اُسکی قبر مین رحمت خدا
کی نازل ہوگی اور آرام و راحت سے قیامت تک سویگا اور قیامت مین داخل ہوگا جنت
مین اور نعمتین بہشت کی اُسکے نصیب ہونگی م ومن لم یجب بالصواب فله نزل من حمیم
فی قبره وتصلیة جحیم فی الاخرة ش اور جس شخص نے جواب باصواب نہ دیا تو اُسکی قبر
مین آب گرم جوش مارنے والے سے مہمانی کیجائیگی اور آخرت مین جہنم مین داخل ہوگا مترجم
کہتا ہے کہ کیفیت سوال وجواب کی قبر مین جو احادیث سے ثابت ہوئی ہے یہہ ہے کہ جب میت

کو قبر مین دفن کرکے لوگ پہرتے ہین تو دو فرشتے اُسکی قبر مین آتے ہین ایک نام منکر ہے
اور دوسرے کا نام نکیر اور اس ہیبت اور صورت سے آتے ہین کہ آواز اُنکی مثل رعد غرندہ کے
ہوتی ہے اور آنکہین اُنکی مثل برق جہندہ کے چمکتی ہوتی ہین نیشون سے زمین کو چیرتے ہوے
اور بال اُن کے اس قدر دراز اور لنبے ہوتے ہین کہ اپنے بالون مین راہ چلتے ہین پس وہ
اس ہیبت سے آنکر اُس سے پوچہتے ہین کہ کون ہے رب تیرا اور کون ہے نبی تیرا اور کون
امام تیرا اور کیا ہے دین تیرا اور کونسی ہے کتاب تیری پس اگر وہ مومن ہے اور اُس نے جواب
دیا کہ رب میرا اللہ جل جلالہ ہے اور نبی میرا محمد ہے اور امام میرا علی ابن ابیطالب ہو اور اسی طرح
سب بارہ امامون کے نام بتائے اور پہر کہا کہ قرآن کتاب میری ہے اور اسلام دین میرا ہے تو
وہ فرشتے کہتے ہین کہ اب تو سو آرام سے جیسا کہ دولہ شب عروسی مین عروس کے ساتہ سوتا
ہے اور اُسکی قبر مین ایک دروازہ بہشت کا کہول دیتے ہین کہ ہوائے بہشت اُس سے اُسکی
قبر مین آنے لگتی ہے اور وہ شخص اپنی جگہ بہشت مین دیکہتا ہے اور قبر کو اُسکی اسقدر کشادہ
کرتے ہین کہ جس قدر آنکہہ کام کرے اور روح کو اُسکی قبر سے باہر لیجاتے ہین اور غرفون مین
اور باغون مین بہشت کے بجوار جناب رسولخدا اور ائمہ ہدی رکہتے ہین کہ ہمیشہ وہ روح زیارت
سے آنحضرات کی مشرف ہوتی ہے اور آنحضرات کی صحبت مین انواع و اقسام کی نعمتون اور لذتون
کے ساتہہ شریک رہتے ہین اور سب خویش تبار اور دوست و احباب باہمدگر باغون مین بہشت
کے ملتے ہین اور صحبت رکہتے ہین اور اگر وہ میت کافر ہے تو وہ دونون فرشتے شیطان کو
اُسکے روبرو لا کر کہڑا کرتے ہین اور پہر اُس سے رب اور نبی اور امام سے سوال کرتے ہین
اور وہ نہین بتاتا تو وہ فرشتے ایسا ایک گرز اُسے مارتے ہین کہ اگر تمام جن و انس جمع ہون تو
بہی تاب اُسکی نہ لاسکین اور وہ کافر اُس گرز آتشین کی حرارت سے ایسا گہل جاتا ہے جیسے
سیسہ آگ پر پگہل جاتا ہے پہر روح کو اُس کے بدن مین داخل کرتے ہین اور دلکو اُس کے
ما بین دو لوح آتشین کے رکہتے ہین پس وہ آرزو کرتا ہے اور کہتا ہے کہ پروردگارا قیامت
کو تو دور کر اور جلدی سے نہ لا بخلاف مومن کے کہ وہ کہتا ہے کہ خداوندا قیامت کو تو جلد لا اور
قایم کر شاید کہ مین اپنے اہل و عیال سے ملون اور بعض روایت مین جناب امام موسی کاظم سے

منقول ہے کہ جب نکیرین مومن سے پوچھتے ہین کہ پیغمبر تیرا کون ہے اور وہ کہتا ہے کہ محمد مصطفےٰ
تو وہ پہر پوچھتے ہین کہ محمد کون ہے وہ کہتا ہے پسر عبد اللہ پسر عبد المطلب پہر نکیرین پوچھتے
ہین کہ امام تیرا کون ہے وہ کہتا ہے علی پہر وہ کہتے ہین کہ کون علی وہ کہتا ہے کہ فرزند ابوطالب
ابن عبد المطلب پہر وہ پوچھتے ہین کہ تو نے اُسکو کیونکر جانا اور وہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو
ہدایت کی اور مجکو اسپر ثابت رکہا یہہ سنکر نکیرین اُس سے کہتے ہین کہ اب تو آرام سے سو
اور اگر وہ کافر ہے اور کہتا ہے کہ پیغمبر میرا محمد ہے اور اسلام میرا دین ہے تو نکیرین اُس سے
کہتے ہین کہ یہہ تو نے کہان سے جانا وہ کہتا ہے کہ مینے آدمیون سے یہہ ہی سنا تہا مینے بہی
یہہ ہی کہا اُسوقت نکیرین اُسپر ایک گرز مارتے ہین کہ وہ جل کر خاکستر ہو جاتا ہے ۔ اور بہی
ابن بابویہ نے جناب موسی کاظم سے روایت کی ہے کہ جب مومن مرتا ہے تو ستر ہزار
فرشتے اُس مومن کی مشایعت کرتے ہین تا بہ قبر اور جب قبر مین اُسکو رکھتے ہین تو نکیرین
آنکر اُس سے سوال کرتے ہین خدا اور رسول اور امام سے اگر وہ جواب درست دیتا ہے
جیسا کہ اوپر گذرا تو ایک دروازہ بہشت کا اُسکی قبر مین کہولدیتے ہین کہ اُس سے ہوائے خوشبو
بہشت سی آتی ہے اور قبر کو اُسکی کشادہ کرتے ہین جہانتک کہ نظر کام کرے اور طعام بہشت اُسکے
واسطے لاتے ہین اور یہہ معنے ہین بقول خدائے تعالے کے فاما ان کان من المقربین
فروح وریحان وجنۃ نعیم خلاصہ یہہ ہے کہ اگر ہے وہ مقربین سے تو قبر مین اُسکے
واسطے آسایش ہے اور ہوائے خنک اور آخرت مین جنت ہے اور نعمتین اور جو اگر کافر ہے
اور وہ مرتا ہے تو مشایعت کرتے ہین اُسکی ستر ہزار فرشتے عذاب کے تا بہ قبر اور وہ کافر اپنے
اُٹھانے والون کو کہتا ہے اور قسم دیتا ہے کہ مجہے پہرے چلو اور یہہ ایسی آواز بلند سے کہتا ہے
کہ سوای جن وانس کے اور سب حیوانات سنتے ہین اور فرشتون سے بہی کہتا ہے کہ مجہے دنیا
مین پہر لے چلو شاید کہ ایکے مین عمل شائستہ کرون وہ فرشتے کہتے ہین کہ تو جہوٹا ہے اے
دشمن خدا اگر تجہے دنیا مین پہر لیجائین تو ہرگز تو عمل نیک نہ کرے بلکہ پہر تو وہی کرے کہ
جو تو کرتا تہا پہر جب اُسے قبر مین رکہتے ہین تو نکیرین اُسکے پاس آتے ہین بصورت مہیب خوفناک
اور اُسکو بٹہاتے ہین اور خدا اور رسول سے سوال کرتے ہین وہ مضطرب ہو کر اور گہبرا کر کہتا ہے

کہ مین نہین جانتا خدا اور رسول کو اسوقت فرشتے اُسکے سر پر ایک گرز آتشی اس زور سے
مارتے ہین کہ سب حیوانات کے بدن مین اُسکے خوف سے لرزا پڑجاتا ہے اور اعضا کانپنے
لگتے ہین اور ایک دروازہ جہنم کا اُسکی قبر مین کہولدیتے ہین اور آب گرم اُسکے پینے کو دیتے ہین
اور یہہ ہی معنے ہین اس آیت کے واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل
من حمیم وتصلیۃ جحیم یعنی اور لیکن اگر ہے مکذبین ضالین سے تو قبر مین ہے واسطے
اُسکے آب گرم اور آخرت مین جہنم سوزان الغرض ان روایات سے ثابت ہوا کہ قبر مین عقائد
ایمان کے پوچہے جاتے ہین اور انہین سے سوال کیا جاتا ہے خصوص امامت ائمہ سے
اور یہہ امر یعنے قبر مین امامت ائمہ سے سوال کرتے ہین کتب اہل السنن سے بہی ثابت ہے
جیسا کہ شیخ کشی نے بسند معتبر یونس ابن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ مین ایکروز جناب
امام رضا کی خدمت مین حاضر ہوا اُس جناب نے فرمایا کہ علی ابن ابی حمزہ مر گیا مینے عرض
کیا کہ ہان مر گیا فرمایا کہ آگ مین داخل ہوا اسواسطے کہ جب اُس سے میرے پدر عالی قدر
کے بعد پوچہا کہ بعد اُن کے تیرا کون امام ہے تو اُسنے کہا کہ مین نہین جانتا تو فرشتون نے
ایک گرز اُسپر ایسا مارا کہ قبر اُسکی آگ سے بہر گئی حاصل یہہ کہ اول جو چیز قبر مین پوچہی جاتی
ہے وہ یہہ ہے کہ خدا تیرا کون ہے اور رسول تیرا کون ہے اور امام تیرا کون ہے پس اگر
اُسنے جواب دیا کہ خدا میرا پروردگار میرا ہے کہ جس نے مجھے پیدا کیا اور رسول میرا محمد ہے
اور امام میرا علی ابن ابیطالب ہے تو اُسنے نجات پائی ورنہ عذاب مین گرفتار ہوا منقول ہے
کہ ایک شخص نے جناب رسولخدا سے پوچہا کہ یا نبی اللہ ہمارا ولی کون ہے فرمایا کہ اس زمانے
مین ولی تمہارا علی ابن ابیطالب ہے اور بعد اُسکے اوصیا اُسکے ہین اور واسطے ہر زمانہ کے
ایک عالم ہوتا ہے کہ خدائے تعالے اُسکے ساتہہ اپنے بندون پر حجت تمام کرتا ہے اور
اوصیا اصحاب صراط ہین کہ صراط پر کہڑے ہونگے اور داخل بہشت نہوگا مگر وہ شخص کہ اُن
اوصیا کو پہچانتا ہوگا اور یہہ حضرات اُسکو جانتے ہونگے اور پہچانتے ہونگے کہ یہہ ہمارا دوست
ہے اور جہنم مین داخل نہوگا مگر وہ شخص کہ یہہ ائمہ اُسکو اپنا دوست اور محب نہ جانتے ہونگے
اور یہہ شخص آنحضرات کو اپنا امام مفترض الطاعت نجانتا ہوگا اور بصفت امامت اُن کو

نہ پہچانتا ہوگا اور یہی جناب صادق ؑ سے مروی ہے کہ میت مومن کو جب گہر سے باہر لاتے
ہین تو ایک گروہ ملائکہ کی اوسکی مشایعت کر کے اوسکو قبر تک پہونچاتے ہین اور جبکہ اوسکو قبر مین
رکہتے ہین تو زمین کہتی ہی کہ مرحبا خوش آیا تو اپنی اہل کیطرف بیشک حورون کے پاس بخدا اسکو نگ
کہ مین دوست رکہتی تہی اور چاہتی تہی کہ مثل تیرا مجہپر راہ چلے اب تو دیکہہ کہ مین تیری ساتہہ
کیا حسن سلوک کرتی ہون پس قبر کو اوسکی اسقدر کشادہ کرتے ہین کہ جہانتک نظر کام کرے
اور دو فرشتے اوسکی قبر مین داخل ہوتے ہین اور خدا و رسول اور امام سے سوال کرتے ہین
جب وہ جواب باصواب دیتا ہے تو — آسمان سے ندا آتی ہے کہ سچ کہا میرے بندے نے اسکی
قبر مین بہشت سے فرش لاکر بچہاؤ اور ایک دروازہ بہشت کا اسکی قبر مین کہولدو اور حلہ ہائے
بہشت اسکو پہناؤ تا میرے پاس آئے اور اگر کافر ہے یا دشمن اہلبیت ؑ تو ملائکہ عذاب بہ بدترین
صورت اور ہیبت تشکل اوسکی مشایعت کرتے ہین تا بہ قبر اور زمین اوس سے کہتی ہے کہ تو
بری جگہہ آیا اور مین تجہے دشمن رکہتی تہی اور چاہتی تہی کہ مثل تیرا کوئی مجہپر راہ نہ چلی — اب تو
دیکہہ کہ مین تجہسے کیا سلوک کرتی ہون پس اوسپر قبر تنگ ہو جاتی ہے اور اسقدر اوسکو فشار
کرتی ہے اور بہینچتی ہے کہ دونون جانب کی پسلیان اور ہڈیان آپسمین ملجاتی ہین اور چور چور
ہو جاتی ہین پس نکیرین بصورت مہیب مخوف اوسکے پاس آتے ہین اور اوسکو ناگہان اوٹہا کر
بٹہاتے ہین اور روح کو اوسکی بدن مین داخل کرتے ہین اور پہر خدا اور رسول اور ائمہ ہدیٰ
سوال کرتے ہین پس اگر وہ مضطر ہو کر کہتا ہے کہ ہان مین سنا کرتا تہا کہ یہہ خدا اور رسول
اور امام ہین اوسوقت ندا آتی ہے کہ یہہ بندہ میرا جہوٹ کہتا ہے اسکی قبر کو آگ سے بہر دو
اور آگ کے کپڑے اسکو پہنا دو اور ایک دروازہ جہنم کا اسکی قبر مین کہولدو تا آوے میرے
پاس اور جو کچہہ کہ میرے پاس اسکے لئے ہے وہ بدتر ہے اس حالت سے کہ جواب اسکے
واسطے ہے پس تین مرتبہ اوسپر گرز مارتے ہین کہ ہر مرتبہ آگ اوسکی قبر مین بہر جاتی ہے گی
اور وہ ضرب ایسی ہوتی کہ اگر ایک ضرب کو ہائے تہامہ پر پڑے تو ریزہ ریزہ ہو جائین
اور مسلط کرتا ہے خدا اوسپر قبر مین سانپ اور بچہو کہ اوسکو وہ کاٹتے ہین اور چیرتے ہین اور
پہاڑتے ہین اور وہ ایسے سانپ ہین کہ اگر ایک اونمین سے زمین کیطرف پہونک مارے تو روئی زمین کی ساری

گہانس جل جائے اور پہر کبہی نہ پیدا ہو اور یہی جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی جگہہ
قبر کی نہین ہے کہ ہر روز تین دفعہ پکارتی ہے اور کہتی ہے کہ مین ہون خانۂ خاک اور مین
ہون خانۂ بلا اور مین ہون خانۂ کرم اور مین ہون ایک باغ باغہائے بہشت سے
یا ایک گہر ہون گہرون جہنم سے پس جب مؤمن قبر مین رکہا جاتا ہے تو ایک دروازہ
بہشت کا قبر مین اوسکی کہول دیتے ہین کہ وہ اپنی جگہہ بہشت مین دیکہتا ہے پس اوس سے
ایک مرد باہر آتا ہے نہایت خوب صورت مؤمن اوس سے کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا
تو کون ہے کہ مینے کبہی کسی شخص کو تجہسے بہتر اور خوشتر و تر نہین دیکہا وہ کہتا ہے کہ
اعتقاد نیک تیرا ہون اور اگر کافر ہے تو دروازہ جہنم کا اوسکی قبر مین کہولدیتے ہین
اور اوس سے ایک شخص نہایت کریہہ منظر بدشکل خوفناک صورت باہر آتا ہے یہہ کافر
اوسکو دیکہکر لرز جاتا ہے اور خوف کے مارے کانپنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ تو کون ہے
کہ تیری صورت سے مجہے ڈر لگتا ہے وہ کہتا ہے کہ مین تیرا اعتقاد باطل ہون پس وہ حکو
اوسکی جہنم مین اوس جگہہ کہ جو اوسکو دکہلائی گئی ہے داخل کرتے ہین اور ہمیشہ شعلۂ آتش
اوسکو جلاتا رہتا ہے اور اپنے بدن مین الم اور سوزش اور حرارت آگ کی محسوس کرتا ہے اور
یہی حال اوسکا روز قیامت تک رہتا ہے اور قبر مین اوسکی ۶۹ اوننتر مار عظیم یعنے اژدہے
اوسپر مسلط کئے جاتے ہین کہ وہ اوسکے گوشت کو نوچ نوچ کر کہاتے ہین اور وہ سانپ
ایسے ہین کہ ایک پہونک زمین پر مارین تو پہر کبہی اوسپر گہانس نہ اُگے اور بعض روایات
سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر مین بعض اعمال سے سوال کرتے ہین جیسا کہ جناب صادقؑ سے
منقول ہے کہ قبر مین پانچ چیزونسے سوال کرتے ہین نماز اور زکوۃ اور حج اور روزہ سے
اور پانچوین ولایت اور دوستی ہم اہلبیتؑ سے پس جب یہہ پانچون چیزین قبر مین جمع ہوتی
ہین تو ولایت ہم اہلبیت کی اون چار چیزونسے کہتی ہے کہ جو اس شخص نے تم مین نقصان
کیا ہو اور جسقدر تم مین نقصان باقی رہا ہو تمامی اوسکی اور پورا کردینا اوسکا مجہپر ہے مین اوس
نقصان کو تمہارے پورا کردونگی اور یہی منقول ہے کہ جب مؤمن کی میت کو قبر مین رکہتے ہین تو نماز
جانب راست اور زکوۃ جانب چپ اور صبر ایک طرف سے آتے ہین اور فرشتے اوس سے پوچہتے ہین تو صبر نماز

اور روزہ سے کہتاہے کہ اسکی مدد کرو اور خبر لو اپنی صاحب کی اور اگر تم عاجز ہو تو مین اسکی
مدد کرون اور یہی منقول ہے کہ قبر مین چہہ صورتین آتی ہین مگر ایک وہین سب سے زیادہ خوبصورت
ہوتی ہی پس ایک صورت جانب راست اور ایک جانب چپ اور ایک روبرو اور ایک پس پشت
میت کے کہڑی ہوتی ہے پس جس جانب سے عذاب اوسپر آتا ہے تو اوس طرف کی صورت
اوسکو منع کرتی ہی اور وہ صورت کہ جو سب سے زیادہ خوشتر و اور خوب صورت ہے اور صورتونسے
پوچہتی ہی کہ خدا تمکو جزائے خیر دی تم کون ہو پس جانب راست والے کہتے ہین کہ مین نماز
ہون اور جانب چپ والے کہتے ہین کہ مین زکوۃ ہون اور آگے والے کہتے ہین کہ مین روزہ
اور پیچہے والے کہتے ہین کہ مین حج اور عمرہ ہون اور نیچے والے کہتے ہین کہ مین احسان اور نیکی ہون
کہ جو اسنے برادران ایمانی پر کیا ہے پہر وہ سب صورتین اوس صورت سے پوچہتی ہین کہ تو
کون ہی کہ جو تو ہم سب سے زیادہ خوب صورت ہی وہ صورت کہتی ہی کہ مین ولایت آل محمدؐ ہون اور
ہی ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب علی بن الحسین عؑ سے روایت کی ہے کہ وہ جناب ہر جمعہ کو
مسجد رسولخداؐ مین وعظ فرماتے تہے اور ارشاد کرتے تہے کہ اے فرزند آدم اجل تیری بہت
جلد تیری طرف چلی آتی ہے اور بہت قریب ہی کہ وہ تجہے آن پکڑے اور ملک الموت تیری قبض
روح کرے اور جائے تنہا مین تجہے ڈال آئین اور پہر قبر مین تیری روح کہ تیری بدن کی طرف
پہیرین اور نکیرین تجہسے سوال کرنیکو آئین اور تیری اعتقادات سے پوچہین کہ دین تیرا کیا ہے
اور کتاب تیری کیا ہے کہ جسکی تو تلاوت کیا کرتا تہا اور امام تیرا کون ہے کہ جسکی ولایت تونے
اختیار کی تہی اور اپنی عمر تونے کس چیز مین بسر کی اور مال کو کہانسے پیدا کیا اور کس کسطرحسے
جمع کیا اور کس چیز مین خرچ کیا پہر وہ جناب فرماتے تہے کہ اے شخص تو جواب ان سب باتونکا
پہلے سوال مہیا اور آمادہ کر رکہتا او سوقت تو جواب دینے مین حیران و سرگردان نہو پس اگر تو مومن
متقی پرہیزگار عبادت گذار ہے اور اولیاء اللہ اور دوستان خدا سے اور شناسا اور عارف اپنے دین و
ایمانکا اور تابع احکامات ائمہ صادقین کا ہی تو خدا اوسوقت تیری حجت کو تجہے تلقین کریگا اور زبانکو تیری ساتہ
صواب کے گویا کریگا پس تو جواب نیکو دیگا اور وہ تجہے بشارت بہشت کی دیگا اور ملائکہ تیرا استقبال
کرینگے ساتہ روح اور ریحان اور خوشنودی خدا اور زبان خوشروکی اور اگر ایسا نہین ہی تو زبان تیری

مضطرب ہوگی اور حجت تیری باطل ہوگی اور خبر دی جائیگی تجہی آتش جہنم کی اور استقبال کرینگے
تیرا ملائکہ عذاب اور بہی زرارہ نے جناب امام محمد باقر ع سے روایت کی ہی کہ مینے اونحضرت جناب
سے پوچہا کہ جریدتین میت کے ساتہہ کیون رکہتے ہین فرمایا آپ نے اسواسطے کہ حساب کتاب میت سے
دور ہو کیونکہ جبتک وہ تر ہی عذاب میت پر نہین ہوتا اور عذاب میت پر اوسی روز ایکساعت مین ہوتا ہی
یعنی اوسوقت کہ میت کو قبر مین رکہکر سب آدمی دفن کرکے پہرتے ہین پس اسواسطے دو جریدتین
مقرر کئے ہین کہ اوس ساعت عذاب نکرین اور جب اوسوقت عذاب نہوا تو انشاء اللہ بعد خشک
ہونیکے بہی عذاب نہوگا اور اکثر اخبار مین وارد ہی کہ وہ دو فرشتے کہ قبر مین آتے ہین ایک کا نام
منکر ہی اور دوسریکا نام نکیر اور بعض روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ مومن کی قبر مین جو آتے ہین
وہ مبشر اور بشیر ہین اسواسطے کہ مومن کی پاس جو فرشتے آتے ہین وہ خوب صورت اور خوبرو
ہوتے ہین اور خوشخبری دیتے ہین ثواب اور نعیم بے منتہا کی اور کافر کے پاس جو آتے ہین وہ زشت
رو بدشکل ہوتے ہین اور ڈراتے ہین عذاب ابدی سے پہر شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ من اکثر
ما یکون عذاب القبر من النمیمۃ وسوء الخلق والاستخفاف بالبول سے یعنی زیادہ
عذاب قبر شخصون کے لئے ہے بسبب تین چیز کے ایک بواسطہ سخن چینی کے یعنے چغل خوری کے
اور دوسرے بواسطہ کج خلقی اور بدمزاجی کے اور تیسری بواسطہ استخفاف اوسکی پیشاب کی یعنے
پرہیز کرنیکی پیشاب سے یا بمعنی کہ پیشاب کرکے بے طہارت کئے اوٹہہ کہڑے ہونا یا جسطرح
طہارت کرنا چاہیے اوسطرح نکرنا یا اوسکی نجاست کو سبک جاننا اور اگر اوس سے کوئی عضو آلودہ ہو جاے
تو اوسکو پاک نکرنا پس ان تین چیز کیواسطے سب سے زیادہ عذاب مقرر ہی اور ابن عباس سے منقول
ہی کہ عذاب قبر مین حصہ ہی ایک حصہ واسطے غیبت کی اور ایک حصہ واسطے سخن چینی کی اور عیب
جوئی کی اور ایک حصہ واسطے نہ پرہیز کرنیکی پیشاب سے یعنے اوس سے طہارت نکرنا اور بدنکو اور کپڑونکو
اوس سے آلودہ رکہنا م واشد ما یکون عذاب القبر علی المومن المحق مثل اختلاج العین
او شرطۃ حجام یعنی سخت ترین عذاب کہ مومن پر قبر مین ہوتا ہے ایسا ہی کہ جیسے پہرکنا آنکہہ کا یا جیسا نشتر حجام کا ویکون
ذلک کفارۃ لما بقی علیہ من الذنوب التی لم یکفرها الہموم والغموم والامراض وشدۃ النزع عند الموت سے یعنی ہوتا ہے
یہ عذاب قبر کفارہ بعض اون گناہان کا کہ جو باقی رہجاتے ہین بعد ہم اور غم اور امراض اور شدت

جانکندن کے اور یہہ چیزین کفارہ اُنکا ہوئین تو پس عذاب قبر اُنکا کفارہ ہوجاتا ہے حاصل یہہ
کہ بعض گناہ ہم سے اور بعض غم سے اور بعض مرض سے اور بعض شدت جانکندن سے دور
ہوجاتے ہین اور جو کوئی گناہ انکے بعد رہ جاتا ہے تو اُسکو عذاب قبر دور کرتا ہے م فان رسول
اللہ کفن ام امیر المومنین فاطمة بنت اسد فی قمیصه بعد ما فرغ النساء من غسلها
ش اُسواسطے کہ رسول خدا نے کفنایا والدہ ماجدہ جناب امیر کو اپنی چادر مین بعد اسکے فارغ ہوئیان
عورتین اُنکے غسل سے یعنے جبکہ عورتین اُنکو غسل دے چکین تو جناب رسولخدا نے اپنی چادر
کا اُنکو کفن دیا م وحمل جنازتها علی عاتقه ش اور اُٹھایا اُنکے جنازے کو اپنے دوش
مبارک پر م فلم یزل تحت جنازتها حتی اوردها قبرها ش پس نہ ہٹے آپ اُنکے
جنازے کے نیچے سے یہانتک کہ رکھا اُسکو اُسکی قبر مین یعنے اُنکے جنازے کو اُٹھائے ہوئے
رہے اور اپنے دوش مبارک سے نہ اُتارا تا اینکہ لائے جنازے کو قبر پر اُنکی م ثم وضعها و
دخل و نزل صلی اللہ علیه و آله الی قبرہ ش پھر اُنکے جنازے کو دوش مبارک سے
اُتار کر کنارے پر قبر کے رکھا اور پہلے آپ قبر مین اُترے م واضطجع فیه ش اور اُسمین
لیٹے م ثم قام فاخذها علی یدیه و وضعها فی قبرها ثم انکب علیها یناجیها طویلا
ش پھر کھڑے ہوئے آپ اور اُٹھایا اُنکو اپنے ہاتھون پر اور رکھا اُنکو قبر مین پھر جھکے آپ اور لگائے
سر مبارک اُنکے نزدیک اور دیر تک آہستہ اُن سے کچھہ کہتے رہے م ویقول لها ابنکِ ابنکِ
ش اور فرمایا بیٹا تیرا بیٹا تیرا م ثم خرج وسوی علیها التراب ثم انکب علی قبرها ش
پھر آپ قبر سے باہر تشریف لائے اور خاک اُسپر ڈالکر برابر کیا پھر جھکے اُنکی قبر پر م فسمعوہ و
ھو یقول لا اله الا اللہ اللهم انی استودعها ایاک ثم انصرف ش پس سناسب نے
کہ آپنے فرمایا اے بار خدایا بدرستی کہ مینے امانت سپرد کی ساتھہ تیرے فاطمہ بنت اسد کو پھر یہہ فرماکر
آپ قبر سے پھرے م فقال له المسلمون یارسول اللہ انا رأیناک صنعت الیوم شیئا
لم تصنعه قبل الیوم ش سب مسلمانون نے آپ سے عرض کی کہ یارسول اللہ ہمنے آج
آپ سے وہ بات دیکھی کہ پہلے اس سے ایسی بات آپسے نہین دیکھی یعنے آج آپنے وہ کام
کیا کہ سوائے آجکے کبھی پہلے اس سے وہ کام آپنے نہین کیا م فقال الیوم فقدت

برا باطالب ش آپنے فرمایا کہ ایہا الناس آج مینے کہویا اور گم کیا نیکی کو ابوطالب کی بیٹے اُنکی
ابل اور بی بی فاطمہ بنت اسد کو م انہا کانت لیکون عندھا النعمت فتوثرنی بہا علی نفسہا
وولدہا ش اور حال فاطمہ بنت اسد کا نسبت میرے یہہ تہا کہ اگر کوئی نعمت اُنکے پاس ہوتی
ہتی تو وہ اختیار کرتی تہین واسطے اُس نعمت کے مجکو اپنے نفس پر اور اپنی اولاد پر یعنے نہ آپ
کہاتی تہین اور نہ اپنی اولاد کو دیتی تہین مجہے کہلادیتی تہین م وانی ذکرت یوم القیمۃ یوما
وان الناس یحشرون عریانا ش اور ایکروز مینے اُنکے روبرو حال روز قیامت کا بیان کیا
اور یہہ بہی کہا کہ آدمی روز قیامت مین برہنہ اُٹہینگے م فقالت واسوتاہ ش یہہ سنکر اُنہون
نے آہ کی اور کہا وای رسوائی اُسروز کی م فضمنت لہا ان یبعثہا اللہ کاسیۃ ش پس
مین ضامن ہون اُنکے واسطے اس امر کا کہ خدائے تعالے اُنکا پوشیدہ حشر کریگا اور برہنہ نہ
اُٹہائیگا م وذکرت ضغطۃ القبر ش پہر ایک روز مینے ذکر کیا حال فشار قبر کا م فقالت
واضعفاہ ش پہر یہہ سنکر کہ قبر فشار کریگی گہبرا کر کہا کہ وای ضعف و ناتوانی م فضمنت لہا
ان یکفیہا اللہ ذلک ش پہر مین ضامن ہوا واسطے اُنکے اسکا کہ اللہ تعالے کفایت کریگا
اُنکی اس امر مین بہی یعنے فشار سے اُنکو بچا دیگا م فکفنتہا بقمیصی واضطجعت فی قبرہا
لذلک ش پس اس سبب سے مینے اُنکو اپنی چادر مین کفنایا اور اُنکی قبر مین لیٹا تار وز قیامت
مین برہنہ محشور نہون اور قبر اُنکو فشار نہ کرے م وانکبت علیہا فلقنتہا ما تسئل عنہ
ش اور جبکہ مین اُنکی قبر مین اور تلقین کین اور بتائین مینے اُنکو وہ باتین کہ جنسے سوال کیا گیا
اُن سے م وانما سئلت عن ربہا فقالت اللہ ربی ش اور جبکہ سوال کیا گیا اُن سے
رب اُنکے سے کہا اُنہون نے کہ رب میرا اللہ ہے م وسئلت عن نبیہا فاجابت محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ ش اور جبکہ سوال کیا گیا نبی سے اُنکے کہ نبی تیرا کون ہے کہا محمد م وسئلت
عن ولیہا وامامہا فارتج علیہا وتوقفت فقلت لہا ابنک ابنک فقالت ولدی امامی
ش اور جبکہ سوال کیا گیا اُن سے کہ امام تمہارا کون ہے تو جواب دینے مین عاجز ہوئین اور
تامل و توقف کیا اُسمین مینے کہا بیٹا تمہارا بیٹا تمہارا یہہ سنکر جواب دیا کہ بیٹا میرا امام میرا ہے م فانصرفا
عنہا وقالا لیس علیک سبیل لنا ش پس یہہ سنکر وہ دونون فرشتے اُنکے پاس سے

پہر گئے اور کہہ گئے کہ نہین ہے راہ ہمکو تمہاری طرف م نامی کما ینام العروس فی حدّ دعا
ش اب سوؤ تم جیسے کہ عروس سوتی ہے اپنے حجرے مین م ثم ماتت موتۃ ثانیۃ
ش پہر مرین مرنا دوسرا م تصدیق ذلک فی کتاب اللہ تعالے ربنا امتنا اثنتین
واحییت اثنتین فاعترفنا بذنبنا فہل الی خروج من سبیل ش یعنے تصدیق اسکی بیچ قول
خدا تعالے کے ہے کہ کہین گے کفار اے پروردگار ہمارا تونے ہمکو دو مرتبہ ایک مرتبہ دنیا
مین اور دوسری مرتبہ قبر مین بعد سوال وجواب کے اور زندہ کیا تونے ہمکو دو مرتبہ ایک مرتبہ
قبر مین واسطے سوال وجواب کے اور دوسری مرتبہ بروز قیامت پس اقرار کیا ہمنے گناہون کا
پس آیا ہے دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل - غرض اس سے ثابت ہوا کہ سوال قبر حق ہے
اور یہہ مسئلہ اجماعیات اہل اسلام سے ہے کہ قبر مین سوال ہوتا ہے اور روح کو واسطے سوال
کے بدن مین پہیرتے ہین بلکہ ضروریات دین اسلام سے ہے اور منکر اسکا کافر ہے - اور ابن
بابویہ نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جو شخص کہ انکار کرے تین چیز کا وہ ہمارے
شیعون سے نہین ہے معراج کا اور سوال قبر کا اور شفاعت کا اور ایسے ہی آنا دو فرشتون کا
واسطے سوال کے متواترات اور ضروریات دین سے ہے اور مشہور مابین متکلمین امامیہ یہہ ہے
کہ سوال قبر سبکے واسطے نہین بلکہ خاص واسطے مومن کامل کے ہے یا واسطے کافر کامل کے
اور مستضعف اور اطفال ومجانین سے سوال نہین ہوتا اور ایسے ہی اُس شخص سے سوال
نہین ہوتا کہ جسکی قبر مین تلقین پڑہی جاتی ہے جیسا کہ روایت مین وارد ہے کہ فرشتے ملقین
سنکے ایک دوسرے سے کہتے ہین آؤ چلین کہ تلقین حجت اسکی ہوئی - اور ایسے شیخ شہید
رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سوال قبر حق ہے بتابا مگر جس کسی کو تلقین سنائی گئی ہو اُس
سے سوال نہین ہوتا - اور شیخ مفید رہ نے شرح عقاید مین یعنے اس رسالہ اعتقادیہ ابن بابویہ
کی شرح مین کہا ہے کہ ارواحین بعد موت اجساد کے دو طرح پر ہوتی ہین بعض تو ثواب
پاتی ہین یا عذاب اور بعض نہ ثواب پاتی ہین اور نہ عقاب جناب صادق سے ایک
شخص نے پوچہا کہ آدمی کی روح بعد مرنے کے کہان جاتی ہے فرمایا کہ جو شخص مرجاتا ہے
یا تو وہ شخص مومن خالص الایمان ہے اور یا محض کافر خالص الکفر ہے تو اُسکو اور ایسا

ہی بدن کہ جیسا اُنکے واسطے اِس دنیا مین ہے ملجاتا ہے اور روح اُسکی اُسمین رہتی ہے
اور روز قیامت تک اپنے اعمال کی سزا اور جزا پاتا ہے اور جب خدای تعالی ارادہ کرتا
ہے کہ اُنکو اُنکے اعمال کی پوری اور کامل سزا و جزا دے تو پہر زندہ کرتا ہے حاصل یہہ کہ
مومن کو بعد مرنے کے بدن مثالی مثل اس بدن کے ملجاتا ہے اور قیامت تک نعمات جنت
مین رہتا ہے اور جب اُسکو حکم ہوتا ہے کہ داخل بہشت ہو تو وہ کہتا ہے کہ اے کاش کہ قوم
میری جانتی میرے بخشے جانے کو کہ پروردگار نے مجھے اپنی رحمت سے کیسا بخشا اور اگر کافر
ہے تو اُسکی روح کو بہی ایسا ہی بدن مثالی ملجاتا ہے اور قیامت تک آتش سوزان
مین جلتا ہے اور بروز قیامت جہنم مین داخل کیا جاتا ہے - اور احادیث مین وارد
ہے کہ انبیا اور ائمہ کی ارواحین اُنکے اِسی بدن اصلی مین رہتی ہین کہ جو اُن کے واسطے
دنیا مین ہے اور اسی بدن اصلی مین تنعم اور عیش و عشرت کرتی ہین اور یہہ مخصوص انہین
کے واسطے ہے اور اوروں کے واسطے نہین ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ انسے سوال قبر
بہی نہین ہوتا لیکن چونکہ اس بات کی آیت اور حدیث مین تصریح نہین ہوئی تو چاہیے
کہ اس باب مین ہونے اور نہونے کا اعتقاد نہ کرے اور اسکو علم خدا اور رسول پر چہوڑ دے
اور یہی منقول ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ جو شخص کہ صلوۃ بہیجتا ہے مجہپر نزدیک میری
قبر کے تو مین آواز اُسکی سنتا ہون اور جو دور سے بہیجتا ہے تو وہ میرے پاس پہونچتی ہے
اور جو میرے اوپر ایک مرتبہ صلوۃ بہیجتا ہے تو مین دس مرتبہ اُسپر صلوۃ بہیجتا ہون اور ایسا ہی
حال ہے ائمہ کا بہی کہ نزدیک سے آواز سنتے ہین اور دور سے درود اُنکو پہونچتا ہے۔ جاننا
چاہیے کہ فشار قبر سبکے واسطے ہے اور اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ جناب صادق
سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو سولی دی ہو تو اُسکو عذاب قبر پہونچتا ہے
یا نہین اُس جناب نے فرمایا کہ جو رب زمین کا ہے وہی رب ہوا کا ہے پس وحی کرتا
ہے خدائے تعالے طرف ہوا کے پس فشار کرتی ہے اور دباتی ہے ہوا اُسکو زیادہ تر
دبانے زمین سے اور ایک حدیث باین مضمون جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جو
شخص مرے درمیان زوال پنجشنبہ اور زوال جمعہ کے مومنون سے پناہ مین رکہتا ہے خدا اُسکو

ضغطہ قبر سے - اور بھی زرارہ نے جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میننے
ایک روز اُس جناب سے پوچھا کہ جریدتین قبر میں میّت کے ساتھہ کیوں رکھتے ہیں فرمایا اُن
جناب نے اسواسطے رکھتے ہیں کہ حساب و کتاب میّت سے دور ہو کیونکہ جب تک وہ تر ہے
عذاب میّت پر نہیں ہوتا اور عذاب میّت پر نہیں ہوتا مگر اُسی روز اور ایک ساعت میں ہوتا
ہے یعنے اُسوقت کہ میّت کو قبر میں رکھہ کر سب آدمی دفن کر کے پھرتے ہیں پس اسواسطے دو
جریدتین مقرر کیے ہیں کہ اُس ساعت اُسپر عذاب نہ کریں اور جب اُس ساعت اُسپر عذاب نہوگا
تو پھر انشاء اللہ بعد خشک ہونے کے بھی اُسپر عذاب نہوگا - جاننا چاہیے کہ ان دونوں فرشتوں
کے کئی نام ہیں کبھی ان دونوں کو منکر اور نکیر کہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور کبھی انکو مبشر اور بشیر
کہتے ہیں اور کبھی انکو نقاذان قبر کہتے ہیں اور کبھی انکو ممتحنان قبر کہتے ہیں اور اکثر اخبار و احادیث
میں وارد ہے کہ وہ دو فرشتے کہ جو قبر میں آتے ہیں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے
اور بعض روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی قبر میں جو فرشتے آتے ہیں وہ مبشر اور بشیر
ہیں اسواسطے کہ مومن کے پاس جو فرشتے آتے ہیں وہ خوبصورت اور خوشرو ہوتے ہیں اور
خوشخبری دیتے ہیں ثواب اور نعیم بے منتہا کی اور کافر کے پاس جو آتے ہیں وہ زشت رو
بدشکل ہوتے ہیں اور ڈراتے ہیں عذاب ابد سے ف واضح ہو کہ وقت مرنے کے ہر شخص کے
پاس جناب رسولخدا اور ائمہ ہدیٰ تشریف لاتے ہیں جیسا کہ جناب صادق سے منقول ہے
کہ جب مومن کے مرنے کا وقت قریب ہوتا ہے تو بحکم خدا دو فرشتے اُسکے پاس آتے ہیں ایک
منسیہ اور دوسرا سنخیہ منسیہ تو اہل اور مال کو اس سے بھلا دیتا ہے اور سنخیہ اُسکو جوانمرد اور راضی
جان دینے پر کر دیتا ہے پھر ملک الموت اُسکی روح کے قبض کرنے کو آتا ہے اور اُس سے کہتا ہے
کہ اے دوست خدا تو جزع اور فزع نہ کر بخدا کہ میں تیرے پدر مہربان سے زیادہ تر تجھپر شفیق اور
مہربان ہوں تو اپنی آنکھیں کھول کر دیکھہ جب وہ اپنی آنکھوں کو کھولتا ہے تو صورتیں جناب
رسولخدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی اُسکو نظر آتی ہیں پس فرشتے اُس سے کہتے ہیں کہ یہہ ہیں
رسولخدا اور یہہ ہیں امام تیرے جنکا تو رفیق ہوگا پھر اُسکو ایک آواز آتی ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ
اے پاکیزہ نفس مومن چونکہ تجکو یقین ہوا ہے محمدؐ اور آل محمدؐ کا اور اُنکی محبت میں تو نے دلکو

دیا ہے اور اُنکی اطاعت کی ہے رجوع کر طرف خدا کے اس حال میں کہ تو راضی ہوا ساتھ دوستی
ائمہ کے اور راضی کیا گیا ہے تو ساتھ ثواب خدا کے اور داخل ہو بیچ بندوں میرے کے یعنے
محمدؐ اور اہلبیتؑ اُنکے کے اور بیچ بہشت میری کے پس اُسوقت اُسکے نزدیک کوئی چیز بہتر اس سے
نہین کہ روح اُسکی بدن سے نکل جاوے اور اُس آواز دینے والے تک پونہچ جاوے - اور
بہی بطور تواتر جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے یا حادث ھمدان من یمت
یرنی مومن او منافق ؛ یعنے اے حارث ہمدان جو کوئی مریگا تو مجہکو دیکہیگا مومن ہو یا منافق
اور بہی بروایت صحیح اُم سلمہ سے مروی ہے کہ جناب رسولخداؐ نے جناب امیر سے کہا کہ اے علی
تیرے دوست تین جگہہ خوش ہونگے ایک وقت قبض روح کے کہ تم اُنکے پاس موجود ہوگے اور
دوسرے وقت سوال قبر کے اور تم اُنکو اُس جگہہ اعتقادات اُنکے یاد دلاتے ہوگے اور تیسرے
وقت حساب قیامت کی اور تم وہان اُنکو پہچانتے ہوگے اور بہی جناب امام حسن عسکری سے منقول
ہے کہ جب مومن محب اہلبیت کی موت قریب پہونچتی ہے اور ملک الموت قبض روح کو اُس کے
پاس آتا ہے تو وہ مومن اپنے سر کی طرف جناب رسولخدا کو اور ایک جانب جناب امیر کو اور
نزدیک پاؤن کے ایک طرف امام حسن کو اور دوسری طرف امام حسین کو اور خواص اور
دوستون آنحضرات کو کہ وہ سردار اس اُمت کے ہین بعد سادات آل محمدؐ کے پاتا ہے اور
کہتا ہے کہ فدا ہون آپ پر سے مان باپ میرے اے رسول رب العالمین اور اے وصی
رسولخدا اور اے دونون نواسو پیغمبر کے اور مرحبا اے گروہ بہترین اصحاب محمدؐ. کیا بڑا شوق تہا
مجہکو طرف تمہارے اور کیا ہی خوش ہوا ہون مین تمہاری ملاقات سے پس رسولخدا ملک الموت
سے سفارش کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے ملک الموت اِسکی قبض روح مین آسانی کر پس
ملک الموت کہتا ہے کہ یا حضرت آپ فرمائین کہ یہہ مرد مومن نظر کرے طرف اُن چیزون کے کہ
جنکو خدا نے اِسکے واسطے مہیا کیا ہے بہشت مین پس جب وہ دیکہتا ہے تو اُسکو ایسی چیزین نظر
آتی ہین کہ جو عقل مین نہین آسکتین اور نہ شمار کی جاتی ہین پہر ملک الموت کہتا ہے کہ مین
اِسکے ساتھہ نرمی کیونکر نہ کرونگا کہ جسکے واسطے ایسا ثواب ہے اور جسکے دیکہنے اور عیادت کو
آپ اور آپکی اولاد امجاد اور اصحاب کرام تشریف لائے ہین پہر فرماتے ہین رسولخدا کہ اے

ملک الموت مین تجہے سپرد کرتا ہون دوست اپنے کو اور بہائی اپنے کو تو نیکی کرنا اسکے ساتہہ اور
پہر تشریف لیجاتے ہین اُسوقت وہ مرد مومن کہتا ہے کہ جلدی کر اے ملک الموت میری قبض
روح مین کہ اب مجہے تاب مفارقت انحضرات کی نہین ہے پس ملک الموت نرمی سے اسکی
قبض روح کرتا ہے اور اس طرح اسکی روح کو بدن سے نکالتا ہے جیسے خمیر مین سے بال کو
نکال لیتے ہین پس جب پہر وہ قبر مین رکہا جاتا ہے تو پاتا ہے ہماری جماعت کو اپنے پاس
اور آتے ہین وہان منکر اور نکیر اور سلام کرتے ہین رسولخدا اور علی مرتضی اور حسنین پر اور کہتے ہین
کہ ہم آگاہ ہوئے آپکے آنے سے پس اگر خدا کو یہہ منظور نہوتا کہ اسکی فضیلت کو فرشتون پر
ظاہر کرے تو ہم اُسکے عقاید سے سوال نہ کرتے پہر اُسکے عقاید سے سوال کرتے ہین اور وہ
جواب دیتا ہے جیسا کہ اوپر گذرا پہر فرماتے ہین وہ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ کہ اگر ہوتا ہے وہ
شخص ہمارے دشمنون سے اور ہمارے دوستون کو وہ دشمن رکہتا ہے اور ہمارے دشمنون
کو وہ دوست رکہتا ہے اور ہمارے دشمنون کو ہمارے لقبون اور صفتون کے ساتہہ یاد کرتا ہے
تو پس جبکہ ملک الموت اُسکے پاس آتا ہے قبض روح کرنے کے واسطے تو خدائے تعالے
اُسوقت اُسکے روبرو اُن لوگون کو لاتا ہے کہ جنسے وہ محبت رکہتا ہے اور اپنا پیشوا جانتا ہے
اور وہ لوگ ایسے حال مین آتے ہین اور ایسے عذاب دردناک مین مبتلا ہوتے ہین کہ قریب
ہے کہ وہ شخص اُنکے دیکہنے سے مر جائے اور اُس شخص کو ہمیشہ اُن لوگون کے شدت عذاب
سے وہ چیز پہونچتی ہے کہ جسکا متحمل نہین ہو سکتا پس ملک الموت اُس سے کہتا ہے کہ اے فاجر
چہوڑ دیا تونے دوستان خدا کو اور اختیار کیا تونے دشمنان خدا کو پس آج کے دن نہین طاقت
رکہتے ہین وہ کہ بچا سکین تجہے عذاب خدا سے پس نازل ہوتا ہے اُسپر وہ عذاب کہ اگر تقسیم کیا جائے
ادنی اُسکا اوپر تمام اہل دنیا کے تو البتہ ہلاک کرے اُن سب کو اور جب وہ قبر مین داخل کیا
جاتا ہے تو ایک دروازہ بہشت کا اُسکے سرہانے کہولتے ہین اور کہتے ہین کہ دیکہہ بہشت کی نعمتون
کو اگر تو دوستان اہلبیت سے ہوتا تو یہہ نعمتین تجکو ملتین اور پہر کہولتے ہین ایک
دروازہ جہنم کا کہ انواع انواع عذابات جہنم کے اُسکی قبر مین آنکر بہر جاتے ہین پس کہتا ہے وہ فاجر
کہ خدایا نہ برپا کر تو قیامت کو اور علامت مومن کی وقت نکلنے جان کے یہہ ہے کہ رنگ اُسکا

علامت مومن کی وقت جان نکلنے کی

سفید ہو جاتا ہے اور پیشانی پر عرق آجاتا ہے اور دو لب آپس سے کھینچ جاتے ہین اور ناک
سُست جاتی ہے اور چشم چپ سے اُسکی آنسو نکلتے ہین پس انہین سے جو علامت پائی جاے
نشانی رحمت کی ہے اور سعادت اور خوبی اُسکی عاقبت کی ہے۔ اور یہی منقول ہے کہ وقت
احتضار جناب رسولخدا اور جناب امیر اور جناب معصومہ فاطمہ اطہر اور باقی یازدہ امام اور جبرئیل اور
ملک الموت علیہم السلام میت کے پاس تشریف لاتے ہین اور یہی ارواح مقدس اسکو دکہلاتے ہین
اگر میت مومن متقی صالح ہے تو ملک الموت کہتا ہے اے دوست خدا اندر او در خوف نہ کر اور خوش
ہو کہ مین تیری مان سے زیادہ تجہپر مہربان ہون دیکہہ کہ یہہ ہین محمد و آل محمد اور یہہ رفیق تیرے
ہین اور فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اے محب محمدؐ و آل محمدؐ آ اور انکے ساتہہ داخل بہشت ہو اور جناب
رسالتمآب اُس سے فرماتے ہین کہ اے دوست خدا مژدہ ہو تجہے کہ مین پیغمبر خدا ہون اور مین
تیرے واسطے تمام دنیا سے بہتر ہون بعد اُسکے جناب امیر اور سب ائمہ طاہرین اپنے تئین اُسکو دکہلا
تے ہین اور اپنے نام نامی اُسکو بتلاتے ہین اور اُسکو خوشخبری خدمت اور رفاقت اپنی کی دیتے
ہین پس وہ آنکہہ کہول کر ان کو دیکہتا ہے اور خداے تعالے پردہ اُسکی آنکہون کے آگے سے
اُٹہا دیتا ہے کہ وہ مکان اور جگہ اور نعمتین جو بہشت مین اُسکے واسطے مہیا کی گئی ہین دیکہتا ہے اور
فرشتے اُسکو سب دکہلاتے ہین اور دنیا کو بہی ساتہہ بہترین حالت کے جاہ اور مال اور اہل اور
عیال اور راحت اور لذت اور شوکت سے اُسکی نظرون مین جلوہ گر کرتے ہین پہر اُسکو اختیار دیتے
ہین کہ چاہے دنیا کو اختیار کرے اور چاہے بہشت کو مگر اُسوقت اُسکے نزدیک بہتر مرنے سے کوئی
چیز نہین ہوتی آخر وہ موت ہی کو اختیار کرتا ہے اور لیکن سب مومن کہ جو ساتہہ خدا و رسول و ائمہ
کے اعتقاد صحیح رکہتے ہین مگر بسبب فریب شیطان کے طاعت اور معصیت بہی کرتے ہین پس حال اُنکا
مشابہ اسکے ہے کہ جیسے طبیب دانا مہربان اپنے بیمار عزیز کو ساتہہ انواع غذا اور دوای ناخوش و بدمزہ
اور تلخ کے علاج کرتا ہے اول چیزین سہل تر مثل لعابون اور شیرون کے اُسکو دیتا ہے پہر اسکو جلاب
پلاتا ہے پہر آہستہ آہستہ بتدریج دوائون سخت کے ساتہہ مداوا اُسکا کرتا ہے تا اینکہ وہ بیمار شفا پاتا ہے
اسی طرح خداے تعالے بہی ساتہہ کرم اور رحمت اور شفقت اپنی کے کہ سب سے زیادہ مہربان ہے
اس مومن کے گناہون کو ساتہہ اقسام بلاہاے آخرت اور دنیا کے تلافی اور بدلا کرتا ہے مثل پریشانی اور

ثقل وشدت مرض اور خجلت عیال وشرمندگی خویشان وہمسایگان ودوستان وآشنایان و
بیگانگان ومرگ خویشان ودوستان وظلم ظالمان وجور حاکمان کے مجملاً جس قسم کا آزار اور کدورت
کہ مومن کو پہونچتا ہے خواہ اپنی جانب سے اور خواہ دوسرے کی جانب سے وہ کفارہ گناہون
کا ہوتا ہے یہانتک کہ اگر خواب بد دیکھے کہ جس سے دلگیر ہو یا کانٹا پاؤن مین چبھے یا کلام ناخوش
کسی سے سنے حاضرانہ یا غائبانہ یہہ بھی کفارہ ہے گناہونکا اور اگر گناہ اُس مومن کے اس سے بھی زیادہ
ہوئین اور دنیا کی بلاؤن اور تعب ومشقت اور محنت سے تلافی اُنکی نہوئی ہو اور کچھہ گناہ رہ گئے
ہون تو وقت مرنے کے جانکندن کی سختی سے بدلا اُنکا ہو جاتا ہے اور یہی جان دنیا اہل دنیا پر
کہ جنہون نے چیزہاے دنیا سے دل نہ اُٹھایا ہو اور محبت دنیا کی چیزون کی دل مین رکھتے ہون اور
اہل گناہ گناہون سے پشیمان نہوئے ہون اور ترک گناہ اور توبہ اُنسے نہ کی ہو اسقدر سخت ہے
کہ سب بلائین دنیا کی اُسکے روبروبسبت سبک اور خفیف ہین۔ اور احادیث مین وارد ہے کہ خدائے
تعالےٰ نے ساتھہ دعا بعض انبیا اور اولیا کے بعض مردون کو زندہ کیا ہے اور بعد پوچھنے کے اُن سے
احوال مرگ اور قبر وغیرہ کے کہا گیا ہے کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہارے واسطے دعا کرین کہ تمکو خدای تعالےٰ
دنیا مین ایک مدت تک اور چھوڑ دے اُنہون نے کہا سو برس یا زیادہ ہمارے مرنے کو ہوئے
ہین اور ہر شخص نے بقدر اپنے مرتبہ کے چاشنی مرگ کی چکھی ہے لیکن ابھی تک تلخی مرنے کی کام
جان سے نہین گئی ہے اب دوبارہ ہم تاب اُس سختی کی نہین رکھتے حالانکہ یہہ سب مومن تھے
پس معلوم ہوا کہ سختی جان کندن کی موافق مراتب ہر شخص کے ایمان اور عصیان اور غیر عصیان سے
ہوتی ہے کسی کو کم اور کسی کو زیادہ اور اگر گناہ اُس کے اِس سے بھی زیادہ ہوتے ہین اور عذاب
قبر اور برزخ سے پاک نہین ہوتے تو شدت ہول اور عذاب روز قیامت اور گرمی اور گرسنگی اور
تشنگی اور تنگی جا اور سختی گرمی آفتاب کہ اُس روز بقدر دو کمان زمین سے دور ہوگا اور تفتگی زمین کہ مثل
تانبے کے سرخ ہوگی اور بسیاری عرق اور شرمندگی اور رسوائی اور ترس وبیم وحساب وعقاب اور
دعوی دعوی داران وغیرہ سے پاک ہو جاتے ہین اور حدیث مین وارد ہے کہ زمین روز قیامت مین
تمام آگ ہو جائیگی مگر وہ بقعہ کہ جو جگہ مومن کی ہوگی کہ جسنے دنیا مین صدقہ اور زکوٰۃ دی ہوگی اور خیرات
کی ہوگی تو یہہ چیزین اُسکے سر پر سایہ کرینگی اور آگ کو اُس سے دور کرینگی اور اگر کسی نے ایک بالشت

زمین کسی شخص کی غصب کی ہوگی تو وہ زمین تا بہ طبقۂ ہفتم آگ ہوکر اُسکے گلے مین طوق کیجائیگی۔ اور
اطفال مومنین کے جو مرتے ہین تو اگر اُنکی مائین اُنکے آگے مرگئی ہین تو وہ اُٹھکے اُنکو پرورش کیے
واسطے لیجاتے ہین والا حضرت ابراہیمؑ اور جناب فاطمہؑ اور حضرت سارا اُنکو لیجاتے ہین کہ یہہ اُنکی پرورش
اور تربیت کرتے ہین اور اطفال کُفار کے بروز قیامت امتحان کیئے جائینگے یعنے بحکم خدا آگ
روشن کیجائیگی اور اُنکو حکم ہوگا کہ اُسمین کود پڑو پس جو اس حکم کو مانیگا وہ بہشت مین جائیگا والا دوزخ مین
اور اسی طرح امتحان کیا جائیگا دیوانون اور سفیہون کا کہ جنکی عقل مثل اطفال کے ہوگی جیسے کہ بہت بڈہے
بد حواس یا عورتین بادشاہون اور حاکمون اور بزرگون کی بلاد کُفار مین کافرون کے قبضہ مین ہون یا
یا وہ آدمی پریشان بے دست و پا کہ کُفار کے شہر مین ہون اور نام اسلام کا سنا ہو یا سنا ہو مگر کوئی
مسلمان اُنکے ہاتھ نہ آئے اور قدرت باہر آنے کی اُس جگہ سے نہ رکھتے ہون اور جہان مسلمان ہون نہ
وہان جا نہ سکتے ہون اور تحصیل دین و ایمان کی نہ کرسکتے ہون پس واسطے اُن سبکے اسی طرح امتحان کیا
جائیگا کہ فرشتہ آگ کو روشن کریگا اور اُنکو اُس آگ مین جانیکا حکم کیا جائیگا پس جو اُسمین چلا جائیگا تو
آگ اُسپر گلزار ہوجائیگی اور وہ بہشت مین بھیجا جائیگا والا دوزخ مین ڈالا جائیگا۔ **حکایت**
ایک حکایت سلمان فارسی کی کہ جو مشتمل ہے اوپر احوال موت اور احوال قبر کے مناسب مقام جانکر
لکھی جاتی ہے کہ شیخ الاسلام ابی الحسن علی ہمدانی نے اصبغ بن نباتہ سے اس حکایت کو اس طرح بیان
کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مین سلمان فارسی کے پاس اکثر جایا کرتا تہا اور وہ اُس زمانہ مین جناب امیرؑ
کی طرف سے حاکم تہے مدائن کے پس ایک روز حسب عادت مین اُنکے پاس گیا تو دیکہا کہ بیمار ہین
اور بیچ مرض الموت کے مبتلا اور گرفتار غرض اُس روز سے مین ہر روز اُنکی عیادت کو جاتا تہا تا اینکہ
مرض الموت نے اُنپر شدت کی اور زمانہ اُنکی حیات کا منقضی ہوا اور اُنکو بھی اپنی موت کا یقین ہو گیا
مجھسے کہا کہ اے اصبغ رسول خدا نے مجھے خبر دی تہی کہ قریب انتقال تجھسے ایک مُردہ کلام کریگا لہذا مین
چاہتا ہون کہ اُسکو دریافت کرون کہ آیا اجل میری نزدیک ہے یا نہ پس تم ایک تخت لاؤ اور اُسپر
فرش کرو جیسا کہ مردے کے واسطے فرش کرتے ہین اور اُسپر مجھے لٹا کر اور چار آدمیون کے کاندہے
پر اُٹھاکر قبرستان مین لے چلو تاکہ مین اپنی موت کا حال دریافت کرون الغرض مین اُنکو اسی طرح
قبرستان مین لے گیا اور لیجاکر قریب قبرون کے تخت کو رکھدیا اُنہون نے کہا کہ میرے پاؤن قبلہ

کی طرف کرو جب ہمنے اُنکے پاؤن قبلہ کی طرف کر دیئے تو اُنہون نے اول اہل قبور پر اس طرح سلام کیا کہ السلام علیکم یا من جعلت لھم الارض وطاءً سلام تمپر اے وہ لوگو کہ کی گئی ہے تمہارے واسطے زمین فرش کسی نے جواب سلام کا ندیا پہر سلمان نے کہا السلام علیکم یا من جعلت المنایا لھم غذاءً سلام تمپر اے وہ لوگون کہ کی گئی ہے واسطے تمہارے موت غذا پہر کسی نے جواب سلام کا ندیا پہر سلمان نے کہا السلام علیکم یا من لقوا اعمالکم التی عملوھا فی دار الدنیا سلام ہو تمپر اے اہل قبور کہ ملاقات کی تمنے اپنے اعمالون سے کہ جنکو تمنے دار دنیا مین کیا تہا پہر کسی نے جواب سلام کا ندیا پہر کہا سلمان نے السلام علیکم یا محبوسین مایوسین سلام ہو تمپر اے قید یو اے مایوسو پہر کسی نے جواب ندیا آخر اُنہون نے کہا کہ سلام تمپر اے انتظار کرنے والو نفخ صور کے سوال کرتا ہون مین تم سے اور پوچہتا ہون مین تم سے واسطے اللہ کے کہ اعلم اور اعظم ہے اور نبی اکرم کے کہ مجھے اپنے حال کی خبر دو کہ مین غلام ہون رسول مقبول ع کا اور سلمان میرا نام ہے اور مجھے رسول خدا نے ارشاد کیا ہے کہ جب تیری موت قریب پہونچیگی تو مردہ تجھسے کلام کریگا اب مین چاہتا ہون کہ اس حال کو دریافت کرون کہ آیا موت میری قریب پہونچی ہے یا نہین جب سلمان نے یہہ کہا تو ایک قبر مین سے آواز آئی السلام علیک ورحمة الله وبرکاته اے اہل بنا و فنا مشغول بدنیا پوچھو کیا پوچہتے ہو جو پوچہوگے ہم آپکا جواب دین گے سلمان نے کہا کہ بتا جب تو نے دنیا سے مفارقت کی تو تجھپر کیا گذری آیا تو عفو اور بخشش خدا سے اہل جنت سے ہوا یا اُسکے عدل سے اہل نار سے اُس نے جواب دیا کہ اے سلمان خداوند رحمان نے اپنے فضل و احسان سے مجھپر بڑا انعام کیا کہ مجھے بخشدیا اب مین اہل جنت سے ہون نہ اہل نار سے سلمان نے پہر پوچہا کہ اے شخص اب یہہ بتا کہ تو نے موت کو کیسا پایا اُسنے یہہ سنکر ایک آہ کی اور کہا کہ اے سلمان ٹہر جا جلدی نکر مین حال اُسکا بیان کرتا ہون اے سلمان واللہ کہ اگر گوشت بدن کا قینچیون سے کترا جائے یا تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے تو بہی اتنی ایذا نہو کہ جتنی ایذا ہر دفعہ روح کے کہینچنے مین ہر رگ و پے یا ہر عضو سے ہوتی ہے پہر سلمان نے پوچہا کہ تیرا حال دنیا مین کیسا تہا اور کیسے تیرے اعمال تہے اُسنے کہا کہ اے سلمان مین دنیا مین اچہا تہا اعمال میرے برے نہ تہے خدای تعالے نے خیر و نیکی مجھے الہام کی تہی مین فرایض کو

ادا کرتا تہا نماز اور روزہ اور حج بجا لاتا تہا زکوۃ اور خمس دیا کرتا تہا قرآن پڑہا کرتا تہا والدین کے ساتہ احسان
اور نیکی کرنے پر حریص تہا حرام سے اجتناب کرتا تہا اور حلال کو طلب کرتا تہا واسطے خوف سوال و
جواب کے پس مین دنیا مین بیچ انواع نعمت اور عیش و عشرت کے اپنے اہل و عیال کے ساتہ بسر
کرتا تہا خدای تعالے نے مجہے مال و متاع اور اسباب و نعمات دنیا اور اولاد بہت سی عنایت کی تہی
ہر وقت عیش و سرور و خوشحالی مین رہتا تہا کہ دفعتہ مین بیمار ہوا اور قوت دنیا منقطع ہو گئی کہانا پینا
چہٹ گیا مرنے کے قریب پہونچا کہ ناگاہ ایک شخص عظیم الخلقت قبیح صورت مہیب شکل میرے
روبرو آنکر کہڑا ہوا اور میری آنکہون کی طرف اشارہ کیا کہ بصارت میری جاتی رہی اور آنکہین اندہی
ہو گئین پہر اشارہ کیا میرے کانون کی طرف کہ شنوائی جاتی رہی بہرا ہو گیا پہر اشارہ کیا طرف
زبان کے پس گویائی میری جاتی رہی گونگا ہو گیا پس مین ایسا ہو گیا کہ نہ سنتا تہا اور نہ دیکہتا تہا
اور نہ بولتا تہا جب میرا یہہ حال ہوا تو سب اقربا میرے رونے لگے اور میرے یگانون اور
بیگانون پر حزن و ملال طاری ہوا مینے اُس شخص سے کہا کہ تو کون ہے کہ تیرے دیکہنے سے
میرے بدن مین لرزہ پڑ گیا اور سب اعضا میرے کانپنے لگے اور خوف و بیم مجہپر طاری ہوا اُسنے
کہا کہ مین ملک الموت ہون تیری روح قبض کرنے کو آیا ہون اور نقل کرونگا تجہے دار دنیا سے
طرف دار آخرت کے اسواسطے کہ زمانہ تیرے رہنے کا دنیا مین گذر گیا اور مدت عمر کی منقطع ہوئی
اور قضا تیری آپہونچی کہ اس اثنا مین دو شخص نہایت خوبصورت صاحب حسن و جمال آئے
ایک اُنمین سے میری جانب راست اور ایک جانب چپ بیٹہہ گیا اور مجہپر سلام کیا اور کہا السلام
علیك ایها العبد و رحمة الله و برکاته ہم یہہ کتاب تیری لائے ہین اسکو لے اور
پڑہ اور نظر کر اسمین مینے اُنسے کہا کہ تم کون ہو اور یہہ کتاب کیسی ہے تمہارے ساتہہ کہ جس کو
مین پڑہون اور دیکہون اُنہون نے کہا کہ ہم وہ فرشتے ہین کہ تیرے ساتہہ دنیا مین رہتے تہے
تیرے دونون شانون پر اور تیرے افعال اور اقوال نیک و بد لکہتے تہے اور یہہ کتاب تیرے
اعمال کی ہے اور نام اُن دونون کا رقیب اور عتید ہے رقیب حسنات کو لکہتا ہے اور عتید سیآت
کو پس مینے اول نامہ حسنات کو رقیب کے ہاتہہ سے لے کر پڑہا اور اپنی نیکیونکو دیکہہ کر بہت
خوش ہوا پہر نامہ سیآت کو عتید کے ہاتہہ سے لے کر پڑہا اُسکو دیکہہ کر مین رویا اور مغموم اور

محزون ہوا ایسہ دیکہہ کر کہا کہ تو غم نہ کہا خوش ہو سا ہپر پہر کے پہر بعد اسکے ملک الموت نے میرے قریب
آکر روح کو میرے بدن سے کہینچا پس نہ تہا ہر جذبہ کر جذب کرتا تہا وہ اور ہر کہینچا کہ کہینچتا تہا وہ مگر یہہ
کہ قایم مقام تہا ہر شدت کرنے آسمان کے سے اور پر زمین کے پس یہہ حال تہا تا آنکہ روح ہنچکر سینہ
مین آئی پہر اُسکو اس جذبہ کے ساتہہ کہینچا کہ اگر وہ جذبہ پہاڑ پر پڑے تو پہاڑ ہی پانی ہو جائے
پہر اُس روح کو میرے کانون اور ناک کی راہ سے نکال لیا پس جب روح میری میرے بدن سے
نکل گئی تو سب لوگ میرے کنبے کے رونے لگے اور چیخین مارنے لگے ملک الموت نے بنظر غیض
وغضب اُنکی طرف دیکہہ کر کہا کہ ایہا الناس کیون روتے ہو تم اور کس واسطے جزع و فزع کرتے ہو تم
واللہ مینے اسپر ظلم نہین کیا کہ جس کے سبب روؤ تم اور نہ مینے تعدی اور زیادتی کی ہے کہ
جسکی شکایت کرو تم واللہ مینے اسکا رزق دنیا سے نہین لیا ہے بلکہ مدت دنیا اسکی تمام ہوئی
اب یہہ جاتا ہے طرف رب کریم اپنے کے ایسا وہ کہ حکم کرتا ہے جسکے حق مین جو چاہتا ہے اور وہ
احکم الحاکمین ہے پس اگر تم صبر کروگے تو اجر پاؤگے اور اگر بے صبری کروگے تو گناہگار ہوگے
اور مجہے کئی دفعہ تمہاری طرف آنا ہے اسواسطے کہ ابہی تمہارے مان باپ اور بیٹا بیٹی کی بہی
روح قبض کرنی ہے یہہ کہہ کر میری روح کو لے کر چلا تہا کہ اسمین ایک فرشتہ اور آیا اور ملک الموت
سے اُس روح کو لے کر ایک سبز پارچہ مین رکہا اور اوپر کو اُڑا اور پیش خداوند عالم اُسکو لیجا کے
رکہا اُسوقت اُس سے گناہان صغیرہ اور کبیرہ اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ اور خمس اور
تلاوت قرآن اور تہجد بیچ شب کے اُس حال مین کہ سب سوتے ہون اور تصدقات اور طاعات
اور نیکی والدین سے اور قتل ناس اور اکل مال یتیم اور سود کہانے اور زنا کرنے اور فواحش اور
ظلم عباد وغیرہ سے سوال کیا پہر بعد اسکے میری روح کو بحکم خدا زمین کی طرف پہیر دیا کہ اسمین نہلانے
والا آیا اور میرے کپڑے بدن سے اُتار کر مجہے برہنہ کیا اور نہلانا شروع کیا پس روح پکارتی تہی
اور غاسل سے کہتی تہی کہ اے بندہ خدا واسطے خدا کے آہستہ سے بدن ضعیف کو دہو قسم خدا
کی کہ مین نہین نکلی کسی رگ سے مگر یہہ کہ وہ قطع ہوگئی اور نہین نکلی مین کسی عضو سے مگر یہہ کہ وہ
پہٹ گیا پس قسم خدا کی کہ اگر غاسل سنے آواز روح کی تو نہلانا چہوڑ دے اور کبہی مردے کو نہ
نہلائے پہر اُسنے میرے اوپر پانی ڈالنا شروع کیا اور تین غسل دیئے اور پہر تین کپڑون مین

مجھے کفنایا اور کافور سے حنوط کیا اور یہہ چیزین توشہ میری ہین کہ انکے ساتھہ مین دنیا سے نکلا طرف
دار آخرت کے پھر انگوٹھی کہ سیدھے ہاتھہ مین میرے تھی اُسکو اُتار کر میرے بڑے بیٹے کو اُسنے دی
اور اُس سے کہا کہ احسن اللہ لکم العزاء فی ابیکم یعنے نیک کرے خدا واسطے تمہارے بیچ حق
باپ تمہارے کے پس جب مجھے کفن پہنا چکا تو اُس نے آواز دی میرے اہل اور اولاد اور بہائی
بندون کو کہ آؤ اور وداع کرو اپنے عزیز کو پس سب آئے اور مجھے وداع کیا اور جب وہ سب وداع
کر چکے تو مجھے تختے پر لٹایا اور چار آدمیون نے مجھے کاندھے پر اُٹھایا اور روح میری میری نعش
پر کھڑی تھی اور کہتی تھی کہ اے اہل میرے اور اولاد میری دنیا تمہارے ساتھہ لعب بازی اور فریب
نکرے جیسا کہ میرے ساتھہ اسنے بازی اور فریب کیا کہ جمع کیا مینے مال کو حرام اور حلال سے
اور چھوڑ چلی تمہارے واسطے اور مواخذہ اُسکا اپنے چلی پس تم ایسی باتون سے پرہیز کرنا پھر آیا
نماز پڑھانے والا اور سب نے میرے اوپر اُسکے پیچھے نماز پڑھی پھر مجھے اُٹھایا چار آدمیون نے اور
روح میرے شانون اور مونہہ کے مابین تھی غرض لے جا کر مجھے قبر کے کنارے پر رکھا مجھے دہشت
اور ہول عظیم معلوم ہوا اے عبد اللہ اے سلمان جب مجھے قبر کے اندر اتارا اور زمین پر رکھا تو مجھے
ایسا معلوم ہوا اور یہہ خیال مینے گذرا کہ گویا کسی نے مجھے آسمان سے زمین پر پھینکا پھر میری قبر مین اینٹین
چنین اور اُسپر مٹی ڈالکر برابر کیا اور لوگ جو جنازے کے ساتھہ گئے تھے شہر کو پھرے تو اُسوقت روح میری
میری بدن مین داخل ہوئی پس گھیرا مجھکو ندامت نے اور رویا مین تنگی قبر اور فشار قبر سے اور
کہا مینے کہ اے کاش رجوع کرون مین طرف دنیا کے تاکہ کرون اعمال نیک پس جواب دیا جواب
دینے والے نے ایک جانب قبر سے کہ کلا انہا کلمۃ انت قائلہا ومن ورائہم برزخ
الی یوم یبعثون یعنے نہین نہین بہت بعید ہے دنیا کی طرف پھرنا تحقیق کہ وہ سوال کرنا پھر جانیکا
کا ایک کلمہ ہے کہ وہ کہنے والا اسکا ہے یعنے یہہ اُسکا قول زبانی ہے اور اسکی حقیقت کچھہ نہین ہے
حسرت اور اندوہ کی راہ سے کہتا ہے اگر دنیا مین پھر جائے تو پھر ویسا ہی ہو جائے اور کوئی
عمل نیک نہ کرے اور پیچھے اُنکے سے مانع ہے اُسدن تک کہ اُٹھائے جائین قبرون سے
یہہ سنکر مینے اُس سے کہا کہ اے شخص تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین فرشتہ ہون نام میرا منبہ ہے
خدائے تعالے نے مجھے اپنی جمیع خلق پر موکل کیا ہے مین منبہ کرتا ہون اُنکو اور ہوشیار کرتا ہون

تاکہ لکھین اپنے اعمال کو اپنے نفسون پر پیش خداوند غفار پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھے اٹھا کر بٹھایا
اور کہا کہ لکھ عمل اپنے جو کچھ تو نے کیے مین اور جو کچھ تیرے اوپر ہوئے ہین دار دنیا مین مینے
کہا کہ مین انکا شمار نہین کر سکتا اور نہ سب مجھے یاد مین اُسنے کہا کہ آیا نہین سنا تو نے قول خدا ے
تعالے احصاه الله ونسوه کو یعنے شمار کیا ہے اُس عمل کو خدا نے اور اپنے علم سے اُسکو
جانا ہے اسواسطے کہ اُنکے علمون مین سے کوئی شے اُسپر پوشیدہ نہین ہے اور جو کچھ اُنھون نے
کیا ہے وہ اُنکے نامۂ اعمال مین لکھا ہوا ہے کہ بھول گئے ہون وہ لوگ اس عمل کو اب لکھ تو مین
تجھے لکھواتا جاتا ہون اسواسطے کہ مین موکل ہون تیرے اوپر مینے کہا کہ کاغذ کہان ہے کہ مین
لکھون اُسنے ایک ٹکڑا کفن مین سے پھاڑ کے مجھے دیا کہ وہ کاغذ کا ایک صفحہ ہو گیا اور کہا کہ اسپر لکھ
مینے کہا کہ قلم کہان ہے کہا کہ قلم اُنگلی تیری ہے اپنی انگلی سے لکھ مینے کہا کہ سیاہی کہان ہے کہا
سیاہی تیرا تھوک ہے اُس سے لکھ پس مینے لکھا جو کچھ کہ دار دنیا مین مینے کیا تھا اول عمر سے آخر
عمر تک پھر یہہ آیت پڑہی لا یغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصيها ووجدوا ما عملوا حاضرا
ولا يظلم ربك احدا یعنے نہین چھوڑتے کسی گناہ چھوٹے کو نہ بڑے کو مگر یہہ گھیر لیا ہے
اُسکو اور پاوینگے وہ جو کچھ کہ عمل کیا ہے اُنہون نے حاضر کتاب مین یعنے لکھا ہوا اُس مین
پھر اُٹھے وہ کاغذ میرے ہاتھ سے لیکر اور اُسکو طوق کر کے میری گردن مین ڈالدیا مجھے ایسا
معلوم ہوا کہ گویا تمام دنیا کے پہاڑ میری گردن مین طوق ہو کے پڑ گئے ہین مینے کہا اے منبہ
یہہ تو نے کیا کیا اور اسکو میری گردن مین کیون ڈالدیا کہ کوئی چیز اس سے زیادہ ثقیل اور
بوجھل نہین اُسنے کہا کہ آیا تو نے قول خدای تعالے کا نہین سنا کہ کل انسان الزمناه طائره
فی عنقه ونخرج لهم يوم القيمة كتابا يلقه منشورا اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم
عليك حسيبا یعنے ہر آدمی خواہ مومن ہو خواہ کافر لازم کر دیا اور لگا دیا ہے ہمنے عمل کو اُسکے بیچ گردن
اُسکی کے یا تمہی کہ عمل اُسکو لازم ہے اور چمٹا ہوا کہ ہرگز اُس سے جدا نہو گا یہانتک کہ اُسکا حساب
کیا جاے۔ مترجم کہتا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مراد فی عنقه سے یہہ ہے کہ عہد اُسکا اسکی گردن پر ہے
اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی دونون ہمیشہ آدمی کے ہمراہ ہین جس جگہ کہ وہ ہو
اور وہ اُن کے جدا کرنے کی اپنے سے طاقت نہین رکھہ سکتا تا وقتیکہ جزا اُسکے اعمال کی قیامت

کے روز اسکو دیجائے جیسا کہ بعد اسکے فرمایا ہے ونخرج لہ اور کہتے ہین کہ اعمال کو طائر اسواسطے کہا ہے
کہ کتاب اُسکے اعمال کی قیامت کے روز اُڑائی جاویگی اور ہر ایک نامہ اعمال اُڑکر اُسکے ہاتہہ مین آجاویگا
پہر خدای تعالے فرماتا ہے کہ اور نکالین گے ہم واسطے اُس آدمی کے روز قیامت کتاب کو کہ
جسمین اُسکے اعمال لکہے ہوئے ہونگے دیکہیگا اُسکو کہلا ہوا پہر اُس فرشتے نے کہا کہ پس یہہ وہ چیز ہے
کہ خطاب کیا جائیگا اور سوال کیا جائیگا تو ساتہہ اُسکے روز قیامت اور دیجائیگی تجکو یہہ کتاب تیری کہلی
ہوئی تاکہ تو دیکہے کہ اسکو اپنے نفس پر گواہی دے یہہ کہکر وہ فرشتہ میرے پاس سے چلا گیا اور مین
اپنے حال پر روتا رہ گیا اور دنیا کے کامون پر حسرت کہاتا تہا اور کہتا تہا کہ کاش دنیا مین عمل کرتا مین
نیک تاکہ نہ لکہا جاتا میرے واسطے یہہ دفتر غرض مین اس حال مین تہا کہ ایک فرشتہ اور کہ جسکا نام منکر
ہے آیا صورت اُسکی عظیم اور ایسی ہولناک تہی کہ مینے دنیا مین ایسا شخص کبہی نہ دیکہا تہا گویا کہ وہ ایک
کوہ عظیم الجثہ تہا اور ایک عمود آہنی اُسکے ہاتہہ مین ایسا بڑا اور بہاری تہا کہ اگر تمام اہل دنیا جمع ہوکر اُسکو
حرکت دینا چاہین تو ذرا بہی وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے وہ فرشتہ میرے قریب آیا اور میری
ڈاڑہی پکڑکے کہینچی اور ایک ایسے زور سے چیخ ماری کہ اگر اُسکو اہل زمین سنین تو سب مرجائین اور
کہا کہ اے بندہ خدا بتا کہ تیرا رب کون ہے اور نبی تیرا کون ہے اور امام تیرا کون ہے اور دین تیرا
کیا ہے اور عمل تیرا کیا تہا اور کس حال پر تو دار دنیا مین تہا اور مجہے اُسکے دیکہنے سے ایسا خوف طاری تہا
کہ خوف کے مارے زبان میری بند ہوگئی تہی اور متحیر تہا اپنے کام مین اور نہ جانتا تہا کہ کیا جواب دون
اور عذاب میرے واسطے [illegible] کے کلمے تہے کہ اسمین رحمت رب العالمین میرے اوپر نازل
ہوئی کہ اسکے سبب سے دل میرا ثابت اور کمر میری مضبوط ہوئی اور زبان میری گویا ہوئی اور حواس میرے
درست ہوگئے اور مینے کہا کہ اے بندہ خدا تو مجہے خوف دلاتا ہے مین جانتا ہون کہ اللہ رب میرا ہے
اور محمد نبی میرے ہین اور کعبہ قبلہ میرا ہے اور اسلام دین میرا ہے اور علی ابن ابی طالب امام میرا ہے
اور بعد اُنکے حسن اور حسین اور باقی ائمہ امام میرے ہین اور قرآن کتاب میری ہے اور مومنین
بہائی میرے ہین اور موت حق ہے اور سوال قبر حق ہے اور صراط حق ہے اور جنت حق ہے
اور نار حق ہے اور قیامت آنے والی ہے کہ اسمین کچہہ شک نہین اور اللہ اُٹہائیگا سبکو بیچ قبرونکے
اور یہی عمل میرے اور یہی اعتقاد تہا مین دار دنیا مین یہہ سنکر اُسنے کہا کہ اے بندہ خدا اب تو خوش ہو

ساتھ سلامتی سے کہ میرے ہاتھ سے تو نے نجات پائی پس سو جیسے دلہن سوتی ہے یہہ کہہ کر وہ میرے
پاس سے چلا گیا اور بعد اسکے ایک اور فرشتہ آیا کہ جسکو نکیر کہتے ہین وہ منکر سے زیادہ ہولناک اور قبیح تہا اور اسنے بہی وہی
پوچہا کہ جو منکر نے پوچہا تہا اور پہر مجہے جواب دینے مین حیرت ہوئی اور خوف کے مارے سب کچہہ بہول گیا اور
زبان بند ہوگئی اور جواب دینے سے عاجز ہوگیا کہ پہر رحمت خدا شامل حال ہوئی اور پہر اسنے میری مدد
کی اور میرے دل کو قوت دی کہ دل میرا ٹہرا اور ذہن درست ہوا میںنے اُس سے کہا کہ نرمی کر
اے بندہ خدا اور خوف نہ ڈال اور نہ ڈرا اور چہوڑ دے مجکو میرے حال پر کہ مین تجہے تیرے سوال
کا جواب دون اُسنے کہا کہ کہہ میںنے کہا کہ مین دنیا سے اپنے اس اعتقاد پر نکلا ہون کہ گواہی دیتا
ہون مین اسکی کہ نہین کوئی معبود بحق مگر خدائے تعالے کہ واحد ہے اور کوئی شریک نہین رکہتا اور محمد
نبی اُسکا اور رسول اُسکا ہے اور امیرالمومنین علی ابن ابیطالب اور ائمہ طاہرین اُنکی ذریت سے
ائمہ میرے ہین اور موت حق ہے اور قبر حق ہے اور صراط حق ہے اور میزان اور جنت اور نار
سب حق ہین اور قیامت آنے والی ہے کہ اُسمین شک نہین اور خدائے تعالے سبکو قبر مین زندہ
کریگا یہہ سنکر اُس فرشتے نے بہی مجہہ سے کہا کہ اب تو خوش ہو ساتہہ نعمات بہشت کے اور سو مثل سونے
عروس کے یہہ کہہ کر ایک دروازہ جنت کا میری قبر مین سرہانے کہولدیا اور ایک دروازہ جہنم کا
بہی میرے پاؤن کی طرف کہولدیا اور کہا اے بندہ خدا دیکہہ اور نظر کر طرف ان نعمات جنت کے کہ
جو تجہے ملی ہین اور طرف اُن عذابات جہنم کے جنسے تو نے نجات پائی ہے پہر بعد اُسکے دروازہ
جہنم کا بند کر دیا اور دروازہ جنت کا کہلا رکہا جو میرے سر کی طرف تہا کہ اُسمین سے ہوا جنت کی اور
نعمتین اُسکی میری قبر مین داخل ہوتی ہین پہر میری قبر کو اسقدر کشادہ کیا کہ جہان تک نظر پہونچتی ہے
اور ایک چراغ اُسمین مثل شمس و قمر کے روشن کیا اور پہر وہ فرشتے میرے پاس سے چلے گئے یہہ
صفت ہے میری اور تلخی موت کی آجتک میرے حلق مین باقی ہے اور قیامت تک باقی رہیگی
پس رغبت کر اے سائل طرف عقبی کے اور خوف کر وحشت سے زنجیرون کی اور یہہ جو کچہہ کہ مینے
تجہسے بیان کیا یہہ سب تجہے بہی پیش آنے والے ہین اور تجہپر بہی گذرنے والے ہین پس یہہ حال
تو میرا ہے حالانکہ مین صالحین سے تہا اور جو لوگ نہین ہین مومنین صالحین سے پس اُن کے
پاس نکیرین آتے ہین اور اُن سے سوال کرتے ہین کہ رب تیرا کون ہے تو وہ خوف کے مارے

کہتا ہے کہ تم ہی تو رب میرے ہو یہہ سنکر وہ فرشتے کہتے ہین کہ جہوٹہہ کہتا ہے تو اے دشمن خدا اور
دشمن رسول پس ایک گرز ایسا مارتے ہین کہ سارے عضو اُسکے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے
ہین پہر ایک اور گرز مارتے ہین کہ وہ زمین کے اندر چلا جاتا ہے اور جہنم مین کافرون کے ساتہہ جا
ملتا ہے اور طوق اور زنجیر آگ کی پہنائی جاتی ہے اور زقوم کہانے کو ملتا ہے اور آب گرم پینے
کو بچاوے خدا ہمکو اور تمکو آگ سے اور داخل کرے جنت مین بیچ جائے نیکون کے بحمد و آلہ الاطہار
یہہ کہہ کر وہ مردہ چپ ہو رہا اور پہر کلام نہ کیا سلمان نے کہا کہ مجہے اُٹہا کر لے چلو ہم اُٹہا کر اُنکو گہر مین لے
آئے اور زمین مین تخت کو رکہہ دیا سلمان نے آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا کہ اے وہ شخص کہ
بیچ اُسکے ہے بادشاہی ہر شے کی اور مالک ہے ہر شے کا ساتہہ تیرے ایمان لایا ہون اور اوپر
تیرے توکل کرتا ہون اور تیرے نبی کا اقرار کرتا ہون مین اور تیری کتاب کی تصدیق کی ہے بیشک
اور بتحقیق کہ آئی میرے پاس وہ چیز کہ جسکا وعدہ کیا تہا تو نے اے وہ شخص کہ نہین خلاف کرتا ہے
وعدے کو پس ملاقات کی مجہہ سے بخشش تیری نے اور نازل کیا میرے تئین طرف دار کرامت
اپنے کے پس مین گواہی دیتا ہون کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ درحالیکہ واحد ہے تو اور نہین
شریک ہے کوئی واسطے تیرے اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد بندہ تیرا اور رسول تیرا ہے اور بہ
تحقیق کہ علی امیر مومنون کا اور امام متقیون کا ہے اور ائمہ ذریت اُسکے ائمہ میرے اور سردار میرے
ہین پس جبکہ سلمان کامل کر چکے شہادت کو تو روح نے اُنکی مفارقت کی اور اپنے رب سے ملاقات
کی رضوان اللہ علیہ۔ غرض ہم اس حال مین تہے کہ ناگاہ ایک مرد گہوڑے پر سوار آیا اور ہمپر سلام کیا
ہم اُنکو دیکہہ کر کہڑے ہو گئے اور جواب سلام کا دیا اُس سوار نے کہا کہ اے اصبغ کوشش کر سلمان کی
کے کام مین پس ہمنے طیاری کی اُنکے نہلانے اور کفنانے مین کہ اُس سوار نے کہا کہ پانی لاؤ ہم
پانی لائے اُس سوار نے اپنے ہاتہہ سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور اُنپر نماز پڑہی اور ہمنے بہی اُسکے
پیچہے اُنپر نماز پڑہی اور پہر اپنے ہاتہہ سے اُنکو دفن کیا پس جبکہ اُسنے قصد جانے کا کیا تو ہمنے گہوڑے
کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ تو کون ہے اے سید و سردار ہمارے رحمت کرے تجہپر اللہ تعالے پس اُس
سوار نے اپنے مونہہ پر سے نقاب اُٹہائی کہ نور اُسکی جبین مبین سے مثل ماہ شب چہاردہ کے چمکا
دیکہا ہمنے کہ وہ تو جناب امیر المومنین ہین ہمنے کہا کہ اے مولا تم کو کس نے خبر دی تہی سلمان

کے مرنے کی کہ آپ تشریف لائے کہا اے اصبغ مجھے میرے ابن عم رسول مقبول نے خبر دی تہی

باب الاعتقاد فی الرجعة

ش باب اظہار و اُن ہے بیچ بیان اعتقاد اس امر کے کہ رجعت حق ہے جیسا کہ فرماتے ہین شیخ ابن بابویہ رحمۃ اللہ م اعتقادنا فی الرجعۃ انہا حق ش اعتقاد ہمارا بیچ رجعت کے یہہ ہے کہ وہ حق ہے ف جاننا چاہیے کہ جبکہ جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام ظہور فرمائین گے تو پس وہ لوگ جو کہ بہت نیک ہونگے اور وہ لوگ جو کہ بہت بد ہونگے دنیا مین رجعت کرینگے یعنے زندہ ہونگے نیک تو اسواسطے زندہ ہونگے کہ اپنے ائمہ کی دولت اور حشمت اور سلطنت کو دیکہہ کر خوش ہون اور آنکہین اُنکی روشن اور خنک ہون اور بعض اپنے اعمال کی دنیا مین بہی جزا پائین اور بد اسواسطے زندہ ہونگے کہ عذاب اور عقاب دنیا مین بہی پاوین اور اضعاف مضاعف اُس دولت کا مشاہدہ کرین کہ جسکو چاہتے تہے کہ اہلبیت کو نہ پہونچے اور اس لیئے بہی وہ زندہ ہونگے تاکہ شیعہ انسے اپنا انتقام اور بدلا لین اور باقی سب آدمی اپنی اپنی قبرون مین رہین گے اور روز قیامت کو اُٹہین گے پس اسکا نام رجعت ہے یعنے پہرنا بعد مرنے کے جیسا کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ زمانہ صاحب الزمان مین رجعت نکرینگے مگر وہ لوگ کہ جو محض ایمان رکہتے ہونگے یا محض کفر رکہتے ہونگے اور باقی سب آدمی اپنے حال پر رہین گے اور یہہ مسئلہ اجماعیات اور ضروریات مذہب شیعہ سے ہے جیسا کہ جناب شیخ ممدوح نے من لایحضرہ الفقیہ مین جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ ہم سے نہین ہے وہ شخص کہ جو ایمان رجعت پر نہ رکہتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتا ہو اور اثبات میں رجعت کی بہت آیات قرآن مین وارد ہین از انجملہ ایک یہہ آیہ ہے کہ جسکو جناب شیخ ممدوح نے اس جگہ نقل کیا ہے م وقد قال اللہ تعالے الم تری الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ش یعنے کیا نہ دیکہا تونے اے دیکہنے والے یا اے محمد طرف اُن لوگون کے کہ وہ نکلے گہرون سے اور وہ لوگ ہزارون تہے خوف سے مرگ کے یعنے موت کے خوف سے اپنے شہر سے نکلے جاتے تہے اور دوسرے شہر مین جا کر قیام کرتے تہے اِس اُمید پر کہ ہم یہان زندہ رہین گے اور اپنے شہر مین طاعون کے آنے سے مرجاتے ہین پس جب وہ دوسرے شہر مین پہونچے تو کہا خدائے تعالے نے واسطے

تبل سے کہ مرجاؤ تم سب آدمی پس سب اُسیوقت مرگئے پہر زندہ کیا اُن کو خدا نے م کان
عددہم سبعین الف بیت ش اور تہے وہ لوگ ستر ہزار گہر یعنے وہ لوگ کہ جنکا یہہ قصہ خدا ے
تعالے نے بیان کیا ہے وہ رہنے والے تہے ایک شہر کے کہ جسمین ستر ہزار گہر تہے اور وہ
شہر شام کے شہرون مین سے تہا اور طاعون یعنے وبا اکثر اُس شہر کے لوگون مین آتی تہی
جیسا کہ شیخ فرماتے ہین م وکان یقع فیہم الطاعون کل سنۃ ش یعنے تہے کہ واقع
ہوتی تہی وبا طاعون کی بیچ اُن لوگون کے گہرون مین ہر سال م فیخرج الاغنیاء لقوتہم
ویبقی الفقراء لضعفہم ش پس جسوقت کہ وبا کی آمد ہوتی تہی تو تونگر آدمی شہر سے باہر نکلجاتے
تہے بسبب قوت اور استطاعت کے اور فقیر بسبب ضعف اور عدم استطاعت کے وہان رہجاتے
تہے م فیقل الطاعون فی الذین یخرجون ویکثر فی الذین یقیمون ش پس کم ہوتا تہا
طاعون اُن لوگون مین کہ جو شہر سے باہر چلے جاتے تہے اور زیادہ ہوتا تہا اُن لوگون مین کہ جو
شہر مین رہجاتے تہے م فیقول الذین یقیمون لو خرجنا لما اصابنا الطاعون ش
پس کہتے تہے وہ لوگ جو رہجاتے تہے کہ اگر نکلجاتے ہم تو البتہ نہ پہونچتا ہمکو بہی طاعون م
ویقول الذین خرجوا لو اقمنا لاصابنا کما اصابہم ش اور کہتے تہے وہ لوگ کہ جو باہر شہر
کے نکلجاتے تہے کہ اگر ہم بہی ٹہرے رہتے اُسمین تو البتہ پہونچتا ہمکو بہی طاعون جیسا کہ پہونچا
اُنکو م فاجمعوا علی ان یخرجوا جمیعا من دیارہم ش پس اتفاق کیا سب نے اوپر
اِس بات کے کہ باہر نکلجائین قبل آنے طاعون کے اپنے گہرون سے م فخرجوا باجمعہم
ش پس جسوقت کہ اُنہون نے طاعون کو آتے دیکہا نکل گئے وہ سب اپنے گہرون سے
باہر م فنزلوا علی شط بحر ش اور اُترے وہ سب جا کر اوپر کنارے دریا کے م فلما
وضعوا رحالہم ناداہم اللہ موتوا فماتوا جمیعا ش پس جو ہین اُنہون نے اسباب اپنا
کہول کر رکہا اور مطمئن ہوئے کہ ناگاہ ایک ندا جانب رب ارباب سے اُنکو آئی کہ مرجاؤ تم سب
پس مرگئے وہ سب م فنکستہم المارۃ عن الطریق ش پس دور کیا اُن کو گذرنے
والون نے راہ سے یعنے جبکہ سب مرگئے اور ہڈیان اُنکی بوسیدہ ہوگئین اور وہ شہر کہ جس مین
وہ سب اُترے تہے رستے کے نزدیک تہا راہ گیرون نے اُنکی ہڈیون کو جمع کرکے ایکطرف

کو راہ سے ڈال دیا م فمر بھم نبی من انبیاء بنی اسرائیل ش پس گذر ہوا اُنپر ایک نبی کا
انبیاء بنی اسرائیل سے م یقال له ارمیا ش کہ اُن نبی کو ارمیا کہتے تہے اور بعض نے
حزقیل ہی لکہا ہے م فقال لو شئت یا رب لاحییتهم فیعمروا بلادک ویلدوا
عبادک وعبدوک مع من یعبدک ش پس کہا ارمیا نے کہ اے رب میرے اگر
چاہے تو تو البتہ زندہ کرے تو اُنکو تاکہ آباد کرین یہہ لوگ تیرے شہرون کو اور پیدا کرین یہہ تیرے
بندون کو اور عبادت کرین یہہ تیری اُن لوگون کے ساتہہ کہ جو تیری عبادت کرتے ہین م فاوحی
اللہ تعالی الیه فتحب ان احییهم لک ش پس وحی بہیجی خدا نے تعالے نے طرف
ارمیا کے کہ تو چاہتا ہے کہ مین زندہ کرون اُنکو تیرے واسطے م قال نعم ش کہا ارمیا نے
کہ ہان اے رب میرے مین چاہتا ہون کہ یہہ زندہ ہو جائین م فاحیاهم اللہ تعالی ش
پس زندہ کیا اُن کو خدای تعالے نے اِس طرح پر کہ خدائے تعالے نے ارمیا کو اسم اعظم تعلیم
کیا اور فرمایا کہ اسکو پڑہ جب اُنہون نے اُس اسم اعظم کو پڑہا تو دیکہا کہ بعض ہڈیان طرف
بعض ہڈیون کے دوڑین اور آپس مین ملکر زندہ ہو گئین اور وہ لوگ وقت زندہ ہونے
کے کہتے تہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا اله الا اللہ واللہ اکبر م وبعثهم معه
فهولاء ماتوا ورجعوا الی الدنیا ثم ماتوا باجالهم ش اور بہیجا اُنکو ساتہہ ارمیا کے پس
یہہ لوگ مرے اور پہر رجوع کی اُنہون نے طرف دنیا کے اور پہر مرے ساتہہ اجلون اپنی کے
جیسا کہ بعض روایت مین وارد ہے کہ مدت تک وہ آدمی زندہ رہے اور اُنہون نے نکاح
کیا اور اولاد اُن سے پیدا ہوئی اور اُن آدمیون کے چہرون سے اثر موت کا پیدا تہا اور
معلوم ہوتا تہا کہ یہہ سب مر کو دوبارہ پہر زندہ ہوئے ہین اور جو کپڑا کہ وہ پہنتے تہے کفنا ہو جاتا
تہا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ اُنکی اولاد جو پیدا ہوئی تو اُنمین بہی وہی اثر پیدا تہا اور
ایک پہاڑ مین وہ رہتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ لوگ واسطے رہنے والے تہے پس اسی
کا نام رجعت ہے م وایضا قال عز وجل اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ
عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ
قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ فَانْظُرْ

إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ

إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ ش یعنے یا مانند اُس شخص کے کہ یعنے عزیر کے گذرا اوپر ایک بستی کے یعنے
بیت المقدس کے اور وہ بستی گرنے والی تھی اوپر چھتون اپنی کے یعنے اُس بستی کے گھرون کی چھتیں
گری ہوئی تھین اس سبب سے کہ بخت نصر نے اُن کو ڈہا دیا تہا اور باشندون کو اُس کے قتل
کیا تہا اور جانور اُنکی لاشون کو کھاتے تھے جسوقت عزیر نے یا ارمیا نے دیکہا اُنکی ہڈیون کو پڑا
ہوا تو کہا کیونکر زندہ کریگا اُنکو خدا بعد مرنے اُنکے کے پس مار رکہا عزیر یا ارمیا کو خدا نے سو برس
اور اُنکا گدہا بہی مر گیا تہا پہر اُٹہایا خدائے تعالےٰ نے اُنکو زندہ کرکے اور اُنکے گدہے کو
بہی زندہ کیا پس ایک فرشتے نے بحکم خدا عزیر سے پوچہا کہ کتنی دیر کی تو نے عزیر نے کہا کہ دیر کی
ہے مین نے ایک روز اور جسوقت کہ آفتاب کو دیکہا کہ غروب نہین ہوا تو کہا کہ یا بعض روز یعنے کچھہ کم
ایک دن سے اسواسطے کہ جسوقت خدا نے عزیر کو مار ڈالا تہا تو وہ وقت چاشت کا تہا اور جس
روز اُن کو زندہ کیا تو ہنوز آفتاب غروب نہ ہوا تہا اس سبب سے عزیر نے آفتاب کو قریب غروب
کے دیکہہ کر کہا کہ یا بعض دن کا فرشتے نے کہا کہ نہین بلکہ دیر کی ہے تو نے سو برس یعنے سو
برس یہان مردہ رہا ہے اور عزیر نے جو اپنے بدن کی طرف دیکہا اور طرز اعضا کے کچھہ اور طرح پائے
تو اُن کو تعجب اور زیادہ ہوا پہر فرشتے نے کہا پس نظر کر تو طرف اپنے کہانے کے اور پینے کے
یعنے دیکہہ تو اپنے شیرہ انگور اور دودہ وغیرہ کہانے کو کہ ابہی تک نہین سڑا اور خراب نہین ہوا
حالانکہ سو برس کا عرصہ ہوا اور دیکہہ تو اپنے گدہے کو کہ اُستخوان اُسکے باقی رہ گئے ہین اور سب
اعضا اُسکے متفرق ہو گئے ہین کیونکر زندہ ہوتا ہے پہر خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ تا کہ کرین ہم تجکو
اور تیرے گدہے کو نشانی واسطے آدمیون کے کہ جو شک کرتے ہین قیامت کے روز زندہ ہونیکا
اور نظر کر تو طرف گدہے کی ہڈیون کے کہ کیونکر ترکیب دیتے ہین ہم اور ملاتے ہین ہم اُن استخوان
متفرقہ کو اور پہر پہناتے ہین ہم اُن ہڈیون کو گوشت اور پوست عزیز ہڈیون کو دیکہتے تہے کہ ایک
آواز سنی کہ اے گوشت اور پوست متفرق شدہ جمع ہو جاؤ تم پس بقدرت خدا سے سب اجزا
متفرقہ جمع ہو گئے اور اُن سے اُنکی ایک صورت بن گئی اور جان اُسمین داخل ہو گئی اور اُسیوقت

وہ گدہا کہڑا ہوکر آواز کرنے لگا پس جسوقت ظاہر ہوا واسطے عزیر کے کہ بیشک خدا مُردے گدہے کو زندہ کرتا ہے تو کہا کہ جانتا ہوں مین مشاہدہ کرنے سے جیسا کہ مین پہلے دلیلون سے جانتا تہا کہ بتحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکہنے والا ہے چاہے مارے چاہے جلاوے پہر شروع فرماتے ہین کہ فصل اماتہ مائۃ سنۃ ثم رجع الی الدنیا و بقی فیہا ثم مات

باجلہ ش یعنے پس یہہ مرے رہے سو برس تک پہر رجوع کی طرف دنیا کے زندہ ہوکر اور باقی رہے دنیا مین مدت تک پہر مرے اپنی اجلون سے - اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جسوقت عزیر اپنے گدہے پر سوار ہوکر اپنے شہر مین گئے تو اُس شہر کے گہر اور دیوارین اور طرح کی پائی گئین اور اپنے دروازے پر پہونچے اور دروازے کی زنجیر ہلائی تو ایک کنیز نے کہ وقت جانے عزیر کے بیس برس کی تہی اور وقت آنے کے ایک سو بیس برس کی تہی اور نابینا ہوگئی تہی آواز دی کہ کون ہے دروازے پر عزیر نے اُس سے پوچہا کہ کیا یہہ گہر عزیر کا ہے کہا ہان اور بہت روئی اور پوچہا کہ اے شخص تو کون ہے عزیر کو پوچہتا ہے عزیر کو سو برس کا عرصہ ہوا کہ گم ہوگئے ہین اور اُن کی کچہہ خبر نہین ہے اور اُنکا تو کوئی نام بہی نہین لیتا عزیر نے فرمایا کہ مین ہون عزیر خدای تعالے نے مجہے سو برس مردہ رکہا تہا اور اب زندہ کیا ہے اُس کنیز نے کہا کہ کوئی نشانی بتلاؤ کہ جس سے تمہارا سچ معلوم ہو اور پہچانے جاؤ کہ تم عزیر ہو عزیر نے دعا کی کہ خدای تعالے نے اُسکو بینا کردیا اور آنکہین اُسکی روشن ہوگئین اُس نے عزیر کو دیکہہ کر پہچانا اور کہا کہ مین گواہی دیتی ہون کہ تو عزیر ہے اور بنی اسرائیل کو جاکر خبر دی وہ تعجب کرکے دوڑے اور عزیر کی خدمت مین آنکر حاضر ہوئے اور بیٹا عزیر کا کہ ایک سو اٹہارہ برس کا ہوگیا تہا اُسنے کہا کہ عزیر کے دونون شانون کے بیچ مین ایک تل تہا اور مثل ستارے کے وہ روشن تہا مجکو وہ دکہلاؤ عزیر نے شانہ کہول کر دکہلایا اُس نے یقین کیا کہ باپ میرا یہی ہے اور بنی اسرائیل نے عزیر سے کہا کہ جسوقت بخت نصر نے تمام نسخے توریت کے جلادیے تہے تو کوئی نسخہ باقی باقی نرہا تہا مگر ایک نسخہ کہ اُسکو ہمنے چہپا رکہا تہا وہ موجود ہے اگر تو عزیر ہے تو توریت کو حفظ پڑہ تاکہ ہم اُس نسخے سے مطابق کرین خدائے تعالے نے ایک ظرف پانی کا فرشتے کے ہاتہہ عزیر کے پاس بہیجا اور کہا کہ اس پانی کو پی لے جسوقت عزیر نے وہ پانی پیا تو تمام توریت اُنکو یاد ہوگئی

اور بنی اسرائیل کے روبرو اُسکو حفظ پڑہا اور تمام توریت از بر اُن کو سنائی تب بنی اسرائیل نے یقین
کیا کہ بیشک یہہ عزیر ہے - اور جناب امیر المومنین ؑ سے منقول ہے کہ جسوقت عزیر اپنی قوم
مین سے گئے تھے تو عمر اُن کی پچاس برس کی تھی اور زوجہ اُنکی حاملہ تھی خداے تعالے نے
جب سو برس کے بعد اُن کو زندہ کیا اور وہ اپنے گھر آے تو بیٹا اُن کا سو برس کا تھا اور آپ
پچاس برس کے ہی بیٹا باپ سے بڑا یہہ انہین کو سنا ہے یہہ بھی ایک قدرت خدا کی ہے - جناب صادق
سے اس آیت کی تفسیر مین ایک روایت طویل حضرت ارمیا کے حال مین منقول ہے خلاصہ اُسکا یہہ
کہ بنی اسرائیل نے جب اپنے پروردگار کی بہت نافرمانی اور سرکشی کی اور کثرت سے گناہ
کیے تو خداے تعالی نے ارمیا سے فرمایا کہ اب بنی اسرائیل نے میرے دین کو
متغیر اور متبدل کیا اور میری نعمتون کی ناشکری کی ہے لہذا مین اُنپر ایسے شخص کو غالب کرون گا
کہ جو میرے سب بندون سے بدتر ہوگا پیدایش مین بہی اور کہانے پینے مین بہی تاکہ وہ بنی اسرائیل کو قتل
کرے اور اُن کے گھرون کو مسمار کرے ارمیا نے کہا کہ خداوندا مجھے بتلا دے کہ وہ کون شخص ہے
تاکہ مین اُس سے امان چاہون فرمایا کہ فلان شہر مین فلان مقام کو روانہ ہو جب حضرت ارمیا اُس
شہر مین آے تو دیکہا کہ ایک لڑکا مریض ایک کاروان سرا مین ایک مزبلہ پر پڑا ہے اور اُسکی مان
روٹی کے ٹکڑے توڑتی ہے اور سورنی کا دودہ اُن ٹکڑون پر دوہتی ہے اور اُن ٹکڑون کو
اُس دودہ مین چور کر اُسکو کہلاتی ہے حضرت ارمیا اُس کے پاس گئے اور اُس لڑکے سے پوچہا
کہ تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ میرا نام بخت نصر ہے ارمیا نے اُسکو پہچانا اور اپنے دل مین کہا کہ یہہ
وہی لڑکا ہے کہ جسکی تلاش مین مین آیا ہون ارمیا نے اُسکا علاج کیا اور وہ تندرست ہو گیا پہر
اُس سے پوچہا کہ تو جانتا ہے کہ مین کون ہون اُس نے کہا مین نہین جانتا مگر اسقدر جانتا ہون
کہ تو بہت نیک ہے ارمیا نے کہا کہ مین پیغمبر ہون بنی اسرائیل کا مجہکو خبر دی ہے خداے تعالے نے
کہ تو بنی اسرائیل پر غالب ہوگا اور اُن کو قتل کریگا اُسوقت یہہ سنکر اُسنے ایک آہ بہری ارمیا نے فرمایا کہ
تو مجہکو ایک کاغذ امان کا لکہدے اُس نے لکہدیا اور اُس لڑکے کا یہہ دستور تہا کہ شب کو پہاڑ سے لکڑیون
کا گٹہا لاتا تہا اور شہر مین لاکر بیچتا تہا اسی طرح ایک مدت اُسپر گذری کہ قدرت خدا سے روز بروز اُس کی
ترقی شروع ہوئی یہانتک کہ رفتہ رفتہ ایک گروہ کا سردار ہو گیا اور جب اُسکو قوت زیادہ حاصل ہوئی اور

بہت سے آدمی اُسکے ساتھہ جمع ہو گئے تو اُس نے بنی اسرائیل سے لڑنے کا ارادہ کیا اور بنی اسرائیل
اُس زمانہ مین بیت المقدس مین رہتے تھے پس جب بخت نصر چلا تو اُس کے ساتھہ بہت سے
آدمی ہو گئے جب وہ بیت المقدس کے قریب پہونچا تو ارمیا اپنے گدہے پر سوار ہو کے اُس کی
پیشوائی کو گئے اور آدمیون کی کثرت کے سبب اُس کے قریب نجا سکے مگر اُس کا عہد امان کو ایک لکڑی
پر لٹکا کر بلند کیا بخت نصر نے پوچھا کہ تو کون ہے فرمایا کہ مین ارمیا ہون جس نے تجھے خوشخبری
بادشاہی کی دی تھی اور تو نے مجھے امان لکھدی تھی اور یہہ تیرا نامہ امان ہے اس لکڑی پر بخت نصر
نے کہا کہ تجھے تو مینے امان دی مگر تیرے اہل وعیال کو ابھی امان نہین ہے مین بیت المقدس
کی طرف تیر پھینکتا ہون اگر تیر میرا وہان پہونچ گیا تو اُن کو امان ہے والا امان نہین ہے یہہ کہکر
اُسنے تیر کمان مین رکھہ کر بیت المقدس کی طرف پھینکا وہ تیر بیت المقدس مین پہونچ گیا اُسوقت کہا
کہ تیرے اہل وعیال کو بھی امان ہے اور جسوقت بخت نصر نے شہر مین آمد و رفت کی تو دیکھا کہ شہر کے
بیچ مین ایک پہاڑ ہے مٹی کا اور خون اُس سے جوش کر کے نکلتا ہے اور جسوقت اُس خون پر
مٹی ڈالتے ہین تو وہ خون اُس مٹی سے جوش مار کر باہر نکل آتا ہے بخت نصر نے پوچھا کہ یہہ کیا ہے
لوگون نے کہا کہ یہہ خون ایک پیغمبر خدا کا ہے کہ نام اُسکا یحیی بن زکریا ہے بنی اسرائیل کے بادشاہ
نے اُسکو قتل کیا ہے یہہ خون اُسکا مٹی مین سے جوش کر کے نکلتا ہے اور مٹی ڈالتے ڈالتے یہہ
ایک پہاڑ ہو گیا ہے مگر خون اُسکا جوش سے نہین تھمتا اور ستو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ اُسکو قتل کیا
ہے اور سبب اُس کے قتل کا یہہ ہوا کہ اُس کے زمانہ مین ایک بادشاہ تھا وہ بنی اسرائیل کی عورتون
سے زنا کرتا تھا اور جسوقت حضرت یحیی کا اُسپر گذر ہوتا تھا تو اُس سے وہ کہتے تھے کہ اے بادشاہ
خدا سے ڈر یہہ عورتین تجکو حلال نہین ہین اور جن عورتون سے وہ زنا کرتا تھا اُنہین سے ایک عورت
نے حالت نشہ مین کہا کہ تو یحیی کو قتل کر اُس نے حکم کیا کہ یحیی کا سر کاٹ کے حاضر کرین آدمی اُسکے
سر حضرت یحیی کا کاٹ کر ایک طشت مین رکھہ کر لائے جسوقت بادشاہ کے پاس وہ سر آیا تو طشت مین
سے وہ سر کہتا تھا کہ اے بادشاہ تو خدا سے ڈر اور تجکو حلال نہین ہے قتل میرا بعد اُس کے خون سر کا
جوش کر کے زمین پر گرا اور جوش کرتا تھا اور ٹہرتا نہ تھا اور جب خاک اُسپر ڈالتے تھے تو اُسمین سے بھی
جوش کر کے نکلتا تھا یہانتک کہ مٹی ڈالتے ڈالتے ایک پہاڑ ہو گیا اور خون بند نہ ہوا بخت نصر نے

کہاکہ مین بنی اسرائیل کو ہمیشہ قتل کرونگا یہانتک کہ یہہ خون بند ہو اور بنی اسرائیل کا قتل کرنا اُسنے شروع
کیا پس جس بستی مین جاتا تہا اُس کے مرد اور عورت اور لڑکے اور جوان سب کو قتل کرتا تہا اور خون
جوش سے نہ ٹہرتا تہا جوش مارے جاتا تہا غرض یہانتک اُس نے قتل کیا کہ بنی اسرائیل کو فنا
کردیا اور پوچہا کہ اِن شہرون مین کوئی اور بہی بنی اسرائیل مین سے باقی رہا ہے کسی نے کہا کہ ایک بڑہیا
فلانی بستی مین ہے جب اُس بڑہیا کو پکڑکر اُس خون پر ذبح کیا تو فورًا وہ خون بند ہو گیا کہتے ہین
کہ یہہ بڑہیا وہی عورت تہی کہ جس نے حضرت یحیی کو بسبب عناد کے بادشاہ سے کہہ کر قتل کرایا تہا
پہر بخت نصر بابل مین آیا اور وہان ایک شہر بسایا اور اُسمین ایک کوان بنایا اور اُسمین دانیال پیغمبر
کو ڈال دیا اور اُن کے ہمراہ ایک شیرنی بہی کوئین مین ڈالدی وہ شیرنی کچہہ اُن کو نہ کہتی تہی اور مٹی
کہاتی تہی اور انہیا دودہ پلاتی تہی بخت نصر نے ایک خواب دیکہا کہ سر تو اُسکا لوہے کا ہے اور پانون
اُس کے تانبے کے ہین اور سینہ اُسکا سونے کا ہے بخت نصر نے منجمون کو بلاکر پوچہا کہ مینے خواب
مین کیا دیکہا ہے اُنہون نے کہا کہ ہم کیا جانین کہ تو نے کیا دیکہا ہے ہمسے تو بیان کر غرض جب کہ
اُن سے خواب اُسکا نہ بتایا گیا تو اُس نے اُن سب نجومیون کو مرواڈالا کسی نے اُس سے کہا کہ
خواب تیرا وہ بتلائیگا کہ جو کوئین مین ہے اور شیرنی اُس کو دودہ پلاتی ہے اور کچہہ نہین کہتی ہے
یہہ سنکر بخت نصر نے دانیال کو کوئین مین سے نکلوایا اور اپنے پاس اُن کو بلاکر کہاکہ مینے کیا
خواب مین دیکہا ہے اُنہون نے خواب اُسکا بتادیا اور جو کچہہ اُسنے دیکہا تہا اُسکو سنادیا اور اُسکی
تعبیر پوچہی تو فرمایا کہ تیرا ملک گیا اور تین روز مین تو شل ہو جائیگا اور ایک مرد فارس کا تجکو قتل کریگا
بخت نصر نے کہاکہ میرے ساتہہ شہر مین اور ہر شہر کے دروازے پر تانبے کی بط ہے جسوقت
مسافر دروازے پر آتا ہے اور شہر مین داخل ہوتا ہے تو وہ بط آواز کرتی ہے اور مسافر گرفتار ہو جاتا
ہے غرضکہ بخت نصر نے یہہ سنکر اپنے سوارون کو چارون طرف روانہ کیا اور کہا کہ جسکو دیکہو اُسکو
قتل کرو اور دانیال سے کہاکہ تو میرے پاس تین روز تک ٹہارہ اگر تین روز گذر گئے تو مین تجکو
قتل کرونگا جب تیسرا دن ہوا تو اُس کو بہت رنج ہوا اور جب باہر نکلا تو ایک لڑکا فارس کا رہنے والا
کہ اُس کے خادمون مین تہا اُس کے روبرو آیا اور بخت نصر کو خبر نہ تہی کہ یہہ فارس کا رہنے والا ہے
بخت نصر نے اُسکو تلوار دی اور کہا کہ جو کوئی تجہہ کو ملے اُسکو قتل کر اگرچہ مین ہی ہون اُس لڑکے نے

تلوار سے کہ بخت نصر کو اُسی وقت قتل کیا اور ارمیا اپنے گدہے پر سوار ہو کر نکلے اور اُن کے ہمراہ کچھ
انجیر اور شیرہ تہا کہ یہہ توشہ اپنے ہمراہ لیا تہا اُن کی نظر اُن کشتون پر پڑی کہ بخت نصر نے جنکو قتل کیا تہا
اور دیکہا کہ درندے جنگل اور دریا کے اُن مردون کو کہاتے ہین ایک ساعت اپنے دل مین تامل
کیا اور بعد اُس کے کہا کہ کیونکر زندہ کریگا اُن کو خدا کہ کہا لیا ہے اُن کو درندون نے خدای تعالے
نے ارمیا کو مار ڈالا اور سو برس کے بعد اُنکو زندہ کیا اور اُنکے گدہے کو بھی زندہ کیا اور جناب امیر سے جو روایت کرتے ہین
اُنہین عزیر کا نام ہے اور مشہور اس قصہ مین عزیر ہی کا نام ہے اور شاید ارمیا کا بہی کوئی قصہ ہووے
کہ انہون نے بہی اسطرح کے مردے دیکہ کر افسوس کیا ہو م وقال الله تعالی فی قصة المختارین
من قوم موسیٰ المیقات ربه ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون وذلك انهم لمّا
سمعوا کلام الله قالوا لانصدق به حتی نری الله جهرة فاخذتهم الصاعقة بظلمهم فماتوا
فقال موسیٰ یا رب ما اقول لبنی اسرائیل اذا رجعنا الیهم فاحیاهم الله فرجعوا الی الدنیا
فاکلوا وشربوا ونکحوا النساء وولد لهم الاولاد وبقوا فیها ثم ماتوا باجالهم ش اور بہی
خدای تعالے نے فرمایا ہے بیچ قصہ اُن لوگون کے کہ انتخاب کیئے گئے تہے قوم موسے سے
واسطے میقات پروردگار اپنے کے پہر زندہ کیا ہمنے تمکو اے قوم موسی بعد مرنے تمہارے کے
تاکہ شکر کرو اور یہہ قصہ اسطرح پر ہے کہ وہ جماعت برگزیدہ یعنے جنکو حضرت موسی نے انتخاب کیا
تہا اپنے ہمراہ لے جانے کے واسطے کوہ طور پر اور وہ ستر آدمی تہے بزرگان بنی اسرائیل سے
اور یہہ لیجانا اُنکا کوہ طور پر بحکم خدا تہا کہ حضرت موسی کو حکم ہوا تہا کہ تو بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر واسطے
مناجات کے کوہ طور پر آ اور بنی اسرائیل مجہہ سے عذر چاہین اور کلام میرا سنین پس اس حکم کے بموجب
حضرت موسی نے اُن کو چہانٹا تہا اور جب اُنکو کوہ طور پر لے گئے اور انہون نے کلام خدا کا سنا اور
کہتے ہین کہ جسوقت حضرت موسی نے چاہا کہ مناجات پیش خالق ارض وسما کرین تو ایک حجاب درمیان
موسی کے اور اُن کے ہمراہیون کے پیدا ہو گیا ہمراہی پردے کے باہر رہے اور حضرت موسی پردے
کے اندر رہے اور خدای تعالے حضرت موسی سے ہمکلام ہوا اور اوامر اور نواہی اور وعظ و پند
تعلیم کیئے اور کہا کہ مین ہی خدا ہون اور سوا میرے اور کوئی خدا نہین ہمراہی بہی پردے کے باہر
سنتے تہے اور جسوقت موسیٰ پردے کے باہر آئے اور وہ پردہ دور ہوا تو موسیٰ نے بنی اسرائیل

سے کہا کہ تم نے کلام خدا کا سنا تو اُنہون نے کہا کہ ہم نے ایک آواز سنی ہے مگر ہم تصدیق
نہین کرتے کہ یہہ کلام خدا کا تہا یا گویندہ اسکا شیطان تہا پس جب تک کہ ہم اپنی آنکہون سے
خدا کو ظاہر مین نہ دیکہہ لین گے ہمکو یقین نہ آئیگا پس ایک آگ آسمان سے آئی اور سب کو بسبب
اُنکے ظلم کے جلا دیا پس مر گئے وہ سب اور بعض کہتے ہین کہ وہ لوگ آواز سخت رعد سے مر گئے
تہے اور منقول ہے کہ ایک رات اور ایک دن بعد مرنے کے وہ پڑے رہے تہے اور موسے
بے ہوش ہو گئے تہے جبکہ ہوش مین آئے تو حیرت سے اُن کی طرف دیکہہ کر کہا کہ اے پروردگار
میرے جبکہ مین بنی اسرائیل کے پاس جاؤنگا اور وہ مجہہ سے پوچہین گے کہ تو نے اپنے ہمراہیون
کو کیا کیا تو مین کیا جواب دونگا انکو پس زندہ کیا اُن کو خدائی تعالے نے اور پہرے وہ طرف
دنیا کے اور کہایا پیا اُنہون نے اور پیا اُنہون نے اور نکاح کیا عورتون سے اور پیدا ہوئی اُنکی اولاد
بہت اور باقی رہی دنیا مین اور پہر مرے اپنی اجلون سے وقال الله تعالے لعیسے بن مریم
وتحی الموت باذنی اور بہی فرمایا خداے تعالے نے واسطے حضرت عیسیٰ کے اور یاد کر تو
جس وقت نکالتا تہا تو مردون کو قبرون سے ساتہہ حکم میرے کے اور بہی م واصحاب الکہف
لبثوا فی کھفہم ثلثمائۃ سنین وازداد وتسعا ش اور اصحاب کہف درنگ کی انہون نے
بیچ غار اسپنے سے کہ پہاڑ مین تہا جبوقت کہ وہ خواب مین تہے تین سو برس اور زیادہ
کیا اُنہون نے نو برس کو یعنے تین سو نو برس غار مین رہے بیدار ہونے سے پہلے م ثم
بعثہم الله تعالے ش پہر زندہ کیا اُنکو الله تعالے نے م فرجعوا الی الدنیا لیتسألوا
بینہم ش پس پہرے وہ طرف دنیا کے تا کہ ایک دوسرے سے سوال کرین اور آپس مین
حال ایک دوسرے کا پوچہین م وقصتہم معروف ش اور قصہ انکا مشہور ہے جیسا
کہ جناب صادق سے منقول ہے اصحاب کہف ایک بادشاہ جبار کافر کے زمانہ مین تہے
کہ وہ بادشاہ بتون کی طرف لوگون کو بلاتا تہا اور جو قبول نہ کرتا تہا اُس کو وہ قتل کرتا تہا اور
یہہ لوگ کہ جنکو اصحاب کہف کہتے ہین مومن تہے اور کہتے ہین کہ نام اُنکے یہ تہے مکسلمینا
سادنیوس تملیخا مرطونس نینونس دربونس بادشاہ نے شہر کے دروازے پر
آدمی متعین کیے تہے کہ وہ بغیر سجدہ کئے بتون کے کسی کو باہر جانے نہ دیتے تہے یہہ مومنین

چہانہ شکار شہر سے باہر نکلے راہ مین ایک چرواہا ملا اُسکو اُنہون نے اسلام کی طرف دعوت کی تھی
قبول نہ کیا مگر اُسکا کتا قطمیر نامے انکے ہمراہ ہو لیا پس جب غار مین بیٹھ گئے تو خداے تعالے نے
اُنپر نیند کو غالب کیا اور یہہ سو گئے یہانتک سوئی کہ وہ زمانہ بدل گیا اور وہ بادشاہ اور وہ آدمی
مر گئے اور سب مکانون کی وضع بدل گئی تب یہہ لوگ بیدار ہوئے اور بعض نے بعض سے
کہا کہ ہم اسجگہ کس قدر سوئے آفتاب کو دیکھا تو وہ بلند ہو گیا تھا کہا کہ ہم ایکدن سوئے یا کہ ایک آدھ دن
اور ایک شخص کو اپنے مین سے ایک روپیہ دیکر کہانا لانے کے واسطے شہر مین بھیجا یہہ تملیخا
روپیہ لیکر شہر مین آیا وضع شہر کی اور طرح آدمیون کی نئی دیکھکر متعجب ہوا اور زبان آدمیون
کی بھی اور طرح کی پائی شہر کے آدمیون نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا
ہے اس نے اپنا قصہ بیان کیا یہہ خبر بادشاہ کو پہونچی اور یہہ بادشاہ مسلمان تھا دین پر حضرت
عیسی کے وہ بادشاہ اپنے حشم و خدم کے ساتھ تملیخا کو اپنے ہمراہ لیکر اس غار پر آیا اور دروازے
پر سب کھڑے ہوئے اور اُن کو جھانکتے تھے اور دیکھتے تھے پس کوئی کہتا تھا کہ تین ہین اور چوتھا
اُنکا کتا ہے اور کوئی کہتا تھا کہ پانچ ہین اور چھٹا اُنکا کتا ہے اور کوئی کہتا تھا کہ سات ہین اور
آٹھوان اُنکا کتا ہے مگر اُن کے رعب سے اندر کوئی نہ جا سکا الا تملیخا کہ جب وہ اندر گیا تو اُن
سب کو خوفناک اور ترسان پایا اس خیال سے کہ شاید یہہ لوگ ہمین ہلاک کرنے آئے ہین
تملیخا نے یہہ حال بیان کیا کہ ہمین اسقدر زمانہ ہوا سوتے ہوئے کہ وہ بادشاہ مر گیا اور زمانہ
دگرگون ہو گیا یہہ سنکر وہ روئے اور خدا سے سوال کیا کہ ہمکو پھر سلا دے جیسا کہ پہلے سلایا تھا
خداے تعالے نے اُنکی دعا قبول کی اور پھر اُنکو سلا دیا اور اُس بادشاہ نے اُس غار پر ایک مسجد
بنائی اور یہہ لوگ چھٹے مہینے کروٹ لیتے ہین اور چھہ مہینے تک ایک ہی کروٹ پر سوتے رہتے
ہین جب چھہ مہینے گذر جاتے ہین تب کروٹ کو بدلتے ہین اور کتا اُنکا دروازے پر ہاتھ کو پھیلائے
ہوئے بیٹھا ہے منقول ہے کہ چوپاؤن مین سے تین چوپائے بہشت مین جائینگے ایک کتا
اصحاب کہف کا اور گدہا بلعم یا عزیر کا اور بھیڑیا حضرت یوسف کا اور اور روایات بھی اسمین وارد
ہین بسبب طوالت کے اسی ایک روایت پر اختصار کیا گیا فان قال قائل ان اللہ
عزوجل قال وتحسبهم ایقاظا وهم رقود اور اگر کہے کوئی کہنے والا کہ خداے تعالے

نے قصۂ اصحاب کہف مین کہا ہے کہ گمان کرتا ہے تو اُن کو جاگتے والا حالانکہ وہ بیچ خواب کے ہین
اور یہہ آیہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہہ مرے نہ تہے بلکہ خواب مین تہے پس دلیل رجعت کی کیونکر
ہوگی م قیل لهم فالهم کانوا موتی ش کہا جایگا اُن کے جواب مین کہ یہہ مردہ تہے اسواسطے
کہ مراد رقود سے اس آیہ مین موت ہے م وقد قال الله تعالی قالوا یا ویلنا من بعثنا
من مرقدنا هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون ش یعنے جیسا کہا ہے خدا ے
تعالے نے دوسری آیت مین کہ کہین گے آدمی بیچ روز قیامت کے بعد اُس کے کہ محشور
ہونگے یعنے اُٹھین گے زندہ ہوکر اپنی قبرون سے کہ وا ے واسطے ہمارے کہ اُٹھا دیا ہمکو ہماری
خوابگاہ سے یعنے زندہ کیا ہمکو بعد ہمارے مرنے کے یہہ ہے وہ چیز کہ وعدہ کیا ہے خدا نے
جس چیز کا اور تصدیق کی ہے اُسکی رسولون نے م فان قالوا ان ذلک فالهم کانوا موتی
ش پس اگرچہ کہا اُنہون نے ایسا یعنے اُٹھا دیا ہمکو ہماری خوابگاہ سے مگر ظاہر یہہ ہے کہ یہ
وہ مردے تہے م ومثل هذا کثیر ش اور مثل اسکے اور دلیلین بہت سی ہین م فقد
صح ان الرجعة کان فی الامم السابقة ش پس بہ تحقیق صحیح ہوا یعنے صحت کو پہونچا
اور رجعت امم سابقہ مین بہی واقع ہوئی ہے م فقال النبی یکون فی هذه الامة مثل ما کان
فی الامم السابقة حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة ش پس بہ تحقیق کہ فرمایا ہے نبی
نے کہ واقع ہوگا بیچ میری اُمت مین جو کچہہ واقع ہوا ہے اُمت پیشین مین برابر مثل برابری نعل کے
ساتہہ نعل کے م فیجب علی هذا الاصل ان یکون فی هذه الامة رجعة ش پس
واجب ہوا بنا بر اس اصل کے کہ رجعت اس اُمت مین بہی واقع ہو تا فرمانا جناب رسول مقبول
کا مطابق ہو واقع کے اور اگر اس اُمت مین رجعت واقع نہو تو یہہ حدیث خلاف واقع کے ہوتی
ہے اور یہہ محال ہے م وقد نقل مخالفونا انه اذا خرج المهدی نزل عیسی بن مریم
فیصلی خلفه ش اور بہ تحقیق کہ نقل کیا ہے ہمارے مخالفون نے کہ جسوقت مہدی خروج
کرینگے تو عیسی آسمان سے نیچے آوینگے اور پیچہے مہدی کے نماز پڑہین گے جیسا کہ قرطبی
نے کہ محدثین مشہورہ عامہ سے ہے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا
کہ ہم سے ہے مہدی اس اُمت کا کہ عیسی عقب اُس کے نماز پڑہیگا ۔ اور بہی ابو نعیم نے جابر بن عبد الله

اور ابو سعید سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ پشت سر مہدی نماز پڑھیں گے۔ اور بھی جامع الاصول میں
صحیح بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے
فرمایا کہ مجھ اُس خدا کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں جان میری ہے کہ قریب ہے کہ نازل ہو
فرزند مریم کہ حاکم اور عادل ہو پس چلیپا نصاری کے توڑے اور سواروں کو مارے اور جزیہ کو
دور کرے یعنے اِن سے بغیر اسلام کے اور کچھ قبول نہ کرے اور اسقدر مال کو جمع کرے کہ
مال کو دیں اور وہ قبول نہ کرے پھر آپنے فرمایا کہ پس کیونکر ہوگے تم اُسوقت کہ نازل ہو تم میں
فرزند مریم اور امام تمہارا تم میں ہو یعنی مہدی علیہ السلام م ونزوله من السماء الی الارض رجوع
الی الدنیا بعد موتہ ش یعنے نازل ہونا آسمان سے عیسیٰ کا طرف زمین کے رجعت اُسکی
ہے بعد موت اُسکی کے م لان اللہ عز وجل قال انی متوفیک ورافعک الیّ ش یعنے
بدرستیکہ میں مارنے والا تیرا ہوں اے عیسیٰ اور میں اوپر لے جانے والا تیرا ہوں طرف
آسمان کے م وقال وحشرناهم فلم نغادر منهم احدا ش یعنے حشر کرینگے ہم اُنکا اور
نہ چھوڑیں گے ہم ایک کو بھی اُنمیں سے بے حشر کیے م وقال اللہ عز وجل ویوم نحشر
من کل امة فوجا ممن یکذب بآیاتنا فالیوم الذی یحشر فیه الجمیع غیر الیوم الذی یحشر فیه
الفوج ش یعنے اور یاد کر تو جس دن کہ جمع کرینگے ہم بعض ہر اُمت سے ایک گروہ کو کہ جو تکذیب
کرتے تھے ہماری آیات اور نشانیوں کی اور شک نہیں کہ وہ دن کہ جسمیں زندہ کیے جائیں گے اور
جمع کیے جائیں گے سب لوگ وہ روز غیر اُس روز کا ہے کہ جمع کیے جائیں گے بیچ اُس کے بعض
ہر اُمت سے ایک ایک گروہ یعنی حشر ایک گروہ ہر امت سے کہ اس آیہ میں واقع ہے رجعت ہے
کہ دنیا میں واقع ہوگی اسواسطے کہ خدای تعالے فرماتا ہے کہ ہر امت میں سے ایک گروہ کو
اُٹھائیں گے اور یہہ نہوگا مگر رجعت میں اور قیامت کا روز اس سے مراد نہیں ہو سکتا ہے
اسواسطے کہ اُس روز کل آدمی محشور ہونگے نہ ہر اُمت میں سے بعض بعض اسواسطے کہ خدای تعالے
قیامت کے حال میں فرماتا ہے کہ وحشرناهم فلم نغادر منهم احدا جیسا کہ اوپر گذرا پس
یہ آیہ قیامت کے واسطے ہے اور وہ آیہ رجعت کے واسطے ہے م وقال اللہ عز وجل
ش اور بھی فرمایا ہے خدای تعالے نے م واقسموا باللہ جهد ایمانهم

[illegible] بلیٰ وعدا علیه حقا ولکن اکثر الناس لا یعلمون ش یعنے
قسم کہائی ساتھ خدا کے سب نے اُس قدر کہ طاقت رکہتے تہے قسم کہا ہے کہ نہ زندہ کریگا خدای
تعالے کسی کو نہیں کہ جو مرگئے اور جہوٹ کہتے ہیں بلکہ زندہ کریگا اور یہہ وعدہ ہے کہ کیا ہے
اور واجب ہے اوپر اُس کے کہ وفا کرے ساتھ اُسکے پر اکثر آدمی نہیں جانتے م

یعنی ذلک فی الرجعة وذلک انه [illegible] ش یعنے مراد اس سے زندہ کرنے سے رجعت
ہے دنیا میں نہ حشر قیامت میں بدلیل اسکے کہ خدای تعالے فرماتا ہے کہ تا بیان کرے خدای
تعالے واسطے اُنکے وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہیں اُسمیں اور شک نہیں ہے کہ یہہ بیان دنیا

میں ہوگا نہ آخرت میں پس ثابت ہوا کہ رجعت سب اُمت میں واقع ہوئی ہے م وسنجرد

فی الرجعة کتابا نبین فیه کیفیتها والدلالة علی صحت کونها انشاء الله تعالی ش فرماتے
ہیں شیخ رحمہ اللہ کہ قریب ہے کہ ایک کتاب جدا رجعت میں لکہیں گے ہم کہ بیان کرینگے ہم اسمیں
کیفیت رجعت کی اور دلالت اوپر صحت ہونے اُسکے کے اگر چاہے خداے تعالے مترجم کہتا ہے
کہ کیفیت رجعت کی جو کہ آخوند صاحب نے حق الیقین میں لکہی ہے خلاصہ اُسکا یہہ ہے کہ نقل
شیخ حسن ابن سلیمان نے کتاب منتخب البصایر میں روایت کی ہے بسند معتبر مفضل بن عمر سے
کہ اُس نے کہا کہ میں نے جناب امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ صاحب الزمان مہدی ہادی
علیہ السلام کے خروج اور ظہور کے لیئے کوئی وقت معلوم اور معین ہے فرمایا کہ خدای تعالے نے
نہ چاہا کہ اُن کے خروج کے واسطے وقت معین کرے تاکہ شیعہ جانیں اُن کے [illegible]
کہ یہی آیتیں کہ خدای تعالے نے بیچ قایم ہونے قیامت کے نازل فرمائی ہیں وہ سب بیچ باب
قیام اُس حضرت کے بہی نازل ہوئی ہیں اور جو شخص کہ واسطے ظہور مہدی کے وقت قرار دے
اُسنے اپنے تئیں بیچ علم غیب کے ساتھ خداوند عالم کے شریک کیا ہے اور اسرار الٰہی کے جاننے
کا دعوی کیا ہے اے مفضل وہ بیخبر ظاہر ہوگا اور منادی ساتھ اسم اور کنیت اور لقب اُسکے کے
بیچ آسمان کے ندا کریگا پس خدا اُسکو سب خلق پر غالب کریگا اور اے مفضل وہ سب ملتوں اور
دینوں سے اختلاف کو برطرف کریگا اور سب لوگ دین حق کی طرف رجوع کرینگے اور سب کا ایک دین
حق ہوجائیگا پس جس وقت کہ وہ ظہور اور خروج کریگا تو چادر مبارک رسول مقبول کی دوش پر اوڑہ

سر پر رکھے ہوگا اور نعلین رسول خدا پاؤن مین اور عصاے رسول خدا ہاتھ مین ہوگا اور نقاب
منہ پر ڈالے تاکوئی اوس حضرت کو نہ پہچانے اس ہیأت سے وہ حضرت تنہا بے رفیق نزدیک خانہ
کعبہ کے آئے گا اور جب شب ہوگی اور سب خلق خدا سو جائیگی تو جبرئیل اور میکائیل اور ایک صف
ملائکہ کی اوسپر نازل ہوگی پس جبرئیل کہے گا کہ اے آقا میرے سخن تیرا مقبول اور امر تیرا جاری ہے
تو اوسوقت صاحب الامرؑ دست مبارک موہنہ پر پہیر کر حمد خدا بجا لائین گے پس اوپر رکن حجر اسود
اور مقام ابراہیم کے کہڑے ہونگے اور بصداے بلند ندا کرینگے کہ اے گروہ بزرگان و مخصوصان
آؤ میرے پاس پس اللہ تعالی اوس جناب کی آواز کو ان سب تک پہونچائے گا جہان کہین کہ ہونگے
اور ایک شب و روز مین یہہ سب آنکر حاضر ہونگے پس ایک عمود نور کا بلند ہوگا زمین سے تا بہ آسمان
کہ سب مؤمنین اوس نور سے روشنی پائین گے اور وہ نور ہر ایک کے گہر مین پہونچے گا اور سب
اور سب مؤمن خوش ہونگے اور جانین گے کہ قائم آل محمد ظاہر ہوئے اور جب صبح ہوگی تو تین سو
تیرہ نفر اطراف عالم سے بطی الارض اوس جناب کی خدمت مین آنکر حاضر ہونگے پس وہ جناب
کعبہ کی طرف پشت فرما کر دست مبارک کو کہولین گے پس ایک نور مثل دست موسیٰ اوس سے چمکیگا
وہ جناب فرمائین گے کہ جو اس ہاتھ پر بیعت کرے گا ایسا ہے کہ گویا خدا اکے ساتھ بیعت کی پس اول
جبرئیل اور سب ملائکہ بیعت کرینگے پہر مؤمنین اچہہ پہر تین سو تیرہ آدمی کہ جو حاضر ہوئے ہونگے بیعت
کرینگے اور یہہ بیعت اول طلوع آفتاب ہوگی اور بعد طلوع آفتاب ایک منادی باواز بلند ندا
کرے گا کہ اہل آسمان و زمین سب سنین گے کہ یہہ ہے مہدی آل محمدؐ بیعت کرو اسکے ساتھ تا ہدایت
پاؤ اور مخالفت نکرو اسکی کہ گمراہ ہوگے پس یہہ سب کہ جنہون نے بیعت کی ہوگی کہین گے کہ ہمنے سنا
اور اطاعت کی پس کوئی شخص مخلوقات خدا سے ایسا نہوگا کہ جو یہہ آواز نہ سنے گا اور متوجہ نہوگا
شہر اور صحرا اور بحر اور بر اور بیابان سے اور جب آفتاب قریب غروب کے ہوگا تو جانب
مغرب سے شیطان ندا کرے گا کہ پروردگار تمہارا وادی الیابس مین ظاہر ہوا ہے اور وہ عثمان
بن عقبہ بسر یزید بن معاویہ ہے تم سب اوسکی بیعت کرو تا ہدایت پاؤ اور مخالفت اوسکی نکرو تا کہ
گمراہ نہو پس ملائکہ اور جن اور مرد اتقیا کہین گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور تو شیطان ہے پس اہل شک
اور منافق اور کافر اس شیطان کی آواز سنکر راہ سے پہر جائین گے اور تمام اوس روز صاحب الزمانؑ پشت بکعبہ

ندا کرینگے کہ جو کوئی نظر کرنا چاہے طرف آدم اور شیث اور نوح اور سام اور ابراہیم اور اسمعیل اور موسیٰ
اور یوشع اور عیسیٰ اور شمعون کے تو وہ نظر کرے طرف میرے اسواسطے کہ جو علم و کمال کہ اُنمین
تہا وہ سب مجہہ مین ہی اور جو شخص چاہے کہ نظر کرے طرف علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور باقی ائمہ کے
ذریت حسینؑ سے وہ نظر کرے طرف میرے اور جو چاہے مجہہ سے سوال کرے کہ علم سب کا
میرے پاس ہے اور جن چیزون کی اُنہون نے بمصلحت خبر نہین دی مین اُسکی خبر دیسکتا ہون
اور جو شخص کتب سماوی کو مجہہ سے سننا چاہے وہ سُن لے یہہ فرما کر سب صحف سماوی کی تلاوت
فرماوینگے اور گروہ ملائکہ اور اجنہ کی آپکے ہمراہ ہوگی اور جب ما بین نجف و کوفہ پہونچینگے
تو چالیس ہزار ملائکہ اور چہیالیس ہزار جن کی فوج آپکے ہمراہ ہوگی پس خدای تعالے اس لشکر کے
ساتہہ اُس جناب کو سب عالم پر ظفر دیگا - اور ہی واضح ہو کہ کچہہ دلائل رجعت کے موافق دونون
مذہب کے یہہ ہین کہ جامع الاصول اور صحیح بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ کتب
اہل سنت مین مسطور ہے کہ رسولخدا نے قسم یاد کر کے فرمایا کہ نزدیک ہے کہ فرزند مریم حاکم عادل
آسمان سے نزول کرے اور چلیپون کو نصاریٰ کے توڑے اور سوٗرون کو ہلاک کرے اور جزیہ
کو دور کرے یعنے ان سے بغیر اسلام کے اور کچہہ قبول نہ کرے اور اسقدر مال کو جمع کرے کہ اگر
مال اُسکو دین تو بہی قبول نہ کرے پہر آپنے فرمایا کہ کیونکر ہوگے تم جسوقت نازل ہو تم مین فرزند
مریم اور امام تمہارا تم مین ہو پس اس سے رجعت کا ہونا موافق مذہب اہل سنت کے بہی ثابت ہی
مترجم کہتا ہے کہ اخون ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے حق الیقین مین اسکی کئی دلیلین قرآن
و حدیث سے اور بہی لکہی ہین اول یہہ قول خدای تعالے کا ہے و یوم نبعث من کل امۃ
فوجا ممن یکذب بآیاتنا یعنے جس روز کہ مبعوث کرینگے ہم ہر اُمت سے ایک گروہ کو انمین سے
کہ تکذیب کرتے ہین ہماری آیات کی پس جناب صادق سے منقول ہی کہ یہ آیہ رجعت مین نازل
ہوا ہے اسواسطے کہ خداے تعالے ہر اُمت مین سے ایک فوج کو زندہ کریگا نہ کل کو اور آیہ آیات
یہہ ہے کہ وحشرناھم فلم نغادر منہم احدا یعنے محشور کرینگے ہم اُن کو پس کہ چہوڑینگے ہم
کسیکو انمین سے کہ اُسکو زندہ نہ کرینگے پس اس سے ثابت ہوا رجعت کا ہونا قبل قیامت اور ہی منقول
کہ مراد آیات سے اس آیہ مین امیر المومنین اور ائمہ ہین یعنے جو اُنکو جہٹلائیگا اور اُنکی تکذیب کریگا

انہین سے ایک گروہ زندہ کی کیجائیگی اور قیامت مین سب لوگ زندہ ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا جیسا کہ
خدای تعالے نے فرمایا ہے۔ دوسرے خدای تعالے فرماتا ہے واذا وقع القول علیہم
اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون یعنے واجب
ہوا عذاب خدا کا اونپر با وجود اسکے جہوقت نازل ہوئے عذاب اونپر نزدیک قیامت کے باہر
لاوینگے ہم واسطے اُن کے دابہ زمین سے کہ بات کرے اُن سے بدرستی کہ آدمی ہتے کہ ساتہہ
آیات ہماری کے یقین نہ رکہتے تہے پس احادیث کثیرہ وارد ہین کہ مراد اُس دابہ سے امیر المومنین
ہین کہ نزدیک قیامت کے ظاہر ہونگے اور عصا حضرت موسیٰ کا اور انگشتری حضرت سلیمان کی
اُنکے ساتہہ ہوگی اور عصا کو مابین دونون آنکہون مومن کے مارینگے پس فوراً یہہ نقش ہوجائیگا کہ
هذا مومن حقاً یعنے حقا یہہ مومن ہے از روئے تحقیق کے اور انگشتری کو مابین دونون آنکہون
کافر کے مارینگے تو فوراً یہہ نقش ہوجائیگا هذا کافر یعنے حقا یہہ کافر ہے از روی تحقیق کے اور علماء
اہل سنت نے بہی اِن اخبار کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے عمار یاسر اور ابن عباس وغیرہ سے
جیسا کہ صاحب کشاف نے روایت کی ہے کہ دابہ صفا سے باہر آئیگا اور عصای موسے اور
انگشتری سلیمان کی اُسکے پاس ہوگی پس عصا کو محل سجود مومن کے یا درمیان دونون آنکہون اُسکی
کے مارینگا پس ایک نقطہ سفید پیدا ہوگا کہ تمام مونہہ اُسکا اُس سے روشن ہوجاویگا مانند ستارے
درخشان کے اور اُسکی دونون آنکہون کے بیچ مین لکہا ہوگا کہ هذا مومن اور انگشتری کو اوپر
بینی کافر کے مارینگا کہ مونہہ اُسکا سیاہ ہوجائیگا اور درمیان دونون آنکہون اُسکی کے لکہا ہوگا کہ
هذا کافر اور احادیث عامہ اور خاصہ مین متواتر وارد ہوئی کہ جناب امیر علیہ السلام اکثر خطبون مین فرماتے تہے
کہ مین ہون صاحب عصا اور میسم یعنے وہ چیز کہ جسکے ساتہہ داغ کرینگے۔ اور جناب صادق ع سے
مروی ہے کہ شیطان نے خدا سے سوال کیا کہ اُسکو مہلت ملے اُس روز تک کہ سب آدمی
زندہ ہونگے قیامت مین تو خدای تعالے نے اسکا انکار فرمایا مگر البتہ یہہ ارشاد کیا کہ مینے تجہے مہلت
دی تا یوم وقت معلوم پس جب وہ روز ظاہر ہوگا تو شیطان علیہ اللعن مع اپنے اتباع کے
کہ روز خلق آدم سے اُس روز تک کہ جناب امیر المومنین پہر آئینگے مطیع اُسکے ہوئے ہونگے
اور اُسکی تابعداری کی ہوگی اُنکے ساتہہ آئیگا اور یہہ آخر رجعتون اُس جناب سے ہوگی

راوی نے کہا کہ رجعتین بہت دفعہ ہون گے فرمایا کہ ہان ہر امام کہ جو اپنے زمانے مین تہا نیکوکار
اور بدکار اوس زمانے کے اوسکے ساتہہ پہر آوینگے تا خدا تعالی مومنون کو کافرون پر غالب کرے
اور اونسے انتقام اور بدلا لیوین پس جب وہ روز ہوگا تو جناب امیر اپنے اصحاب کے ساتہہ اور
شیطان اپنے اصحاب کے ساتہہ مراجعت کرینگے یعنے پہر آوینگے اور کنارے پر آب فرات کے نزدیک کوفہ
کے دونون گروہ آپسمین ملاقات کرینگے اور دونون لشکر مین ایک جنگ عظیم واقع ہوگی کہ کبہی
ایسی لڑائی نہ ہوئی ہوگی گویا مین دیکہتا ہون کہ اصحاب جناب امیر کے سو قدم پیچہے ہٹ جائینگے
اور بعض کے پاؤن آب فرات مین داخل ہونگے پس ایک ٹکڑا ابر آسمان سے اوترے گا کہ اوسمین ملائکہ
بہرے ہونگے اور آگے اوس ابر کے جناب رسول خدا ہونگے حربہ نور کا ہاتہہ مین لیئے شیطان علیہ اللعن
کی نظر جبہین جناب رسول خدا اور ملائکہ پر پڑیگی تو سراسیمہ ہوکر بیساختہ بہاگے گا اصحاب اوسکے
کہینگے کہ اب تو کیون بہاگتا ہے کہ تو نے تو ظفر اور فتح پائی ہے وہ کہے گا کہ اسوقت مین وہ
چیز دیکہتا ہون کہ تم نہین دیکہتے ہو مین ڈرتا ہون اپنے پروردگار سے پس جناب رسول خدا
پہونچکر ایک حربہ اوسکے دونون شانون مین مارینگے کہ شیطان اور سب اصحاب اوسکے جان
مالک کو سپرد کرینگے پس جب شیطان مارا جاوے گا تو سب آدمی خدا کو ساتہہ یگانگی کے پرستش کرینگے
اور کسی چیز کو خدا کا شریک نکرینگے پس جناب امیر چوالیس ہزار برس بادشاہی کرینگے یہانتک کہ ایک
ایک مرد آپکے شیعون سے ہزار ہزار فرزند پیدا کرے گا ہر سال ایک فرزند پس اوسوقت دو باغ
سبز کہ حق تعالی نے بیچ سورۂ رحمان کے فرمایا ہے دو طرف مسجد کوفہ کے پیدا ہونگے اور جناب
صادق سے منقول ہے کہ حساب خلائق کا جناب امام حسین رجعت مین پیش از قیامت لینگے
اور جناب امام محمد باقر سے روایت ہے کہ اول رجعت مین جو پڑہینگے کا وہ جناب
امام حسین ہونگے اور اسقدر بادشاہی کرینگے کہ بسبب پیری کے دونون ابرو آپکے
دونون آنکہون پر جہک جائینگے اور جناب امام موسی کاظم یا امام موسی الرضا
سے روایت کی ہے کہ اروا حین دشمنان آئمہ ہدی کی رجعت مین اپنے بدنون
کی طرف رجوع کرینگے اور اونمین داخل ہونگے تا ہر امام اپنے حق کا
اونسے استیفا کرے یعنے جتنے جسقدر ان حضرات پر ظلم و ستم

زندی جیسطرحکی کی ہوگی ویساہی اُن سے بدلالین گے پس جناب امام حسینؑ بعد مرنے اپنے
دشمنون کے تینتیس مہینے اور زندگانی کرینگے اور پہر سب ایک شب مین مرجائین گے اور جنت مین
داخل ہونگے اور دشمن اُن کے بدترین عذاب جہنم مین داخل ہونگے م باب الاعتقاد
فی البعث بعد الموت ش باب اُنیسوان بیچ بیان اعتقاد زندہ ہونے کے بعد موت کے
م قال الشیخ رح اعتقادنا فی البعث بعد الموت حق ش فرمایا شیخ رح نے کہ اعتقاد ہم
فرقہ ناجیہ امامیہ کا بیچ زندہ ہونے کے بعد مرنے کے یہہ ہے کہ وہ حق ہے م وقال النبیؐ یا بنی
عبد المطلب ان الرائد لا یکذب اھلہ ش جیساکہ فرمایا نبیؐ نے کہ اے فرزندان عبد المطلب
بدرستی کہ رائد یعنے وہ شخص کہ جو آگے جماعت کے جاتا ہے واسطے طلب آب و گیاہ کے وہ جہوٹ
نہین کہتا ساتہہ اہل اپنے کے م والذی بعثنی بالحق نبیًا لتموتن کما تنامون ش یعنے
مین بمنزلہ رائد کے ہون تمہارے تئین پس جہوٹ نہین کہتا مین قسم ہے مجہے اُس شخص کی
جسنے بہیجا مجہے ساتہہ پیغمبری برحق کے البتہ مرو گے تم جیساکہ جاگتے ہو خواب سے م ولتبعثن
کما تستیقظون ش اور زندہ کیے جائین گے بعد مرنے کے جیساکہ جاگتے ہین خواب سے
م ولیس بعد الموت دار الا الجنۃ او النار ش اور نہین ہے بعد مرنے کے کوئی گہر سوائے
جنت کے یا دوزخ کے م وخلق جمیع الخلق وبعثہم علی اللہ عزوجل کخلق نفس واحدۃ
وبعثہا ش اور پیدا کرنا سب خلق کا اور زندہ کرنا سب خلق کا بعد موت کے اوپر خدای تعالے کے
مثل پیدا کرنے ایک نفس اور زندہ کرنے ایک نفس کے ہے م وذلک قول اللہ تعالی
ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ ش یعنے نہین ہے پیدا کرنا تمہارا اے مکہ والو
اور نہ اُٹہانا تمہارا زندہ کرکے بعد مرنے کے مگر مانند پیدا کرنے اور اُٹہانے ایک نفس کے اور ایک
تن کے اسلیئے کہ کن کے کہنے مین پیدا کردیتا ہے ایسے ہی ایک مرتبہ سبکو زندہ کریگا چنانچہ اسرافیل
کو حکم کریگا اور وہ صور پہونکیگا تو ایک دفع سب قبرون سے زندہ ہوکر نکل آئینگے م باب
الاعتقاد فی الحوض ش باب بیسوان بیچ اعتقاد حوض کے م قال الشیخ ابوجعفر رح
اعتقادنا فی الحوض انہ حق ش کہا ابوجعفر نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ حوض کوثر کے یہہ ہے
کہ وہ حق ہے م وان عرضہ ما بین الایلۃ وصنعاء الیمن ش اور عرض اُسکا مابین یعنے

بمقدار ایلہ اور صنعاء یمن کے ہے جیسا کہ بیچ مجالس شیخ مفید اور بیچ تفسیر علی ابن ابراہیم اور بیچ بشارت المصطفے
جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ قیامت کے روز سب آدمیوں کو اولین و آخرین سے سر و پا
برہنہ ایک جگہہ جمع کرینگے پھر باز رکھیں گے اُنکو راہ محشر سے یہانتک کہ عرق کثیر اُنسے بہے اور نفس
اُن کے تنگ ہوں پس وہ ایک مدت اسی حال پر رہیں گے جیسا کہ خدای تعالے نے فرمایا ہے
کہ خشوع کرنے والی ہوں آوازیں واسطے خداوند رحمان کے پس نہ سنے تو مگر صدا میں بہت آہستہ
پس منادی آگے سب کے ندا کریگا کہ کہاں ہے پیغمبر اُمی آدمی کہیں گے کہ نام اُنکا لے وہ پھر
ندا کریگا کہ کہاں ہے پیغمبر رحمت محمد ابن عبد اللہ یہہ سنکر جناب رسول خدا کھڑے ہو جائینگے اور
آگے سب آدمیوں کے روانہ ہونگے تا اینکہ پہنچیں گے حوض کوثر پر کہ طول اُسکا مابین ایلہ و
اور صنعای یمن کے ہے پھر جناب امیر کو بلائینگے اور وہ جناب آنکے پہلو میں جناب رسول خدا
کے کھڑے ہونگے پھر فرشتے بعض آدمیوں کو حوض سے پانی پینے کی رخصت دینگے اور بعض کو
منع کرینگے جب جناب رسو لخدا یہہ دیکھیں گے کہ بعض دوستان اہلبیت کو بسبب گناہوں اُنکے کے
حوض سے دور کرتے ہیں تو وہ جناب روئیں گے اور مکرر کہیں گے کہ پروردگارا یہہ شیعان
علی ہیں پس خدای تعالے ارشاد کریگا کہ اے محمد سبب تیرے رونے کا کیا ہے عرض کرینگے
کہ خداوندا کیونکر نہ روؤں میں کہ میں دیکھتا ہوں ایک جماعت کو شیعان علی سے کہ منع کیے جاتے
ہیں حوض کوثر سے اور دیکھتا ہوں کہ اُن کو جانب اہل جہنم لیے جاتے ہیں پس جب جناب
رسو لخدا یہہ عرض کرینگے تو خداوند عالم ارشاد کریگا کہ مینے بخشا اُن کو اور اُن کے گناہوں سے در گذرا
اور اُن کو ملحق کیا تیری ذریت کے دوستوں کے ساتھہ اور اُن کو تیرے زمرہ میں قرار دیا اور تیرے
حوض پر اُن کو وارد کیا مینے اور تیری شفاعت اُن کے حق میں قبول کی مینے اور گرامی
رکھا تجھکو ساتھہ اسکے پس جناب امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ کس قدر اُس روز اور کتنے مرد و عورت
گریان ہونگے اور ندا وا محمداہ کی بلند کرینگے پس اُس روز جو کہ ہماری اُمت کا اعتقاد رکھتا ہوگا
اور ہمارے دوستان صادقین سے ہوگا وہ ہماری گروہ میں داخل ہوگا اور ہمارے ساتھہ
حوض پر وارد ہوگا ۔ اور بھی جناب امیر نے جناب رسو لخدا سے کوثر کا حال پوچھا فرمایا کہ وہ
ایک نہر ہے کہ جاری ہے نیچے سے عرش کے پانی اُسکا شیر سے سفید تر اور عسل سے شیرین تر

اور مسکہ سے نرم تر ہے اور سنگریزے اُس نہر کے زبرجد اور یاقوت اور مرجان کے ہین اور گھانس
اُسکی زعفران کی ہے اور خاک اُسکی مشک کی اور پاؤن اُسکے نیچے عرش الٰہی کے ہین یہہ فرماکر
دست مبارک پہلو پر جناب امیر کے مارا اور کہا کہ اے علی یہہ نہر میرے واسطے اور تیرے
واسطے اور تیرے دو ستون کے لیے ہے۔ اور بہی جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ خدای تعالے
نے مجھے ایک نہر عطا کی ہے آسمان مین کہ مجرا اُسکا نیچے عرش کے ہے اور اُس کے اوپر ہزار
ہزار قصر ہین کہ اُنمین ایک خشت طلا کی ہے اور ایک خشت نقرہ کی گھانس اُسکی زعفران سے ہے
اور سنگریزے اُسکے مروارید کے اور یاقوت کے ہین زمین اُسکی مشک سفید کی ہے اور یہہ نہر ہے
واسطے میرے اور میری اُمت کے سب چیز سے اور طرف اسی نہر کے اشارہ ہے ساتھہ قول
خدای تعالے کے انا اعطیناک الکوثر۔ اور بہی جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ رسولخداؐ
نے فرمایا کہ جو کہ ایمان میرے حوض کو ثر پر نہ لائیگا خدای تعالے میرے حوض پر اُسکو وارد
نہ کریگا اور جو کہ ایمان میری شفاعت پر نہ رکہیگا خدای تعالے میری شفاعت اُسکے نصیب
نہ کریگا م وهو حوض النبیؐ وان فیہ من الاباریق عدد نجوم السماء ش اور وہ
حوض نبیؐ کا ہے اور بتحقیق کہ بیچ اُسکے قدحے ہین موافق شمار ستارون آسمان کے جناب
صادقؑ سے مروی ہے کہ وہ نہر ہے کہ خدای تعالے نے پیغمبر کو عوض ابراہیم فرزند اُس جنابؐ
کے عنایت کی ہے۔ اور انس نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے
کہ پروردگار میرے نے وعدہ مجہہ سے اُس نہر کا کیا ہے اور اُسمین خیر بہت ہے اور وہ حوض
میرا ہے وارد ہوگی اُس نہر پر اُمت میری قیامت کے روز اور ظرف اُسپر موافق عدد آسمان
کے ستارون کے ہین پس ایک جماعت کو اُنمین سے میرے آگے سے لے جاوینگے
مین کہونگا کہ اے پروردگار یہہ میری اُمت کے لوگ ہین خطاب آئیگا کہ نہین جانتا ہے تو
کہ اُنہون نے بعد تیرے کس قدر بدعتین پیدا کی ہین اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح مین روایت
کیا ہے۔ اور بہی خدای تعالے نے فرمایا ہے کہ انا اعطیناک الکوثر یعنے ہمنے عطا کیا تجھکو کوثر
مفسرون نے خلاف کیا ہے معنی مین کوثر کے بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے پیغمبری اور
کتاب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اُس سے کثرت اصحاب اور اتباع اور انبیا و اُمت

ہین اور بعض نے کہا ہے کثرت فرزندون کی ہے نسل فاطمہ سے اور بعض نے کہا ہے کہ مراد شفاعت ہے اور مشہور درمیان مفسرین کے یہہ ہے کہ مراد اُس سے حوض کوثر ہے اور احادیث متواتر طرق عامہ و خاصہ سے بھی ساتھہ اس مضمون کے وارد ہین چنانچہ عامہ نے عائشہ اور ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت مین اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہہ سورہ نازل ہوا تو رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے اور اس سورہ کو سب کے روبرو پڑھا اصحاب نے عرض کی کہ اے رسول خدا کوثر کہ جو خدای تعالے نے آپکو عنایت کیا ہے وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے شیر سے سفید تر اور تیر سے راست تر اور اُس کے کنارے پر قبے ہین یاقوت و مروارید سے اور اُن قبون پر مرغ سبز ہین کہ گردنین اُنکی مثل گردن شتران خراسان کے دراز ہین عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا اچھے ہین وہ مرغ فرمایا کہ مین تمکو اس سے بہتر چیز کی خبر دون عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا کہ جو کوئی اُن مرغون سے کہاویگا اور اس حوض سے پانی پیے گا نہایت لذت پاویگا اور فایز ہوگا خوشنودی پر م دلان الوالی علیہ یوم القیمۃ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ؑ اور بہ تحقیق کہ والی اور حاکم اوپر اُسکے دن قیامت کے علی ابن ابیطالب ہونگے م یسقی منہ اولیاءہ و یذود عنہ اعداءہ ؑ پانی پلاویگا وہ جناب دوستون کو اور منع کریگا اُس سے دشمنون اپنون کو۔ اور ابن بابویہ نے بیچ کامل الزیارات کے بسند معتبر صحیح سے روایت کی ہے کہ جناب صادق نے فرمایا کہ جس شخص کا دل واسطے ہمارے مصائب کے درد مین آوے فرحناک اور خوش ہوگا وقت مرنے کے ایسی خوشی کے ساتھہ کہ پہر کبھی دل اُسکا درد مین نہ آویگا تا اینکہ پہونچے ہمارے پاس حوض کوثر پر اور ہمکو دیکھکر خوش ہوا اور آب کوثر سے انواع انواع کی لذت پاوے اور نہ چاہیگا کہ وہان سے دوسری جگہ جاوی اے مسمع جو کہ اُس سے ایک شربت آب پیویگا پہر وہ کبھی پیاسا نہوگا اور تشنگی سے تعب و مشقت نہ کھینچیگا اور پانی اُس نہر کا سردی مین مثل کافور کے ہے اور خوشبوئی مین مثل مشک کے اور طعم مین مثل زنجبیل کے اور شیرینی مین مثل عسل کے اور نرمی مین مثل مسکہ کے اور صفائی مین مثل آب دیدہ کے ہے بلکہ بہتر اُن سب سے اور وہ چشمہ نہر تسنیم سے باہر آتی ہے اور سب نہرون پر بہشت کی گذر اُسکا ہوا ہے اور اُسپر سنگریزے در و یاقوت کے جاری ہین

اور کناروں پر اُس کے قدح زیادہ ستاروں آسمان سے ہیں اور خوشبوئی اُسکی ہزار برس کی
راہ پر محسوس ہوتی ہے اور وہ قدحے چاندی اور سونے اور انواع جواہر کے ہیں اور جو کوئی
اُس سے پانی پیئیگا طرح طرح کی خوشبوئیاں اُس کے دماغ میں آئینگی وہ کہیگا کہ کیا خوب ہوکہ
اگر ہمیشہ یہیں رہنے دیں میں اِسکے سوای اور کوئی چیز نہیں چاہتا اور پہر فرماتے ہیں وہ
جناب کہ جو شخص ہماری مصیبت پر گریان ہوگا اور اُسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے وہ آنکھہ
اُس [illegible] حوض کوثر کے دیکھنے سے خوش ہوگی اور اُس سے ہمارے سب دوستوں کو پانی دینگے
بقدر محبت اور الفت ہماری کے پس جو شخص کہ ہمارا تابع فرمان اور دوست خالص ہوگا تو اُسکو
پانی زیادہ دینگے اور اُسکو لذت اُس سے زیادہ ہوگی اور جو نافرمان ہمارا ہوگا اور محبت ہماری
اُسکو کم ہوگی تو پانی اُسکو کم پلائینگے اور وہ پانی اُسکو لذت کم دیگا اور علی ابن ابیطالب اُسپر
ہونگے اور ہاتھہ میں اُن کے عصا ہوگا درخت عوسج سے اور بعض روایت میں ہے کہ درخت خرمے
سے ہوگا اور درہم و برہم کریگا وہ جناب اُس عصا سے [illegible] مضمون کریں ایک شخص ہمارے
مخالفوں میں سے کہیگا کہ میں اقرار شہادتین کا رکہتا تہا وہ جناب [illegible] کے جا لیجیے
کے پاس کہ جنکی امامت کا تو اعتقاد رکہتا تہا اور اُن سے شفاعت [illegible] تیری شفاعت
کریں وہ کہیگا کہ اسوقت وہ مجھہ سے بیزاری ڈہونڈہتے ہیں آپ فرمائینگے کہ [illegible] کے پاس
جاوہی تیری سفارش کرینگے وہ کہیگا کہ میں پیاس کے مارے مرا جاتا ہوں وہ جناب فرمائینگے
کہ خدای تعالے تیری پیاس کو زیادہ تر کرے سمع نے عرض کی کہ اے مولی میرے اُسکو
حوض پر آنے کی قدرت کیونکر ہوگی حالانکہ اوروں کو اُسپر آنے کی مجال نہوگی فرمایا اُس جناب نے
کہ اُسکو آنے کی اس سبب اجازت ہوگی کہ وہ شخص متقی اور پرہیزگار ہے اور اعمال قبیحہ
سے اجتناب کرتا ہے اور جب ہم اہلبیت کا اُسکے روبرو ذکر ہوتا ہے تو یہہ ہمکو ناسزا اور برا نہیں
کہتا ہے اور نسبت ہمارے گستاخی نہیں کرتا ہے اور یہہ امر اُسکا ہماری محبت کے سبب سے
نہیں ہے اور نہ کچھہ خواہش اُسکو ہم سے ہے کہ اُس کے سبب یہہ امر اُسکا ہے بلکہ بسبب
سعی موفور کرنے کے بیچ عبادت باطلہ اپنی کے اور دینداری اپنی کے اور بسبب اِس کے کہ مشغول
کیا ہے نفس کو اپنے اِن اُموروں میں تو غافل ہوا یاد سے اوروں کی مگر دل میں اُس کے نفاق ہے

اور دین اُسکا مستلزم نصب عداوت اہل بیت ہے اور ہمارے دشمنون کی اطاعت کرتا ہے
اور ہمپر غیرون کو تقدیم دیتا ہے ان اسباب کے سبب حوض پر آئیگا مگر آب کوثر سے محروم
جائیگا۔ اور بہی ابن طاؤس رح اور اورون نے بطریق متعدد ہ ابو ذر سے روایت کی ہے
کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ روز قیامت مخالفین اور معاندین میرے اہلبیت
کو اور دشمنان میری ذریت کو حوض کوثر پر لائین گے مین اُن سے پوچہونگا کہ تم مین میئے
دو چیزین بزرگ چہوڑین تہین تمنے اُن سے میرے بعد کیا سلوک کیا وہ کہین گے کہ اُنکی
بزرگتر یعنے قرآن کو تو جہٹلایا اور اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُنکی کوچک یعنے اہلبیت پر ظلم
و تعدی کی اور اُن کے حق کو چہین لیا اور اُن کو قتل کیا یہہ سنکر مین اُن سے کہونگا کہ اب تم
جاؤ جانب چپ بیچ جائی عذاب و نکال کے بار رہائی سیاہ اور ایک قطرہ کوثر سے اُنکو ندونگا
پس بعد وارد ہوگا مجہپر امیر مومنونؑ کا اور قائد دست و پا در وسفید ون کا اور جو بنین مین اُٹہہ کر
اُسکا ہاتہہ پکڑونگا تو مونہہ اُسکا اور اُسکے اصحاب کا سفید اور نورانی اور زیادہ ہوجائیگا پہر مین
اُن سے پوچہونگا کہ میرے بعد ثقلین سے تمنے کیا کیا کہین گے کہ اُسکے بزرگتر کی تو ہم نے
تصدیق اور متابعت کی اور کوچکتر کی معاونت اور یاری کی اور اُسکے دشمنون سے لڑے
یہہ سنکر مین کہونگا کہ آؤ اور آب کوثر پیو وہ ایک شربت آب اُس سے پئین گے کہ پہر کبہی
تشنہ نہونگے اور امام اُنکا مانند آفتاب تابان کے ہوگا اور بعض اُسکے اصحاب کا مونہہ مانند
بدر کے روشن ہوئیگا اور بعض کا مانند ستارون کے درخشان ہوگا جب ابو ذر نے یہہ
حدیث بیان کی تو جناب امیر اور مقداد نے گواہی دی کہ رسولؐ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے

م و من شرب منه شربة لم یظمأ بعدها ابدا ۱ ش اور جو کہ پئے اُسے ایک شربت
آب پیگا ہرگز پہر وہ کبہی تشنہ نہوگا جیسا کہ اوپر گذرا م وقال النبیؐ لیختلجن قوما من اصحابی
من دونی وانا علی الحوض فیوخذ بهم ذات الشمال وانا دی یارب اصحابی اصحابی
فیقال لی انک لاتدری ما احدثوا بعدک ش اور بہی مروی ہے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے
کہ البتہ کہینچین اور دور کرین میرے اصحاب سے ایک جماعت کو میرے پاس سے اُسوقت
کہ مین حوض پر ہونگا پس لیجائین اُن کو جانب دست چپ مین ندا کرونگا کہ اے پروردگار میرے

یہہ اصحاب میرے ہین اصحاب میرے ہین پس کہا جائیگا مجہہ سے کہ تو نہین جانتا کہ کیا کیا
اُنہون نے بعد تیرے م

باب الاعتقاد فی الشفاعة

ش باب اکیسوان بیچ بیان
اعتقاد شفاعت کے معنی شفاعت کے خواہش اور سفارش کرنے کے ہین اور مراد اسجگہ شفاعت
سے یہہ ہے کہ واسطے گناہگارون کے خدا سے سفارش کی جائے تاکہ جہنم سے اُنکو نجات
حاصل ہو م قال الشیخ ابو جعفر رح اعتقادنا فی الشفاعة انها لمن ارتضی الله دینه
من اهل الکبائر والصغائر ش فرمایا شیخ ابو جعفر رح نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ امامیہ کا بیچ شفاعت
کے یہہ ہے کہ وہ ثابت ہے حق مین اُس شخص کے کہ ایمان اُسکا پسندیدہ خدا ہو صاحبان گناہ
صغیرہ اور کبیرہ سے یعنے شفاعت گناہگار مومن کے حق مین کیجائیگی نہ کفار و منافقین اور
مخالفین کے حق مین م فاما التائبون من الذنوب فغیر محتاجین الی الشفاعة
ش اور لیکن توبہ کرنے والے گناہون سے پس وہ محتاج نہون گے طرف شفاعت کے
یعنے جو مومن اپنے گناہون سے توبہ کرکے مرینگے اُن کو کچہہ کسی کی شفاعت کی طرف احتیاج
نہوگی وہ بلا شفاعت بہشت مین چلے جائین گے **مترجم** کہتا ہے کہ اتفاق ہے علماء امامیہ
کا کہ جو مومن مرتکب ہون گے گناہون کبیرہ اور صغیرہ کے اور کرینگے نافرمانی خدا کی اور عمل مین لائینگے
اُن چیزون کو کہ جن کے کرنے کو منع کیا ہے اور ترک کرینگے اُن چیزون کو کہ جنکے کرنے کا خدا
تعالے نے حکم دیا ہے اور بے توبہ مرینگے وہ داخل ہون کے جہنم مین مگر ہمیشہ اُسمین نرہین گے
بلکہ رسول خدا اور ائمہ ہدی ع شفاعت کرکے اُن کو جہنم سے نکلوائین گے ۔ جناب امام موسی کاظم ع
سے مروی ہے کہ ہمیشہ جہنم مین نرہیگا مگر وہ شخص کہ جس نے کفر کیا ہوگا یا گمراہ اور صاحب
ضلالت ہوگا اور گمراہ وہ شخص ہے کہ جو اہلبیت کے طریقہ کے خلاف راہ پر چلتا ہو اور جناب
امیر اور ائمہ کا دشمن ہو اور اُن سے عداوت رکہتا ہو جیسے مخالفین اور نواصب اور خوارج
اور وہ شخص بہی گمراہ ہے کہ جو کسی ضروریات دین کا انکار کرتا ہو اور اُمورات دینیہ مین خلل ڈالتا
ہو اور اُس امر کا انکار کرتا ہو کہ جسپر علمای امامیہ کا اتفاق ہو یا کسی شعار الله کا انکار کرتا ہو یا ہتک
اُس چیز کی کرتا ہو کہ جو حرمت والی ہو پس یہہ لوگ کافر ہین اور ہمیشہ جہنم مین رہین گے انکی کوئی
شفاعت نہ کریگا ۔ مثال انکار ضروریات دین کی یہہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص نماز اور روزہ اور

حج اور زکوٰۃ وغیرہ ضروریات دین سے ترک کو حلال جانے اور حلال جانکر ترک کرے نہیں وہ
شخص کہ جسکا مذہب اور تحقیق ہے قتل کا اور مثال دین مین خلل ڈالنے کی یہہ ہے کہ مثلاً کوئی
شخص نیا دین خلاف دین حق پیدا کرے اور دین حق کی مذمت کرے اور اُس دین باطل
کی طرف اہل دین حق کی دعوت کرے اور اُن کو دین حق سے پھیر کر گمراہ کرے اور سامان
دینیہ مین دہوکے دے اور اقوال ائمہ کو جھٹلائے اور کہے کہ یہہ اقوال ائمہ کے نہین ہین
بلکہ یہہ قول علماء کے ہین کہ اُنہون نے نسبت ائمہ کی طرف کردی ہے جیسے کہ بعض نادان
جاہل مدعی بہ تشیع نامی و پیروی حضرات اہل سنت سے خطبہ شقشقیہ کو کہتے ہین کہ یہہ کلام جناب
امیر کا نہین ہے سید رضی نے کہہ کر جناب امیر کی طرف منسوب کردیا ہے حالانکہ یہہ مذہب
اہل تسنن کا ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین یہہ ہی لکھا ہے حالانکہ جمیع علماء اعلام
امامیہ اثنا عشریہ کا اتفاق ہے اُسپر کہ یہہ خطبہ جناب امیر کا ہے نہ سید رضی الدین کا اور جب کہ
ان سب علماء شیعہ امامیہ کثرہم اللہ کا اسپر اتفاق ہو تو اب جو مدعی تشیع اسکا انکار کریگا تو وہ
خلاف کریگا اپنے علماء اور مجتہدین حقہ کا اور خارج ہوگا مذہب حقہ جعفریہ سے غرض شیعہ
ہوکر تو کوئی اسکا انکار نہین کرسکتا اور اگر انکار کرے گا تو ہاتھ اُٹھائیگا اس مذہب سے رہے منکرین
مخالفین جو کہتے ہین کہ یہہ خطبہ جو کہ مشتمل ہے اوپر حالات حضرات خلفا کے اور برہم کرنے
والا ہے اُنکی خلافت کا جناب امیر کا نہین تو اُن کے قائل کرنے کو اُنہین کے علماء
محققین کی تحقیق و تدقیق کافی اور وافی ہے اگر ان لوگون کو تحقیق اس خطبہ کی اپنے
مذہب کے موافق منظور ہو تو اپنے علماء کی کتابین دیکھہ لین اور اگر اُن کو معلوم نہون تو
ہم اُن کے اُن علماء معتبرین و موثقین کا نام بتاتے ہین کہ جنہون نے ثابت کیا ہے کہ
یہہ خطبہ جناب امیر کا ہے اور اُنکی کتابون کا بھی نشان دیتے ہین کہ جنمین اسکا اثبات لکھا
ہوا ہے اُن کو دیکھہ لین یا دکھلا لین پس اول تو کتاب امثال مین دیکھین کہ جو ابو الفضل
احمد بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری کی ہے وہ اس کتاب معتبر مین اپنی لکھتے ہین کہ تلک
شقشقة هدرت ثم قرت ولامیر المؤمنین خطبة تعرف بشقشقیة لان ابن
عباس قال له حین قطع کلامه یا امیر المؤمنین لو اطردت مقالتک من حیث

اقطعت فقال هیهات یا ابن عباس تلك شقشقة ہدرت ثم قرت حاصل یہہ
کہ یہہ شقشقہ ہے کہ جوش مین آیا اور ٹہر گیا اور واسطے جناب امیر المومنین کے ایک خطبہ ہے
کہ مشہور و معروف ہے ساتہہ نام شقشقیہ کے اسیواسطے کہ ابن عباس نے کہا جناب امیر
سے جسوقت کہ قطع کیا آپنے کلام کو کہ آپ آگے بیان کرین اور تمام کرین اپنے کلام کو جہان
سے اُسکو آپ نے قطع کیا ہے فرمایا آپنے کہ ہیہات اے ابن عباس یہہ شقشقہ ہے
کہ جوش مین آیا پہر ٹہر گیا ۔ اور پہر جامع الاصول ابو الاثیر کو دیکہین اور مجمع البحار حافظ
سید محمد بن طاہر ہندی گجراتی کو دیکہین کہ ان دونون صاحبون نے چودہ فقرون مین خطبہ
مذکور کے گواہی دی ہے کہ یہہ کلام جناب امیر کا ہے اور بالفرض اگر یہہ کتابین کسی کو میسر
نہ آوین تو قاموس تو کثیر الوجود ہے اور سب کے نزدیک معتبر ہے اُسمین دیکہہ لین کہ لغت
شقشقہ مین لکہا ہے کہ خطبہ شقشقیہ جناب امیر کا ہے پس اگر اسپر بہی کوئی از راہ عناد کے نمانے
تو اسکا کچہہ علاج نہین وہ جانے اپنی عاقبت خراب کریگا اور شفاعت رسولخدا اور ائمہ ہدی
سے محروم رہے گا اور ایسا ہی حال ہے دعا صنمی قریش کا بہی کہ اسپر بہی اتفاق ہے
جمیع علماء امامیہ کا کہ یہہ دعا بہی جناب امیر کی ہے اور وہ جناب اکثر اسکو دعا قنوت
مین پڑہا کرتے ہتے پس اہل سنت کے انکار کا تو کچہہ مضایقہ نہین بلکہ بجا ہے کیونکہ اگر وہ
انکار نہ کرین تو حضرات شیوخ ثلثہ کی خلافت اور امارت مین خلل واقع ہو مگر ہان اگر کوئی شیعہ
جاہل بسبب اغوا کرنے کسی سنوی گمراہ کے اس دعا کا انکار کرے تو بیشک وہ خارج ہوگا ایمان
سے اور ابد الآباد جہنم مین رہیگا اور محروم ہوگا شفاعت جناب ائمہ سے اسواسطے کہ مذہب
امامیہ اثنا عشریہ مین تقلید علما اور مجتہدین کی ضرور ہے اور بدون تقلید کے مذہب درست
نہین پس جو شخص کہ جمہور علماء اور مجتہدین کے کسی ضروریات دین اور مسئلہ اتفاقیہ مین
مخالفت کریگا اور اُن کے قول کو جہٹلائیگا اور علما عظام اور مجتہدین کرام کی طرف نسبت
جہوٹہہ کی دیگا اور کہیگا کہ فلان عالم اور مجتہد نے جہوٹے مسئلہ بیان کیے ہین اور کلمات بے ادبی
حق مین کسی عالم کے کہیگا اور سوء ادبی کریگا بیشک و شبہہ خارج ہوگا وہ دائرہ اسلام سے
اعاذ باللہ من ذلک بڑی علامت دشمنی کی جناب امیر کے ساتہہ یہہ ہے کہ آپکا نام لینے سے

وہ شخص جلے اور چاہے کہ اُس جناب کا نام کوئی زبان پر نہ لائے اور صفحۂ ہستی سے مٹ جائے
اور اذان مین تو اشہدان امیر المومنین علی ولی اللہ کا کہنا ایسا ہے کہ گویا زخمون پر نمک
چھڑکنا ہے غرض شیعون کے نزدیک اذان مین اسکا تبرکاً اور تیمناً کہنا جایز ہے علماء
اور مجتہدین کے روبرو ہمیشہ سے اذان مین کہا جاتا ہے اور سب اجازت دیتے ہین اور
کسی نے آجتک منع نہین کیا لکہنؤ مین جناب غفران مآب سے تا اِس زمانہ تک کہ آٹھہ نو مجتہد گذرے
کہ جنکا نظیر نہ تہا اور جن کے ہم فرقہ شیعہ ملک ہند مین مقلد ہین برابر اذان مین آنحضرات کے روبرو
اشہدان امیر المومنین کہا گیا اور سب نے جایز رکہا اور کسی نے منع نہ کیا ملک عجم مین سب جگہ
اذان مین یہہ کلمہ کہا جاتا ہے البتہ ملک عرب مین بسبب تقیہ کے سب جگہ نہین کہا جاتا مگر
ہان علماء نے جزو اذان کرنے کو منع کیا ہے یعنے یہہ سمجھہ کر نہ کہے کہ یہہ شہادت جزو اذان
ہے بلکہ یہہ نیت کرکے کہے کہ یہہ کلمہ اذان کا جزو نہین اذان سے خارج ہے مگر چونکہ جناب
رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جہان میرا ذکر ہو وہان چاہیے کہ میرے بہائی علی ابن ابیطالب
کا بہی ذکر ہو اسواسطے تبرکاً کہتا ہون وسوای اسکے جہان کہین ذکر جناب رسولخدا کا ہے
یا جہان آپکا نام لکہا ہے وہان جناب امیر کا بہی نام لکہا ہے ساق عرش پر بہشت کے دروازے
پر کلمہ مین غرض ہر جگہہ اُس جناب کے ساتہہ آپکا نام توام ہے پس اگر اذان مین بہی کہ ایک امر
مسنون ہے آپکا نام تبرکاً لیا جائے تو کیا قباحت ہے خصوصاً ایسی جگہون مین کہ جہان مخالفین
جناب امیر کا غلبہ اور کثرت ہو اور آپ کے نام سے آزردہ ہون اور وصی بلا فصل ہونے
کا انکار کرتے ہون اور اورون کو آپپر فضیلت دیتے ہون پس ایسے محال مین آپکی فضیلت
کا اعلان کرنا بہت ضرور ہے اور ایسے ہی جو شخص مسلمان ہوکر عمداً استخفاف کرے دین کا
یا محرمات الہی کی یعنے جو چیزین کہ محترم یعنے حرمت والی ہون جانب خدا سے مثل قرآن مجید
کے پس اگر کوئی قرآن مجید کو عمداً جلاوے یا قاذورات اور نجاسات مین ڈالے یا پاؤن
کے نیچے روندے اور لاتین مارے یا خدای تعالے یا انبیا اور ائمہ یا ملائکہ کو دشنام دیوے
یا اونکے حق مین کوئی کلمہ استخفاف اور بے ادبی کا کہے نظم مین یا نثر مین اور ایسے ہی جو اُن کے
نائبون کے حق مین کہ علماء اور مجتہدین ہین کلمات بے ادبی کے بیان کرین اور استخفاف

انکار کرے یا کعبہ معظمہ کو بے حاجت خراب کرے یا عمداً اسمین بول و غائط کرے یا روضہاے
مقدسہ جناب رسولؐ اور ائمہ ہدیٰؑ کی استخفاف اور ہتک کرے قولاً یا فعلاً یا نقول روضات
مقدسہ مثل تعزیہ کے کہ نقل ہے روضۂ مقدسہ جناب سید الشہدا حسین شہید گلگون قبا کی استخفاف
کرے قولاً یا فعلاً مثل اسکے کہ کوئی اُسکو از راہ ہتک توڑ مروڑ کر پاؤن کے نیچے ملے یا لاتین
مارے یا جلائے یا اور طرح کی معاذ اللہ بے ادبی کرے یا تربت شریف حسینی یعنے خاک شفا سے
بے ادبی کرے یا تعزیہ داری جناب امام حسین کو منع کرے اور تعزیہ بنانے کو بت پرستی کہے
اور حرام جانے اور اس مقدمہ کو بیچ سیف حسینی مین خوب ثابت کر دیا ہے اوسمین دیکھ لے
جسکا جی چاہے اور ایسے ہی عبادت ضروری کو از راہ استخفاف اور ستہزا بجا لاے اور غیر خدا کو
معبود قرار دے اور بقصد عبادت اُسکو سجدہ کرے یا شعار کفر کو کہ متضمن ہوں اظہار کفر و اعتقا
ظاہر کرے یا اُنکی شبیہ بنے پس یہہ سب چیزین متضمن ہین کفر کو اور کرنے والا ان چیزون کا کافر
ہے ہمیشہ اور ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور کوئی ایسے لوگون کی شفاعت نہ کریگا پھر شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہین
و قال النبی صلعم من لم یومن بشفاعتی فلا انالہ اللہ شفاعتی یعنے فرمایا جناب رسول خدا نے
کہ جو شخص ایمان نہ لائیگا میری شفاعت کا نہ نصیب کریگا خدای تعالی اُسکو میری شفاعت مم
و قال النبی لا شفیع انجح من التوبۃ الخ اور فرمایا رسول مقبول نے کہ نہین ہے کوئی شفیع
حاجت کا بر لانے والا زیادہ تر توبہ سے یعنے جیسے کہ توبہ آدمی کو گناہون سے پاک کر دیتی
ہے اور کوئی چیز ایسا پاک نہین کرتی ہے توبہ عجیب نعمت عظمی خدای تعالے نے اس امت
کو عنایت کی ہے اور یہہ نعمت عظمی اور کبری جو اس اُمت کو خدای تعالے نے باین آسانی کرامت
کی ہے فقط بتصدق جناب رسولخدا اور ائمہ ہدیٰؑ کا ہے و الا امم سابقہ مین توبہ بہت دشوار تہی کہ
یا باہم گر قتال کرتے تہے جب توبہ اُنکی قبول ہوتی تہی جیسا کہ اُن لوگون کو کہ جنہون نے گوسالہ پرستی
اختیار کی تہی اور پہر چاہا کہ توبہ کرین تو اُن کو خداوند عالم کا حکم ہوا تہا کہ توبہ تمہاری جب قبول ہو
گی کہ تم تلوارین کھینچ کر ایک دوسرے کو قتل کروگے غرض زمانہ سابق مین توبہ ایسی سخت تر تہی
اس اُمت مرحومہ پر بطفیل رسول مقبول اور بتصدق ائمہ طاہرین خدای تعالے نے توبہ کو
ایسا سہل اور آسان کیا کہ فقط استغفر اللہ ربی کے کہنے سے گناہ رفع ہو جاتے ہین جناب

صادق ؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی بندہ خدا مومنین سے ارادہ کرتا ہے کسی نیکی کرنے کا
اور پہر اسکو نہین کرتا تو محض اس نیت خیر کے ایک حسنہ اُس کے نامہ اعمال مین لکہا جاتا ہے
اور اگر اوسکو بجا لاتا ہے تو دس حسنے اُس کے نامہ اعمال مین لکہے جاتے ہین اور اگر کوئی مومن
ارادہ کسی گناہ کا کرتا ہے اور پہر اسکو نہین بجا لاتا تو کچہہ اُسکے واسطے نہین لکہتے اور اگر اُس گناہ
کو کرتا ہے تو سات ساعت تک اُسکو مہلت دیتے ہین اور کچہہ نہین لکہتے اور فرشتہ دست راست
کا کہ جو حسنات لکہنے والا ہے اُس فرشتے سے کہ جو جانب چپ گناہون کا لکہنے والا ہے کہتا ہے
کہ جلدی نہ کر اسکے گناہ کے لکہنے مین اور ابہی ٹہر جا شاید کہ کوئی حسنہ اس سے سرزد ہو اور اُسکے
عوض یہہ گناہ اسکا محو ہو جائے یا یہہ استغفار کرے اور گناہ اسکا بخشا جاے پس اگر وہ شخص
کہتا ہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ العزیز الحکیم الغفور
الرحیم ذو الجلال والاکرام واتوب الیہ تو وہ گناہ اُسکا فرشتہ نہین لکہتا اور اگر سات
ساعت گذر گئی اور اُسنے نہ کوئی حسنہ کیا اور نہ توبہ کی تو فرشتہ دست راست والا کہتا ہے دوسرے
فرشتے سے کہ اب تو لکہہ اس گناہ کو واسطے اِس شقی بدبخت کے ۔ اور بہی جناب صادق ؑ
سے منقول ہے کہ خدا دوست رکہتا ہے اُس شخص کو جو کہ توبہ نصوح کرتا ہے یعنے خالص اور
ارادہ کرتا ہے کہ پہر گناہ نہ کرونگا پس خدائی تعالے دنیا اور آخرت مین اُس کے گناہون کو
پوشیدہ کرتا ہے راوی نے پوچہا کہ یا حضرت کیونکر اُس کے گناہون کو چہپاتا ہے فرمایا کہ بہلا دیتا
ہے دونو فرشتون کی خاطر سے اُن گناہون کو کہ جنکو اُنہون نے لکہا ہے اور وحی کرتا ہے طرف
اُسکے اعضا اور جوارح کے کہ اسکے گناہون کو چہپا دو اور وحی کرتا ہے طرف بقعہ ہاے زمین کے
کہ جو گناہ اس نے تمپر کیے ہین اُن کو پوشیدہ کرد و پس جب وہ مقام حساب مین آتا ہے تو
کوئی چیز اُسکے گناہ پر گواہی نہین دیتی ۔ اور بہی جناب رسول مقبول ؐ سے منقول ہے کہ آپنے
فرمایا کہ جو شخص توبہ کرے ایک سال پہلے مرنے سے توبہ اُسکی قبول ہے پہر فرمایا آپنے کہ ایک
سال بہی بہت ہے جو شخص توبہ کرے ایک مہینہ پہلے مرنے سے توبہ اُسکی قبول ہے پہر فرمایا آپنے
کہ مہینہ بہی بہت ہے جو شخص توبہ کرے ایک ہفتہ پہلے مرنے سے تو توبہ اُسکی قبول ہے پہر فرمایا آپنے کہ ایک ہفتہ بہی بہت ہے جو شخص توبہ
کرے ایک روز پہلے مرنے سے تو توبہ اُسکی قبول ہے پہر فرمایا آپنے کہ ایک روز بہی بہت ہے جو شخص توبہ کرے پہلے دیکہنے سے امور آخرت کو تو

اُسکی قبول ہے اور یہی جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص ہر روز سو مرتبہ استغفر اللہ کہے
خدای تعالے سات سو گناہ اُس کے بخشتا ہے اور پھر آپ فرماتے ہیں کہ بندہ میں اس قدر طاقت
نہیں ہے کہ ہر روز سات سو گناہ کرے - جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ میں تعجب کرتا ہوں
اُس شخص سے ہے کہ ناامید ہو رحمت خدا سے حالانکہ محو کرنے والا گناہوں کا اُسکے پاس موجود ہے
عرض کی کہ وہ کیا چیز ہے کہ جو گناہوں کو محو کرتی ہے اور مٹاتی ہے فرمایا کہ وہ استغفار ہے پھر
فرمایا آپنے کہ معطر اور خوشبو کرو تم ساتھ استغفار کے تا بوی بد تمہارے گناہوں کی تم کو رسوا نکرے
منقول ہے کہ ایک روز معاذ ابن جبل روتا ہوا جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام
کیا آپنے جواب سلام کا دیکر باعث رونے کا پوچھا عرض کی کہ یا رسول ایک جوان پاکیزہ رو
خوبصورت در دولت حضور پر نور پر زار و قطار مثل ابر نوبہار کھڑا روتا ہے اور حضور میں حاضر
ہونے کو چاہتا ہے آپنے فرمایا کہ بلالو اُسکو پس جب وہ حاضر ہوا اور آپ پر سلام کیا تو آپنے بعد
جواب سلام سبب گریہ کا پوچھا اُس نے عرض کی کہ سبب میرے رونے کا یہ ہے کہ میں نے ایسے
گناہ کیے ہیں کہ اگر خدای تعالے ایک گناہ کا بھی اُن گناہوں میں سے مواخذہ مجھ سے کریگا تو
بیشک جہنم میں بھیجدیگا اور گمان میرا یہ ہے کہ وہ مجھ سے مواخذہ کریگا اور مجھے نہ بخشیگا آپنے
پوچھا کہ کیا تو نے شرک کیا ہے عرض کی کہ پناہ لیتا ہوں میں اس سے کہ اُس کے ساتھ
شرک کروں پھر آپنے فرمایا کہ کیا کسی کو تو نے ناحق قتل کیا ہے عرض کی کہ نہیں کسی کو میں نے قتل
بھی نہیں کیا فرمایا کہ پھر خدا تیرے گناہ بخشدیگا اگرچہ وہ بزرگی اور عظمت میں مثل پہاڑوں کے
ہونگے اُسنے عرض کی کہ گناہ میرے پہاڑوں سے بھی عظیم تر ہیں فرمایا آپنے کہ خدا تیرے
گناہ بخشدیگا اگرچہ مانند ساتوں زمینوں اور سب دریاؤں اور درختوں کے ہونگے اور اگرچہ
برابر اُن چیزوں کے ہونگے کہ جو زمین میں ہیں مخلوقات خدا سے اُس نے عرض کی کہ گناہ
میرے ان سے بھی بزرگ تر ہیں آپنے فرمایا کہ خدا تیرے گناہ بخشدیگا اگرچہ برابر ہوں گے
آسمانوں اور ستاروں اور عرش و کرسی کے اُس نے کہا کہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں یہ سنکر
آپنے نظر غیظ و غضب سے اُسکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے جوان گناہ تیرے عظیم تر ہیں
یا پروردگار تیرا یہ سنکر وہ جوان خوف سے زمین پر گر پڑا اور کہا کہ منزہ ہے پروردگار میرا

اور کوئی چیز اُس سے بزرگ تر نہین وہ ہی ہے سب سے بزرگتر آپنے فرمایا کہ آیا بغیر
پروردگار عظیم کے اور کوئی گناہان عظیم کو بخش سکتا ہے اُسنے کہا کہ لا واللہ سوای اُسکے کوئی
نہین بخش سکتا اور یہہ کہہ کر رو چکا ہو گیا آپنے فرمایا کہ اے جوان تو اپنے کسی گناہ کو بیان تو کر کہ ایسا
وہ کون گناہ تیرا ہے کہ جس کے سبب تو رحمت خدا سے مایوس ہے اُسنے کہا کہ یا حضرت سات
برس کے عرصہ سے مین قبرین کہودتا تہا اور مردون کے کفن چراتا تہا اتفاقا ایک روز انصار
مین سے ایک دختر کا انتقال ہوا اُسکے وارث قبر مین اُسکو دفن کر کے چلے گئے جب شب
ہوئی تو مین اُسکی قبر پر گیا اور قبر کو کہود کر اُسکو باہر نکالا اور کفن اُتار کر اُسکو برہنہ قبر پر ڈال کر
چلا کہ شیطان نے میرے دل مین وسوسہ ڈالا اور اُسکے حسن و جمال کو میرے خیال مین جلوہ گر
کیا اور کہا کہ تو نے اُس کے بدن کی سفیدی کو اور اُسکی فربہی کو نہ دیکہا اور اسقدر مجہے بہکایا اور روبرو
مین لایا کہ مین پہر کر آیا اور اُس سے وطی کی اور اُسی حال پر اُسکو چہوڑ کر چلا ناگاہ پشت سر سے
مجہے ایک آواز آئی کہ وہ عورت کہتی ہے کہ اے جوان وائے تجہہ پر حاکم روز جزا سے تجہے
کچہہ خوف نہ آیا اور نہ ڈرا تو اُس روز سے کہ جس روز مین اور تو مین حاکم عادل کہڑے ہونگے
اور مین تیری اُس داد رس مظلومان سے فریاد کرونگی اور کہونگی کہ اس شخص نے مجہے قبر سے
نکال کر اور کفن میرا چرا کر برہنہ مردون مین ڈالدیا اور مین جنب سے محشور ہوئی ہون پس وای تیری جوانی
پر تو آتش جہنم سے نہ ڈرا پس جب یہہ قصہ اُسنے اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین ان اعمال پر اپنے
گمان نہین رکہتا کہ بخشا جاؤن اور بہشت کی سونگہون یہہ سنکر جناب رسولخدا نے فرمایا کہ دور
ہو اے شقی بدبخت فاسق مین خوف کرتا ہون کہ مبادا تیری آگ مین مین ہی جل جاؤن
کہ تو بہت نزدیک ہے جہنم سے اور یہہ کلمہ تجدید مکرر جناب رسولخدا نے ارشاد کیا یہہ سنکر وہ شخص
آپ کے پاس سے روتا باہر نکلا اور بازار مین آیا اور توشہ خرید کر ایک پہاڑ پر ہیا ڑ دان مدینہ سے
گیا اور پلاس کے کپڑے پہنے اور دونون ہاتہہ اپنے گردن مین باندہے اور رونا شروع کیا اور
کہتا تہا کہ اے پروردگار یہہ بندہ تیرا بہلول تیرے روبرو کہڑا ہے ہاتہون کو گردن مین طوق
کیے ہوئے پروردگارا تو مجہے اور میرے گناہون کو خوب جانتا ہے اور سب خطائین میری تجہ پر
روشن ہین خداوندا مین اپنے گناہون سے شرمندہ ہو کر تیرے پیغمبر کے پاس گیا اور اظہار

تو بہ نکالیا مجھے تیرے پیغمبر نے اپنے پاس سے خفا ہو کر نکالدیا اور خوف کو میرے اور زیادہ کیا
پس سوال کرتا ہون مین تجھہ سے بحق تیرے نامون بزرگ اور تیری بادشاہت کے اور جلال
وعظمت تیری کے کہ مجھے میری اُمید سے مایوس نہ کر اے خدا میرے میری دعا کو رد نہ کر اور
اپنی رحمت سے محروم نہ کر غرض چالیس روز یہہ ہی کہتا تھا اور روتا تھا کہ اُس کے رونے پر درندے
اور چرندے اور پرندے روتے تھے جب چالیس روز تمام ہوئے تو ہاتھہ آسمان کی طرف
بلند کیے اور کہا کہ خداوندا میری حاجت مین تو نے کیا کیا اگر دعا میری قبول کی اور گناہ میرے
بخشے تو اپنے پیغمبر پر وحی نازل کر تا کہ مین جانون کہ تو نے مجھے بخش دیا اور اگر دعا میری مستجاب
نہین ہوئی اور گناہ میرا بخشا نہین گیا اور مجھہ پر عذاب وعقاب کرنا چاہتا ہے تو آگ مجھہ پر بھیج
تا کہ وہ مجھے جلا دے یا دنیا مین مجھے کسی عذاب مین مبتلا کر مگر فضیحت روز قیامت سے مجھے
بچا دہان رسوا نکر اُسوقت خداوند عالم نے جناب رسول خدا پر یہہ آیہ نازل کی جسکا خلاصہ مضمون
یہہ ہے کہ وہ جماعت کہ فاحشہ کرتے ہین یعنے زنا اور ظلم اپنے اوپر کرتے ہین بسبب مرتکب
ہونے گناہون بزرگتر کے مثل نباشی اور قبر کہودنے اور کفن چرانے کے اور خدا کو پہر
یاد کرتے ہین اور استغفار کرتے ہین اپنے گناہون سے یعنے خدا سے ڈرتے ہین اور جلدی
توبہ کرتے ہین اور کون ہے گناہون کا بخشنے والا بغیر خدا کے پہر خداوند عالم فرماتا ہے کہ
اے محمد میرا بندہ تیرے پاس اپنے گناہون سے شرمندہ ہو کر توبہ کرنے کو آیا تہا تو نے
اُسکو اپنے پاس سے نکال دیا پس وہ اب کہان جائے اور کس کی طرف توجہ کرے اور
کس سے سوال کرے اور سوائے میرے کون اُسکو بخشے پہر بعد اس آیہ کے فرماتا ہے
کہ گناہ کرکے اوسپر اصرار نہین کرتے اور اپنی بدی اعمال پر مصر نہین ہین اور جانتے ہین اپنے
اعمال کی بدی کو آخر جزا اُنکی آمرزش پروردگار اُن کے کی ہے اور بہشت کہ جاری ہین
نیچے اُسکے نہرین رہین گے بیچ اُسمین ہمیشہ اور بہت نیک ہے مزدوری عمل کرنے والون
کی واسطے خدا کے پس یہہ آیہ نازل ہوا تو جناب رسول خدا باہر تشریف لائے اور تبسم فرماتے
تہے اور احوال بہلول کا پوچھتے تہے معاذ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین نے سنا ہے کہ
وہ فلان موضع مین سے آپ یہہ سنکر مع اصحاب اُس پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس پہاڑ

کے اوپر تشریف لائی دیکہا کہ وہ جوان درمیان دو پتہرون کے کہڑا ہے اور ہاتہون کو گردن
مین طوق کر رکہا ہے اور مونہہ اُسکا حرارت آفتاب سے سیاہ ہو گیا ہے اور بسبب کثرت بکا
کے پلکین گر پڑی ہین اور کہتا ہے کہ اے خداے میرے میری خلقت کو تو نے نیک کیا اور
صورت میری آحسن صورت بنائی کاش مین جانون نسبت میرے تیرا کیا ارادہ ہے آیا مجہے
آگ مین جلایگا یا بہشت مین اپنے ہمسایہ مین ساکن کریگا الٰہی تو نے مجہپر بہت احسان کیے
ہین اور بہت نعمتین عنایت کی ہین کاش مین جانون کہ آخر کار تیرا کیا ہوگا آیا مجہے ساتہہ عزت
کے بہشت مین لے جایگا یا ساتہہ ذلت کے جہنم مین بہیجے گا الٰہی گناہ میرا آسمانون سے
اور زمین و کرسی وسیع اور عرش عظیم سے بزرگتر ہے کیا ہو اگر مین جانون کہ میرے گناہ کو
بخشیگا تو یا قیامت مین مجہے رسوا کریگا تو غرض اسی طرح کے کلمات حضور پروردگار مین عرض
کرتا تہا اور روتا تہا اور خاک سر پر ڈالتا تہا اور حیوانات اور درندے گرد اُس کے حلقہ کیے
ہوے تہے اور پرندے سر پر صف باندہے تہے اور اُس کے ساتہہ روتے تہے جناب سرور
اُس کے پاس تشریف لائے اور ہاتہون کو اُسکی گردن سے کہولا اور خاک کو اُس کے سر سے
جہاڑ کر فرمایا کہ اے بہلول خوشخبری ہو تجہے کہ تو آزاد کردہ خدا کا ہے اور پہر سب صحابہ سے
ارشاد کیا کہ توبہ اس طرح سے کرنا چاہیے کہ جسطرح بہلول نے توبہ کی ہے اور آیہ مذکور بہلول
کو سنایا اور بشارت بہشت کی دی - اور بہی اسی قبیل سے ایک حکایت صاحب ابواب الجنان
نے لکہی ہے کہ ایک مرد جوان صحرا مین پہرا کرتا تہا اور جس کسی کی عورت کو دیکہتا تہا اُس سے
بجبر فعل شنیع کرتا تہا ایک روز ایک زن عفیفہ پاک دامنہ کو دیکہا تو اُسکو بہی پکڑ کے اُس سے
ارادہ زنا کا کیا کہ اسمین اُس نے دیکہا کہ وہ زن نیک بخت مثل بید کے کانپتی ہے اور رنگ اُسکا
متغیر ہے اس مرد نے اُس سے باعث خوف کا پوچہا اُس نے کہا کہ اے شخص مجہے خدا سے
شرم آتی ہے اور اُس سے خوف لگتا ہے کہ مین آجتک ایسے فعل بد کی مرتکب نہین ہوئی
ہون آج تو مجہ سے خداوند عالم کے روبرو ایسا فعل شنیع کرنا چاہتا ہے مجہے اُس سے نہایت
شرم معلوم ہوتی ہے اُس جوان کو یہہ کلام اُسکا سنکر اور اُسکا تباہ حال دیکہہ کر ایک تنبیہ
ہوئی اور توفیق ایزدی اُس کے رہنمون ہوئی اور خیال کیا کہ واے مجہپر ایک عورت کا تو

خوف خدا سے یہہ حال ہوتا حالانکہ آمین اُسکی کچہہ خطا نہین اور تو مرد ہوکر خدا سے کچہہ خوف نہین کرتا
اور تجہے اُس سے شرم نہین آتی اور ہر بجبر اُس کے بندون کو خراب کرتا ہے پس خدا سے خوف
کرکے اُسکو چہوڑدیا اور توبہ کی اور شہر کو روانہ ہوا راہ مین ایک اور شخص ملا کہ وہ بہی شہر کو جاتا تہا
چونکہ آفتاب اُسوقت نہایت تمازت پر تہا اور دہوپ کی شدت تہی اُن دونون صاحبون کو
تاب گرمی کی نہوئی اُس دوسرے شخص نے اس سے گہبراکر کہا کہ تابش آفتاب سے حال تباہ
ہے شہر تک پہونچنا دشوار ہوگیا ہے خدا سے دعا کر کہ ایک لکہ ابر ہمارے سر پر بہیجدے کہ اُسکے
سایہ مین شہر تک پہونچ جائین یہہ سنکر اُس نے رو دیا اور کہا کہ اے شخص مین اسقدر گنہگار ہون
اور ایسے سخت گناہ کیے ہین کہ مجہے اُس سے دعا کرتے شرم آتی ہے مگر ہان تو دعا کر اور مین
آمین کہون شاید خدا تیری دعا قبول کرے اور ہمارے سر پر ابر کو بہیجدے غرض اُس نے
دعا کی اور اس نے آمین کہی قدرت خدا سے ایک ٹکڑا ابر کا نمودار ہوا اور اُن کے سر پر آکر سایہ
کیا پس جب یہہ دونون شہر مین پہونچے تو اُسکی راہ اور تہی اور اسکی راہ اور اس شخص نے اپنے
دل مین خیال کیا کہ مین تو گنہگار ہون خدا کا میری دعا تو کیا قبول ہوئی ہوگی مگر ہان یہہ شخص بظاہر
پرہیزگار عابد متقی معلوم ہوتا ہے البتہ اسکی دعا قبول ہوئی ہوگی اب یہہ لکہ ابر اسی کے سر پر جائیگا
غرض جب یہہ دونون آپس سے جدا ہوے تو لکہ ابر اسی کے سر پر رہا وہ شخص حیران ہوا اور اس سے
آنکر کہا کہ اے شخص تو تو اپنا ایسا حال بیان کرتا تہا باوجود اس حال کے دعا تیری ہی قبول ہوئی
اور میری قبول نہوئی سچ کہہ کہ تجہہ سے اسوقت کیا امر خیر وقوع مین آیا کہ جو خداوند عالم تجہہ سے
راضی ہوگیا اُس نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اُس شخص نے کہا کہ سچ ہے یہہ ہی باعث ہوا کہ خدا نے
تجہپر رحم کیا تو نے اس کے خوف سے ایسے حال مین توبہ کی اُس نے تیری توبہ قبول کی غرض
خداوند عالم نہایت اپنے بندون پر رحیم ہے کہ توبہ کرنے سے گناہ بخش دیتا ہے حق ہے سبقت
رحمتہ علی غضبہ رحمت اُسکی اُس کے غضب پر سبقت اور پیشی لے گئی ہے ۔ اور اسی قبیل کی
صاحب ابواب الجنان نے ایک اور حکایت لکہی ہے کہ جس سے سننے والون کو عبرت ہو اور اپنے
گناہون سے توبہ کرین اور جان لین کہ خدا بڑا التواب الرحیم ہے وہ لکہتے ہین کہ ایک شہر مین ایک
قاضی تہا اور اُسکا ایک بہائی تہا اور اُس کے بہائی کی ایک بی بی تہی نہایت شکیلہ اور جمیلہ اور حسینہ

ملکہ بہت نیک بخت عابدہ متقیہ عفیفہ کہ سوای عبادت خدا کے اُسکو اور کچھہ کام نہ تہا اتفاقاً پادشاہ نے
اُس قاضی کے بہائی کو کسی کام کے واسطے کسی اور شہر مین بہیجا اُس نے چلتے وقت اپنے بہائی
قاضی سے اپنی بی بی کی سفارش کی اور کہا کہ اُسکی تو ہر طرح سے خبر رکہنا کہ وہ کسی ضرورت مین اپنی
حیران نہ رہے غرض قاضی ہر روز جاکر اُسکی خبر لے آتا تہا اتفاقاً ایک روز وہ عورت نہاکر صحن مین
اپنے بال سکہا رہی تہی کہ قاضی اُس کے دروازے پر اُسکی خبر کو آیا ناگاہ نظر قاضی کی اُسپر پڑی
بمجرد دو چار ہونے کے قاضی اُسپر عاشق ہوگیا اور طالب ہوا اُس سے وصل اور صحبت کا اُس
عفیفہ نے انکار کیا کہ مجہہ سے ایسا گناہ ہرگز نہو گا قاضی نے کہلا بہیجا کہ اگر تو میرے کہنے کو نہ مانیگی
تو مین بادشاہ کے روبرو تجہپر زنا کی تہمت لگاکر تجہے سنگسار کرونگا اُس پاک دامنہ نے کہا کہ تجہے اختیار
ہے جو چاہے وہ کر مگر مین تیرے کہنے کو قبول نہ کرونگی قاضی نے بادشاہ سے جاکر کہا کہ اُس شخص
کے بہائی کی بی بی نے زنا کیا ہے اور مجہے ثابت ہوا ہے مین اُسکو سنگسار کرنا چاہتا ہون بادشاہ
نے سنکر کہا کہ اگر تجہے اُسکا زنا کرنا ثابت ہوگیا ہے تو اُسکو سنگسار کر قاضی نے پہر کہلا بہیجا کہ مین تیرے
واسطے حکم سنگساری کا بادشاہ سے لے آیا ہون اگر اب بہی تو میرے کہنے کو مان لے تو مین تجہے
بچا دون اُس نے کہا کہ مجہے سنگساری قبول ہے مگر تیرا کہنا قبول نہین غرض دوسرے روز قاضی
اُس عورت کو صحرا مین لے گیا اور اُس کو سنگسار کیا اور جب قاضی کو یقین ہوا کہ وہ عورت مرگئی تو
اُسکو وہین چہوڑ کر چلا آیا قدرت خدا سے رمق جان اُسمین باقی رہ گئی تہی جب اُسکو اندکے افاقہ ہوا
اور ہوش آیا تو وہ گرتی پڑتی ایک دیر پر پہونچی اور باقی شب اُس کے دروازے پر پڑی رہی صبح
کو دیرانی نے جو دروازہ کہولا تو دیکہا کہ ایک زن جوان خوبرو مگر مضروب کوفت رسیدہ پڑی ہے دیرانی نے
اُسکا حال پوچہا اُس نے سارا قصہ بیان کیا دیرانی کو اُسپر رحم آیا دیر مین لے گیا اور اُسکا علاج کرایا
جب وہ اچہی ہوگئی تو دیرانی نے اپنا چہوٹا بیٹا اُسکو دیا کہ تو اسکی پرورش کر اُس دیرانی کا ایک غلام
تہا وہ اُس عورت پر عاشق ہوگیا اور فعل شنیع کی درخواست کی اُس نیک بخت نے انکار کیا اُس غلام
نے اُس دیرانی کے بچے کو مار ڈالا اور دیرانی سے جاکر کہا کہ تو نے ایسی خراب عورت کو رکہا کہ آخر
اُس نے تیرے بچے کو ہلاک کیا دیرانی اُس کے پاس آیا اور اپنے بچے کو مرا ہوا دیکہہ کر اُس سے
پوچہا کہ تو نے یہہ کیا کیا اُس نے جیسا تہا بیان کیا کہ مینے نہین مارا تیرے اِس غلام نے مارا ہے

جب اُسکو یہہ حال معلوم ہوا تو اُس نے بیس درہم اُسکو دیئے اور کہا کہ اگرچہ تیرا اسمین کچھہ گناہ نہین مگر
یہان سے چلی جا اسواسطے کہ جب مین تجھے دیکھونگا تو مجھے اپنا بچہ یاد آئیگا اُسوقت مجھے رنج
ہوگا اسواسطے اب مین تیرے رہنے کو اچھا نہین جانتا وہ عورت عفیفہ وہ درہم لیکر وہان سے
نکلی اور پہونچی ایک شہر مین دیکھا کہ بہت سے آدمی ایک جگہ جمع ہین اور ایک آدمی کو سولی دینا
چاہتے ہین اُس عورت نے باعث اُس کے سولی دینے کا پوچھا تو لوگون نے کہا کہ ہمارے شہر
مین معمول ہے کہ اگر قرضدار قرض کو ادا نہ کرے تو قرضخواہ کو اختیار ہے کہ اُسکو سولی دلوادے
اور یہہ شخص بیس درہم کا قرضدار ہے سو قرضخواہ اسکو سولی دلوانا چاہتا ہے اس عورت نے اُس کے
قرضخواہ کو بیس درہم دیئے اور اُسکو چھڑوا دیا اُس شخص نے جب اس عورت کی بدولت مخلصی
پائی تو کہا کہ اب مین تجھے چھوڑکر کہان جاؤنگا کہ تو نے مجھپر کمال احسان کیا ہے کہ میری جان بخشی
کرائی اب مین تیرے ساتھہ رہونگا اور تیری خدمت کرونگا اور کما کر کھلاؤنگا غرض یہہ دونون آگے
چلے اور قریب ایک دریا کے پہونچے اُس شخص نے عورت سے کہا کہ تو تو اس درخت کے نیچے
بیٹھہ اور مین دریا کے کنارے پر جاتا ہون اور ان جہازون پر کہ جو لدرہے ہین مزدوری کرکے کچھہ
لاتا ہون تاکہ کچھہ کھانا پینا ہو غرض اُس عورت کو وہان بٹھلا کر جہازون پر گیا اور میر قافلہ سے کہا کہ
میرے پاس ایسی ایک کنیز خوبصورت ہے کہ کبھی تو نے ایسی خوبصورت عورت نہ دیکھی ہوگی مین
اُسکو بیچتا ہون اگر تو اُسکو خریدے تو کسی کو تو بھیجکر دکھلا لے اور قیمت اُسکی مقرر کرکے مجھے یہان
دیدے مین اُس کے سامنے نہ جاؤنگا کہ مین نے اُسکو پالا ہے مجھے اُس کے روبرو جاتے
شرم آئیگی غرضکہ قافلہ سالار نے اُسکو دکھلا کر اور قیمت اُسکی ٹھہرا کر اُس شخص کو دیدی اور وہ شخص قیمت
لیکر چلا گیا اسکے بعد اُس تاجر نے اُس عورت کے پاس آدمی بھیجے اُنہون نے جاکر اُس سے کہا کہ اُٹھہ
اور چل اُسنے حیران ہوکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان لیے جاتے ہو اُن لوگون نے کہا کہ تیرا مالک
تجھے ہمارے آقا کے ہاتھہ بیچ گیا ہے اب تو اُس کے پاس چل یہہ لاچار ہوکر اُٹھہ کھڑی ہوئی اور
اُس کے پاس گئی وہ تاجر اُسکو دیکھہ کر بہت خوش ہوا اور اُس جہاز پر اُسکو بٹھلایا کہ جسپر اُس کا
اسباب لدا ہوا تھا اور اُسپر سواے مال اور اسباب کے کوئی آدمی نہ تھا اور جہاز روانہ ہوئے قدرت
خدا سے طوفان آیا اور سارے جہاز ڈوب گئے سواے اُس جہاز کے کہ جسپر وہ عورت تھی فقط وہی

بچ رہا اور وہ جہاز جا کر ایک جزیرے سے لگا اور وہ جزیرہ اُسی شہر سے متعلق تہا کہ جسمین یہہ عورت
رہتی تہی پس وہ عورت اُس جزیرے مین اُتری اور جہاز کو درخت سے باندہ دیا اور مشغول عبادت
ہوئی خداوند عالم نے اُس زمانہ کے نبی پر وحی نازل کی کہ بادشاہ سے کہو کہ تیرے شہر پر عذاب
خدا نازل ہوا چاہتا ہے بہتر یہہ ہے کہ تو مع اراکین اور رعایا اور خدم اور حشم فلان جزیرے مین جا
اور وہان ہماری ایک کنیز خاص ہے تم سب اپنا اپنا گناہ اُس کے سامنے بیان کرو اور اُس سے
بخشش اپنی خطاؤن کی چاہو اور اُس کے روبرو توبہ کا اقرار کرو اگر وہ تمہاری خطائین بخش دیگی تو
تمہارے شہر پر سے عذاب دفع کیا جایگا پس بادشاہ نے یہہ سنکر سبکو اپنے ساتہ لیا اور اُس جزیرے
مین آیا اول بادشاہ نے اُس عورت سے بیان کیا کہ قاضی نے مجہسے بیان کیا کہ میری بہاوج
نے زنا کیا ہے مینے یہہ سنکر بلا تحقیق رجم کا حکم دیا اگر مینے اسمین خطا کی ہے تو تو مجہے بخش دے
اُس عورت نے کہا کہ خدا تجہے بخشے پہر شوہر اُس عورت کا آیا اور اُس نے کہا کہ ایک بی بی میری
تہی نہایت نیک بخت ہمیشہ مین اوسکی خدمت گذاری مین رہا کرتا تہا اتفاقاً مجہے بادشاہ نے ایک
کام کے واسطے بہیجا مین اسکو چہوڑ کر چلا گیا اگر مین نے اسمین خطا کی ہے تو تو مجہے بخشدے
اُس نے کہا کہ خدا تجہے بہی بخشے اور اپنے شوہر سے کہا کہ تو یہان بیٹہ جا اسمین قاضی آیا اور اُس نے
کہا کہ مین اپنے بہائی کی بی بی پر عاشق ہوا اور اُس سے درخواست ہمخواب ہونیکی کی اُس نے
انکار کیا مین نے بادشاہ کے روبرو اُسپر تہمت زنا کی کی اور حکم رجم کا لے کر اُسکو سنگسار کیا اس میری
خطا کو تو بخش اُس نے کہا کہ خدا تجہے بہی بخشے اور اپنے شو سے کہا کہ سنا تو نے اُس نے کہا ہان
سنا پہر ویرانی آیا اور اُس نے قصہ اپنا بیان کیا کہ ایک عورت اس طرح پر میرے دیر مین آئی اور
مینے اُسکو رکہا اور پہر مینے اُسکو اسطرح پر نکال دیا اگر مین نے اسمین خطا کی ہے تو مجہے بخش اُسنے
اُس کے حق مین بہی دعا کی کہ خدا تجہے بہی بخشے پہر غلام نے اپنی حکایت بیان کی کہ مین اُس
عورت پر کہ جو دیر مین آئی تہی عاشق ہوا اور ویرانی کے بچے کو مینے مار ڈالا اور تہمت اُس کی
اُس عورت پر رکہی اور دیر سے اُسکو نکلوا دیا میری خطا کو تو بخشدے اُسنے اُسکو بہی بخش دیا پہر وہ
شخص آیا کہ جس نے اُسکو بیچا تہا اُس نے اپنا قصہ بیان کیا کہ اِس طرح سے ایک عورت نے میری
جان بچائی اور مین نے اُس کو بیچ ڈالا اور اُس کے احسان کا کچہہ نہ خیال کیا یہہ خطا مینے کی ہے

میری خطا کو بھی بخش اُس نے اُسکی طرف دیکھہ کر کہا کہ تجھے خدا کبھی نہ بخشے تو نے احسان کو نہ مانا
اور پھر اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے سنا سب حال اور نقاب مونھہ سے اُٹھا کر اپنی صورت دکھادی
اور کہا کہ اب مین تجھہ سے اُمیدوار ہون کہ تو مجھے اب یہین چھوڑ دے کہ مین اِس جزیرے مین
عبادت خدا کی کیا کرون اور یہہ مال و اسباب کہ اس جہاز مین ہے تو سب لیجا غرض وہ شخص اُسکو
وہان چھوڑ کر چلا گیا - اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ توبہ کرنے کے لیئے شرطین ہین اور باعث کہ جنکے
سبب یہہ شخص توبہ کرنے پر راغب ہوسکتا ہے اور وہ یہہ ہین کہ اول آدمی فکر کرے بیچ عظمت
اور بزرگواری اُس خدا کے کہ جسکی معصیت کی ہے اور پھر نظر کرے طرف عظمت اور بزرگی اُن گناہون
کے کہ جنکا یہہ مرتکب ہوا ہے کہ کس قدر نفعے اور فواید بسبب ان گناہون کے اُس سے فوت
ہوئے ہین اور یہہ خیال باعث ہوگا اس امر کا کہ اسکو رنج و الم مین ڈالے بسبب فوت ہوئے
اُن فواید اور منافع اور محبوبات کے کہ جن سے فوت ہوئے ہین اور خوف دلائی عذابات اُخروی
سے اور ندامت و پشیمانی حاصل کرائے اور یہہ شروط باعث ہونگی تین چیز کی کہ اول اُنہین سے
متعلق ہے ساتھہ زمانہ ماضی کے اور وہ یہہ ہے کہ فوراً ترک کریگا اُن گناہون کو کہ جنکا مرتکب ہوا ہے
یعنے جنکو کرتا ہے اُنکو چھوڑ دیگا اور دوسری چیز اُنہین سے متعلق ہے ساتھہ زمانہ استقبال کے اور
وہ یہہ ہے کہ توبہ کر کے پھر عزم بالجزم کریگا کہ آیندہ پھر گناہ نہ کریگا تیسری چیز اُنہین سے متعلق
ہے ساتھہ زمانہ گذشتہ کے اور اس سے تعلق رکھتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ جو گناہ کیئے ہین اُن پر
پشیمان رہیگا اور اگر وہ گناہ ایسا ہے کہ اُسکا تدارک کرسکتا ہے تو تدارک اُسکا کریگا مثل اِس کے
کہ اگر کسی کا مال چھین لیا ہے تو وہ مال سب اُسکے صاحب کو دیدیگا یہہ تدارک اُسکا ہے اور یہہ
جاننا چاہیے کہ وہ گناہ کہ جن سے توبہ واقع ہوتی ہے دو قسم کے ہین قسم اول یہہ ہے کہ وہ
گناہ ایسے ہین کہ جن کے لیئے بغیر عذاب آخروی کے اور کوئی حکم اُن کے واسطے نہین ہے جیسے
پہننا حریر محض کا اسکی توبہ کے واسطے فقط ندامت اور شرمندگی اور ارادہ پھر نہ پہننے کا کافی ہے
واسطے رفع عذاب آخروی کے - دوسرے وہ گناہ ہے کہ سوائے عذاب اُخروی کے اور حکم بھی اُسکے
واسطے ہے اور وہ کئی قسم پر ہے اسواسطے کہ وہ یا حق خدا کا ہے یا حق غیر کا اگر حق خدا کا ہے
تو وہ حق یا مالی ہے مثل اسکے کہ اس نے وہ گناہ خدا کا کیا کہ جیسے چاہیے بندے کا آزاد کرنا

مثل توڑنے صوم ماہ رمضان کے پس اگر بندے کے آزاد کرنے پر قادر ہے یعنے اُسکو اتنی قدرت
ہے کہ غلام خرید کر آزاد کر سکتا ہے تو ایسی صورت مین جب تک بندہ آزاد نہ کریگا فقط ندامت اور
پشیمانی واسطے رفع عذاب کے کافی نہوگی بلکہ واجب ہے کہ بندے کو خرید کر آزاد کرے اور کفارہ
کو ادا کرے اور یا حق خدا کا غیر مالی ہے مثل اسکے کہ نماز نہ پڑھے یا روزہ نہ رکھا تو پس چاہیے کہ
اُن نمازون اور روزون کو ادا کرے اور یا ایسا گناہ ہے کہ جسپر خدا نے حد مقرر کی ہے مثال اسکے
کہ شراب پیے پس اگر حاکم شرع کے نزدیک شراب کا پینا ثابت نہوا تو اُس کو اختیار ہے اگر چاہے
توبہ کرے مابین اپنے اور خدا کے اور اظہار اُسکا نہ کرے اور اگر چاہے حاکم شرع کے روبرو ظاہر کرے
تاکہ وہ اُسپر حد جاری کرے مگر توبہ کرنا بہتر ہے ظاہر کرنے سے اور اگر گناہ اُسکا حق الناس ہے یعنی حق خدا
اور وہ حق یا مالی ہے تو واجب ہے کہ وہ مال صاحب مال کو یا اُس کے وارث کو دیدے اور
اگر وہ حق غیر مالی ہے پس اگر کسی نے راہ گم کی تو چاہیے کہ اُسکو راہ دکھلا دے اور اگر قصاص ہو
تو مشہور میان علما یہ ہے کہ مستحق قصاص کو اعلام کر دے یعنے اُس سے کہدے کہ مین نے
یہہ کام کیا ہے کہ مین تجھہ سے مستحق قتل کا یا قصاص کا ہوا ہون تو مجھے قتل کر یا قصاص کر پس
اگر وہ چاہے تو اُس سے قصاص لے اور اگر چاہے عفو کر دے اور اگر وہ حق حدی ہے یعنے
حد جاری کرنے کے قابل ہے مثل اس کے کہ اسنے گالی دی پس اگر جسکو گالی دی اُسکو معلوم
ہوگیا کہ اسنے مجھے گالی دی ہے اور میری اہانت کی ہے تو گالی دینے والے کو لازم ہے کہ اُسکو اپنے
اوپر مکنت اور قدرت دے یعنے کہے کہ تو اسکا بدلا مجھہ سے لے لے اور اگر اُسکو نہین معلوم ہوا کہ اسنے
مجھے گالی دی ہے تو اکثر علماء کے نزدیک یہہ ہے کہ اُسکو جتانا نہ چاہیے اسواسطے کہ جتانے مین
اُسکی اہانت کرنی ہے غرض توبہ کامل وہ ہے کہ حتی القدور تدارک مافات کا کرے اور جو ثمرات
کہ گناہون سے اُس کے نفس مین حاصل ہوئے ہین اُنکا ازالہ کرے جیسا کہ جناب رسول مقبولؐ
نے ایک حدیث مین اشارہ اسکی طرف فرمایا کہ توبہ کامل مین شرط ہے کہ ایک سال بعد توبہ کے
ریاضات اور مجاہدات سے تدارک مافات کا کرے اور توبہ ناقص وہ ہے کہ قریب ایک مہینے کے
تدارک اُسکا ہو اور ناقص اسواسطے ہے کہ ایک مہینے مین تدارک مافات کا ممکن نہین اور ایسے
ہی ایک روز تک بھی ناقص ہے اور اقل مرتبہ کافی ہونے توبہ کا وہ ہے کہ اُمور آخرت کو مدنظر ہو

کہ اگر اُمورِ آخرت کو دیکھہ لیگا تو پھر توبہ اسکی قبول نہوگی۔ اور جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے
آپ کے روبرو **استغفر اللہ** کہا آپنے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے استغفار درجۂ
علیین کا ہے اور یہہ اسم ہے کہ چھہ چیز پر بولا جاتا ہے اول پشیمانی اُن چیزون سے جو گذر گئین
دوسرے ارادہ اس بات کا کہ پھر اُس گناہ کو نہ کرونگا۔ تیسرے جو حق مسلمانون کا اُسکے ذمہ ہو وہ
حق اُنکا اُنکو پہونچا دے تاکہ جب خدا کے سامنے حاضر ہو تو پاک ہو اور کوئی حق کسی آدمی کا
اُسکے ذمہ باقی نہو۔ چوتھے جو واجب کہ اس سے فوت ہوا ہے اُسکو بجا لائے۔ پانچوین وہ گوشت
کہ حرام سے اُس کے بدن مین پیدا ہوا ہے اُسکو غم و غصہ سے گھلا دے تاکہ ہڈی اور پوست
باقی رہ جائے اور گوشت تازہ اور بدن پر پیدا ہو چھٹے یہہ کہ اپنے بدن کو اسقدر دردِ والم بندگی خدا
کا چکھائی کہ جسقدر اسنے لذت معصیت کا چکھایا ہے پھر شیخ رح فرماتے ہین کہ م والشفاعة
للانبیاء والاولیاء والاوصیاء والمؤمنین والملائکة ش یعنے مرتبہ شفاعت کا حاصل
ہے پیغمبرون کو اور اولیا کو اور اوصیا کو اور مومنین کو اور ملائکہ کو یعنے یہہ سب گناہگاران مومنین
کی شفاعت کرینگے م وفی المؤمنین من یشفع فی مثل ربیعة ومضر واقل من المؤمنین
شفاعة من یشفع لثلثین الف انسانا ش اور مومنین مین سے بعض وہ مومن ہون گے
کہ شفاعت کرین گے گناہگارون کی بیشمار قبیلہ ربیعہ اور مضر کی کہ یہہ دو قبیلے بہت بڑے ہین اور کمتر
مومنین کا از روی شفاعت کے وہ ہے کہ جو شفاعت کریگا تین ہزار آدمیون کی م والشفاعة
لا یکون لاهل الشک والشرک ولا لاهل الکفر والجحود بل یکون للمذنبین من اهل التوحید
ش اور شفاعت نہوگی بیچ حق اہل شک اور شرک اور اہل کفر اور منکران دین کے بلکہ ہوگی بیچ حق
ہین گناہگاران اہل ایمان کے م باب الاعتقاد فی الوعد والوعید ش باب بیچ بیان
بیچ اعتقاد وعد و وعید کے وعد عبارت ہے وعدۂ خدا سے واسطے ثواب کے اور وعید عبارت ہے
وعدۂ خدا سے واسطے عذاب و عقاب کے م قال الشیخ رح اعتقادنا فی الوعد والوعید ان
من وعده اللہ علی عمل ثوابا فهو منجزه له ومن وعده علی عمل عقابا فهو بالخیار ان عذبه
فبعدله وان عفی عنه فبفضله وما ربک بظلام للعبید ش فرمایا شیخ ابو جعفر رح نے
کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ وعد و وعید کے یہہ ہے کہ جس کسی کو خدای تعالے نے وعدہ

ثواب کا دیا اوپر عمل کے البتہ بجا لائے گا اوسکو اور جس کسی کو وعدہ عذاب کا دیا ہے بنا بر عمل غیر
کفر کے پس اوسمین مختار ہے اگر چاہے عذاب کرے اوسکو بمقتضای عدل اپنے کے اور اگر چاہے
بخشدے اوسکو بمقتضای فضل و کرم اپنے کے اور نہین ہے خدا تعالی ظلم کرنے والا اوپر
بندون اپنے کے حاصل یہہ کہ عذاب گناہون کا سوائے کفر کے وابستہ ساتھہ مشیت اوسکی کے
ہے م وقد قال عز وجل انّ اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء و
اللّٰہ غفور رّحیم ش یعنی بہ تحقیق کہ خدا نہین بخشتا ہے یہہ کہ شرک کیا جائے ساتھہ اوسکی یعنی
خدا تعالی اوس شخص کو نہ بخشیگا کہ جو کوئی شرک کرے ساتھہ اوسکے اسواسطے کہ حکم خدا جاری
ہوگیا ہے کہ مشرک مدام دوزخ مین رہیگا اگر وہ حالت شرک مین مریگا اور بخشیگا اوس گناہ
کو کہ جو کمتر اور پست تر شرک سے ہے مرتبہ مین واسطے جس شخص کے چاہیگا مومنین مین سے اپنے
فضل اور احسان سے چہ جای کفر کہ وہ تو بدرجہ اولی نہ بخشا جایگا اور جو گناہ کہ شرک سے کم ہے مرتبہ
مین وہ بخشا جائیگا کیسا ہی گناہ ہو سوائے شرک اور کفر کے اور اگر چاہیگا باعتبار عدل کے عذاب
کریگا بقدر گناہ کے اور جناب امیرؑ نے ایک حدیث مین فرمایا ہے کہ سنا مین نے اپنے دوست جناب
رسول خداؐ سے کہ فرماتے تھے کہ اگر مومن دنیا سے نکلے اور وہ مثل تمام باشندگان روی زمین
کے گناہ رکھتا ہو تو البتہ موت اوسکے گناہون کا کفارہ ہو جائیگی اور بعد اوسکے یہہ آیہ تلاوت
فرمایا کہ ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء من شیعتک و محبیک
یا علی یعنے تیرے شیعون اور دوستون مین سے ای علی۔ اور فرمایا کہ جو کوئی خالص نیت سے
کہے لا الہ الا اللّٰہ وہ بری ہے شرک سے اور جو کہ نکلے دنیا سے کہ شرک نہ کرتا ہو تو وہ داخل
ہوگا بہشت مین اور حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ ادنے شرک کیا ہے فرمایا کہ جو
کوئی ایک رسم اور امر کو ایجاد کرے اور اوسکے عمل مین لانے والے کو دوست رکھے اور
اوسکے عمل مین نہ لانے والے کو دشمن رکھے م **باب** الاعتقاد فیما یکتب ش باب
اعتقاد کا بیچ اوس شے کے کہ لکھا جاتا ہے اوپر بندے کے یعنے اوسکے نامہ اعمال مین م
قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا فی ذلک انہ ما من عبد الا و لہ ملکان موکلان
یکتبان علیہ جمیع اعمالہ ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد فرقہ ناجیہ کا

بیچ نامہ اعمال بندون کے یہہ ہے کہ نہین ہے کوئی بندہ مگر یہہ کہ دو فرشتے موکل ہین اوسپر لکھتے
ہین سب اعمال اوسکے خیر اور شر سے م ومن ھمّ بحسنۃ ولم یعملھا کتب لہ حسنۃ فان
عملھا کتب لہ عشر حسنات وان ھمّ بسیئۃ لم یکتب علیہ حتی یعملھا فان عملھا
اجل سبع ساعات فان تاب قبلھا لم یکتب علیہ وان لم یتب کتب علیہ سیئۃ
واحدۃ ش اور جو شخص کہ ارادہ کرے کار نیک کا اور بجا نہ لاوے اوسکو لکھتے ہین فرشتے
واسطے اوسکے ایک نیکی بسبب اوسکے ورع کے اور اگر بجا لائے اوسکو تو لکھتے ہین واسطے
اوسکے دس نیکیان اور اگر کوئی ارادہ کرے کسی بدی کا پس اگر بجا نہ لایا اوسی تو کچھہ نہین
لکھتے اوسکے واسطے اور اگر بجا لایا اوسکو تو سات ساعات تک مہلت دیتے ہین پس اگر
توبہ کی تو توبہ اوسکی قبول کرینگے اور کچھہ نہ لکھین گے اور اگر توبہ نکی تو ایک گناہ لکھین گے
نہ زیادہ م والملکان یکتبان علی العبد کل شیٔ حتی النفخ فی الرماد ش اور دو فرشتے
لکھتے ہین اوپر بندے کے ہر عمل کو کہ اوس سے صادر ہو یہان تک کہ پھونک کرنا اوپر خاکستر کے
جیسا کہ خدای تعالے فرماتا ہے وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما
تفعلون س یعنے بہ تحقیق موکل ہین تمپر فرشتے نگہبان تمہارے کہ یہہ بزرگ ہین لکھنے والے
تمہارے اعمال کے جو کچھہ کہ کرتے ہو تم و مر امیر المومنین ع برجل وھو یتکلم بفضول الکلام
فقال لہ یا ھذا الرجل انک تملی علی ملائکتک کتابا یبلغ الی ربک فتکلم بما
یعنیک ودع ما لا یعنیک ش اور مروی ہے کہ جناب امیر المومنین ع کا گذر ہوا ایک مرد
پر کہ وہ بیہودہ اور فضول باتین بکتا تہا پس فرمایا آپنے کہ اے مرد بتحقیق کہ تو لکھواتا ہے دو
فرشتون پر کہ تجھپر موکل ہین کتاب کو ایسی بات کہو کہ تجھے فائدہ دے م وقال لا یزال
الرجل المسلم یکتب محسنا ما دام ساکتا فاذا تکلم کتب اما محسنا واما مسیئا
ش اور بہی فرمایا کہ ہمیشہ واسطے مرد مسلمان کے نیکی لکھتے ہین جب تک کہ خاموش ہے
اور جب کلام کرتا ہے تو لکھتے ہین نیکی یا بدی م وموضع الملکین من ابن آدم الترقوتین ش
اور جگہہ رہنے فرشتون کی آدمی سے دو ہڈیان ترقوے کی ہین م فان صاحب الیمین یکتب
الحسنات وصاحب الشمال یکتب السیئات ش پس بہ تحقیق کہ صاحب دست راست یعنی وہ فرشتہ

کہ ترقوہ راست پر ہے لکہتا ہے نیکیون کو اور صاحب چپ یعنے وہ فرشتہ کہ ترقوہ چپ پر ہے
لکہتا ہے بدیون کو م وملکان النہار یکتبان عمل العبد بالنہار وملکان اللیل یکتبان
عمل العبد باللیل ش اور دو فرشتے بیچ دن کے موکل ہین وہ لکہتے ہین عمل بندیکے جو دنکو
کرتا ہے اور دو فرشتے بیچ شب کے موکل ہین وہ لکہتے ہین عمل بندیکے کہ جو رات کو کرتا ہے
پس ہمیشہ دو فرشتے بندے پر موکل ہین م

باب الاعتقاد فی العدل ش

باب اعتقاد کرنے کا بیچ عدل کے یعنے بیچ ترک قبیح کے م قال الشیخ رہ ان اللہ تبارک و
تعالی امرنا بالعدل ش فرمایا شیخ ابوجعفر رہ نے کہ تحقیق خدا تعالی و تبارک نے حکم کیا ہے
ہم مکلفین کو ساتہہ عدل کے م وعاملنا بما ہو فوقہ وہو التفضل ش اور آپ عمل کرتا ہے
ساتہہ اوس چیز کے کہ وہ زیادہ ہے عدل سے اور وہ تفضل ہے م وذلک انہ عزوجل یقول
من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا وہم
لا یظلمون ش یعنے جو شخص کہ نیکی بجا لائے پس خاص اوسکے تئین ہے ثواب دس برابر
اوس نیکی کے اور جو شخص کہ بدی بجا لائے پس جزا نہ دیا جاے گا مگر برابر اوس بدی کے اور
خدا تعالے ظلم نہین کرتا اپنے بندون پر بیچ ثواب نیکی اور جزاے بدی کے واضح ہو کہ یہہ جو
خدا تعالے نے لفظ عشر کا فرمایا یعنے ایک نیکی کے عوض دس نیکیون کا ثواب ملیگا مراد
اس سے کثرت ثواب ہے نہ کہ حصر دس ہی ثواب مین ہے اسواسطے کہ کسی آیہ مین ستر ثواب کا
ذکر ہے ایک نیکی کے عوض مین اور کسی آیہ مین سات سو کا ذکر ہے اور کسی مین بغیر حساب ہے
یہہ تو ایک نیکی کے عوض مین ہے اور بدی کے عوض مین فرماتا ہے کہ جو شخص بجا لائے ایک بدی کو
تو پس نہ بدلا دیا جاے گا مگر مثل اوس ایک بدی کے نہ زیادہ اور یہہ عین تفضل اوسکا ہے اور احادیث
قدسیہ مین مذکور ہے کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ ایک نیکی کے عوض دس نیکیون کا اجر و ثواب دونگا
یا زیادہ اور ایک بدی کے عوض مین مثل اوس ایک کے عذاب کرونگا یا بخشدونگا سبحان اللہ
کیا تفضل اوسکا ہے واے اون لوگون پر کہ جنکے برائیان اونکی نیکیون پر غالب اور زیادہ
ہون پہر فرماتا ہے وہ تعالے شانہ کہ جو شخص آئے میرے پاس اور بمقدار بڑی زمین کے اوسنے
گناہ کیے ہون اور درمیان مین شرک نہو تو اوسکو بخشدونگا اور جناب صادق ع نے فرمایا کہ جس وقت

خدا تعالے نے شیطان کو قوت اور قدرت دی جیسے کہ دی تو آدم نے عرض کی کہ ای پروردگار
غالب کیا تو نے اوسکو میری اولاد پر اور جاری کیا تو نے اوسکو لوگونکے بدنون مین جیسے کہ خون
رگون مین جاری ہے اور دیا تو نے اوسکو جو کچھہ کہ دیا پس میری اولاد کے واسطے کیا ہے خدا تعالے
نے فرمایا کہ تیری اولاد کیواسطے یہہ ہے کہ ایک بدی کے عوض مین ایک بدیکا عذاب ہے اور ایک نیکی کے عوض مین
دس نیکیونکا ثواب ہے حضرت آدم نے عرض کی کہ اے پروردگار اس سے زیادہ اور بخشش و عطا مقرر فرما
فرمایا کہ دروازہ توبہ کا بہت فراخ ہی یہانتک نفس حلق مین پہونچے حضرت آدم نے عرض کی کہ ای پروردگار اس سے
اور زیادہ بخشش کر فرمایا کہ بخشونگا مین اور کچھہ پروا نکرونگا حضرت آدم نے کہا کہ مجھے کافی ہے اور وافی ہے
م والعدل ان یثبت علی الحسنة الحسنة ویعاقب علی السیئة السیئة ش فرماتے ہین
ممدوح کہ عدل یہہ ہے کہ ثواب دے ایک نیکی کا ایک نیکی اور ایک گناہ کا ایک گناہ م وقال النبی ع
لا یدخل الجنة احد بعمله الا برحمته عز وجل ش اور فرمایا رسول خدا نے کہ نہ داخل ہوگا
جنت مین کوئی ساتھہ عمل اپنے کے مگر ساتھہ رحمت خدای عزوجل کے م باب الاعتقاد فی
الاعراف ش باب تیئسوان ۲۳ بیچ بیان اعراف کے اور اعراف بالفتح جمع ہے عرف کی
اور عرف بالفتح و بالضم لغت مین یال اسپ اور تاج خروس کو کہتے ہین اور چونکہ اعراف اعالی سور کے
یعنی بلند تر فصیل کہ جو حجاب ہے درمیان دوزخ اور بہشت کے اسواسطے تشبیہ دیگئی ہے اون اعالی کو ساتھہ
بالہای اسپ اور تاج خروس کے م قال الشیخ اعتقادنا فی الاعراف انه سور بین الجنة والنار ش فرمایا
شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ امامیہ کا اعراف مین یہہ ہے کہ وہ ایک دیوار ہے مابین جنت اور نار کے واضح ہو
کہ ماہیت اعراف مین مفسرین امامیہ کا اختلاف ہے کہ وہ کیا چیز ہے بعض کے نزدیک وہ ایک حصار ہے درمیان بہشت
اور دوزخ کے اور بعض کا قول یہہ ہے کہ وہ کنگرے ہین اوس حصار کے اور بعض کہتے ہین کہ مراد اوس سے صراط ہے اور شیخ
مفید رہ کا یہہ قول ہے کہ اعراف پہاڑ ہے مابین دوزخ اور بہشت کے اور بعض کہتے ہین کہ اعراف مسکن ہے چند طائفہ
کا اور جگہہ رہنے کی ہے اون لوگونکی کہ جنہون نے دنیا مین اعمال نیک کئے ہین کہ جنکے عوض مستحق ہون بہشت کے اور نہ اعمال بد کئے ہین کہ
جنکی جہت مستحق ہون جہنم کے اور یہہ وہ لوگ ہین کہ جو دنیا مین مکلف نہ تھے اور الم اور مصائب اور رنج اونپر گذرے تھے پس اونکو اون مصائب
اور آلام کے عوض چند نعمتین دیجائینگی مگر یہہ نعمتین تہہ مین کمتر ہونگی اون نعمتونسے کہ جو اہل بہشت کو بہشت مین بسبب اونکے اعمال نیک کے ملینگی اور شیخ
مفید نے فرمایا ہے کہ یہہ جو کچھہ کہ ہمنے بیان کیا عقل کو بھی اس سے انکار نہین ہوسکتا اور اخبار بھی ایسے بہت ہین کہ ان باتون کو ثابت کرتی ہین مگر خدا تعالے بہتر جانتا ہے حال کو اور قریب یقین یہہ ہے

کہ اعراف ایک مکان ہے درمیان بہشت اور دوزخ کے کہ اوسمین موجود ہونگے انبیا اور
اوصیا پھر خدا ہی تعالے بہتر جانتا ہے کہ حال انکا کیونکر ہوگا انتہی کلامہ اور شیخ طبرسی نے
جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اعراف چند تل یعنی ٹیلے ہین مابین جنت او
نار کے اور اوسمین پہنچ جائینگے سب پیغمبر اور خلفاے پیغمبر اپنی اپنی امت کے گناہگارون
کے ساتھہ اور ہرہی اپنی امت کے آگے کھڑا ہوگا اور امت اوسکی اوسکے پیچھے کھڑی ہوگی جیسا
کہ ہرگروہ لشکر اپنے ضعفاے لشکر کے ساتھہ کھڑا ہوتا ہے واسطے فنا طلب کرانے کے اور ہر امت
کے نیکوکار بہشت مین داخل ہو جائینگے پس پیغمبر اپنی امت کے گناہگارون سے کہیگا کہ
دیکھو اپنے بھائیون کو کہ جو نیکوکار تھے وہ تم سے پہلے بہشت مین پہونچ گئے پس یہہ گناہگار
اپنے بھائیون کو بہشت مین دیکھکر سلام کرینگے جیسا کہ خدا ہی تعالے فرماتا ہے وَنَادَوا اصحاب
الجنۃ ان سلام علیکم پس خداے تعالی نے خبر دی ہے کہ یہہ لوگ داخل بہشت مین نہین ہوے
ہین مگر طمع رکھتے ہین کہ داخل بہشت مین ہون جیسا کہ فرماتا ہے وھم یطمعون یعنے گناہگار
طمع رکھینگے کہ خدا ہی تعالی انکو بہی ساتھہ شفاعت پیغمبر اور امام کے بہشت مین داخل
کرے اور جب یہہ نظر کرینگے جہنم کیطرف تو کہینگے کہ پروردگارا ہمکو بچا اور نکر اس قوم
جفاکار سے اوسوقت پیغمبر اور امام بحکم خدا ان گناہگارون سے کہینگے کہ خدا ہی تعالے
نے تمہین بہشت مین جانے کا حکم دیا ہے اب تم جاؤ بہشت مین تمہین اب کچھہ خوف نہین
اور علی ابن ابراہیم نے لسند کہ صحیح کے مثل ہے جناب صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ اعراف چند موضع بلند ہین مابین جنت اور نار کے اور ہمارے ائمہ بہی بعض اپنے
شیعون کے ساتھہ کہ جو مومن کامل ہونگے بہشت مین تشریف لائینگے اور شیعان
گناہگار سے ارشاد کرینگے کہ دیکھو ان کو کہ یہہ داخل ہوگئے ہین بہشت مین بے حساب
پس یہہ سلام کرینگے اون پر اور آرزو کرینگے کہ ہم بہی شفاعت ائمہ کے ساتھہ انسے ملحق
ہون پھر ائمہ ان سے کہینگے کہ اب تم جہنم مین ہمیشہ دشمنون کی طرف دیکھو جب وہ دیکھینگے
انکو تو استغاثہ اور فریاد کرینگے اور کہینگے کہ اے پروردگار ہم التجا کرتے ہین
تجہسے کہ تو ہمین انکے ساتھہ ملحق نکیجیو پھر ائمہ اپنے دشمنون سے کہ جو جہنم مین ہونگے

فرمائین گے کہ تمہین اور جس مال نے ہمارے کہ جسکو تمنے ہمسے چہین کر جمع کیا تہا اور ہمپر تکبر
کرتے تھے اور ہمارا حق غصب کیا تہا آج کچہہ فائدہ نہ دیا اور دیکہو ان لوگون کو کہ جو ہمارے
ساتہہ ہین ہمارے شیعون سے کہ جنکے حق مین تم کہتے تہے کہ رحمت خدا شامل حال انکے نہوگی
اور اسپر قسم کہاتے تہے کیسی رحمت خدا کی انکے شامل حال ہوئی اور اون شیعون سے
فرمائین گے کہ اب تم بہشت مین داخل ہو بے خوف پس خدا ای تعالے فرماتا ہے کہ اہل دوزخ
اہل بہشت سے کہین گے کہ ان نعمات بہشت سے جو تمہین ملی ہین کچہہ ہمین بہی دو وہ کہین گے
کہ یہہ نعمات تمپر حرام ہین اسواسطے کہ خدا یتعالی فرماتا ہے کہ حرام کیا ہے ہمنے اپنی نعمتون
کو کافرون پر کہ جنہون نے اپنے دین کو لہو لعب پکڑا اور زندگانی دنیا نے اونکو مغرور
کیا پس آجکے دن ترک کرتے ہین ہم انکو جیسا کہ انہون نے ترک کیا ملاقات کو اس روز کی اور
ہماری آیات کا انکار کرتے تہے پہر شیخ ابو جعفر رہ فرماتے ہین م علیہ رجال یعرفون کلا
بسیماھم ش اوپر اوسکے مرد ہونگے کہ پہچانینگے ہر شخص کو کہ دیکہین گے ساتہہ علامت
سعادت یا شقاوت کے م والرجال ھم النبی واوصیائہ علیہم السلام ش اور وہ مرد
کہ اعراف مین ہونگے وہ نبی ہین اور اوصیا اونکے اوپر اونکے سلام جاننا چاہیئے کہ اختلاف
ہے اسمین کہ وہ مرد کہ جو اعراف مین ہونگے وہ کون ہین بعض نے تو کہا ہے کہ وہ وہ لوگ
ہین کہ جنکی نیکیان اور بدیان برابر ہین پس حسنات اونکے مانع ہین کہ جہنم مین جائین اور گناہ
انکے مانع ہین کہ بہشت مین جائین پس یہہ اعراف مین ٹہرائے جائینگے جب تک کہ خدا حکم
کرے انکے حق مین جسطرح پر چاہے اور انکو داخل بہشت کرے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ
ملائکہ ہین بصورت انسان اور خازان بہشت اور دوزخ بہی ہین کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ
کو پہچانتے ہین یا کاتبان اعمال ہین کہ آخرت مین آدمیون پر گواہ ہین اور بعض نے کہا ہے کہ
مومنین نیک ہین اور ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اعراف ایک موضع بلند ہے درمیان
صراط پر کہ علیؑ اور جعفر اور حمزہ اور عباس اوسپر ہونگے اور اپنے دوستون کو پہچانینگے
ساتہہ سفیدی مونہہ کے اور اپنے دشمنون کو پہچانینگے ساتہہ سیاہی مونہہ کے
اور احادیث کثیرہ ائمہ سے وارد ہین کہ فرمایا ائمہ علیہم السلام نے کہ ہم ہین اصحاب اعراف

کہ پہچانتے ہین ہم ہر شخص کو ساتھہ پیشانی اوسکے کی کہ یہہ ہمارا دوست ہی اور یہہ ہمارا دشمن
ہے پس جو کہ ہمکو نہین پہچانتا مگر ہم اوسکو پہچانتے ہین کہ یہہ ہمارا شیعہ ہے ہم اوسکو داخل
بہشت کرینگے اور جسکو ہم نہین پہچانتے کہ یہہ ہمارا شیعہ ہے اوسکو ہم داخل جہنم کرینگے
جیسا کہ شیخ رہ فرماتے ہین کہ م لا یدخل الجنۃ الا من عرفہم و عرفوہ و لا یدخل
النار الا من انکرہم و انکروہ ش یعنے داخل نہوگا جنت مین مگر وہ شخص کہ جو پہچانتا
ہوگا ان حضرات کو اور یہہ حضرات پہچانتے ہونگے اوسکو اور داخل ہوگا جہنم مین مگر وہ
شخص کہ جو انکار کرتا ہوگا ان حضرات کا اور یہہ حضرات انکار کرتے ہونگے اوسکا م و
عند الاعراف المرجون لامر اللہ اما یعذبہم و اما یتوب علیہم یعنے
نزدیک اعراف کے ایک جماعت ہوگی تاخیر کرنے والی تا صدور حکم خدا یعنے جب تک
کہ حکم خدا انکے حق مین صادر ہو کہ عذاب کرتا ہے انکو یا عفو کرتا ہے اور اور روایت
مین وارد ہے کہ اعراف مین ایک جماعت ہوگی مستضعفین عامہ اور مرجون لامر اللہ اور
فساق شیعہ کی کہ جنکے حسنات اور سیئات برابر ہونگے اور مقتضا جمع کا درمیان
اخبار کے یہہ ہے کہ اعراف مین جو کہ حاکم ہونگے وہ تو رسول خداؐ اور ائمہ ہدی علیہم السلام
ہونگے کہ مومنون کو اول مرتبہ روانہ بہشت کرینگے اور صراط سے گذار دینگے
اور اپنے دشمنون کو اور کفار اور مخالفین اور متعصبین کو جہنم مین بھیجینگے اور ایک
جماعت فساق کی اور مستضعفین کے اعراف مین رہینگے اور آخر یہہ سب بشفاعت
جناب رسول خداؐ اور اہلبیتؑ ہدیٰ سے داخل بہشت ہونگے اور یا جو انہین سے قابل
شفاعت ہونگے وہ داخل بہشت ہونگے اور بعضے ہمیشہ اعراف مین رہینگے
پس یہہ دونون باتین محتمل ہین جیسا کہ شیخ ابوجعفر رہ نے اس رسالہ مین فرمایا ہے

باب فی الصراط باب بیچ بیان صراط کے قال الشیخ ابوجعفر رحمہ اللہ
اعتقادنا فی الصراط انہ حق فرمایا شیخ ابوجعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ امامیہ
شیعہ کا بیچ صراط کے یہہ ہے کہ وہ حق ہے اور جملہ ضروریات دین سے ہے کہ ایمان
لانا اوسپر ضروریات سے ہے و انہ جسر جہنم و علیہ ممر جمیع الخلق

اور یہ تحقیق کہ صراط ایک پل ہے کہ جہنم پر کھینچا گیا ہے اور اوپر اوسکے راہگذر ہے
سب خلق کی اور جب تک کہ کوئی اوسپر سے نگذرے گا بہشت مین نجائے گا اور روایات
معتبرہ مین وارد ہے کہ صراط بال سے باریک تر ہے اور تلوار سے تیز تر ہے اور آگ سے
گرم تر ہے مؤمنین خالص اوسپر سے بہت آسانی سے گذر جائینگے اور مثل برق جہندہ
کے دوڑتے چلے جائینگے اور بعض مؤمن دشواری سے گذرینگے لیکن نجات
پائینگے اور بہشت مین داخل ہونگے اور بعض اوسپر سے جہنم مین گرینگے قال
اللہ عز وجل وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا اور نہین ہے
کوئی تم مین سے اے آدمیو مگر وارد ہونے والا اور پہونچنے والا اوس دوزخ کا
اور ہے وارد کرنا دوزخ کا آدمیون پر اوپر پروردگار تیرے کے واجب یقینی ہے
حکم کیا ہے اسپر کہ ضرور ایسا ہی ہونے والا ہے اور وجہ اسکی حدیث مین اسطرح سے
مرقوم ہے کہ اللہ تعالے کسی کو بہشت مین داخل نکرے گا یہانتک کہ پہلے اوسکو دوزخ
مین وارد کرے اور دوزخ کے عذابون کو دکھلائے تاکہ وہ خدا کے فضل وکرم کو جانے
اور کمال لطف واحسان اوسکا پہچانے اور زیادہ سرور اور فرحت اوسکو حاصل ہو
اور دوزخی کو پہلے بہشت کو دکھلائے گا اور اوسکی نعمتون کو پیش نظر جلوہ دے گا تاکہ
زیادہ اوسکو رنج اور زیادہ حسرت ہو بہشت کے فوت ہونے سے اور جناب رسول خدا
نے فرمایا ہے کہ بہشتی پہلے دوزخ پر گذر کرینگے اور موافق اپنے اعمال نیک کے
اوسمین سے نکلینگے یعنی کوئی تو مثل برق کے جلد نکل جائیگا جسکے اعمال بہت
اچھے ہونگے اور کوئی مثل ہوا کے اور کوئی مثل دوڑتے گھوڑے کے اور کوئی مثل آدمی
کے دوڑنے کے اور نیک بندہ کوئی باقی نرہے گا یہانتک کہ دوزخ مین داخل ہو
لیکن مؤمن پر دوزخ سرد ہوجائیگا جیسے کہ حضرت ابراہیم پر آگ سرد ہوگئی تھی اور
منادی ندا کریگا اور کہے گا جہنم سے کہ تو اصحاب کو اپنے پکڑ لے اور میرے اصحاب کو
چھوڑ دے پھر آپ فرماتے ہین کہ قسم ہے خدا تعالے کی دوزخ اپنے اصحاب کو ایسا پہچانتا
ہے جیسے مان اپنے بچے کو پہچانتی ہے پس جہنم اپنے اصحاب کو پکڑ لیگا یعنی دوزخیونکو

اور مؤمنین کو چھوڑ دیگا اور وہ نجات پائین گے جیسا کہ خدا یتعالی فرماتا ہے ثم ننجی
الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا یعنی نجات دینگے ہم اون لوگون کو کہ پرہیز کیا ہے
اونہون نے گناہون سے اور شرک سے یعنی اونکو دوزخ سے باہر لائین گے ہم اور
چھوڑین گے ہم ظالمون کو اوسمین جنہون نے شرک کرکے اپنے نفسون پر ظلم کیا ہے
اور جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ بعض بہشتی بعض بہشتیون سے کہین گے کہ خدا یتعالی
نے تو وعدہ کیا تہا کہ کوئی ایسا شخص نہوگا کہ جو دوزخ پر نگذرے گا ہمنے تو آگ کو دوزخ
مین دیکہا ہی نہین فرشتے کہین گے کہ تم دوزخ مین البتہ گئے تہے لیکن اوسکی آگ دہونگئی
تہی اور بہی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ مؤمن جسوقت دوزخ مین داخل ہوگا تو دوزخ
اوس سے کہیگا کہ تو جلد مجہسے نکل جا کہ تو نے میری آگ کو سرد کردیا ہے اور بعض کہتے
ہین کہ مؤمن کا گذر دوزخ مین نہوگا اور مراد اوسمین وارد ہونے سے یہہ ہے کہ نار سے
مراد تپ ہے اسواسطے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ تپ حصہ ہے ہر مؤمن کا آتش دوزخ
سے اور بدبو ہے دوزخ کی اور کہتے ہین کہ جناب رسول خدا ایک بیمار کے پوچہنے کو
گئے اوس سے فرمایا کہ خوش ہو تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تپ آگ میری ہے غالب
کرتا ہون مین اوسکو بندۂ مومن پر دنیا مین تاکہ ہووے یہہ حصہ اوسکا دوزخ کی آگ
سے پس مراد دوزخ مین وارد ہونے سے یہہ ہے کہ تپ کو دنیا مین چکہین اور بہی
منقول ہے کہ کفار مؤمنین کو دوزخ مین دیکہکر طعن کرینگے کہ تمکو اسلام نے کچہہ فائدہ
ندیا ہماری طرح تم بہی دوزخ مین داخل ہوئے وہ کہین گے کہ کچہہ گناہ ہم سے صادر
ہوئے تہے اسلیئے ہم دوزخ مین آئے اوسوقت خدا کی رحمت جوش مین آئیگی
اور حکم ہوگا کہ جو کلمہ گو دوزخ مین ہین اونکو دوزخ سے نکال کر بہشت مین داخل
کردو اور بہی امالی مین جناب صادق سے روایت کی ہے کہ صراط باریک تر ہے بال
سے اور تیز تر ہے تلوار سے بعض آدمی اوسپر سے مثل برق جہندہ کے جلد گذر جائینگے
اور بعض دوڑتے ہوئے اور بعض آہستہ آہستہ اور بعض ہاتہہ اور پاؤن کے بہل مثل
چارپایون کے اور بعض اوس سے چمٹ کر چلین گے اور بعض کٹ کٹ کر جہنم مین گرینگے

اور جل جائینگے اور بعض نجات پائینگے اور ابن ابراہیم نے بسند اپنی جناب امام
محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جسوقت آیۂ وَجِیٓءَ یَوۡمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ یَوۡمَئِذٍ
نازل ہوا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ بروز قیامت
جب خداوند عالم سب خلائق کو جمع کر چکے گا تو پھر حکم کرے گا کہ اب جہنم کو لاؤ یہ حکم
سنکر لاکھ فرشتے کہ جو کمال شدت اور سختی اور درشتی رکھتے ہونگے اوسکی لاکھ مہار
کو پکڑ کر اوسکو گھسیٹتے ہوئے لائینگے اوسوقت جہنم ایسا جوش و خروش کرے گا
اور غصے سے ایک ایسی آواز مہیب سے چیخ مارے گا کہ سب خلائق خوف سے درہم
برہم ہو جائیگی پس جہنم ایک سانس کھینچے گا کہ اگر خدا تعالے کو حساب و کتاب کے واسطے
خلائق کے عذاب کرنے مین تاخیر منظور نہو تو سبکو اوسیوقت ہلاک کر دے پھر شیخ ابوجعفر رہ
فرماتے ہین وَالصِّراطُ فی وَجهٍ اخریٰ اسم حجج اللہ فمن عرفہم فی الدنیا واطاعہم
اعطاہ اللہ جوازاً علی صراط الذی ہو جسر جہنم یوم القیامۃ وھو یوم الحسرۃ
والندامۃ یعنے صراط بیچ وجہ دوسری کے اسم محبوبون خدا تعالی کا ہے پس جس شخص
نے پہچانا اون محبوبون کو دنیا مین اور اطاعت کی اونکی خدا تعالی دے گا اونکو
رخصت گذر جانے کی اوپر صراط کے جو پل ہے جہنم کا دن قیامت کے کہ وہ دن ہے
حسرت اور شرمندگی کا حاصل یہہ کہ صراط آخرت نمونہ ہے صراط مستقیم یعنے راہ راست
دنیا کا کہ جو عبارت ہے دین حق اور محبت اور متابعت جناب امیر المؤمنین اور ائمہ
طاہرین سے پس جس شخص نے دنیا مین اس راہ کو اختیار کیا اور اس طریق پر چلا
وہ صراط آخرت پر سے دوڑ تا بہشت مین چلا جائے گا اور جسنے ان حضرات کی
متابعت نہ کی ہو گی بلکہ متابعت کی ہو گی انکے اعدا کی اور اونکے طریق پر چلا ہو گا
اور اونکے اقوال اور افعال کی پیروی کی ہو گی وہ صراط پر سے کٹ کر جہنم مین گر جائیگا
اور سورۂ حمد مین جو صراط مستقیم وارد ہے اشارہ ہے طرف انہین دونون صراط
کے اور شیخ مفید رہ نے فرمایا ہے کہ صراط کے معنی راہ کے ہین اور چونکہ محبت اور
ولایت ائمہ اطہار کی راہ راست ہے اسسبب سے اونکو صراط مستقیم کہتے ہین پھر جناب

شیخ ابو جعفر رہ لکھتے ہین کہ قال النبی لعلی یا علی اذا کان یوم القیمۃ اقعد انا وانت
وجبرئیل علی الصراط ولا یجوز علی الصراط الا من کانت معہ براءۃ بولایتک
یعنے فرمایا رسول خدا نے جناب علیؑ سے کہ ای علی جسوقت کہ ہوگا دن قیامت کا بیٹھونگا
مین اور تو اور جبرئیل اوپر صراط کے اور نہ گذرے گا صراط پر سے مگر وہ شخص کہ جسکے
پاس ہوگا برارت نامہ تیری ولایت اور تیری دوستی کا اور یہی حدیث مین وارد
ہے کہ قیامت کے روز جو راہ کہ بہشت کیطرف جائیگی وہ بمنزلہ پل کے ہوگی کہ آدمی
اوسپر چلینگے اور رسول خداؐ جانب رحمت اوسکے کھڑے ہونگے اور امیر المومنین جانب
جب اوسکے کھڑے ہونگے اور ایک ندا جانب خدا سے انکو آئیگی کہ ڈالو تم ہر کافر کو
جہنم مین اور یہی علی ابن ابراہیم اور ابن بابویہ رہ نے لبسند اپنے جناب امام محمد باقرؑ
سے روایت کی ہے کہ جب آیۂ وجیٔ یومئذٍ بجہنم نازل ہوا تو جناب رسول خداؐ
سے معنی اس آیہ کے پوچھے آپنے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ جب خدا یتعالی اولین و آخرین
کو روز قیامت جمع کریگا تو جہنم کو لائینگے فرشتے کھینچے ہوئے لائینگے پس ایک شعلہ
اوس سے نکلیگا اور سب نیکوکار اور بدکار کو گھیر لیگا اوسوقت سب آدمی اور سب
ملائکہ اور سب انبیا فریاد کرینگے اور کہینگے یارب نفسی نفسی یعنے اے پروردگار امان
دے ہماری جان کو اور بچا ہمکو عذاب سے اور تو اے پیغمبر خدا کہیگا امتی امتی اور
اپنی امت کے لیے دعا کریگا پس صراط کو اوسپر لاکر رکھینگے کہ بال سے باریک تر اور
شمشیر سے تیز تر ہوگی اور اوسپر تین قنطرے ہونگے باریک یعنے تین قطعہ اور ہر قطعہ کا
نام عقبہ ہے یعنے گھاٹی ایک قنطرہ پر امانت اور صلہ رحم ہوگا اور دوسرے پر نماز
ہوگی اور تیسرے پر عدالت پروردگار عالمیان یعنے حکم کرنا پہنچنا صلہ میں اور ستم رسیدون
سے پس آدمیون کو تکلیف دینگے صراط پر گذرنے کی اور جب سب آدمی اوسپر
آئینگے تو عقبہ اول یعنے صلہ رحم مین اور صلہ امانت مین اوس شخص کو کہ جسنے امانت
اور مال مومنین خیانت کی ہوگی یا قطع رحم کیا ہوگا ٹھہرائینگے یہانتک کہ یا اوسکے
عہدے سے باہر آئے یا جہنم مین گرے اور اگر اس عقبہ سے نجات پائیگا تو پھر اوسکو

عقبہ نماز مین ٹھہرائین گے اگر اوسنے نماز بشرائط اور آداب اور با طہارت اور لطافت
اور حضور قلب ادا کی ہوگی تو وہان سے نجات پاکر آگے جائیگا اور جب عقبہ
عدالت مین پہونچیگا تو وہان اوسکو ٹھہرائینگے پس جب وہان سے نجات پائیگا
تو بہشت مین جائیگا والا جہنم مین پہینکا جائیگا اور طرف اسیکی اشارہ کیا ہے
خدا یتعالے نے إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ یعنے بدرستیکہ پروردگار تیرا اوپر سر راہ
کے ہے یا بیچ کمین گاہ کے پس آدمی صراط پر سے چلینگے بعضے ہاتہون کو ٹیک کر
اور بعض کا جب ایک پاؤن لغزش کریگا تو دوسرا پاؤن اپنا اوسپر جمائیگا
اور ملائکہ انکو گہیرے ہونگے اور انکے واسطے دعا کرتے ہونگے کہ اے پروردگار اے
کریم اے رحیم بخش تو انکو اور عفو کر اپنے فضل سے اور سلامت رکہہ انکو اور ساتہہ
خیریت اور سلامتی کے اس پل سے گذار دے اور حال یہہ ہوگا کہ آدمی جہنم مین کہٹ کٹ کر
گرتے ہونگے پس جو شخص کہ رحمت خدا پائیگا وہ اوسپر سے گذر جائیگا اور کہیگا
الحمد للہ ساتہہ فضل خدا کے تمام ہوتے ہین اعمال صالحہ اور زیادتی کرتے ہین حسنات
حمد کرتا ہون مین اوس خدا کو کہ جسنے نجات دی مجکو بعد اسکے کہ نا امید ہوگیا تہا مین
بدرستیکہ پروردگار میرا بخشنے والا ہے اور جناب صادق سے پوچہا صراط سے آپنے
فرمایا کہ صراط راہ ہے طرف معرفت خدا کے اور صراط دو ہین ایک صراط دنیا اور ایک
صراط آخرت صراط دنیا امام ہین کہ اطاعت اونکی فرض و واجب ہے پس جسنے پہچانا اوس
صراط کو دنیا مین اور پیروی کی اوسکی تو گذر جائیگا صراط آخرت سے کہ وہ پل ہے
جہنم کا اور جسنے نہ پہچانا اوسکو دنیا مین قدم اوسکا صراط آخرت پر سے لغزش کریگا
اور جہنم مین گر پڑیگا اور بیچ تفسیر جناب امام حسن عسکریؑ کے وارد ہے کہ صراط مستقیم
دنیا کی وہ ہے کہ آدمی غلو نکرے حق مین ائمہ کے اور تقصیر نکرے انکے حق مین اور انکی
امامت مین اور مستقیم رہے دین حق مین اور میل طرف باطل نکرے اور صراط آخرت وہ
مومنین کی ہے طرف بہشت کے اور مناقب مین جو اہل تسنن کی طریق پر ہے انس سے
روایت کی ہے کہ رسول خدا نے آیہ فلا اقتحم العقبۃ کی تفسیر مین فرمایا کہ صراط کے اوپر ایک

عقبہ ہے بہت سخت اور دشوار گذار کہ طول اوسکا تین ہزار سال کا ہے ہزار سال تو
اوسکے نیچے جائینگے اور ہزار سال کانٹون اور مار اور عقرب مین راہ چلینگے
اور ہزار سال اوسکے اوپر راہ چلینگے اور پہر وہ جناب فرماتے ہین کہ مین اول اوس
شخص کا ہونگا کہ جو پہلے اوس عقبہ کو قطع کریگا اور دوسرا علیؑ ہوگا اور کوئی شخص
اوس عقبہ کو بے مشقت کئے قطع نکریگا مگر جناب محمدؐ اور اہلبیت اوسکے اور تفسیر مقاتل مین
ابن عباس سے روایت کی ہے اس آیہ کی تفسیر مین کہ یوم لا یخزی اللہ النبی یعنے کہا ہے کہ عذاب
نکریگا محمدؐ کو وَالَّذِینَ اٰمَنُوا مَعَہٗ اور نہ اون لوگون کو کہ جو اوسکے ساتھہ ایمان لائے ہین یعنے
علیؑ اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور حمزہ اور جعفر صلوات اللہ علیہم یسعیٰ و نورہم بین ایدیہم و
بایمانہم پس نور انکا ہوگا آگے مونہہ انکے کے اور جانب راست انکے کے اور یہہ پیچھے اوسکے
چلینگے پس اہلبیت محمدؐ اور آل محمدؐ اور ایک گروہ آپکے ساتھہ مانند برق جہندہ کے صراط پر سے
گذر جائینگے اور ایک گروہ مثل اسپ دوندہ کے دوڑتے چلے جائینگے اور ایک گروہ مانند
رفتار پیادون کے چلینگے اور کچھہ لوگ چارون ہاتھہ پاؤن پر چلینگے اور کچھہ مانند اطفال
کے اپنے تئین گھسیٹینگے اور خدای تعالے مومنون کے واسطے صراط کو عریض یعنے چوڑا کردیگا
اور گنہگارون کے واسطے باریک کردیگا یقولون اتمم علینا نورنا یعنے کہینگے اے پروردگار
ہمارے تمام کر ہمارے واسطے ہمارے نور کو تا گذرین ہم صراط پر پس جناب امیرؑ درمیان ہودج
زمرد سبز کے ہونگے اور جناب فاطمہ زہرا بہی اوس ہودج مین ہمراہ جناب امیرؑ کے
ہونگی اور وہ ہودج شتر یاقوت سرخ پر ہوگا اور گرد آپکے ستر ہزار حوریہ ہونگی پس
مانند برق جہندہ کے گذر جائینگے اور بہی تفسیر جناب امام حسن عسکریؑ مین رسول مقبولؐ
سے منقول ہے کہ جب خدای تعالی جمیع خلائق کو مبعوث کریگا تو منادی زیر عرش
رب العالمین سے ندا کریگا کہ اے گروہ خلائق تم سب اپنی آنکھین بند کرلو تا دختر
محمد فاطمہ اطہر سیدہ نساء عالمیان صراط پر سے گذر جائین یہہ ندا سنکر سب آدمی
آنکھین بند کرلینگے سوائے جناب محمد مصطفےٰؐ اور علی مرتضےٰ اور حسن مجتبی اور حسین شہید
گلگون قبا کے اور سوائے انکی اولاد اطہار کے کہ محرم ہین اور جب وہ معصومہ جنت مین

داخل ہونگی تو آپکے جامہ کو صراط پر بچھا وینگے اسطرح پر کہ ایک سرا اوسکا آپکے ہاتھہ مین
بہشت مین ہو گا اور دوسرا عرصات قیامت مین پس منادی ندا کرے گا جانب رب ارباب
سے کہ اے دوستان فاطمہ ہر شخص تم مین سے ایک ایک تار جامہ جناب معصومہ کا ہاتھہ
سے پکڑ لو پس کوئی دوست دوستان جناب معصومہ مکرمہ سے نہو گا مگر یہہ کہ لپٹ جائیگا
ایک ایک تار سے تارہای جامہ جناب سیدہ زنان عالمیان سے تا اینکہ زیادہ تین ہزار قدام
سے وہ لوگ ہونگے جو تارون سے لپٹے ہونگے اور ایک ایک قدام ایک ایک لاکھہ نفر کا
ہو گا پس بہ برکت اوس معصومہ معظمہ کے یہہ سب آدمی نجات پائینگے م باب الاعتقاد
فی العقبات التی علی طریق المحشر ش باب پچیسوان ۲۵ بیچ بیان اعتقاد عقبات کے کہ اوپر راہ
محشر کے ہین م قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا فی ذلک ان لهذه العقبات اسم علیحدۃ ش
فرمایا شیخ رہ نے کہ اعتقاد ہمارا بیچ اسکے یہہ ہے کہ نام ہر عقبہ کا عقبات سے جدا جدا ہے م فرض وامر
ونهی ش فرض ہے اور ایک امر اور ایک نہی مثل نماز و روزہ اور شراب پینے کے م فمتی انتهی الانسان
الی عقبة اسمها الفرض وکان قد قصر فی ذلک الفرض حبس عندها وطولب بحق الله فیها
فان خرج منه بعمل صالح قدمه او برحمة تدارکه نجا منها الی عقبة اخری ش پس
جسوقت پہونچے آدمی ایک عقبہ مین کہ نام اوسکا کوئی فرض ہو مثل عقبہ نماز کے اور اوس شخص نے
تقصیر کی ہو اوس فرض مین تو قید کرین اور ٹھہرائین اوسکو اوس عقبہ مین ہزار برس اور طلب کرین
اوس سے حق کو خدا یتعالی کے کہ وہ نماز ہے مثلاً پس اگر باہر آئے عہدہ جواب سے اوسکے عمل صالح
کے ساتھہ کہ جسے اوسنے کیا ہو اور آگے اپنے بھیجا ہو یا رحمت اور بخشش خدا یتعالی کی تدارک اوس
تقصیر کا کرے تو پس خلاصی پائے اوس عقبہ سے اور جائے عقبہ دوسرے مین م فلا یزال یدفع
من عقبة الی عقبة ش پس اسیطرح بھیجا جائے گا ہمیشہ ایک عقبہ سے طرف دوسرے عقبہ کے
م ویحبس عند کل عقبة ش اور قید کیا جائے گا نزدیک ہر عقبہ کے کہ تقصیر کی ہو گی بیچ اوس
عمل کے کہ نام کیا گیا ہو گا ساتھہ اوس عمل کے م فیسئل عما قصر فیه من مسمی اسمها ش پس سوال
کیا جائے گا اوس عمل سے کہ تقصیر کی ہو بیچ اوس عمل کے کہ نام کیا گیا ہے وہ عقبہ ساتھہ اوس عمل کے
مثل نماز کے مثلاً م فان سلم من جمیعها انتهی الی دار البقاء ش پس اگر سلامت رہا یعنی خلاصی پائی

سب عقبات سے تو ہیو نچے گا دار البقا مین م فیحیٰ حیوۃ لا موت فیہا ابدا ش پس پاویگا زندگی
کہ نہ موت ہوگی بیچ اوسکے کبھی یعنے وہان زندہ ہوکر پھر کبھی نہ مرے گا م ویسعد سعادۃ لا تشقی
معہا ابدا ش اور پاویگا نیک بختی کہ نہوگی بدبختی ساتھہ اوسکے کبھی م ولیسکن فی جوار اللہ مع
انبیائہ وحججہ والصدیقین والشہداء والصالحین من عبادہ ش اور رہیگا بیچ ہمسایہ
رحمت خدا کے ساتھہ پیغمبرون اور ائمہ معصومین علیہم السلام اور صدیقون یعنے وہ لوگ جو تصدیق
کرنے والے ہین ان انبیا اور اوصیا کے اول سے آخر تک اور شہدا اور نیکوکار بندگان خدا سے
م وان حبس علی عقبۃ طولب بحق اللہ قصر فیہ ولم یجبہ عمل قدمہ ولا ادرکتہ من اللہ
عزوجل رحمتہ زلت قدمہ عن العقبۃ فہو فی نار جہنم نعوذ باللہ منہا ش
اور پھر اگر قید کیا جاوے بیچ عقبہ کے اونمین سے طلب کیا جاوے اوس سے حق خدا تعالیٰ کا کہ جسمین اوسنے
تقصیر کی ہو یعنے اوس حق کو ادا نہ کیا ہو اور نہ خلاصی دی اوسکو عمل نیک کہ پہلے بھیجا ہو اوسنے اوسکو
اور نہ پاوے اوسکو رحمت خدا کی یعنے نہ تو اوسنے کیا ہو کوئی ایسا عمل نیک کہ تلافی کرے اوسکے قصور کی
اور اوس قصور کا بدلا ہو جاوے اور نہ رحمت خدا آنکر اوسکو بچاوے تو پس لغزش کرین پاؤن اوسکے
اوس عقبہ سے اور گر پڑے وہ بیچ جہنم کے پناہ مانگتے ہین ہم اوس سے ساتھہ خدا تعالیٰ کے م وہذہ
العقبات کلہا علی الصراط ش اور یہہ کل عقبات واقع ہین اوپر صراط کے م واسم عقبۃ
منہا الولایۃ یوقف جمیع الخلائق عندہا فیسئلون عن ولایۃ امیر المؤمنین علی ابن
ابیطالب والائمۃ من بعدہ علیہم السلام ش اور نام ایک عقبہ کا اون عقبات مین سے
ولایت ہے ٹہرائے جاوینگے اوسمین سب آدمی اور پوچھے جاوینگے ولایت اور دوستی جناب
امیر المؤمنین اور دوستی سب ائمہ معصومین سے م فمن اتی بہا کما ینبغی فہو نجا ش پس جو شخص کہ
لاویگا محبت کو ان حضرات کی جیسا کہ چاہیئے یعنے ان حضرات کی محبت رکہتا ہوگا پس وہ نجات
پاویگا م ومن لم یأتہا فیدخل فی النار ش اور جو شخص نہ لاویگا محبت کو اون حضرات کی پس وہ شخص داخل ہوگا
بیچ جہنم کے م وذلک قول اللہ تعالیٰ وقفوہم انہم مسئولون ش اور یہہ جو کچھہ کہا گیا موافق قول خدا تعالیٰ
کے ہے کہ فرماتا ہے عزوجل یعنے نگاہ رکہو اور ٹہراؤ انکو بدرستیکہ سوال کیے جاوینگے دوستی اور محبت امیر المؤمنین علیہ السلام اور
ائمہ معصومین سے م واسم عقبۃ منہا الرحم ش اور نام ایک عقبہ کا اونمین سے رحم ہے پس جسنے کہ صلہ رحم نکیا ہوگا وہ اوس عقبہ مین مقید

م واسم عقبة منها مرصاد وذلک قول اللہ عز وجل ان ربک لبالمرصاد ش
اور نام ایک عقبہ کا اونمین سے مرصاد ہے جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ بدرستیکہ پروردگار
تمہارا ہر آئینہ بیچ مقام خشم اور غصہ رکھنے کے ہے اوپر گناہگارون کے اور اوپر ظالمون کے
اور عذاب و عقاب اونکا بیان کرے بیچ اوس عقبہ کے م وذلک قول اللہ عز وجل
وعزتی وجلالی لایجوزنی ظلم ظالم ش اور یہہ قول اللہ تعالی کا ہے یعنے اشارہ ہے
طرف اوسکے ساتھہ قول اللہ تعالی کے کہ فرماتا ہے وہ تعالی قسم ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی
کہ نہ چہوٹے گا مجسے ظلم کسی ظالم کا یعنے البتہ انتقام اور بدلا لونگا مظلوم کا ظالم سے م واسم
عقبة منها الامانة ش اور نام ایک عقبہ کا اونمین سے امانت ہے یعنے جسنے امانت مین
کسیکی خیانت کی ہوگی وہ اوس عقبہ مین محبوس رہیگا اور قید کیا جاے گا م واسم عقبة منها
الصلوۃ ش اور نام ایک عقبہ کا اونمین سے نماز ہے پس جسنے نماز مین خلل کیا ہوگا وہ اوس عقبہ
مین قید رہے گا م واسم کل فرض او امر او نهی عقبة یحبس عندها العبد فیسئل
ش اور نام ہر فرض کا فرائض سے اور ہر امر کا اوامر سے اور ہر نہی کا نواہی سے عقبہ ہے کہ قید
کیا جاے گا اوسمین بندہ اور سوال کیا جائے گا اوس فرض و امر و نہی سے کہ اوسمین تقصیر کی
ہوگی آخوند ملا محمد باقر رہ حق الیقین مین فرماتے ہین کہ جناب صادق عٔ نے فرمایا کہ حساب کرو اپنی
نفسون کا پہلے اس سے کہ تم سے حساب کرین بدرستیکہ قیامت مین پچاس موقف ہین اور ہر موقف
مین آدمی ہزار برس موافق برسون دنیا کے رہے گا

باب الاعتقاد فی الحساب والموازین باب چہبیسوان[۲۶]

بیچ بیان اعتقاد حساب اور موازین کے جاننا چاہیے
کہ درمیان مسلمانون کے میزان کی حقیقت مین اختلاف ہے اکثر مفسرین اور متکلمین عامہ و خاصہ
نے اوپر معنی ظاہر اوسکی کے عمل کیا ہے یعنے کہتے ہین کہ خدا تعالی قیامت کی روز ترازو کہڑی
کرے گا کہ دو پلے اوسکے ہونگے اور ایک زبانہ اوسکا ہوگا پس اعمال بندون کے اوسمین تولیگا
اسطرح پر کہ ایک پلے مین حسنات کو رکہے گا اور دوسرے پلے مین سیئات کو مگر وارد ہوتا ہے
انکے اس قول پر یہہ کہ اعمال اعراض ہین نہ جواہر اور عرض نہ وزن رکہتا ہے اور نہ قائم بنفسہ
ہوتا ہے اور تولے وہ چیز جاتی ہے کہ جو وزن رکہتی ہو اور قائم بنفس ہو مثلا سرخی یا سیاہی

یا سفیدی وغیرہ کہ یہہ سب عراض ہین نہ وزن رکھتی ہین اور نہ محل سے الگ ہوکر پائے جا سکتے
ہین کہ جو وزن کیے جائین پس یہہ قول انکا خلاف ہے اور بعض نے کہا ہے کہ صحیفے اور نامے
اعمال کے وزن کیے جائین گے اور عامہ نے بہی ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے
یہہ بہی فرمایا ہے اور بعض کا قول یہہ ہے کہ اعمال حسنہ متصور ہونگے یعنے صورت بنائے جائینگے
ساتہہ صورت نورانی کے نیکو صورت اور اعمال سیئہ متصور ہونگے ساتہہ صورتون تاریک سیاہ
کے اور وہ دونون صورتین آپسمین تولی جائین گی اور بعض ساتہہ تجسیم اعمال کے قائل ہوئے
ہین یعنے کہتے ہین کہ اعمال جسم بہم پہونچائین گے اور دلیل لاتے ہین کہ باعتبار اختلاف نشاءات
کے انقلاب حقائق کا جائز ہے یعنے جبکہ محل پیدائش مختلف ہون یعنے مثلاً دنیا مین ایک چیز پیدا
ہوئی ہو اور پہر وہ آخرت مین پیدا ہو دوبارا تو پس جائز ہے کہ دنیا مین اور طرح پیدا ہوئی
ہو اور آخرت مین اور طرح پیدا ہو جائے دنیا مین ایک شے کے واسطے جسم نہو آخرت مین
جو وہ پہر پیدا ہو تو جائز ہے کہ جسم دار پیدا ہو مگر یہہ قول عقل سے نہایت بعید ہے اور اہل اسلام
کے اعتقاد کے بہی خلاف ہے اسواسطے کہ اہل اسلام قائل نہین کہ آخرت مین ہر شے اس بدن
مین عود کریگی مگر ہان یہہ قول موافق اون لوگون کے مذہب کی ہے کہ جو قائل ہین کہ عود کرنا
قیامت مین اشیا کا جسم مثالی اور خیالی مین ہوگا نہ اسی جسم کے ساتہہ پس اس فرقہ کے ساتہہ یہہ
قول مطابق ہے نہ اہل اسلام کے ساتہہ مگر ہان اقرب بعقل یہہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالی مناسب
اقوال اور افعال اور اخلاق ہر انسان کے جو اہر کی ایک چیز خوب صورت یا قبیح صورت کہ حسن و قبح اونکا
دکہائی دے پیدا کر دے اور بہی اختلاف ہے اسمین کہ اگر بالفرض و التقدیر میزان کا حمل
اوسکے معنے حقیقی ہی پر کرین یعنے ترازو ہی کے معنی لین تو آیا سبکے واسطے ایک ہی ترازو ہے
یا ہر شخص کے لئے جدا جدا ترازو ہے مگر چونکہ یہہ شقین معلوم نہین تو ایمان اجمالی ان ابواب مین
کافی و وافی ہے اور ایک جماعت متکلمین کی خاصہ و عامہ سے قائل ہے ساتہہ اس امر کے کہ
میزان سے کنایہ ہے ساتہہ عدالت کے اور موازنہ درمیان مقدار ثواب و عذاب اعمال
کے بروجہ عدالت اور کہتے ہین کہ اگر وہ شخص اقرار کرتا ہے عدالت خدا کا تو اوسکو اعمال
کے تولنے کے لئے ترازو کی کیا حاجت اور اگر وہ عدالت خدا کا قائل نہین تو وہ ان اعمال کے

تو نے ہمکا یقین اور باور لب کرے گا بالائے لیے گا کہ آپ ہی چند جسم پیدا کر لیے اور آپ ہی تول لیے اور
اس رجحان کو ظاہر کر دیا یعنے کہدیا کہ اسکے اعمال نیک اعمال بد پر غالب ہین اور اسکے غالب
نہین ہم کیا جانین کہ یہہ بروجہ عدالت کے ہین یا غیر عدالت کے پس وزن کرنے مین اعمال
کے کچھہ فائدہ نہوگا اور موید ہے اسکی وہ روایت کہ احتجاج مین ہشام بن الحکم سے روایت
کی ہے کہ ایک زندیق نے جناب صادقؑ سے سوال کیا میزان سے آپنے فرمایا کہ اعمال جسم نہین
کہ سنگینی اور سبکی رکھتے ہون اور وزن کرنے کیطرف محتاج وہ شخص ہوتا ہے کہ اشیا کے
عدد اور شمار کو نجانتا ہو کہ یہہ کتنے ہین اور اوسکے ثقل وخفت کو نہ پہچانتا ہو کہ کسقدر ہے
اور خدا ایتعالے پر کوئی چیز پوشیدہ نہین اوسنے پوچھا کہ پھر میزان کے کیا معنے فرمایا کہ مراد
میزان سے عدل ہے پھر اوسنے پوچھا کہ اس صورت مین کیا معنے ہونگے اسکے کہ جسکے سنگین
اور بوجھل ہون موازین اوسکے فرمایا کہ جسکے راجح ہون اعمال خیر اعمال بد پر اور کلینی اور ابن
بابویہ نے بسند معتبر ہشام ابن سالم سے روایت کی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام سے معنی اس
قول خدا ایتعالے کے پوچھے وَنَضَعُ مَوَازِيْنَ الْقِسْطِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فرمایا کہ مراد موازین
سے انبیا اور اوصیا ہین اور شیخ مفیدؒ نے کہا ہے کہ مراد میزان سے تعدیل اور مساوات
کرنا ہے درمیان اعمال کے اور اونکی جزا کے اور ہر جزا کو اوسکے موضع اور محل پر
رکھنا اور ہر ذی صاحب حق کو پہونچانا اور یہہ معنے نہین ہین کہ جو جمہور سمجھے ہین کہ قیامت
کے روز ترازو مثل ترازو دنیا کے کھڑی کی جائے گی اور اوسمین اعمال وزن کیے جاینگے اسواسطے
کہ اعمال جسم نہین اعراض ہین اور اعراض کو کوئی وزن نہین کر سکتا نہ وہ موصوف ہو سکتے ہین
ساتھہ ثقالت اور خفت کے مگر مجاز الیس مراد یہہ ہے کہ جو شخص کہ ثقیل ہونگے اعمال اوسکے
یعنے بہت ہونگے تو وہ شخص استحقاق رکھیگا ثواب عظیم کا اور جو شخص کہ خفیف اور سبک ہونگے
اعمال اوسکے یعنے قدر مین کم ہونگے تو وہ مستحق نہوگا ثواب عظیم کا اور وہ حدیث کہ جسمین وارد
ہے کہ حضرت امیرؑ اور ائمہؑ اور ذریت اونکی موازین ہین اوس سے مراد یہہ ہے کہ یہہ حضرات
اعمال مین تعدیل اور برابری کرینگے اور انمین ساتھہ عدل کے حکم کرینگے غرض جسکی موازین
سنگین اور بھاری ہونگی وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوگا اور رستگار ہوگا اور بخشا جائیگا

اور جبکے موازین سبک اور ہلکے ہونگے اسطرح پر کہ طاعت اوسکی کم ہوگی وہ مستحق ثواب کا نہوگا
اور جہنم مین جاے گا جاننا چاہیئے کہ چونکہ روایات اس باب مین متعارض ہین تو چاہیئے کہ ایمان
اصل میزان کی اعتقاد کرین اور اسکے معنے کا علم کو ساتھہ ان حضرات کے چھوڑ دین کہ یہہ خوب
جانتے ہین معنے اوسکے ولیکن چونکہ درباب حساب اور سوال اور تکلم کرنے مین بیچ مظالم عباد کے
آیات اور اخبار بہت واقع ہین لہذا ایمان ساتھہ اونکے واجب ہے اور اکثر آیات مین یہہ بھی وارد
ہے کہ خدا سریع الحساب اور اسرع الحاسبین ہے چنانچہ بعض روایات مین آیا ہے کہ خدا تعالے
ایک چشم زدن مین سبکا حساب کرے گا اور جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالی کو مشغول نکریگا
حساب ایک بندے کا دوسرے سے جیسے کہ مشغول نہین کرتا روزی دینا ایک کا روزی دینے دوسرے سے
یہانتک تو تھا خلاصہ عبارت حق الیقین کا اب ترجمہ رسالہ مطلوبہ کا شروع ہوتا ہے م قال
الشیخ ابو جعفرؒ اعتقادنا فی الحساب انه حق ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم
فرقہ امامیہ ناجیہ کثرہم اللہ تعالی کا بیچ حساب کے یہہ ہے کہ وہ حق ہے م منه ما یتولاہ اللہ عز وجل
ش پس بعض خلائق سے وہ ہین کہ جنکے حساب کا خود خدا تعالی متولی ہوگا اور آپ اونکا
حساب کرے گا م ومنه ما یتولاہ حججه ش اور بعض خلائق سے وہ ہین کہ جنکے حساب کے
متولی اوسکے حجج ہونگے یعنے انبیا اور رسل اور اوصیا م فحساب الانبیاء والرسل و
الائمة یتولاہ اللہ عز وجل ش پس حساب انبیا اور رسول اور ائمہ کا اللہ عز وجل
کرے گا م ویتولا کل نبی حساب اوصیائہ والاوصیاء حساب الامم ش اور
متولی ہوگا ہر نبی حساب کا اپنے وصیون کے اور اوصیا متولی ہونگے اپنی اپنی امت کے
حساب کے یعنے ہر امت کا حساب اوس امت کے اوصیا اور ائمہ کرین گے م واللہ تعالے
هو الشهداء علی الانبیاء والرسل وهم الشهداء علی الاوصیاء والائمة وهم
الشهداء علی الناس ش اور اللہ تعالی گواہ ہوگا اوپر پیغمبرون اور رسولون کے
اور پیغمبر گواہ ہون گے اوپر اپنے وصیون اور امامون کے اور اوصیا گواہ ہونگے
اوپر آدمیون کے اور یہی شیخ رہ فرماتے ہین کہ یہہ امر ثابت ہے ساتھہ قول خدا تعالے
کے م وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا الخ یعنے اور ایسی ہے اہی جیسے کہ ہمنے تمکو راہ راست پانیوالا کر دیا تھا
ایسے ہی کیا ہمنے تمکو گروہ عادل اور برگزیدہ اور خیر تاکہ ہو تم گواہ اوپر آدمیون کے کہ جو انبیا
کی نبوت کے منکر تھے اور ہووے پیغمبر آخر الزمان اوپر راستی تمہاری کے گواہ یعنے جسوقت
کہ تم ان لوگون کی گواہی دوگے تو تمہارا پیغمبر تمہارے سچ کہنے کی گواہی دیگا منقول ہے کہ
قیامت کے روز واسطے الزام دینے اون لوگون کے کہ جو پہلے پیغمبرون کی نبوت کے منکر تھے
اونکے انبیا سے پوچھیگا کہ تمنے ہمارا پیغام کہ وہ ہمارے احکام کا پہونچانا تھا اپنی امتون کو
پہونچایا تھا وہ کہینگے کہ ہان اے پروردگار ہمارے جو کچھہ تو نے حکم کیا تھا وہ سب ہمنے انکو
پہونچادیا تھا اور وہ انبیا اپنے اس دعوے کی تصدیق کے واسطے اس امت کو یعنے امت جناب
محمد مصطفےٰ کو گواہ مقرر کرینگے اور یہہ گواہی دینگے کہ ان انبیا نے اپنی امتون کو سب احکام پہنچا
دیئے تھے اوسوقت پہلی امت کے لوگ انسے کہینگے کہ تمنے کیونکر جانا اور تمکو کیا خبر ہے کہ ان
انبیا نے ہمکو احکام خدا پہونچائے تھے یہہ لوگ کہینگے کہ ہمنے اپنے پیغمبر سے سنا تھا اور
خدا تعالی نے اوسکو اپنی کتاب مین خبر دی تھی اوسوقت جناب سرور کائنات کو طلب کرینگے
اور پوچہینگے کہ تیری امت کے لوگ انبیا کے احکام پہونچانے کی امتونکو گواہی دیتے
ہین وہ جناب اپنی امت کی عدالت اور راستبازی ارشاد کرینگے اور اونکی سچ کہنے پر
گواہی دینگے اور اسی معنی مین یہہ قول خدا تعالی کا ہے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا الخ یعنے پس کیونکر ہوگا حال امتون کا ہول سے
جسوقت کہ لائینگے ہم ہر امت سے ایک گواہ کہ وہ پیغمبر اونکا ہوگا اور اونکے اعتقاد اور
افعال نیک و بد کی گواہی دیگا اور لائینگے ہم تجکو اے محمد اوپر اونکے کہ جو تیری امت
لوگ ہین گواہ تاکہ گواہی دے تو اون پر موافق اپنے علم کے اور جناب امیر سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کہ پس کہڑے کئے جاینگے انبیا اور اونسے سوال کیا جائیگا کہ تمنے خدا تعالی
کے پیغام اپنی امتون کو پہونچادیئے تھے یا نہین وہ کہینگے کہ ہمنے پہونچادیئے تھے اور
جب اونکی امتون سے پوچہینگے تو وہ انکار کرینگے اور کہینگے کہ ہمارے پاس کوئی بھی
ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا نہین آیا پس سب انبیا ہمارے پیغمبر کو اپنا گواہ لائینگے

وہ حضرت سب انبیا کی راستی گوئی کی اور اونکی امت منکرین کے جھوٹ کی گواہی دینگے اور فرمائیگا
امتون سے کہ سب تم جھوٹے ہو بیشک یہہ انبیا تمہارے پاس آئے اور تمہین ڈرایا بھی اور تمکو خبر
بھی دی اور خدا ہر چیز پر قادر ہے کہ ابھی تمہارے اعضا سے گواہی پیغمبرون کے آنیکی دلوا
پس بخوف اسکے کہ خدا اونکے اعضا سے گواہی دلوادے وہ منکر نہ ہوسکینگے اور پھر وہ حضرت گواہی
دینگے اپنی امت کے منافقون کے عہد شکنی کرنے اور سنتون کے بدلنے پر پس حکم آیہ کا عام ہے
کہ وہ حضرت انبیا کی بھی گواہی دینگے اور اپنی امت کی بھی گواہی دینگے قال اللہ تعالی اور بھی
فرمایا ہے خدا تعالی نے أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ یعنے
کیا پس وہ شخص کہ ہووے اوپر دلیل کے پروردگار اپنی کی طرف سے کہ وہ پیغمبر ہے اور پیچھے
آئے اوس شخص کے گواہ اوس خدا کی جانب سے اوس کے پیغمبر ان کے گواہی دینے والا یعنے
الشاهد امیر المؤمنین علیہ السلام شیخ رہ فرماتے ہین کہ مراد شاہد سے اس آیہ مین جناب
امیر المومنین ع ہین وقوله عز وجل إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ یعنے
تحقیق کہ طرف ہمارے ہی پھرنا اون کا پھر تحقیق اوپر ہمارے ہے حساب اونکا سئل
الصادق ع عن قوله عز وجل ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس
شيئا قال الموازين الانبياء والاوصياء اور روایت مین وارد ہے کہ پوچھا جناب
امام جعفر صادق ع سے کہ کیا ہین معنی اس قول خدا تعالی کے کہ ونضع الموازين الخ فرمایا آپنے کہ
مراد اوس سے ترازو راستی پیغمبرون اور امامون کی ہے یعنے مراد موازین سے انبیا اور اوصیا
ہین اور معنی آیہ کے یہہ ہین کہ چاہینگے ہم رکھنا ترازو ہاے راستی کو بیچ قیامت کے پس اوپر کسی
نفس کے ظلم واقع نہوگا ومن الخلق من يدخل الجنة بغير حساب اور بعضے خلق سے
بعض وہ ہونگے کہ بغیر حساب گناہ بہشت مین چلے جاوینگے واما السوال فهو واقع على
الخلق اور لیکن نفس سوال بغیر پرسش دین سے پس وہ سب خلق پر واقع ہوگا اور حال دین کا
سب سے پوچھا جاوے گا لقول اللہ عز وجل فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ
عن الذين واسطے قول اللہ تعالے کے یعنے پوچھا جانا دین کا سب خلق سے ثابت ہے
ساتھہ قول خدا تعالی کے کہ فرماتا ہے کہ البتہ سوال کرینگے ہم اون لوگون سے کہ جنکی طرف بھیجے

پیغمبرون کو بھیجا ہے کہ تم ساتھہ کس دین کے گرویدہ ہوئے ہو اور کونسا دین تمنے اختیار
کیا ہے اور البتہ پوچھینگے ہم رسولون سے بھی کہ تمنے انکو کس دین کی طرف دعوت کی تھی
اور کس دین کیطرف انکو بلایا تھا غرض دین سے سوال سب سے ہوگا و اما الذنوب فلا
یسئل عنه الا من یحاسب قال الله عز وجل فیومئذٍ لا یسئل عن ذنبه انس ولا جان
م یعنی من شیعة النبی والائمة خاصة دون غیرهم کما ورد فی التفسیر و لیکن سوال
گناہونسے پس سوال نہ کیا جاویگا گناہ سے مگر وہ شخص کہ جسکا حساب کیا جاویگا اسواسطے
کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ پس روز قیامت سوال کیا نہ جاویگا کوئی آدمی اور نہ کوئی جن گناہون
سے یعنے شیعہ نبی اور شیعہ ائمہ سے خاص کر نہ غیر انکے سے حاصل یہہ کہ یہہ سوال نکیا جانا خاص
ہے واسطے شیعان اہلبیت کے کہ شیعان اہلبیت سے سوال نکرینگے اونکے گناہون سے مگر ہان اونسے
فقط دین ہی سے سوال کیا جاویگا اور سواے شیعان اہلبیت کے اور سب سے گناہ پوچھے
جاوینگے اور گناہون سے سوال کیا جائیگا جیسا کہ بیچ تفسیر اہلبیتؑ کے واقع ہے و
کل محاسب معذب و لو بطول الوقوف اور ہر محاسب یعنی جسکا حساب کیا جاویگا وہ عذاب
ہی کیا جاویگا اگرچہ ساتھہ بہت درنگ کرنے کے ہو جاویگے حساب مین یعنے زیادہ ٹھہرنا موقف
حساب مین حساب کے واسطے اسی قدر اوسکے لیے عذاب ہوگا ولا ینجو من النار ولا یدخل
الجنة احد الا بعمل او برحمة الله اور نہ نجات پاویگا جہنم سے اور نہ داخل ہوگا جنت مین
کوئی مگر ساتھہ عمل صالح کے یا ساتھہ رحمت اللہ کے وان الله تعالی یخاطب عباده من
الاولین والآخرین بمجمل حساب علیهم مخاطبة واحدة یسمع منها کل قضیتة دون
غیرها و یظن انه المخاطب دون غیره اور خدا تعالی خطاب کریگا اپنے بندون
کے تئین اولین اور آخرین سے واسطے مجمل حساب اعمال انکے کے ساتھہ ایک خطاب کے
اور ایک دفعہ جیسا کہ سنیگا اوس خطاب سے ہر ایک انکا مجمل حساب اپنے کے تئین نہ مجمل حساب
دوسرے کے تئین اور گمان کریگا کہ وہ ہی مخاطب ہے ساتھہ اس خطاب کے نہ غیر اوسکا
ولا یشغله عز وجل مخاطبة عن مخاطبة اور باز رکھیگا خدا تعالی کو کوئی خطاب
دوسرے کے خطاب سے یعنے یہہ نہین کہ خدا تعالے اگر ایک کے حساب کیطرف متوجہ ہو تو دوسرے

حساب سے غافل ہو جاوے اور اوسکی طرف متوجہ نہو سکے بلکہ ویفرغ من حساب الاولین
والآخرین فی نصف ساعۃ من ساعات الدنیا اور فارغ ہوگا وہ حساب اولین و آخرین
سے بیچ مقدار نصف ساعت کے ساعات دنیا سے ویخرج اللہ عز وجل لکل انسان کتابا یلقیہ
منشورا ینطق علیہ بجمیع اعمالہ لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا اور نکالیگا
خدا تعالی واسطے ہر آدمی کے قیامت کے روز مکتوب اوسکا یعنی نامۂ اعمال اور دیگا اوسکے
ہاتھہ مین وہ نامہ کھلا ہوا اور ظاہر کریگا اوسپر سب اعمال نیک و بد اوسکے اور نہ چھوڑیگا
کوئی گناہ نہ چھوٹا نہ بڑا اوسکا مگر یہہ کہ شمار کریگا اوسپر فیجعلہ حسیب نفسہ والحاکم علیھا
بان یقال لہ اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم حسیبا پس گروانیگا اللہ تعالی حساب
کرنے والا نفس اپنی کا اور حکم کرنے والا اوپر نفس اپنی کے ساتھہ اسطرح سے کہ کہا جائیگا واسطے
اوسکے کہ پڑہ تو کتاب اپنی کو اور اوس روز سبکو قوت پڑہنے کی ہو جائیگی اور خطاب ہوگا
کہ اپنے نامۂ اعمال کو دیکھہ اور پڑہ تو کہ کافی ہے نفس تیرا آجکے دن اوپر تیرے حساب کرنیوالا
یعنے خود دیکھہ تو کہ تو نے کیا کیا کیا ہے اور کس جزا کا مستحق ہے تو جناب صادق ع نے
فرمایا ہے کہ جسوقت بندہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھیگا تو اوسوقت یاد کریگا جو کچھہ کہ عمل اوسنے
کیا ہے اسطرح سے کہ گویا اوسنے اسیوقت یہہ سب اعمال کیے ہین اوسوقت کہیگا کہ وائے مجھپر کیا
ہے واسطے اس کتاب کے کہ اسنے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے میرا نہ کوئی بڑا گناہ مگر یہہ کہ
گھیر لیا ہے سب گناہوں کو اور حدیث مین آیا ہے کہ حساب کرو تم اپنے نفسوں کا دنیا
مین پہلے اس سے کہ حساب دیئے جاؤ تم قیامت کے روز اور حساب کرو تم اسطرح سے
کہ اپنے اعمال کے دفتر کو اپنے آگے رکھکر دیکھو کہ نیک و بد کیا کیا عمل کیا ہے تمنے کیونکہ اسوقت
تمکو فرصت ہے توبہ کرنے اور نادم و پشیمان ہونے کی اپنے گناہوں سے اور کل کو افسوس
کروگے تو کچھہ فائدہ نہوگا اور کہتے ہین کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آج جو کچھہ دیکھے
سنے اور جو کچھہ اوسنے سنے اور جو عمل کہ تو آج کرے اور اپنے سب حرکات و سکنات
اور کاروبار شام کے وقت سب مجھسے بیان کرنا اوس لڑکے نے ایک روز کے سب قول و فعل
اپنے بڑی مشقت اور محنت سے باپ کے روبرو بیان کیئے دوسرے روز باپ نے اوس سے

پہر کہاکہ آجکی باتین بہی پہر مجہسے بیان کیجیو اوسنے باپ سے کہاکہ جو تو چاہے مجہسے سنت ہے
لیکن اس کام سے مجہے معاف رکہہ کہ ہر روز کے حساب دینیکی مجہے طاقت نہین
ہے یہہ سنکر اوسکے باپ نے کہاکہ مین تجہے نصیحت کرتاہون تاکہ تو ہوشیار رہے اور حساب
دینے سے غافل نہووے کہ جبکہ تجہے طاقت ایک روز کے حساب دینیکی اپنے باپ کو نہین ہے
تو تمام عمر کا حساب اپنے خدا کو کیونکر دیگا اور اوپر کا آیہ مذکورہ کے یہہ آیاہے وکل انسانٍ
الزمناہُ طائرہٗ فی عنقہٖ ونخرج لہٗ یوم القیامۃ کتاباً یلقٰہُ منشوراً یعنے اور ہر آدمی کو خواہ مومن ہو
اور خواہ کافر لازم کردیاہے اور لگادیاہے ہمنے اوسکو عمل اوسکے کو بیچ گردن اوسکے
کہ عمل اوسکو لازم ہے اور چپاہواہے کہ ہرگز اوس سے جدا نہوگا یہانتک کہ اوسکا حساب
کیاجائے اور نکالینگے واسطے اوس آدمی کے دن قیامت کے کتاب کو کہ جسمین اوسکے اعمال
لکہے ہوئے ہونگے دیکہیگا اوسکو کہلاہوا کہتے ہین کہ آدمی کی زندگی مین نامہ اعمال اوسکا کہلا
ہوتاہے تاکہ اعمال کو اوسمین لکہتے جائین اور جسوقت آدمی نزع مین ہوتاہے تو اوسکو لپیٹ
دیتے ہین اور جسوقت زندہ ہوکر اوٹہتاہے تو اوسکو پہر کہولدیتے ہین اور اوسکے ہاتہہ مین
اوسکو دیتے ہین اور کہتے ہین کہ پڑہہ تو کتاب اپنی کو اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے
کہ نیکی اور بدی دونون آدمی کے ہمراہ ہین جس جگہہ کہ وہ ہو اور نہ وہ اونکے جدا کرنیکی طاقت
رکہتاہے یہانتک کہ کتاب اوسکی اعمال کی قیامت کے روز اوسکو دیجائے اور کہتے ہین کہ
اعمال کو طائر اسواسطے کہاہے کہ کتاب اعمال کی کہ وہ نامہ اعمال ہے قیامت کے روز اوڑائے
جاوینگے اور ہر ایک کا نامہ اعمال اوڑکر اوسکے ہاتہہ مین آجائیگا اور بعض کہتے ہین کہ طیران
بمعنی بدبدگی کے ہین اور عرب کا دستور ہے کہ جانور کے اوڑنے کو دست راست سے یا دست
چپ سے فال لیتے ہین پس جانب راست سے اوڑنے کو فال نیک مراد لیتے ہین اور جانب
چپ سے اوڑنے کو فال بد پس اس جگہہ خداتعالی نے استعارہ کیاہے طائر کو اوس چیز کے
ساتہہ کہ جو سبب خیر اور شر کا ہو لیکن استعمال طائر کا بدفالی مین زیادہ مشہور ہے پہر شیخ رہ
فرماتے ہین ویختم اللہ تبارک وتعالی علی افواہ قوم وتشہد ایدیہم وارجلہم وجمیع
جوارحہم بماکانوا یکسبون اور مہر کریگا خداتعالی اوپر دہن اوس قوم کے اور گواہی

دینگے ہاتھ اونکے اور پاؤن اونکے اور سب اعضا اونکے اوس چیز کی کہ جو انہون نے کئے
ہین اور انسے صادر ہوئے ہین وقالوا لجلودهم لم شهدتم علينا قالوا انطقنا الله
الذي انطق كل شيء وهو خلقكم اول مرة واليه ترجعون اور یہہ کہین گے اپنے پوستون
سے یعنے اعضا سے کہ تمنے مجھپر کیون گواہی دی وہ اعضا انسے کہین گے کہ گویا کیا ہمکو اور اسواسطے
گواہی دینے گے خدا یتعالے نے ایسا خدا کہ گویا کیا اوسنے سب اون چیزون کو کہ جو چیزین
گویائی رکھتی ہین اور پیدا کیا ہے اوسنے تمکو اول بار اور طرف اوسکے بازگشت ہے وما
كنتم تستترون ان يشهد عليكم ولا ابصاركم ولا جلودكم ولكن ظننتم ان
الله لا يعلم كثيرا مما تعملون اور نہ ہے قدرت تم مین کہ تم چھپاتے اپنے گناہون کو اور
اگرچہ نہ گواہی دیتے تمپر کان تمہارے اور نہ آنکھین تمہاری اور نہ پوست تمہارے یعنے اگر یہہ
اعضا تمہارے گواہی بہی نہ دیتے جب بہی تم اپنے گناہ خدا سے چھپا نسکتے تہے ولیکن تمہین
گمان یہہ ہوا کہ خدا یتعالی نہین جانتا ہے اکثر اون چیزون کو کہ تمنے کین اور بعض روایت مین
ہے کہ جب نامہ اعمال خلائق دیئے جائین گے تو بعض آدمی اپنے گناہ دیکھکر انکار کرین گے کہ یہہ
گناہ ہمنے نہین کیے ہین فرشتون نے اپنی طرف سے لکھ لیے ہین اوسوقت خدا یتعالی اونکے موہون پر
مہر کر دیگا کہ زبانین اونکی بند ہو جائین گے اور اونکے اعضا کو گویا کریگا کہ وہ اونکے گناہون
کی گواہی دینگے اور کہین گے کہ بیشک یہہ گناہ اسنے کیے ہین مگر انشاء اللہ مومنین اپنے گناہون
سے انکار نکرین گے اور سچ سچ کہدین گے جیسا کہ شیخ طوسی رہ نے لکھا ہے کہ بروز قیامت اکثر
مومن گناہگار کو پیش خالق غفار موقف حساب مین لائین گے اوسوقت خدا یتعالی خود متوجہ ہوگا
اوسکے حساب کا اور اور کسی شخص پر اوسکے گناہ ظاہر نکریگا اور جب اوس مومن سے
پوچھیگا کہ تونے یہہ گناہ کیے ہین تو وہ اقرار کریگا کہ ہان پروردگارا البتہ مینے یہہ سب گناہ
کیے ہین اور مجھسے غلطی ہوئی مین تیرا خطاوار ہون یہہ سنکر خدا یتعالی کاتبان اعمال کو حکم کریگا
کہ بدل ڈالو اس مومن کے سیئات ساتھ حسنات کے اور بجاے سیئہ حسنہ لکھدو اور سب گناہ
اسکے محو کردو اور اون حسنات کو سب آدمیون پر ظاہر کرو پس جب سب خلائق اوسکے نامہ
کو دیکھیگی تو کہیگی کہ یہہ عجب نیک بندہ ہے کہ اسنے کوئی گناہ نہین کیا کہ نامہ عمل اسکا گناہون سے

خالی ہے کوئی گناہ اسکا لکھا ہوا نہین خدا تعالی حکم کریگا کہ لیجاؤ میرے بندہ مومن کو بہشت
مین یہہ ہے تاویل اس آیہ وافی ہدایہ کی کہ اُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنے یہہ لوگ بدل کریگا خدا گناہ انکے ساتھہ حسنات کے اور خدا بخشنے والا
ہے اور رحیم یہہ آیہ نازل ہے حق مین گناہگاران شیعہ کے اور بسند ہای معتبر مروی ہے
کہ اول جو چیز کہ پوچھی جائیگی بندہ سے وہ محبت ہم اہلبیت کی ہے کہ سب سے پہلے اس سے سوال
کرینگے جیسا کہ عیون اخبار الرضا مین منقول ہے کہ ایک روز اوس جناب نے فرمایا کہ نعمات
حقیقی تین ہین ایک فقیہ فقہای عامہ سے بہی اوسوقت موجود تہا اوسنے کہا کہ خدا تعالی
فرماتا ہے کہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ یعنے سوال کیے جائینگے قیامت کے روز
نعیم سے یعنے آب سرد سے کہ وہ نعمت دنیا کم ہے آپنے یہہ سنکر فرمایا کہ تم لوگون نے اس
آیہ کی ایسی ہی تفسیر کی کہ بعض تم مین سے کہتا ہے کہ مراد نعیم سے آب سرد ہے اور بعض کہتا ہے
کہ طعامہای خوشگوار لذیذ خوشبو ہین بعض کہتا ہے خواب خوشگوار ہے حالانکہ یہہ سب
باتین خلاف ہین بلکہ مراد نعیم سے محبت ہم اہلبیت کی ہے ایک روز مجھسے میرے پدر
عالیقدر نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز یہہ سب اقوال روبرو جناب امام جعفر صادق عم کے
بیان کیے گئے آپنے غصہ ہوکر فرمایا کہ خدا سوال نہین کرتا اپنے بندون سے اوس چیز کا کہ جو
اونکو دی ہون ولیکن نعیم محبت ہم اہلبیت کی ہے اور اعتقاد ہماری امامت کا کہ
خدا تعالی بعد پوچھنے اپنی توحید اور نبوت جناب رسالتمآب کی ہماری محبت اور امامت
سے سوال کریگا اور نعیم اوسکو اسواسطے کہتے ہین کہ بندہ جسوقت ہم سے محبت کرتا ہے
اور اوسکو پورا کرتا ہے یعنے ہماری محبت پر مرجاتا ہے تو ساتھہ نعیم ابدی کے پہونچتا ہے
کہ اوسکو کبہی زوال نہین اور بہ تحقیق کہ خبر دی مجھے میرے پدر عالیقدر نے اپنے آبای
طاہرین سے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جناب امیر ع سے کہ اے علی اول اوس چیز کا کہ سوال
کیا جائیگا بندہ بعد مرگ وہ گواہی ہے وحدانیت خدا کی اور میری رسالت کی کہ مین رسول
خدا کا ہون یا نہین اور تیری امامت کی کہ تو امام اور صاحب اختیار مومنون کا ہے
یا نہین بسبب اسکے کہ خدا نے قرار دی ہے واسطے تیرے امامت اور مینے قرار دی ہے

واسطے تیرے وصایت پس جو شخص کہ اقرار کرے گا از روے اعتقاد کے ان تینون باتون کا
جاے گا وہ طرف نعمت کے کہ جسکو کبھی زوال نہین آور کلینی نے بسند معتبر جناب علی ابن الحسین
سے نقل کی ہے کہ فرمایا آپنے کہ بروز قیامت خدا یتعالی سبکو قبور سے برہنہ ننگے پاون
بے ریش و بے عیب اوٹھا کر ایک عقبہ محشر مین جمع کرے گا اوسوقت بسبب کثرت ازدحام
کے نفس ہر ایک کا آمد و شد مین تنگی کرے گا اور کثرت سے پسینا ہر ایک کے بدن سے
بہنے لگے گا اور خوف سے ہر شخص نالہ و فغان اور گریہ و زاری اور آہ و بیقراری باواز
بلند کرنے لگے گا یہہ اول ہول ہے احوال قیامت سے پھر ایک فرشتہ بحکم خدا تعالی ایسے آواز
مہیب سے ندا کرے گا کہ سب اوسکو سنین گے اور اوس آواز کی دہشت سے آنکھین ہر ایک
کی نیچی ہو جائین گی اور دل کانپنے اور بدن لرزنے لگین گے اور سرون کو اپنے اوس
آواز کیطرف بلند کرینگے تاکہ دیکھین کہ یہہ آواز کسکی ہے اور کیسی ہے کہ اوسوقت خداوند
تعالی ارشاد کرے گا کہ مین ہون وہ خداوند کہ سوای میرے کوئی خدا نہین اور وہ حاکم
عادل ہون کہ ظلم نہین کرتا اور آج تم مین ساتھہ عدل کے حکم کرون گا اور حق ضعیف کا قوی سے
لون گا اور نگذرے گا آج اس عقبہ سے کوئی ظالم کہ جسنے کسی پر ظلم کیا ہو اور مظلمہ اوسکا
اوسکی گردن پر ہو مگر یہہ کہ بخشدے وہ مظلمہ اوسکو مظلوم یعنے صاحب اوس مظلمہ کا اور مین اوس
بخشنے والے اپنے مظلمہ کو عوض اوس بخشنے کی ثواب دون گا پھر حکم ہو گا ہر مظلوم کو کہ تم
اپنے ظالمون کو ڈھونڈھ کر اپنا مظلمہ اوسنے طلب کرو یہہ سنکر ہر مظلوم اپنے ظالم کو
ڈھونڈھ لائے گا اور اوس سے اپنا مظلمہ طلب کرے گا اور خدا یتعالی ارشاد کرے گا کہ مین
تمپر گواہ ہون اور گواہی میری تمہارے واسطے کافی ہے پس ایک مدت تک اسی حال
مین رہین گے اور نہایت شدت اور سختی ہر ایک پر گذریگی اور ایسا حال تباہ ہو گا کہ
ہر شخص فریاد و فغان کرنے لگے گا اور ہر ایک سے اسقدر پسینا جاری ہو گا کہ منہ تک پہونچے گا
پس اکثر اوسوقت چاہین گے کہ اپنے دعوے سے درگذرین تاکسیطرح ان عقبات سے نجات
پاوین کہ ایک منادی ندا کرے گا اور کہے گا کہ لوگو تم سب چپ ہو جاؤ اور خاموش ہو کر
پروردگار عالم تمسے کچھہ ارشاد کرتا ہے تم اوسکو سنو جب سب ساکت ہو جائین گے تو جانب

رب الارباب سی ایک آواز آئیگی کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اس عقبہ سے رہائی پاؤ تو اپنا اپنا مظلمہ ایک دوسرے کو بخشدو اور عقبہ سے رہائی پاجاؤ اور نہین تو مین عوض تمہارا ظالم سے لونگا یہہ سنکر اکثر لوگ تو اپنے مظلمہ کو بخشدینگے اور بعض نہ بخشینگے اور کہینگے کہ گناہ ہمارا بزرگتر ہے اس سے کہ بخشین پس جبکہ بعض یہہ کہینگے تو خداوند عالم خازن بہشت کو حکم کریگا کہ چاندی نقرئی قصرہاے جنت فردوس سے آراستہ کر ساتہہ انواع نعمت اور ظروف طلائی اور نقرئی اور حور اور غلمان کے اور انکو دکہلا اوسوقت منادی ندا کریگا کہ ایہا الناس سر اوٹہا کر قصر کو دیکہو جب وہ دیکہینگے تو آرزو کرینگے کہ کاش یہہ قصر ہمکو ملے اوسوقت منادی ندا کریگا کہ یہہ قصر اوس شخص کے واسطے ہیں کہ جو مظلمہ اپنا ظالم کو بخشدیگا یہہ سنکر سب مظلوم اپنا مظلمہ بخشدینگے پہر خدا ایک ندا کریگا کہ بہشت مین نہ داخل ہوگا وہ شخص کہ جسکی گردن پر کوئی مظلمہ کسی شخص کا ہوگا تا آنکہ اوس مظلمہ کا وقت حساب محاسبہ کرین اسکے گروہ خلائق آمادہ اور مستعد ہوجاوینگے واسطے حساب کے پس راہ ہر ایک کی کہولدینگے تا سب عرصہ حساب مین آئین نزدیک عرش الہی کے اور دفتر کہولے جائینگے اور موازین یعنے ترازوئین کہڑی کیجائینگی اور ہر پیغمبر اور ہر امام اپنی امت کی گواہی دینگے کہ جنہین قیام کیا ہے اور اسلام کی طرف دعوت کی ہے اور حق کی طرف بلایا ہے جب آپنے یہہ فرمایا تو ایک شخص قریشی نے عرض کی یا رسول اللہ اگر کسی مرد مؤمن کا مظلمہ کسی کافر کی گردن پر ہو تو وہ مؤمن اوس کافر سے عوض مین اپنے مظلمہ کے کیا چیز لیگا کہ وہ کافر تو اہل نار سے ہوگا آپنے فرمایا کہ گناہ مؤمن سے بقدر اوسکے مظلمہ کے گرا دیئے جائینگے اور عذاب کیا جائیگا وہ کافر بقدر اوس مظلمہ مؤمن کے پس کافر پر دو طرح کا عذاب ہوگا ایک تو اوس مظلمہ کا کہ جو مومن پر اسنے کیا ہے اور ایک اوسکے کفر کا پہر اوس شخص نے پوچہا کہ اگر مسلمان کسیطرح کا ظلم مسلمان پر کرے تو کیا ہوگا فرمایا کہ حسنہ ظالم کا لیکر مسلمان مظلوم کو دیدینگے عرض کی اوسنے کہ اگر مسلمان کوئی حسنہ نہی رکہتا ہو گا فرمایا کہ گناہ مظلوم بقدر مظلمہ کے لیکر ظالم کے گناہوں پر اور زیادہ کرینگے اور بہی جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ بروز قیامت خدا یتعالی حکم کریگا فرشتون کو کہ میری نعمتون کو میرے اس بندے کے اعمال سے مقابلہ کرو پس اگر نعمتین خدا کی بندے کے اعمال پر غالب آئینگی تو خدا یتعالی فرمائیگا کہ

نیکیون کو بخشیدہ اور مقابلہ کرو اسکی خیر کو اسکے شر کے ساتھہ پس اگر وہ دونون برابر ہونگی تو خدا تعالی اوسکے شر کو بخشدے گا پہر اوسکو داخل بہشت کرے گا اور اگر اعمال خیر زیادہ تر ہونگے اوسکی شر پر تو خدا تعالی اوسکی زیادتی کا ثواب عنایت کرے گا اور اگر اعمال شر اوسکے اعمال خیر پر غلبہ کرینگے تو خدا تعالی اوسکے اعمال شر کو اپنے فضل سے بخشدیگا بشرطیکہ وہ شخص شرک سے بچا ہو گا اور اعتقاد اوسکے درست ہونگے اور شیعان علی ابن ابیطالب سے ہو گا اور بہی شیخ طوسی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بروز قیامت خدا تعالی ہمکو ہمارے شیعون پر واسطے لینے حساب کے موکل کرے گا کہ ہم اونکے اعمال کا حساب لین گے پس بعد حساب جو حق خدا تعالی کا انکے ذمہ پر نکلے گا ہم خدا تعالی سے عرض کر کے اوسکو بخشوا دین گے اور بہشت مین داخل کرائین گے اور اگر کچھہ حق ہمارا ہے تو پس وہ انہین کے واسطے ہے ہم اوسکو بخشدین گے یہہ فرما کر اوس جناب نے اس آیہ کی تلاوت فرمائی کہ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَهُمۡ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَهُمۡ اور بہی کلینی اور برقی نے بسندہای صحیح آنحضرت سے روایت کی ہے کہ تین چیز کا بندہ مومن سے حساب نہ لیا جائے گا ایک کہانا کہ جو اوسنے کہایا ہے دوسرے لباس کا یعنے جو کپڑے کہ اوسنے پہنے ہین تیسرے زوجہ صالحہ کا کہ جو اسکی معین و مددگار رہی ہو اور اوسکے سبب سے اوسنے اپنے تئین حرام سے نگاہ رکہا ہو اور بسندہای معتبر جناب رسول مقبول سے منقول ہے کہ روز قیامت پاؤن کسی بندے کے اپنی جگہہ سے حرکت نکرینگے جب تک کہ چار چیز کا اوس سے سوال نکرین گے ایک یہہ کہ عمر اپنی کس چیز مین فنا کی دوسرے جوانی اپنی کس چیز مین کہنہ کی تیسرے یہہ کہ مال کہانسے پیدا کیا اور کس چیز مین صرف کیا اور محبت ہم اہلبیت سے اور بہی منقول ہے کہ قیس بن عاصم سے جناب رسول مقبول نے بطور پند و نصیحت ارشاد فرمایا کہ اے قیس دنیا مین ساتھہ ہر عزت کے ذلت ہے اور ساتھہ ہر زندگانی کے مرنا ہے اور ساتھہ دنیا کے آخرت ہے اور ہر چیز پر حساب کرنیوالا ہے اور گواہ ہے اور ہر حسنہ کے لئے ثواب ہے اور گناہ کے لئے عذاب ہے اور ہر اجل کو اندازہ ہے اور اے قیس تیرے ساتھہ ایک قرین اور رفیق ہو گا کہ تیرے ساتھہ مدفون ہو گا اور وہ زندہ ہو گا اور تو اوسکے ساتھہ مدفون ہو گا اور تو مردہ ہو گا اور وہ عمل تیرا ہے پس اگر وہ قرین تیرا کریم ہو اور نیک ہے تو تجہکو گرامی رکہیگا اور اگر لئیم اور بد ہے تو تجہکو چہوڑ دیگا اور جان کہ وہ قرین تیرا تیرے ساتھہ محشور ہو گا اور تجہہی سے سوال ہو گا تجہکو لازم ہے کہ اپنے قرین کو عمل نیک کرتا تجہکو اوس سے انس پیدا ہو اور بد نکرتا تجہکو اوس سے وحشت نہوم سو ماجرا کیفیتہ وقوع الحساب فی کتاب حقیقة المعاد اور قریب ہے کہ الگ بیان کرینگے کیفیت واقع ہونے حساب کی بیچ کتاب حقیقت معاد کے

باب الاعتقاد فی الجنة والنار ش باب ستائیسواں بیچ اعتقاد کرنے جنت اور دوزخ
کے م قال ابو جعفر رحمة الله تعالی اعتقادنا فی الجنة انها دار البقاء ودار السلام
لا موت فیها ولا هرم ولا سقم ولا مرض ولا آفة ولا زوال ولا زمانة ولا غم
ولا هم ولا حاجة ولا فقر ش فرمایا ابو جعفر رحمة الله تعالی نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ
امامیہ اثنا عشریہ کثرہم اللہ کا بیچ باب جنت اور بہشت کی یہ ہی کہ جنت گھر بقا کا ہی اور گھر
سلامتی کا ہی نہیں ہی موت بیچ اوسکے اور نہ بوڑھاپا اور نہ درد اور نہ بیماری اور نہ کوئی آفت
نہ بلا نہ زمین گیری یعنی شل ہو جانا نہ غم نہ اندوہ نہ حاجتمندی یعنی محتاجگی نہ فقر نہ درویشی م انها
دار الغناء والسعادة ودار المقامة والكرامة ش و جنت گھر ہے توانگری کا اور گھر
سعادتمندی اور نیکبختی کا اور گھر ہے اقامت اور بزرگمندی کا لا یمس اهلها فیها نصب ولا یمسهم
فیها لغوب لهم فیها ما تشتهی الانفس وتلذ الاعین وهم فیها خالدون اور نہ پہنچے
گی اہل بہشت کو بیچ بہشت کے کسیطرح کی تشویش اور کسیطرح کا رنج والم اور بہی انکے لیے ہین
بیچ بہشت کے وہ چیزین کہ جنکی طرف انکی نفس رغبت اور خواہش کرین اور لذت پاوین
انکہین اور اہل بہشت ہمیشہ بہشت مین رہینگے اور کبھی اوس سے باہر نہ نکلینگے م وانها
دار اهلها جیران الله واولیائه واحبائه واهل کرامته ش اور بتحقیق کہ بہشت
ایک جگہ ہے کہ رہنے والے اوسکے ہمسایہ ہین خدای تعالی کے اور نزدیک اور دوست
اوس کے ہین اور صاحبان عزت وکرامت اوسکے ہین م وهم انواع علی مراتب
ش اور وہ اے اہل بہشت اوپر کئی قسم کے ہے م منهم المتنعمون بتقدیس الله و
تسبیحه وتکبیره فی جملة ملائکته ش من بعض اونمین سے فائدہ اوٹھانے والے
ہین ساتھ تقدیس اور تسبیح اور تکبیر خدائیتعالی کے درمیان فرشتون کے یعنی فرشتون کے
گروہ مین مثل اونکے یہ بہی خداے تعالی کو ساتھ پاکی اور بزرگی کے یاد کرتے ہین م ومنهم
المتنعمون بانواع المآکل والمشارب والفواکه والارائك وحور العین واستخدام
الولدان المخلدون والجلوس علی النمارق والزرابی ولباس السندس والحریر ومنهم
من یتلذذ بما یشتهی ویرید علی حسب ما تعلقت علیه همته ویعطی ما عبد الله

مین آچکا ہے اور بعض اونمین سے فائدہ اوٹھانیوالے ہین ساتھ طرح طرح کے کھانونکے
اور پینون اور انواع انواع میوون اور تختون جواہر نگار کے اور حور العین اور خدمت
کرنے غلامون کے اور ساتھ بیٹھنے کے اوپر مسندون اور قالینون کے اور نفیس نفیس
پوشاکون کی دیبائی لطیف اور ابریشم لطیف سے اور ہر ایک اہل بہشت سے لذت پانیوالا
ہے اوس چیز سے کہ جسکی طرف میل و خواہش کرتا ہی موافق اپنی ہمت کے اور دیجاتی ہی
ہر ایک کو وہ چیز کہ جس کے واسطے اوس نے عبادت کی ہی خدا کے وقال الصادق ع
ان الناس یعبدون اللہ علی ثلثۃ اصناف جب کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ آدمی
عبادت کرتی ہین خدای تعالی کے اوپر تین طرح کے فصنف منھم یعبدونہ شوقا الی الجنۃ
رجاء لثوابہ فتلک عبادۃ الحرام الکرام پس ایک فرقہ اونمین سے عبادت کرتا ہے
خدا کی واسطے شوق جنت اور امید ثواب کے اور یہ عبادت نوکرون کی سی ہی وصنف
منھم یعبدونہ خوفا من نارہ فتلک عبادۃ العبد اور ایک گروہ اونمین سے عبادت
کرتے ہین خدا کی وحشت سے آتش جہنم کے پس یہ عبادت غلامون کی سی ہی وصنف
منھم یعبدونہ حبا لہ فتلک العبادۃ الکرام وھم الامناء اور ایک گروہ اونمین سے
عبادت کرتے ہین خدا کی بسبب دوستی اور محبت خدا کے پس یہ عبادت بزرگون کیسی ہے
اور یہ لوگ امین خدا ہین وذالک قولہ عز وجل وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ
اور یہ قول خدا تعالی کا ہی کہ وہ لوگ خوف روز قیامت سے امن مین ہین مترجم کہتا ہے
کہ اکثر آیات و احادیث مین یہ اوصاف بہشت کی جو کہ مذکور ہوئے ہین اوسی طرح پر وارد ہین
اور اعتقاد ساتھ اون کے لازم ہے اور سوائے مذکورات کے اور اوصاف بہشت کے
یہ ہین کہ اوسمین کسی کو باہمدگر بغض و عداوت و حسد و نزاع و جنگ و جدال نہین ہوتا
اور جسکو جو کچھ کہ خدا عطا کرتا ہی وہ اوس پر راضی رہتا ہے اور کوئی شخص آرزو دوسرے کے
مرتبے کی نہین کرتا اور اہل بہشت کو واسطے بول و غائط اور اور کسیطرح کے کثافت نہین
ہوتی بلکہ انکے یہ چیزین بطور عرق خوشبو کے انسے دفع ہو جاتین ہین اور عورتون کو بھی
حیض اور نفاس اور استحاضہ اور منی اور بول اور غایت اور رشک اور حسد اور عداوت

اور سوئی خلقی جیسی عادت عورتون کی ہوتی ہی نہین ہوتے اور روشنی بہشت کی آفتاب
اور ماہتاب اور ستارون سے نہین ہی اور ہمیشہ ہوا بہشت کی مثل نسیم سحر کے رہتی ہی
یعنی جیسی ہوا مابین طلوع صبح اور طلوع آفتاب کی ہوتی ہی بہت خوش آئندہ اور شراب
بہشت مستی اور صداع اور خمار وغیرہ کچھ نہین رکھتی جیسیکہ شراب دنیا عیوب رکھتی ہی
اور وصف مجلس بہشت مین لکھا ہے کہ اہل بہشت کرسیون طلائی جواہر نگار پر تکیہ کرکے روبرو
ایک دوسرے کے بیٹھین گے اور غلامان امرد گوشوار ہی کانونمین قدح اور ابریق طلائی
اور نقرئی اور انواع جواہر کے شراب سے بھرے ہوے لائین گی اور شراب مین اونکو پلائین گے
کہ جس سے نہ صداع پیدا ہوگے اور نہ عقل زائل ہوگی اور طرح طرح کے میوے اور مرغ کے کباب
بجای آگ موجود ہون گے اور حورین سیم اندام سیاہ چشم مانند مروارید ناسفتہ تازہ کے حاضر
ہون گے مصاحبت کے لیئے سبحان اللہ کیا لطف وکرم ہے خداوند عالم کا نسبت بنی آدم کے
باوجود اس عصیان اور نافرمانی کے اور بھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول
ہے کہ دیوار ونمین بہشت کے ایک خشت سونیکی اور ایک چاندی کی اور ایک یاقوت کی
لگی ہوئی ہے اور بجاے مٹی کے مشک خالص کا گارا لگایا گیا ہے اور دروازے اوسکے
یاقوت سرخ وسبز وزرد کے ہین اور مختلف ہین باب رحمت یاقوت سرخ کا ہی اور باب
صبر یاقوت سبز کا ہے اور باب شکر یاقوت سفید کا ہے اور دو پاٹ اوسکے ہین اور
مابین ان دونون کے پانچسو برس کی راہ ہی اور باب بلا یاقوت زرد کا ہے اور سب سے
بڑے دروازون سے بندگان شائستہ خدا اور صاحبان زہد وورع داخل ہونگے
اور رغبت کرینگے طرف خدا کے اور بہشت مین ایک نہر ہے کہ نام اوسکا جنت الماوی ہے
اور اوسمین کشتیان ہین یاقوت سرخ کی اور اونمین ملائکہ ہین نور کے جامہاے سبز پہنے ہوے
ان کشتیون مین اہل بہشت سوار ہوکر سیر کرینگے اور اس بہشت کی بیچ مین ایک اور
بہشت ہی کہ اوسکا نام جنت عدن ہی حصار اوسکا یاقوت سرخ سے ہے سنگریزے اوسکے
مروارید سفید سے ہین اور اس بہشت مین ایک اور بہشت ہی کہ نام اوسکا فردوس ہے
حصار اسکا نور سے ہے اور بہشت مین عورتین خوب رو اور خوش خلق ہین بعضون نے کہا ہی

کہ یہ عورتین دنیا کی ہین کہ بہتر حورون سے ہون گے اور روایت کرتے ہین کہ جب
حورین ساتھ اہل بہشت کا پکار کر ساتھ خوش آوازی کی خرانند گے کرینگے اور کہین گی کہ
ہم ہین وہ خوش خلق کہ کبھی خشم و غصہ مین نہین آتین ہم ہین اقامت کرنے والیان
کہ ہرگز حرکت نہین کرتین ہم ہین دوست رکھنے والیان اپنے شوہرون کرام کے تواسکے
جواب مین وہان [illegible] ین گی کہ ہم وہ ہین کہ ہم نے نمازین پڑھین اور تمنے نہین پڑہین
ہمنے روزہ رکھا اور تمنے روزہ نہین رکھا ہمنے وضو کیا اور تمنے نہین کیا ہمنے راہ خدا مین صدقہ
دیا تمنے نہین دیا پس یہ عورتین حورون پر غالب آئینگی جناب صادق علیہ السلام سے
ایک شخص نے پوچھا کہ مومنین کو ازواج مومنہ بہشت مین ملین گے یا نہین آپ نے
فرمایا کہ خدائے تعالیٰ حاکم اور عادل ہے اگر مرد مومن اپنی بی بی مومنہ سے افضل ہے
تو مرد کو اوس کے قبول کرنے مین اختیار دین گے اگر وہ اوسکو اختیار کریگا تو وہ اوسکی
ہو رہے جائیگی والا نہوگی اور اگر عورت مومنہ مرد مومن سے افضل ہوگی تو اوس
عورت کو اختیار دینگے اگر وہ قبول کریگی تو وہ شوہر اوسکا ہو جائیگا والا نہوگا اور بھی ام سلمہ
نے جناب رسول خدا سے پوچھا کہ اگر کسی عورت نے دو شوہر کیے ہون اور سب داخل
بہشت ہون تو وہ عورت ان دونون شوہرون سے کسکے واسطے ہوگی فرمایا کہ جو
اون دونون مین خوش خلق ہوگا اور سلوک اوسکا اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوگا اوسکو
وہ عورت دیجائیگی اور پھر آپ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ خوش خلقی خوبی دنیا اور
آخرت کی ہے ابو بصیر نے جناب صادق سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ مجھے
مشتاق کرین طرف بہشت کی یعنی کچھ اوس کے اوصاف ارشاد فرمائین فرمایا کہ بوی
خوشبو بہشت کی ہزار برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہے اور سب درجون سے کمتر
درجہ بہشت کا یہ ہے کہ اگر تمام جن و انس اوسمین مہمان ہون تو میزبان کے پاس اوس
درجہ مین اسقدر کھانا اور پینا اور نعمتین جمع ہون کہ سب کو کھلا دے اور پھر اوس
مین سے کچھ کم نہو اور اہل بہشت سے کمتر منزلت مین وہ شخص ہوگا کہ جب وہ داخل
بہشت ہوگا تو تین باغ اوسکو دکھلائین گے جب وہ پست ترین باغ مین داخل ہوگا

تو اس قدر حورین اور خدمت گار اور میوے اور نہرین اوسکی نظر مین جلوہ گر ہونگے
کہ دیدہ دل اوسکا روشن اور دل اوسکا شاد ہو جاے گا اور حمد اور شکر خدا تعالی کا
بجا لاویگا پھر اوس سے کہین گے کہ اب تو اپنے جانب بالا نظر کر جب وہ اوپر نظر کرے گا تو
دوسرے باغ کو دیکھیگا اور اوسمین اسقدر نعمتین دیکھے گا کہ حدیقۂ اول مین نہ دیکھے
ہون گے اوسوقت کہیگا وہ کہ اے پروردگار میرے اس باغ کو بھی مجھے عطا کر ایک
آواز آئی گی کہ اگر ہم تجکو یہ بھی عنایت کرین تو شاید تو اس سے زیادہ کی پھر خواہش کرے
تو وہ کہیگا کہ پروردگارا یہ بھی مجھے کافی اور بس ہے مین اور چیز کی آرزو نکرونگا پھر
جب وہ اوس حدیقہ مین داخل ہوگا تو بہت خوش اور مسرور ہوگا اور شکر خداوند عالم کا
بجا لائیگا پس اسی حال مین ایک دروازہ جنت خلد کا اوس پر کھولین گے اور اوسمین اضعاف
مضاعف اون چیزون کا دیکھے گا کہ جو اون دونون حدیقون مین نہ دیکھے ہونگے پس وہ
حمد خدا تعالی کی بجا لائیگا اور کہیگا کہ اے پروردگار میرے تو نے مجھے نجات دی عذاب سے
اور احسان کیا مجھپر ساتھ نعمتون بے پایان کے ابو بصیر یہ سنکر رویا اور عرض کیا کہ یا مولا فدا
آپ کے اس سے زیادہ اور کچھ ارشاد ہو فرمایا آپ نے کہ بہشت مین ایک نہر ہے کہ اوسکی
کنارون پر دو طرفہ دختران پاکیزہ روخوبصورت کہڑی ہوئی ہین جبکہ مومن کو اونمین سے
کسی پر گذر ہوگا اور وہ دختر اوسکو اچھی معلوم ہوگی تو اوسکو پکڑ لیگا اور اپنی طرف کہینچ
لیگا خدای تعالی اوسکی جگہہ پر ایک اور پیدا کرے گا اور ہر مومن کو آٹھ سو دختران باکرہ
اور ہزار زن ثیبہ یعنی بے باکرہ عنایت ہون گی اور باکرہ کی صفت یہ ہوگی کہ مومن جب
اون کے پاس جائیگا تو اونکو باکرہ ہی پائیگا ابو بصیر نے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ حور العین
کس چیز سے مخلوق ہوئی ہین فرمایا کہ تربت نورانی بہشت سے کہ شعاع اونکے بدنکے ستر
حلون کے تحت سے درخشندہ ہوتی ہے اور ایک روایت مین وارد ہے کہ مغز ساق اونکا
ستر حلون کے نیچے سے نمایان ہوتا ہے اور بھی روایت مین وارد ہے جناب صادق علیہ السلام
سے کہ خدای تعالی نے کسی شخص کو پیدا نہین کیا مگر یہ کہ ایک گھر اوس کے واسطے
بہشت مین اور ایک گھر دوزخ مین مقرر کیا ہے پس اہل بہشت کو اوسکا گھر جہنم کا دکھائینگے

اور کہین گے کہ اگر تم معصیت خدا کی کرتے تو یہہ گہر تمکو ملتا پس وہ لوگ یہہ دیکھکر ایسا خوش
ہون گے کہ اگر وہان موت ہوتی تو یہہ شخص مارے خوشی کے مر جاتے اور اہل جہنم کو
اوسکا گہر بہشت کا دکھائین گے اور کہین گے کہ اگر تم اطاعت خدا کی کرتے تو ان
گہر ونمین داخل ہوتے پس اونکو ایسا حزن و ملال ہوگا کہ اگر وہان موت ہوتی تو حزن و
غم سے مر جاتے جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ خداےتعالی نے سب حسنات کے
واسطے ثواب بیان فرمایا ہے مگر نماز شب کا اوسکا ثواب بسبب کثرت کے ارشاد نہین
کیا مگر اتنا ارشاد کیا ہے کہ نہین جانتے ہین نفس کہ جو کچہہ پنہان کیا ہے اونکے واسطے
اون چیزون کو کہ وہ موجب انکی روشنی چشم کے ہین واسطے اوس چیز کے کہ وہ کرتے
تہے یعنی نماز شب پڑہتے ہین جناب صادقؑ فرماتے ہین کہ اہل بہشت پر ہر شب جمعہ
ستر برابر نعمتون سابق سے اور زیادہ ہوتی ہین اور پہر فرماتے ہین آپ کہ شب جمعہ شب
نورانی ہے اور روز اوسکا روز روشن ہے پس شب جمعہ اور روز جمعہ مین تسبیح اور تہلیل
اور ثناے خداےتعالی اور رسولخدا کی بہت کرو اور درود جناب رسولخداؐ اور اونکے آل پر
بہت بہیجو اور بہشت مین ایک درخت ہے کہ جب خداےتعالی ہوا کو حکم کرتا ہے اور ہوا اوسکو
جنبش دیتی ہے تو اوسمین ایسی آوازین گانے بجانے کی پیدا ہوجاتی ہین کہ کسی کان نے دنیا مین ویسی
سنی ہونگی مگر یہہ اون لوگون کے واسطے ہین کہ جنہون نے دنیا مین بخوف خدا گانا
سننے کو ترک کر دیا ہوگا تو اونکو اسکے عوض وہان گانا سنایا جائیگا پہر آپ فرماتے
ہین کہ ایک بہشت کو خداےتعالی نے اپنے یدقدرت سے پیدا کیا ہے کہ کسی نے اوسکا
مشاہدہ نہین کیا ہے اور کوئی اوسپر مطلع نہین ہوا ہر صباح خداےتعالی اوسکو کہولتا ہے
اور فرماتا ہے کہ زیادہ کر نسیم کو اور زیادہ کر تسنیم یعنے خوشبو کو اور وہ جگہہ متقیون کی ہے
کہ جو گناہ اور نافرمانی خدا کی نہین کرتے پس خداےتعالی انکو دوست رکہتا ہے اور اونکے
اعمال کو پسند کرتا ہے اور جب ایسے لوگ قبرون سے باہر آئینگے تو ملائکہ اونکا استقبال
کرینگے اور ناقہ ہاے نور کہ جنپر اسباب طلائی مکلل بمروارید و یاقوت لگا ہوگا
اور انپر حلّے استبرق اور سندس بہشت کے پہونچینگے اور لاکر حاضر کرینگے

یہہ لوگ اونپر سوار ہونگے اور وہ ناقے انکو لیکر جانب محشر پرواز کرینگے اس حیثیت سے
کہ ہزار فرشتے آگے اور ہزار پیچھے اور ہزار جانب راست اور ہزار جانب چپ ہونگے
ہونگے اور سب رعیت تمام در بہشت پر پہونچائینگے اور در بہشت پر ایک درخت ہیکہ ہر
برگ اوسکا اسقدر چوڑا ہے کہ ہزار آدمی پر سایہ کر سکتا ہے اور جانب راست اوس
شجر کے ایک چشمہ پانیکا ہے کہ وہ پاک و پاکیزہ کرنیوالا ہے پس یہہ گروہ اوسمین سے
ایک شربت آب پیین گے اور پاک و پاکیزہ ہوجائینگے پھر جائینگے طرف چشمۂ حیات کے
کہ وہ جانب چپ اوس درخت کے ہے اور اوسمین غسل کرینگے اور پھر کبھی نہ مرینگے
اور اسی سبب سے اوسکا نام عین الحیات ہے اور پھر مبتلا نہون گے کسی بیماری اور درد مین
اور نہ گرمی لگیگی نہ سردی پس ملائکہ اونکو جانب بہشت لیجائینگے اور حورین انکے آنے
سے بہت خوش ہونگی اور جب داخل بہشت ہونگے تو حورین اور عورتین دنیا کی
اونکو ملین گی اور جناب امیر علیہ السلام نے رسولخدا صلعم سے تفسیر قول خدای تعالیٰ
لَهُمْ غُرَفٌ مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ کی پوچھی یعنی انکے واسطے غرفے ہین غرفون پر آپ نے
فرمایا کہ یا علی خدائی تعالی نے اپنے دوستون کے لئے غرفے مروارید اور یاقوت اور
زبرجد کے بنائے ہین اور چھتین اونکی سونے کی منقش ہین اور ہر غرفے کے ہزار ہزار
دروازے ہین سونیکے اور ہر دروازے پر ایک فرشتہ مقرر ہے اور اون غرفون
مین دیبا اور حریر رنگ برنگ سے فرش کیا ہے اور مشک و عنبر اور کافور سے
اونکو بھرا ہے اور ایک غرفے پر دوسرا غرفہ اور بنایا ہے کہ جب مومن اپنی
جگہہ مین داخل ہوگا تو اوسکے سر پر تاج بادشاہی اور کرامت کا رکھین گے اور
حلے مطلا اور مذہب اوسکو پہنائین گے کہ ستر حلے طلا اور نقرہ کے پہنے ہونگے
اور دُر و یاقوت اونمین لگے ہوئے اور رنگ برنگ کے ہونگے اور جب وہ مومن
تخت پر بیٹھیگا تو تخت شادی سے حرکت مین آئیگا پس وہ فرشتہ کہ اوس بہشت پر موکل
ہے خدمتگاران مومن سے رخصت مانگیگا کہ مین جاکر مبارکباد دون خدام کہینگے کہ ذرا ٹہر جا کہ ولی خدا
تخت پر اپنی زوجہ حوریہ کیساتھ ہمصحبت ہے پس توقف کرتا ہے اپنے شغل سے فارغ ہو اور وہ حوریہ مومن کے پاس

اوربہت سی کنیزین اوسکے ہمراہ ہون گی اورستر حلے پہنے ہونگے کہ سب یاقوت و
مروارید وزبرجد سے بافتہ ہون گے اورمشک اورزعفران سے رنگی ہون گے
اورسرپراوسکے تاج کرامت ہوگا اورپاؤنمین اوسکے نعلین طلائی ہون گے
مکلل بانواع جواہرات اوربند نعل اوسکے یاقوت سرخ سے ہون گے اورجب وہ
نزدیک مومن کے پہونچینگے تووہ مومن بکمال شوق سے ارادہ کریگا کہ اوٹھکر اوسکی
طرف دوڑے وہ حور یہ کہے گی کہ تو تکلیف نکر کہ جلدی نکر و نہ تعب و مشقت کا نہین اور
کیون گھبراتا ہے کہ مین تیرے واسطے ہون اورتو میرے واسطے ہے پس پانچسو
برس برسون دنیا سے کہ آپسمین معانقہ کرین گے پس خداوندکریم ہزار فرشتے واسطے
تہنیت اورمبارکباد دینے کے ہر مومن کے پاس بھیجیگا پس وہ ملائکہ اوس فرشتے سے
کہ جو موکل ہی دروازے پر کہین گے کہ ولی خدا سے جاکر ہمارے واسطے آنیکی رخصت طلب کر
وہ فرشتہ اون سے کہیگا کہ تم ٹھہر جاؤ کہ مین حاجب سے جاکر کہتا ہون اوراوسکو سمجھاتا ہون
اوراس فرشتہ مین اورحاجب مین تین باغ عظیم کا فاصلہ ہوگا حاجب یہ پیغام سنیگا تو کہیگا
کہ مجھپر بہت دشوار ہی کہ ولی خدا اپنی زوجہ کے ساتھ خلوت مین ہو اورمین کسی کے واسطے
رخصت چاہون اورحاجب اورولی خدا مین دو باغ کا فاصلہ ہوگا پس حاجب جائیگا قیم کے پاس
یعنی دربان کے اورقیم جائیگا خدمتگاران خاص مومن کے پاس پس خدمتگار خبر کرین گے
ولی خدا کو کہ خداوند رحمان نے ہزار فرشتے تہنیت اورمبارکباد دینے کو تیرے پاس
بھیجے ہین اوردروازے پر کھڑے ہین اورمنتظر ہین رخصت اوراجازت کے پس وہ مومن
اجازت دیگا تو وہ فرشتے آنکر مبارکباد دین گے سبحان اللہ کیا رتبہ ہوگا مومن کا کہ
ملائکہ رسولان خدا لئے رخصت اوسکے پاس نجائین گے اورجسوقت مومن کو خواہش
کسی میوے کی ہوگی تو شاخین درخت کی اوس کے پاس جھککر چلی آئین گی اوروہ ہاتھ سے
یا منہ سے توڑکر کھائیگا اوربہشت مین چار نہرین ہین پانی کی اورشراب کی اوردودھ کی اور
شہد کی اوردونون طرف نہرون کے خیمہ سفید کھڑے ہون گی اورہر خیمہ مین کرسی
ہوگی اورہر کرسی پر حور بیٹھی ہوگی ستر حلے سبز اورستر زرد پہنے اورستر گیسو ہون گے

اور ہر گیسو کنیز کے ایک ہاتہ مین ہوگا اور دوسرے ہاتہ مین مجمر اوس سے گیسون کو
بخور کرتے ہون گی اور بہی جناب امام رضاؑ سے فضیلت روز غدیر خم مین مذکور ہے کہ ایک
شخص نے انکار کیا فضیلت کا اوس روز کے آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے پدر عالیقدر نے
خبر دی ہے کہ روز غدیر آسمانون مین مشہور تر ہے زیادہ شہرت سے بیچ زمین کے اور خدائے
تعالیٰ نے فردوس اعلیٰ مین ایک قصر بنایا ہی کہ ایک خشت اوس کی نقرے کی ہی اور ایک
خشت طلا کی اور اوسمین ایک لاکہ قبہ ہین یاقوت سرخ کی اور ایک لاکہ خیمہ ہین یاقوت سبز
کے اور خاک اوس کی مشک و عنبر کی ہی اور چار اوسمین نہرین ہین ایک شراب کی اور ایک
شہد کی اور ایک شیر کی اور ایک پانی کی اور اوس قصر مین درخت ہین طرح طرح کے میوون کے
اور اون درختون پر جانوران خوش الحان ہین کہ بدن اون کے مروارید کے ہین اور بازو
اون کے یاقوت کے اور انواع و اقسام کے خوش آواز یکے ساتہ خوانندگے کرتے ہین اور
جب روز غدیر ہوتا ہے تو سب اہل آسمان اوس قصر مین جمع ہوتے ہین اور تسبیح اور تہلیل
اور تقدیس خدا تعالیٰ کی کرتے ہین اور وہ مرغ اوڑتے ہین اور عطر مین اپنے بازونکو تر کرکے
اون پر چہڑکتے ہین اور اوس روز نثار فاطمہؑ کو کہ طوبیٰ نے انپر جہاڑا ہے ایک دوسرے
کو بطور ہدیہ بہیجتے ہین اور کلینی نے جناب رسولخداؐ سے روایت کی ہی کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ
کہے تو بعوض ہر ایک کلمہ کے اوسکے واسطے بہشت مین ایکدرخت یاقوت سرخ کا کہ منبت اوسکا
مشک سفید سے اور پہل اوسکے مانند پستان دختران باکرہ کے ہین کہ جب اونکو چیرتے
ہین تو ستر حلہ اونمین سے نکلتے ہین اور بہی ابو سعید خدری نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا آپ نے شب معراج کہ جب جبرئیلؑ نے مجہے داخل
بہشت کیا اور ایک تخت پر تختہائی بہشت مین سے بیٹہا اور ایک بہی مجہے دی تو وہ
دو ٹکڑے ہوگئے اوسمین سے ایک حور نکلی سیاہ چشم اور مجہپر سلام کیا مین نے اوس سے
پوچہا کہ تو کون ہے کہا مین راضیہ مرضیہ ہون خدائے تعالیٰ نے مجہے تین طرح سے پیدا
کیا ہے اسفل بدن میرا مشک سے ہے اور اعلاے بدن کافور سے اور وسط بدن
عنبر سے اور خمیر میرا کیا ہے آب زندگانی سے پس خداوند جبار نے مجہسے ارشاد کیا کہ باش ہین

تجھے پیدا کیا ہے پسر عم اور وصی اور وزیر محمد مصطفےٰ علی ابن ابی طالب کے لیے پس مین تمہاری
ابن عم کے واسطے مخلوق ہوئی ہون اور یہ بھی منقول ہے بہشت کے درختون کی شاخین طلا کی
ہین اور خوشے اوسکے مروارید سفید کی ہین اور برگ اوسکی حلہا سبز کے ہین اور رطب اوسکے یعنی پہل سفیدتر ہین شیر سے
اور شیرین تر ہین عسل سے اور نرم ترین مشک سے اور درازی اوسکے ہر خوشہ کے بارہ گز کی
ہے اور ہمہ بے بون کٹھلی کے اور بزرگی ہین مثل سبوچہ بزرگ کے اور وہان مثل ڈول کے
اور اہل بہشت امرد یعنی سادہ رو ہون کے بال کسی کے بدن پر نہون کے آنکھون مین سرمہ
لگا ہوا تاج اکلیل سر پر طوق طلا جواہر نگار گردنمین انگشتری ہاتہ مین ہونگے اور قوت
ہر مرد کی کہانے اور پینے اور جماع کرنیکے برابر سو مرد کے دیجائیگی اور لذت طعام و شربت
کی چالیس برس تک اوسکے منہ مین رہیگی اور خدای تعالی نور انکے منہ پر پیدا کریگا
اور حریر سبز و زرد اور زیور اونکو پہنائینگے اور نہ نیاز ہونگے فقر اور احتیاج سے
اور کبھی مغموم و محزون نہونگے اور کبھی بھوکے اور ننگے اور گرسنہ اور تشنہ نرہینگے
یہ شیخ رہ فرماتے ہین کہ واعتقادنا فی النار انہا دار الھوان ودار الانتقام من
اھل الکفر والعصیان اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا دوزخ مین یہ ہی کہ وہ گھر ہے ذلت و خواری کا
اور گہر ہے انتقام اور بدلہ لیگا کافرون اور گنہگارون سے ولا یخلد فیہا الا اھل
الکفر والشرک اور ہمیشہ نرہیگا کوئی اوسمین مگر کافر اور مشرک فاما المذنبون من
اھل التوحید فانھم یخرجون منہا بالرحمۃ التی تدرکھم والشفاعۃ التی تنالھم
لیکن گناہگاران مومنین پس باہر آئینگے جہنم سے محض رحمت خدا یتعالے اور شفاعت شفیعان روز
جزا کے کہ اونکو پہونچیگے وروی انہ لا یصیب احد من اھل التوحید الم فی
النار اذا دخلوا وانما یصیبھم الالام عند الخروج منہا جزاء [illegible] ت ایدیھم
اور مروی ہے کہ نہ پہونچیگا کسی ایک مومن کو الم اور درد اور ایذا آگ مین جسوقت کہ داخل
ہونگے جہنم مین مگر پہونچیگا الم انکو جسوقت کہ باہر نکلینگے دوزخ سے یعنی وقت نکلنے کے
اوس سے انکو الم پہونچیگا اور یہ پہونچنا الم کا انکو جزا ہے اوس چیز کی کہ کیا ہے انہون نے معصیت اور
گناہون سے وما اللہ یرید ظلما للعباد وما اللہ بظلام للعبید اور نہین ارادہ کرتا ہے اللہ ظلم کا

اوپر بندون کے اور نہین ہے خدا تعالی ظلم کرنے والا اوپر بندون کے وَاَهْلُ النَّارِ هُمُ
الْمُسَائِلِيْنَ حَقًّا اور اہل دوزخ محتاج ہین ساتھہ خلاصی کے مگر خلاصی اور چہٹکارا نپاوینگے عذاب
جہنم سے وَلَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا اور نہ حکم کیا جاوے گا اوپر انکے ساتھہ مرنے کے تاکہ مرجاوین
اور ہرگز چہٹکارا پاوین حاصل یہہ کہ اگر دنیا مین کسیکو ایسے امر کی طرف تکلیف دیجاوے کہ وہ اوسکی
طاقت اور قوت سے باہر ہو اور اوسکے اوٹہانے کا متحمل نہو سکے تو انجام کار ایسی تکلیف کا
موت ہے یعنے وہ شخص آخر کو مرجاوے گا مثلاً ایک شخص پہاڑ کے نیچے دبا دیا جاوے چونکہ وہ اوسکے
بوجہہ کے اوٹہانے کا متحمل نہین تو فوراً اوسکی روح بدن سے نکلجاویگی یا خدا تعالی مثلاً
آدمی کو تکلیف دنیا مین ایسے امر کی دیتا کہ وہ اوسکی طاقت سے باہر ہوتا تو وہ آدمی مرجاتا اسی سبب سے
خدا تعالی نے فرمایا ہی کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا نہین تکلیف دی ہے اللہ نے دنیا مین
مگر موافق طاقت اور قوت ہر نفس کے مگر یہہ حال عقبی کا نہین اسواسطے کہ وہان کفار اور مشرکین
اور اعدای دین کا تو کیا ذکر کہ جو انکے واسطے عذاب مقرر ہین اونکے عذاب کی برداشت کی کسیکو
قوت اور طاقت نہین اور اسکے معنے یہہ ہین کہ اگر وہ عذاب دنیا مین کسی پر پڑین تو وہ مرجاوے
مگر چونکہ وہان کسیکو موت نہین تو پس ناچاری ہے دیکہو آدمی یہان آگ مین اگر گرتا ہے
تو جل کر مرجاتا ہے کہ اوسکی ایذا کی تحمل نہین رکہتا وہان کیا کرے کہ تحمل ہو سکے یا نہ ہو سکے
اوسمین جلا کرے گا بہلا آگ مین جلنے اور سانپون سے نچوانے بچہوون کے ڈنک لگانے
کی کس مین طاقت ہے وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا اور نہ تخفیف
کی جاوے گی انکے عذاب مین کچہہ وَلَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا
اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا اور نہ چکہین گے دوزخ مین دوزخی آب
سرد اور شربت مگر آب گرم جلتا ہوا اور رسک اور پیپ وَاِنِ اسْتَطْعَمُوْا
اُطْعِمُوْا مِنَ الزَّقُّوْمِ اور اگر کہانا مانگین گے تو کہلایا جاوے گا ان کو زقوم وَ
اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ط اور اگر پیاس سے
فریاد کرین گے تو اونکی فریاد کو پہونچین گے ساتھہ ایسے پانی کے کہ مثل تانبے گداختہ
کے ہوگا یعنے ایسا گرم پانی پلاوین گے کہ جو جلا کر سیاہ کر دے گا اونکے موہون کو فیکس

٥٧ زقوم یعنی اندرائن کہ جبکہ کہ نہایت تلخ ہوتا ہے ۱۲

الشراب وساءت مرتفقا پس بہت برا ہے وہ پانی اور بہت برا ہی وہ مکان
یعنی مکان دوزخ ینادون من مکان بعید یقولون ربنا اخرجنا منها فان
عدنا فانا ظالمون پس پکارین گے وہ دور سے کہ اے رب ہمارے نکال تو ہمکو دوزخ سے
پس اگر پھر کرین ہم طرف گناہ کے یعنی اگر اس سے نکل کر پھر گناہ کرین اور عمل نیک نکرین
تو ہون گے البتہ ہم ظلم کرنے والے فیمسک الجواب عنهم بمثل امساک کیا جائیگا جواب
انسے یعنی کوئی جواب نہ دیگا مدت تک ثم قیل لهم اخسئوا فیها ولا تکلمون پھر کہا
جاویگا اون سے کہ خوار دور رہو دوزخ مین اور کچھ نہ کہو ونادوا یا مالک لیقض علینا
ربک پھر پکارین گے مالک کو اور کہین گے اوس سے کہ اے مالک دوزخ چاہیے کہ حکم
کرے ہم پر پروردگار تیرا قال انکم ماکثون مالک کہیگا کہ تم یہین رہو گے یہانسے کبھی نہ نکلو گے

وروی فی الصحیحة انه یامر الله عزوجل برجال الی النار فیقول للمالک قل للنار
لا تحرق لهم اقداما اور روایت صحیح مین وارد ہی کہ خدای عزوجل بروز قیامت حکم کریگا
ایک جماعت کے مردوان سے کہ انکو جہنم مین داخل کرین پس جب اونکو جہنم مین داخل کرینگے تو
پھر خداوند عالم مالک کو حکم کریگا کہ کہو آتش جہنم سے کہ ان لوگون کے قدمون کو نہ جلاوے
فقد کانوا یمشون بها الی المساجد اسواسطے کہ یہ لوگ ان قدمون سے طرف مسجد کے
جاتے تھے ولا یحرق لهم ایدیهم اور کہو کہ نہ جلاوے انکے ہاتھون کو بھی فقد کانوا
یرفعونها الی الدعاء اسواسطے کہ یہ لوگ اپنے ہاتھونکو واسطے دعا کے اوٹھاتے تھے
ولا تحرق لهم السنتهم اور نہ جلاوے انکی زبانون کو بھی فقد کانوا یکثرون بها تلاوة
القرآن اسواسطے کہ یہ لوگ اکثر انسے تلاوت قرآن کیا کرتے تھے ولا تحرق لهم وجوههم
اور نہ جلاوے مونہونکو انکے فقد کانوا یسبغون الوضوء اسواسطے کہ یہ لوگ دھوتے تھے
مونہ کو بیچ وضو کے فیقول مالک یا اشقیا ما کان حالکم پس یہ حکم پروردگار سنکر مالک اونسے
کہیگا کہ اے بدبختو کیا ہوا ہے حال تمہارا کہ باوجود ان اعمال صالحہ کے تم دوزخ مین داخل ہوئے
فیقولون کنا نعمل لغیر الله پس جواب دین گے وہ کہ ہم اعمال کرتے تھے واسطے غیر خدا کے
یعنی نماز روزہ تلاوت قرآن وغیرہ عمل نیک لوگون کے دکھانے کو کرتے تھے تاکہ لوگ ہمین

اچھا جانین اور ہماری طرف رجوع لاوین فقیل لھم خذوا ثوابکم من عملتم لہ یعنی
اوسیوقت کہا جائیگا انسے کہ اب تم ثواب بہی ان اپنے اعمال کا لو اوسی شخص سے کہ جس
کے واسطے تم یہ اعمال کرتے تھے مترجم کہتا کہ درکات جہنم کے سات ہین اول درجہ کا نام جہنم ہے
اسمین پتہر آگ مین سرخ کیے جاوینگے اور اونپر صاحب اس درجے کے گہونسے ماریں گے اور جہاں آگے
تاکہ دماغ اونکے مثل دیگ کے جوش مین آوینگے اور دوسرے کا نام لظی ہی اسمین وہ لوگ
داخل کیے جاینگے کہ جنہون نے معبود بحق سے روگردانی کی ہوگی اور حق سے پھر گئے ہون گے
اور مال دنیا کے جمع کیے ہوگا اور اوس کی محافظت کی ہوگی اور حقوق الٰہی کو اوسمین سے ادا
نکیا ہوگا ہاتہ اور پانون اور پوست سر و پشت کی جانب سے آگ اس طبقے کی کہینچ لیگی
اور تیسرے کا نام سقر ہے خدا تعالے اسکی صفت مین فرماتا ہے کہ آگ سقر کی ایسی ہے کہ باقی نہ چہوڑیگی
پوست اور گوشت اور عروق اور اعصاب اور استخوان کو بلکہ سب کو جلا دیگی اور پہر خدا
تعالی اون سب اجزا کو درست کریگا اور پہر وہ جلائی گی اور یہ آگ ہے نہایت سیاہ کرنیوالی
کافرون کی منہ کو اور موکل ہین اس پر اونیس قسم کے فرشتے طبقہ چوتہا حطمہ ہے اوسمین سے
شرارے ایسے اوڑتے ہین کہ گویا شتران زرد اٹہے ہوا مین اوڑ رہے ہین اور جسکو اوسمین
ڈالین گے تو اوسکو جلا کر مثل سرمہ کے کر دیگی اور باوجود اسکے روح بدن سے مفارقت نکریگی
اور جب مانند سرمہ کے ہوکر ریزہ ریزہ ہو جائین تو خدا تعالے پہر انکو حالت اول کیطرف پہیر
دیگا اسیطرح ہمیشہ وہ جلا کریگا طبقہ پانچوان ہاویہ ہے اوس مین جب اوس کے صاحب فریاد
کرینگے کہ اے مالک تو ہماری فریاد کو پہونچ تو مالک اوسکی فریاد کو اسطرح پہونچیگا کہ ایک ظرف آتشین
چرک و خون سے بہرا ہوا اور پسینا مثل مس گداختہ کے کہ انکی بدن سے بہا ہوگا لا کر اونکو پلاوے گا
اور جب اون کے منہ کے نزدیک وہ ظرف آئیگا تو پوست اور گوشت انکے مونہ کا گل کر
اوسمین گر پڑے گا اور اوسمین ملجائیگا پس یہ پانی اونکو پلائینگے جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے
کہ آمادہ کیا ہے ہمنے واسطے ستمگارون کے آگ کہ احاطہ کرے گی انکو سراپردہ انکے کو اور
اگر استغاثہ کرینگے تشنگی سے تو انکی فریاد کو پہونچینگے ایسے پانیکے ساتہ کہ مثل مس گداختہ
کے ہوگا اور جب اونکے منہ کے آگے لیجائینگے تو پہونک دیگا مونہ کو انکے اور جسکو

ہاویہ مین ڈالین گے تو ستر برس آگ کے اندر چلا جائیگا اور ہرچند کہ پوست اونکا جل جائیگا خدای تعالی اوس کے بدل اور نیا پوست اون کے بدن پر پیدا کردیگا طبقہ چھٹا سعیر ہے کہ اوسمین تین سو ستر پردے آتش کے ہین اور ہر سر اپردے مین تین سو قصر آگ کے ہین اور ہر قصر مین تین سو گھر آگ کے ہین اور ہر گھر مین تین سو طرحکا عذاب مقرر ہی اور اوسمین سانپ اور بچھو اور طوق اور زنجیر سب آگ کے ہین جیسا کہ خدای تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے مہیا کیا ہے واسطے کافرون کے زنجیر و غل آتش افروختہ سے اور طبقہ ساتوان جہنم ہے اور اسمین ایک کنوان ہی کہ نام اوسکا فلق ہی کہ جب اوسکے مونہہ کو کھول دیتے ہین تو جہنم گرم ہوجاتا ہی اور یہ طبقہ بدتر ہے سب طبقات دوزخ سے اور ایک پہاڑ تانبی کا جہنم مین ہی کہ صعود اوسکا نام ہی اور ایک نہر ہے گرد اس پہاڑ کے کہ اوسمین بجائے اب مس گداختہ کے بہتا ہی اور یہ جگہ جہنم مین سب جگہ سے بدتر ہے اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات طبقے ہین کہ بعض اوپر بعض کے ہی اور پائین تر سب سے جہنم ہی اور بالاتر سب سے ہاویہ ہی اور اوسکے تحت سعیر ہے اور اوسکے تحت جحیم ہی اور اوس کے تحت سقر ہی اور اوسکے تحت حطمہ ہے اور اوسکے تحت لظی ہی اور اوسکے تحت جہنم ہی اور بعض نے کہا ہی کہ آتش کے سات درجے ہین ایک کے اوپر ایک سب سے اوپر درجہ اہل توحید کے واسطے ہی کہ دنیا مین اونہون نے گناہ کئے ہین پس بقدر گناہ اوسمین عذاب کئے جاینگے اور پھر اوسمین سے نکالے جائین گے یعنی مومنین گناہگار ہمیشہ اوسمین نہ رہینگے اور دوسرے درجہ مین یہود اور تیسرے درجہ مین نصارا اور چوتھے مین صابئون اور پانچوین مین مجوس اور چھٹے مین مشرکین عرب اور ساتوین مین منافقین داخل کئے جائینگے اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہی کہ جہنم مین ایک جنگل ہی کہ نام اوسکا سقر ہی کہ جس روز سے خدای تعالی نے اوسکو خلق کیا ہے اوس نے سانس نہین لی پس اگر خدای تعالی اوسکو رخصت دی اور وہ بقدر سوراخ سوزن نفس کھینچی تو جو کچھ کہ روی زمین پر ہے سبکو جلادے اور اہل جہنم خدا سے پناہ مانگتے ہین اوس کی حرارت اور اوسکی کثافت اور اوسکی بدبوی سے اور اوس چیز سے کہ جو عذاب اوسمین اوسکے اہل کیواسطے مہیا کئے گئے ہین اور اوسوادیمین

ایک پہاڑ ہے کہ جمیع اہل وادی اوس پہاڑ کی حرارت اور گرمی اور کثافت اور تعفن سے پناہ
مانگتے ہین اور اوسمین ایک چاہ ہے کہ تمام اہل وادی اوس چاہ سے پناہ مانگتے
ہین اور اوس جگہ ایک مار عظیم ہے کہ آدمی اوس جگہ کے اوس سانپ کی گرمی اور کثافت اور
تعفن سے پناہ مانگتے ہین اور اوس مار کے شکم مین سات صندوق ہین کہ وہ جگہ ہے پانچ
آدمیون کی امت سابقہ سے اور دو آدمی کی اس امت سے پانچ آدمی امت سابقہ سے ایک
قابیل ہے کہ جسنے اپنے بھائی ہابیل کو مارا اور ایک نمرود ہے کہ جسنے منازعہ اور جھگڑا کیا ساتھ
ابراہیم علیہ السلام کے اور کہا کہ جیسے خدا مارتا ہے اور جلاتا ہے مین بھی مارتا ہون اور جلاتا ہون
اور ایک فرعون ہے کہ جسنے دعوے کیا خدائیکا اور ایک یہودا ہے کہ جسنے قوم یہود کو گمراہ کیا
اور ایک بوس ہے کہ جسنے نصاریٰ کو گمراہ کیا اور وہ دو آدمی اس امت کے مین وہ دو ہین
کہ جنکی بدولت اس امت کے تہتر فرقہ ہوے یعنی دو بت قریش کے اور جنہون نے خلافت
جناب امیرؑ کو غصب کیا اور باغ فدک کو چھین لیا اور ذریت پیغمبر خدا کو ستایا اور بسند صحیح جناب صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ شب معراج جو مین آسمان پر جاتا تھا تو راہ مین ایک صدائے
مہیب میرے کانونمین ایسی آئی کہ اوس آواز سے مجھکو خوف معلوم ہوا جبرئیل نے کہا کہ تمنے کوئی آواز سنی مینے کہا کہ ہان
ایک آواز دہشتناک مینے سنی جبرئیل نے کہا کہ ستر برس ہوے کہ مینے ایک پتھر کنارے پر سے جہنم مین ڈالا تھا اسوقت وہ اوسکے
قعر مین پہونچا ہے امام فرماتے ہین کہ پھر بعد اسکے کسینے رسول خداؐ کو ہنستے ہوے نہ دیکھا پھر
رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب مین آسمان اول مین داخل ہوا تو جس فرشتے نے مجھے دیکھا خندان
وخوش حال ہوا تا اینکہ ایک فرشتے کے نزدیک پہونچا کہ سب فرشتون سے عظیم تر تھا مگر نہایت
پر خوف مہیب صورت غضب اور خشم اوس کے پیشانی سے ہویدا اور ظاہر مثل اور فرشتون کے
وہ بھی تحیت وثنا سبت میرے بجالایا مگر ہنسی لب پر مثل اور فرشتون کے نہ آئی اور خوشی
مثل اورون کے ظاہر نہ ہوئی مینے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہ جسکے دیکھنے سے مجھی
خوف معلوم ہوتا ہے کہا کہ آپکا ڈرنا سچ بجا ہے اسواسطے کہ ہم سب فرشتے اس سے ڈرتے ہین یہ
داروغہ ہے جہنم کا نام اسکا مالک ہے جس روز سے کہ خدا تعالی نے اسکو داروغہ جہنم کا کیا ہے
آج تک کبھی یہ ہنسا نہین ہمیشہ ہر روز خشم وغضب اسکا دشمنان خدا اور گنہگارون پر زیادہ ہوتا

اور خدای تعالے اس فرشتےکو حکم کریگا کہ تو انسے انتقام لے پہر آپ فرماتے ہین کہ مینی اوسپر
سلام کیا اوس نے مجہپر سلام کیا اور خوشخبری بہشت کی دی مین نے جبرئیل سے کہا کہ آتش دوزخ
کو مجہے دکہلائیے جبرئیل نے کہا کہ اے مالک محمدؐ کو آتش جہنم دکہلا مالک نے پردہ جہنم کے دروازے
سے اوٹہایا اور ایک دروازہ اوسکا کہولا ناگاہ اوس سے ایک شعلہ آسمان تک بلند ہوا اور ایک
شور و غل ایسا اوس سے پیدا ہوا کہ مین ڈر گیا مین نے جبرئیل سے کہا کہ مالک سے کہو کہ پردہ ڈالدے مالک نے
شعلے سے کہا کہ اپنے جگہ پر پہر جا وہ پہر گیا مالک نے دروازہ بند کر دیا اور یہی حدیث مین وارد ہے
کہ یہ جو خدا تعالی نے فرمایا ہی کہ قطع کی گئی مین واسطے کافرون کی جامی آگ سے یہ آیہ حق مین بنی
امیہ کے نازل ہوا ہی کہ آگ انکو گہیرے گی جیسے کہ جامہ آدمی کو گہیرتا ہے پس نیچے کا ہونٹہ اونکا لٹک کر
ناف تک پہونچیگا اور اوپر کا ہونٹہ بلند ہو کر سر تک پہونچیگا پہر خدا تعالی فرماتا ہے کہ ڈالا جائیگا
انکے سرون پر پانی جوش کرتا ہوا کہ بسبب اوس کی گرمی کے جو کچہہ کہ انکے شکم مین ہی احشا و امعا
سب نکل پڑین گے اور جب بہہ بسبب شدت الم و ایذا کے جہنم سے ارادہ نکلنے کا کرین گے
تو گرز مارینگے اونکو الٹا پہیر دینگے اور کہین گے کہ چکہو تم عذاب آتش سوزان کو اور مروی ہے
کہ وہ گرز اسقدر گران اور بہاری ہین کہ اگر ایک کو اونمین سے دنیا مین لائین اور زمین مین رکہین
اور تمام روی زمین کے جن و انس جمع ہو کر اوٹہانا چاہین تو وہ ذرا حرکت نکرے اور بہی جناب
امیر علیہ السلام سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا اہل معصیت کے واسطے آگ مین نقبین بنائی گئین ہین
پاونمین اونکے زنجیرین اور ہاتہ اونکے گردنون مین طوق کئے گئے ہین اور بدنین اون کے پیراہن
مس گداختہ سے بنائی گئے ہین اور جب آگ کے اونکی لئے قطع کئے گئے ہین پس ایسے عذاب
آتش مین گرفتار ہین کہ گرمی جسکی انتہا کو پہونچی ہے اور دروازے جہنم کے اون پر بند کر دئے
ہین پس کبہی وہ دروازے نہین کہلتی اور کبہی ہوا سرد اونتک نہین پہونچتی اور کبہی غم
والم اور عذاب اون سے دفع نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ عذاب اون پر سخت کیا جاتا ہے
کہ انکے خالی نہین ہوتے عمر انکی تمام نہین ہوتی مالک سے فریاد کرتے ہین کہ پروردگار سے
عرض کر کہ ہمین موت دے وہ جواب دیتا ہی کہ تمہین موت نہین تم ہمیشہ اسی عذاب مین
رہوگے اور بسند معتبر جناب صادق سے منقول ہی کہ جہنم مین ایک جگہ ہی کہ اہل جہنم اوس سے

پناہ مانگتے ہین وہ جگہ ہے متکبرون اور جابرون اور ظالمون اور دشمنان خدا کے اور مرید شیطان متمرد کے اور اون لوگون کے کہ انکار کرتے ہین قیامت کا اور دشمن ایمان کی پس تحقیق اور اون لوگون کی جو کہ عداوت رکھتے ہین اہلبیت ع کے ساتھ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ شخص کہ اسکا عذاب سب سے سہل تر ہی وہ یہ ہے کہ دریاے آتش مین غوطہ زن ہوگا پاؤنین نعلین آگ کی ہونگی اور بند نعل بھی آگ کی ہونگے کہ شدت حرارت سے دماغ اوسکا مانند دیگ کے جوش کریگا اور بھی روایت کی ہی کہ آتش جہنم اپنے شعلہ سے انکو اوپر پھینکینگی اور جب اوپر آینگے تو فرشتے انکو گرز مار کر پھر نیچے گرا دینگے کہ ستر برس کی راہ نیچے چلی جائین گے پس ہمیشہ یہی حال انکا رہیگا اور کبھی ایکساعت انکو آرام نہوگا اور جناب امام محمد باقر ع سے منقول ہی کہ جب گناہگاران مومنین کو جہنم مین داخل کرین گے تو مشرکین اور کفار انکو سرزنش کرینگے اور کہینگے کہ تمہین توحید اور اسلام اور ایمان نے کچھ فایدہ نہ دیا ہم تم دونو مساوی اور برابر ہوی اور تم بھی جہنم مین داخل ہوے اور ہم بھی داخل ہوے اوسوقت پروردگار عالم ملائکہ کو حکم کریگا کہ تم شفاعت کرو مسلمانون کی پس وہ شفاعت کرینگے اونکی جسقدر کہ خدا چاہیگا پھر پیغمبر بحکم خدا شفاعت کریگا پھر مومنین کو حکم ہوگا کہ تم شفاعت کرو پس وہ بھی شفاعت کرینگے جسقدر خدا چاہیگا اوسوقت خداے تعالی فرمائیگا کہ مین تم سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہون باہر آو سایہ رحمت میری کے پس باہر آئینگے گناہگار مومنین آگ مین سے جیسے کہ پروانے پاپتنگے آگ کے پاس جمع ہوتے ہین اور جو باقی رہینگے وہ ہمیشہ اوسمین رہینگے کبھی اوس سے نہ نکلینگے اور بھی ابن ابراہیم نے بسند صحیح ابوبصیر سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مین نے جناب صادق ع سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ دل میرا سخت ہوگیا ہے اور سنگینی اور قساوت اختیار کی ہے مجھکو آپ ڈرائین آپ نے فرمایا کہ اے ابوبصیر تو مہیا اور آمادہ رہ واسطے زندگی دراز کے یعنے حیات اخروی کے بہ تحقیق ایک روز جبرئیل رسولخدا کے پاس ترش رو آئی کہ پہلے کبھی اس صورت سے نہ آتی تھی بلکہ اکثر تبسم کرتی آتی تھی جناب رسولخدا نے جو سبب اسکا پوچھا تو کہا کہ آج فرشتون نے جو کنیان ہاتھون مین رکھی تھین حضرت نے پوچھا کہ وہ کیا چیزین تھین عرض کی خداے تعالے نے حکم کیا تھا فرشتون کو کہ ہزار برس آتش جہنم کو دھونکین پس انھون نے اسقدر دھونکا کہ وہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس اور دھونکا کہ وہ سیاہ ہوگئی

اب وہ سیاہ ہے اور اگر ایک قطرہ ضریع کا کہ عرق اہل جہنم کا اور چرک وریم فرجون زناکارونکا اہل دنیا کے دریاؤنمین ڈالین تو سب اہل دنیا بدبوئی سے اوس کے مرجائین اور اگر ایک حلقہ زنجیر کا کہ ستر گز کی ہے اور گردنین اہل جہنم کے ڈالے جاتی ہے دنیا مین لائین تو اوسکی گرمی سے تمام دنیا جل جاوے اور پگل جاوے اور جناب صادق ؑ سے معنی فلق کے پوچھے فرمایا کہ وہ ایک درہ ہے جہنم مین کہ اوسمین ستر ہزار گھر ہین اور ہر گھر مین ستر ہزار حجرے ہین اور ہر حجرے مین ستر ہزار مار سیاہ ہین اور شکم مین ہر سانپ کے ستر ہزار سبو یعنے مٹکے زہر کے ہین اور جمیع اہل جہنم کو اس درے سے گذرنا ہوگا اور عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ جہنم کے سات درے ہین اور ہر درے پر ستر ہزار پہاڑ ہین اور ہر پہاڑ پر ستر ہزار درے ہین اور ہر درے مین ستر ہزار جنگل ہین اور ہر جنگل مین ستر ہزار شگاف ہین اور ہر شگاف مین ستر ہزار گھر ہین اور ہر گھر مین ستر ہزار سانپ ہین کہ طول ہر سانپ کا برابر تین روز کے راہ کے ہے اور نیش اون سانپونکے برابر بڑے لنبے درخت کے ہے پس ہر ایک سانپ آئیگا گناہگارون کے پاس اور پکڑیگا ہر ایک کے پلکون کو اور کاٹیگا اونکے لبون کو اور جدا کریگا اونکے پوست اور گوشت کو استخوان سے پس جب وہ بھاگینگے اون سانپون سے تو نہر مین نہرون جہنم سے گرینگے کہ چالیس برس یا چالیس ہزار برس تک اوسمین نیچے چلے جائینگے اور بھی جناب صادق ؑ سے منقول ہے کہ رسولخدا ؐ نے فرمایا کہ اہل جہنم سے چار شخص ایسے ہین کہ جن سے تمام اہل جہنم آزار کھینچتے ہین ایک اونمین سے وہ ہے کہ تابوت مین آگ کے لٹکتا ہے اور دوسرا اپنے رودے اور انتڑیان گھسیٹتا ہے اور تیسرا وہ ہے کہ جسکے منہ سے چرک اور خون جاری ہے اور جو تھا وہ ہے کہ جو اپنا گوشت دانتون سے نوچکر کھاتا ہے پس اہل جہنم کہتے ہین کہ یہ صاحب تابوت کون بدبخت ہے کہ جسکا عذاب ہمکو آزار دیتا ہے پس اون سے کہتے ہین کہ یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی گردنو پر مال آدمیونکا تھا اور انکے پاس اتنا نہ تھا کہ جو اون کے قرض کو ادا کرتے اور جب اون لوگونکا حال پوچھتے ہین کہ جو اپنے امعا کو کھاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ پیشاب سے پروا اور پرہیز نکرتے تھے اور اپنے بدن کو آلودہ رکھتے تھے اور جس جگہ بدن مین انکے پیشاب لگ جاتا تھا تو اوسکو دھوتے نہ تھے اور جب حال اون لوگون کا پوچھتے ہین کہ جنکے مونہ سے پیپ اور لہو جاری رہتا ہے تو کہتے ہین کہ

بیہ وہ لوگ ہین کہ جو آدمیون کے عیب ڈہونڈہتے تہے اور عیب چینی کرتے تہے اور پہر اونکو ہر ایک
بیان کرتے تہے اور جو تہے کے حال سے پوچہتے ہین کہ جو اپنا گوشت کہاتے ہین تو کہتے ہین کہ بیہ
وہ لوگ ہین کہ جو غیبت کرتے تہے آدمیون کی اور آدمیون مین عداوت اور دشمنی ڈالتے تہے
اور بہی جناب صادق سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ آتش جہنم تین شخص سے کلام
کریگی ایک امیر اور دوسرے قاری اور تیسرے مالدار سے امیر سے کہیگی کہ خدا نے تجہے سلطنت
اور امارت دی اور تونے عدالت نہ کی اور قاری سے کہیگی کہ تونے قرآن کو اپنی زینت
کیا اور ما بین مردم معصیت خدا کی بجا لایا اور مالدار سے کہیگی کہ خدا تعالی نے تجہے بہت مال
دیا اور اوسمین سے تجہسے تہوڑا سا طلب کیا بطور قرض تاکہ آخرت مین اضعاف اوسکا تجہے
عوض مین اوسکے دے اور تونے اوسکے دینے مین بخل کیا اور نہ دیا بیہ لیکر ان تینون
قوم کو سب مین سے اسطرح سے چن لیگی کہ جیسے مرغ دانون کو چن لیتا ہے اور بہی جناب صادق
سے منقول ہے کہ آتش جہنم کافرون پر عذاب ہے اور اون فرشتون پر کہ جو خازن اوسکے
ہین رحمت ہے یعنے دل اوس سے لذت پاتے ہین اور اون کو نہین جلاتے اور جناب امام
محمد باقر سے بیچ معنی اثام کے کہ جو آیہ ومن یفعل ذلک یلق اثاما مین ہے منقول ہے کہ اثام
ایک دریا ہے شیشہ گداختہ کا اور بیچ اوسکے سنگستان ہے آگ کا وہ جگہہ ہے اون
لوگون کی کہ جنہون نے غیر خدا کے پرستش کی ہوگی یا خون ناحق کیا ہوگا یا زنا کار ہونگے پس بیہ
لوگ اوسمین رہینگے اور جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جہنم مین جب اہل جہنم داخل ہونگے
تو ستر برس نیچے چلے جاینگے اور جب اوسکی تہ پر پہونچینگے تو جہنم اونکو پہر اوپر پہینکیگا اور
فرشتے اونکو گرزمار کر پہر نیچے گرائینگے پس ہمیشہ اونکا یہی حال رہیگا م واعتقادنا فی الجنۃ
والنار انہما مخلوقتان تک اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ جنت اور نار کے بیہ ہے کہ وہ دونون
مخلوق ہوئے ہین م ان النبی دخل الجنۃ ورای النار حین عرج بہ تک اور بہ تحقیق کہ نبی
داخل ہوئے جنت مین اور دیکہا جہنم کو جسوقت معراج کو تشریف لیگئے م واعتقادنا انہ لایخرج
احد من الدنیا الا یرفع لہ الدنیا کاحسن ما راہا ثم یرفع لہ مکانہ فی الاخرۃ ثم یقبض
روحہ تک اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا یہ ہے کہ کوئی شخص دنیا سے نہین جاتا مگر یہ کہ عرض کرتے ہین اوسپر

دنیا کو بہتر اوس سے کہ اوسنے اوسکو دیکھا تھا اور وہ کہلاتے ہین اوسکو اوسکی جگہہ آخرت کی اور
پہر اوسکو اختیار دیتے ہین درمیان دنیا اور آخرت کے پس وہ اختیار کرتا ہے آخرت کو اوسوقت
اوسکی روح کو قبض کرتے ہین ھم وفی العادۃ ان یقول الناس فلان یجود بنفسه ولا یجود
الانسان بشیٔ الا ان طیبه نفس غیر مقهور ولا مجبور ولا مکره ش اور بیچ عادت کے
یہہ ہے کہ اوسوقت کہتے ہین کہ فلان یعنے وہ شخص کہ قبض روح اوسکی کرین بخشتا ہے اپنی جان کو
اور نہین بخشتا کوئی شخص کسی چیز کو مگر از روے خوشحالی کے نہ ساتھہ قہر و اجبار کے اور نہ
اکراہ کے ھم واما جنة آدم فهی جنة من جنان الدنیا تطلع الشمس فیها وتغیب
ولیست جنة الخلد ولو کانت جنة الخلد ما خرج منها ابدا ش اور لیکن جنت آدم
پس وہ ایک باغ تہا باغون دنیا سے کہ طلوع کرتا تہا آفتاب بیچ اوسکے اور غروب کرتا تہا اور نہ تہا
بہشت جاوید اور اگر ہوتا بہشت جاوید تو نہ نکلتا اوس سے ہمیشہ ھم واعتقادنا انه بالثواب
یخلد اهل الجنة فی الجنة وبالعقبات یخلد اهل النار فی النار ش اور اعتقاد
فرقہ ناجیہ کا یہہ ہے کہ بتحقیق اہل بہشت بسبب ثواب کے ہمیشہ رہین گے بیچ جنت کے اور اہل دوزخ
یعنے غیر مومنین بجہت عقاب کے دوزخ مین رہین گے ہمیشہ ھم وما من احد یدخل الجنة حتی
یعرض علیه مکانه من النار فیقال هذا مکانك الذی لو عصیت الله لکنت
فیه ش اور کوئی شخص بہشت مین نہین آتا مگر یہہ کہ عرض کرتے ہین اوسکی جگہہ کو دوزخ سے اور
کہتے ہین اوس سے کہ یہہ ہے مکان تیرا وہ مکان کہ اگر تو گناہ کرتا خدا کا تو البتہ تو اسمین رہتا
ھم وما من احد یدخل النار حتی یعرض علیه مکانه من الجنة فیقال له هذا
مکانك الذی لو اطعت الله لکنت فیه ش اور نہین ہے کوئی شخص کہ داخل ہو جہنم
مین مگر یہہ کہ عرض کرتے ہین اوسپر اوسکے مکان کو دوزخ سے اور کہتے ہین اوس سے کہ یہہ
ہے مکان تیرا وہ مکان کہ اگر تو اطاعت اور فرمان برداری کرتا خدا کی تو البتہ رہتا تو
اسمین ھم فیورث هؤلاء مکان هؤلاء ش پس گویا اہل بہشت میراث لیتی ہین جگہہ اہل دوزخ کی اور
اہل دوزخ میراث لیتی ہین جگہہ اہل بہشت کی ھم وذلك قول الله تعالی اولئك هم الوارثون الذین
یرثون الفردوس هم فیها خالدون ش اور طرف اسکی اشارہ ہے ساتھہ قول خدا تعالی کے یعنے یہہ جماعت

وہ ہین کہ وارث ہین فردوس اعلی کی بہشت سے اوس حال مین کہ یہہ ہمیشہ ہین بیچ فردوس کے
ہو اقل المومنین منزلۃ فی الجنۃ من لہ فیھا مثل تلک الدنیا عشر مرات یس اور
کمترین مومنین کا از روی منزلت کی بیچ جنت کے وہ شخص ہی کہ بیچ بہشت کی اوسکو مقدار دس برابر
دنیا ملک ہوم باب الاعتقاد فی کیفیۃ نزول الوحی من عند اللہ فی الکتب من الامر والنھی ثم باب الثانی عشر
بیچ بیان اعتقاد فرقہ ناجیہ کے بیچ کیفیت نازل ہونے اور اوترنے وحی کے اوپر پیغمبرون کے نزدیک
خدای تعالی سے بیچ کتابون کے اور امر اور نہی سے جاننا چاہیے کہ وحی کے معنی لغت مین بہت سے
ہین اشارہ کنایہ مکتوب رسالت الہام کلام خفی اور اٹھوین جو کچھ القا کرے کوئی ساتھ غیر اپنے کے
ہکذا فی القاموس اور عرف شرع مین اکثر اور غالب اطلاق وحی کا کیا جاتا ہے اوپر اوس چیز کے کہ جو القا
ہوتا ہے اوپر پیغمبرون کی جانب خداوند عالمیان سے اور وہ القا بہت طرح سے ہوتا ہی تا اینکہ بعض
علما نی وحی کو چودہ قسم منقسم کیا ہے اول رویای صادقہ مثل خواب حضرت ابراہیم خلیل کے کہ اوس حضرت نے
خواب مین دیکھا کہ مین اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہون اور یہ خواب جب حضرت نے اپنے فرزند سے نقل کیا
کہ یَا بُنَیَّ اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُکَ یعنی فرزند میرے بہ تحقیق کہ دیکھا مین نے بیچ خواب کے کہ تحقیق
مین ذبح کرتا ہون تجکو حضرت اسماعیل فرزند خلیل نے تصدیق اونکے خواب کی کی اور فرمایا کہ یَا اَبَتِ افْعَلْ
مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ یعنی اے پدر عالی قدر کرو تم اوس چیز کو کہ جسکا حکم
کیے گئے ہو قریب ہی کہ پاؤ کے مجھے انشاء اللہ تعالی صبر کرنے والو نسے اور بخاری نے اپنی صحیح مین
عایشہ سے روایت کی ہی کہ ان اول ما بدا رسول اللہ من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری
رویا الا جاءت مثل فلق الصبح حاصل یہ کہ رسول خدا کو اول وحی خواب ہو اور تفسیر صافی مین جناب
امیر سے ماثور ہے کہ کلام خدا کا کئی وجہ پر واقع ہوتا ہے ازانجملہ خواب ہی کہ پیغمبر دیکھتے ہین جیسا کہ فرمایا
منہ الرویا یتراہا الرسل یعنی مجملہ وحی سے خواب ہی کہ دیکھتے ہین اوسکو رسول اور اتفاق کیا ہی اہل اسلام نے
اسپر کہ خواب پیغمبرون کا بعد بعثت و نبوت قسم وحی سے ہی دوسرے وہ چیز ہی کہ بیچ نفس مقدسہ اور قلب مطہر
اوس جناب کے ڈالا جاتا ہے تیسرے صدای مثل صلصلہ کے آی آواز جرس کی جیسا کہ صحیح بخاری مین
بیچ باب بدو وحی کے مذکور ہے اور علی ابن ابراہیم نے کہ ہمارے علما سے ہین جناب امام محمد باقر سے
روایت کی ہی کہ اہل آسمان نے بعد حضرت عیسیٰ کے وحی نہ سنی تھی بیچ ابتدا البعثت جناب رسالتمآب کے

باب اثنا عشر در بیان کیفیت نازل ہونے وحی کے

ایک صدای عظیم وحی قرآنی کی سنتے تھے جیسا کہ لوہا اوپر سنگ سخت کے مارا جاے اور اوس سے
آواز پیدا ہو پس سب وحشت آواز سے بیہوش ہو گئے جب وحی تمام ہوئی تو جبرئیل نیچے آے
پس جس آسمان پر ہوتے تھے دہشت اونکی کم ہو جاتی تہی چوتھے یہ کہ فرشتہ بصورت انسان متمثل ہو کر
پیغمبر پر ظاہر ہو جیسا کہ جبرئیل بصورت دحیہ کلبی کہ سب سے حسن و صورت و جمال مین امتیاز رکھتے تھے
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوتی تہی پانچوین یہ کہ جبرئیل اپنی صورت اصلی پر ظاہر
ہوتے تھے یعنی جیسا کہ خدای تعالی نے اونکو اوپر اوس صورت کی پیدا کیا تہا کہ چہہ سو بال یعنی بازو اونکے تھے اور مروارید
و یاقوت اوسے گرتے تھے اور پراگندہ ہوتے تھے جیسے مثل روشنی کے آپ پر ظاہر ہوتے تھے اور آواز سنتے تھے
آپ فقط اوس کی اور صورت او سکی نہ دیکھتے تھے ساتوین آواز فرشتے کی سنتے تھے
اور کچھ نہ دیکھتے تھے اور حدیث صحیح مین جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہی کہ جناب رسول خدا قبل
اسکے کہ جبرئیلؑ آپ پر نازل ہون اسباب نبوت کو دیکھتے تھے اور باتین ملائکہ کی سنتے تھے تا
اینکہ جبرئیل رسالت لیکر آپ پر نازل ہوے اور جبرئیلؑ کو اونکی صورت پر دیکھا اور دوسری حدیث مین
جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مین ابطح مین اپنے ہاتہ پر تکیہ کئے سوتا تھا
اور حضرت علی علیہ السلام جانب راست اور جعفر طیار جانب چپ اور حمزہ پائین پا میرے تہے کہ ناگاہ
صداے بال جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل میرے کان مین آئی مجھے اونکے بازو کی آواز سے
دہشت معلوم ہوئی سنا مینے کہ اسرافیل نے جبرئیل سے کہا کہ ان چارون شخصون مین سے کس کی
طرف ہم بھیجے گئے ہین جبرئیلؑ نے اشارہ کیا میری طرف اور کہا کہ انکی طرف کہ یہ مبعوث ہوے
ہین اور محمد نام انکا ہے اور یہ بہتر ہین انبیا ہین اور جو شخص کہ آپکے جانب راست سوتا ہی وہ علی
انکا اور وصی انکا ہے اور بہتر ہین اوصیا کا ہے اور جو کہ جانب چپ انکی سوتا ہی وہ جعفر پسر ابوطالب ہے
کہ ساتہ دو بازون رنگین کے بہشت مین پرواز کریگا اور وہ دوسرا حمزہ ہے کہ سردار شہیدون کا
ہوگا اور جناب صادقؑ سے منقول ہی کہ جبرئیل رسولخدا کے خدمت عالی مین آتے تھے تو مثل غلام کے
انکی خدمت مین بیٹھتے تھے اور جب نازل ہوتے تھے تو گھر کے باہر کھڑے رہتے تھے اوس جگہ کہ
اب اوسکو مقام جبرئیل کہتے ہین اور جب تک کہ رخصت نہ پاتی تھے گھر مین داخل ہوتے تھے اور علی
ابن ابراہیم نے جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہی کہ جبرئیل نے رسولخدا سے عرض کی کہ اسرافیل

حاجب پروردگار ہے اور سب خلق سے محل صدور وحی کے نزدیک تر ہی یعنی اول وحی
اونہین پر نازل ہوتی ہی اور ایک لوح یاقوت سرخ کی مابین دونون آنکھون اونکے کے ہے
جب وحی جانب پروردگار سے نازل ہوتی تھی تو وہ لوح پیشانی پر اسرافیل کے لگتی ہے
پس اسرافیل اوس لوح مین دیکھتا ہے اور جو کچھ کہ اوسمین ہوتا ہی وہ ہمین پہونچتا ہی اور مین
اطراف زمین و آسمان کے پہونچاتا ہون آٹھوین یہ کہ تین برس اوس پر موکل تھا اور لاتا تھا
ایک کلمہ کو وحی سے اور ایک چیز قبیل حدیث قدسی سے بعد اوسکے موکل ہوئے اوس
جناب پر جبرئیل پس لائے قرآن کو نوین یہ کہ القا ہوتے تھے دلمین اوس جناب کے ایک چیز
معانی حصہ سے جیساکہ فرماتا ہے کہ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحیٰ نہیں ہے وہ مگر وحی کہ وحی کی گئی
طرف اوس کے پس وحی اس آیہ مین عام ہے الہام سے گیارہوین یہ کہ وہ جناب ایک آواز
پیچیدہ مثل دوی مگس عسل کے یعنے آواز مکھی شہد کے سنتے تھے جیساکہ روایت مین وارد ہے
اور وہ جناب اوس آواز سے مراد اور مقصد حاصل کر لیتے تھے بارہوین یہ کہ خدای تعالے
بلا واسطہ پس پردہ غیب سے کوئی کلام ساتھ پیغمبر کے حال بیداری مین متوجہ فرماتا تھا جیساکہ شب
معراج و اسرا مین واقع ہوا اور کبھی اوس جناب کو غشی یا ایک حالت مشابہ بغشی ہوتی تھی اور
عرق جسم مبارک سے ٹپکنے لگتا تھا اور یہ علامت تھی واسطے حاضرین کے نازل ہونے وحی کے
اور حدیث مین وارد ہے کہ یہ حالت اونکو جب عارض ہوتی تھی کہ جب بلا واسطہ ملک وحی
آپ پر نازل ہوتی تھی پس بسبب دہشت کلام آلہی اور عظمت و جلالت نامتناہی اوس کے
کی یہ حالت ان پر طاری ہوتی تھی اور جب جبرئیل وحی لاتے تھے تو یہ حالت آپ پر طاری
نہوتی تھی بلکہ اور وہ بدون اجازت و رخصت آپکے گھر مین داخل نہوتے تھے اور اخوند رحمہ
نے حیات القلوب مین جناب امیر سے اس روایت معتبر کو نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وحی
خدا جو پیغمبر پر نازل ہوتی تھی وہ کئی قسم پر تھے بعض تو بواسطہ فرشتہ کے تھی اور بعض بطور کلام
کرنے خدا سے تعالی کے بے اسکے کہ فرشتہ بیچ مین واسطہ ہو اور جناب رسولخدا سے منقول ہے
کہ آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ تم وحی کہانسے لیتے ہو کہا اسرافیل سے پھر پوچھا کہ اسرافیل کہانسے
لیتے ہین کہا فرشتون روحانی سے کہ وہ اسرافیل سے بلند تر ہین پھر پوچھا کہ وہ کہانسے لیتے ہین

کہا کہ اونکے دلون مین پڑ جاتی ہی اور حاصل ہونا علم کا اوس جناب کو یا وحی سے تھا یا بوت
او بمعرفت جبرئیل سے یا معرفت ہر فرشتہ سے کہ کوئی ہو یا ساتھ پیدا کرنے علم ضروری کے تہا ساتھ اس بات کے
کہ جبرئیل فرشتہ ہی فرستادہ خداوند عالم نہ جنس جن سے اور نہ قسم شیطان سے جیساکہ خداوند تعالے
علم ضروری جبرئیل مین پیدا کرتا تھا ساتھ اس بات کے کہ کلام کرنے والا اوس سے خدای تعالی ہی نہ غیر اوسکا
اور بعض روایات مین وارد ہی کہ جب سینتیس برس اوس جناب کی عمر شریف سے گذری تو آپ نے خواب مین
دیکھا کہ فرشتہ ندا کرتا ہی اور کہتا ہے کہ یا رسول اللہ پس ایکدن وہ جناب گوسفندان ابو طالب کو
پہاڑ و نمین چراتے پھرتے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کہتا ہی کہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تو کون ہے
اوس نے عرض کی کہ مین جبرئیل ہون خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمکو رسالت پر
پہونچاؤن پس پانی آسمان سے آپ کے واسطے لائے اور ایک روایت مین ہی کہ اوس
جناب نے پاؤن زمین پر مارا اور ایک چشمہ پانیکا اوس سے پیدا ہوا جبرئیل نے بھی اوس
پانی سے وضو کیا اور اوس جناب کو بھی وضو تعلیم کیا پس اس روایت سے ظاہر ہونا خرق عادت کا
ثابت ہوتا ہے اور عبد الحق دہلوی نے لکھا ہی کہ اکثر قائل شق اول کے ہوے ہین اور جناب امام حسن
عسکری سے منقول ہی کہ جب چالیس برس اوس جناب کی عمر مبارک سے گذرے تو خدا تعالی نے
اونکے دلکو سب لوگون سے خاشع تر اور مطیع تر اور بزرگ تر پایا پس منایعت کی اونکی آنکھوں کو ایک نور اور دیا اور حکم کیا تا کہ در
آسمانکے کھولے اور فوج فوج ملائکہ زمین پر اوترنے لگی اور وہ جناب اون پر نظر کرتے تھے اور دیکھتے تھے اور خدا تعالی نے
اپنی رحمت کو ساق عرش سے تا سر اوس جناب کے متصل کیا تھا پس جبرئیل نیچے آے اور
اطراف آسمان و زمین کو پکڑا اور پھر بازو کو اوس جناب کے پکڑکے حرکت دی اور کہا یا محمد پڑھ
آپ نے فرمایا کہ کیا پڑھون جبرئیل نے کہا پڑھو اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ ٥ پھر وحی خدای تعالے کی آپ کو پہونچائی اور ایک روایت مین ہی کہ جبرئیل
دو بار ستر ہزار فرشتون کے ساتھ نازل ہوے اور کرسی کرامت و عزت کو اوس جناب کے واسطے
لائے اور تاج نبوت کو سر پر اوس سلطان انبیا کے رکھا اور لوای حمد کو آپ کے ہاتھ مین دیا اور کہا
کہ اس کرسی پر تشریف لیجاؤ اور اپنے خداوند کریم کی حمد و ثنا فرماؤ اور منقول ہے کہ اول عورتون مین سے
جو عورت اوس جناب پر ایمان لائی وہ خدیجہ تھین اور مردونمین سے جو ایمان لاے وہ علی ابن

ابی طالب سے تھے اور روایت مین وارد ہے کہ جب آیۂ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ
نازل ہوا یعنی ڈرا تو نزدیک تر یگانون سے اپنون کو تو پس جناب امیرؑ کو آپنے بلوایا اور فرمایا
کہ ایک صاع تو گیہون کے پسوا کر روٹیان پکواؤ اور ایک گوسفند کو ذبح کر کے اوسکو پکوا کر اور ایک
کاسہ شیر کا میرے پاس لاؤ اور فرزندان ابو طالب کو بلاؤ کہ وہ شعب ابو طالب مین انکر جمع
ہون اور یہ چالیس آدمی تھے پس ابو لہب نے کہا کہ محمد گمان کرتے مین کہ ہمین سیر کرین حالانکہ
ہر ایک ہم مین سے ایسا ہی کہ ایک ایک گوسفند کھائے اور پھر سیر نہوا اور ایک کاسہ بزرگ
شیر کا پی جاے اور خبر نہو پس جب صبح ہوئی تو سب لوگ ابو طالب کے گھر مین مع آپکے چچاؤن
آنکر جمع ہوے اور عباس اور حمزہ اور ابو طالب اور ابو لہب بھی آنکر داخل ہوے اور تحیۂ اور
سلام اوپر طریقہ جاہلیت کے بجا لاے مگر اوس جناب نے اوپر طریقہ اسلام کے جواب دیا یہ امر
ان پر گران ہوا کہ خلاف ہمارے طریقہ کے جواب دیا پس جناب امیرؑ نے اوس نان اور گوشت سے
ثرید تیار کیا اور کاسہ شیر کے ساتھ ان سب کے روبرو لاکر رکھا اول جناب رسول خدا نے
دست مبارک اپنا اوس ثرید پر رکھا اور فرمایا کہ بسم اللہ کہا و ساتھ نام خدا کے یہ کلمہ ہی انکو
ناگوار معلوم ہوا اور چونکہ سب بہت بھوکے تھے تو خوب سیر ہو کر کھایا باوجود اسکے کھانے مین سے
کچھ کم نہوا اور دودھ بھی خوب پیا اور اوسمین سے بھی کچھ کم نہوا پس جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ کچھ ارشاد کرین ابو لہب نے مبادرت کر کے کہا کہ خوب سحر کیا تمہارے تئین
تمہارے صاحب نے کہ تمکو اس طعام قلیل کے ساتھ سیر کر دیا اور اوسمین سے کچھ کم نہوا پس جب
اوس ملعون نے یہ دلیری کی تو آپ نے اوسوقت کچھ نہ کہا تا اینکہ سب چلے گئے جناب رسول خدا نے
فرمایا کہ اے علی اس مرد نے ایسی باتین کہین اور مین نے بسبب اسکے کچھ نہ کہا کل پھر انکے
اسیطرح دعوت کرو تا مین اپنی رسالت انکو پہونچاؤن غرض دوسرے روز جب سب آنکر حاضر ہوے
اور کھانا کھا چکے تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزندان عبد المطلب مین گمان نہین کرتا کہ کوئی شخص
عرب سے اپنی قوم کیواسطے لایا ہو بہتر اوس چیز سے کہ جو مین تمہارے واسطے لایا ہون آگاہ ہو
کہ مین تمہارے واسطے خیر دنیا اور آخرت کی لایا ہون تم کہو کہ اگر مین خبر دون اوس دشمن کی کہ جو صبح
یا شام تمہارے دور لاے تو تم میرے کہنے کو باور کروگے کہا کہ ہان ہم تمکو سچا جانتے ہین

فرمایا کہ تم آگاہ ہو کہ خیرخواہ کسیکا جھوٹ نہین کہا کرتا تم یقین جانو کہ خدا تعالی نے مجھے تمہارے تئین
رسالت کے بہیجا ہے اور مجھے حکم کیا ہے کہ پہلے سب سے اپنے یگانون اور نزدیکون بہ ساتہ اس امر کی
دعوت کرون اور عذاب آخرت سے ڈراؤن اور تم ہو خویش اور یگانے میرے اور اس طعام اور
معجزے کو بیرب دیکھا ہی کہ یہ مثل مائدہ بنی اسرائیل کی ہے کہ جو شخص بعد کہانے اس طعام کے مجہپر
ایمان نہ لاویگا تو خدای تعالی نے اوسکو ایسے عذاب سے معذب کریگا کہ کسیکو اہل عالم سے ایسے
عذاب کے ساتہ معذب نکریگا اور بھی آگاہ ہو کہ خدای تعالی نے کسی پیغمبر کو نہین بہیجا مگر یہ کہ اوسکے
واسطے اوسکے اہل سے ایک بہائی اور وزیر اور وصی اور جانشین اور وارث مقرر کیا ہی پس جو
شخص تم مین سے پہلے سب سے ساتہ میرے ایمان لاوے وہ بہائی اور وزیر اور وصی اور خلیفہ
میرا ہوگا اور میری امت مین مجہسے بمنزلہ ہارون کے ہوگا موسی سے پس کون شخص ہے کہ مبادرت
اور دلیری کرے ساتہ بیعت میری کے کہ بہائی میرا ہو اور میرے یاری اور معاونت اور مددگاری
اوپر مخالفون کے تا اوسکو اپنا وصی اور خلیفہ اور وزیر کرون اور میری طرف سے وہ تبلیغ رسالت کرے
اور میرے قرض میرے بعد ادا کرے اور میرے وعدونکو پورا کرے جب اوس جناب نے یہ بات
تمام کی تو سب سنکر چپ ہو رہے اور کسینے کچھ جواب نہ دیا الا جناب علی ابن ابی طالب کھڑے
ہوے اور کہا کہ مین بیعت کرتا ہون آپسے اے رسول خدا ساتہ اوس شرط کہ جو آپ فرمائیں آپ نے
فرمایا کہ اے علی تم بیٹھ جاؤ شاید وہ شخص کہ جو تمسے بزرگ تر ہو اوٹھے غرض پھر آپ نے
اوسی مضمون کا اعادہ کیا پھر کسینے جواب نہ دیا پھر جناب امیر کھڑے ہوے اور کلمات اطاعت
اور انقیاد از روی حسن اعتقاد کے عرض کیے پھر آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ شاید کہ کوئی بزرگ تر
تمہارون مین سے کھڑا ہو پھر کوئی کھڑا نہوا تو تیسرے بار اوس جناب نے جناب امیر کو اپنے پاس
بلایا اور اون سے بیعت لی اور آب دہن مبارک اون کے دہن اقدس مین ڈالا اور شانون مین
اور سینہ پر ملا ابولہب علیہ اللعنہ نے یہ دیکھکر کہا کہ خوب جزا دیا تمکو تمہارے پسر عم نے کہ تمنے تو
اون کی دعوت کی اجابت کی اور انہون نے تمہارے منہ کو آب دہان سے بھر دیا جناب رسول خدا
نے فرمایا کہ تو جھوٹھ کہتا ہی مین نے اوسکو علم و حلم و فہم و دانش سے بھرا ہی پس سب اوٹھکر
باہر چلے آے اور ہنسی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ کل کو تمہین حکم کریگا بیٹے کی اطاعت کرنے کا انتہی ملخصا

حدیقۃ السلطانیۃ م قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا فی ذلک ان بین عینی اسرافیل لوحا
ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا اسمین یعنے وحی مین یہہ ہے کہ درمیان
دونون آنکھون اسرافیل کے ایک لوح ہے م فاذا اراد اللہ سبحانہ ان یتکلم بالوحی ضرب
ذلک اللوح جبین اسرافیل فیقرء ما فیہ فیلقیہ الی میکائیل و یلقیہ میکائیل
الی جبرئیل و یلقیہ جبرئیل الی الانبیاء ش پس جسوقت کہ خدا یتعالی چاہتا ہے کہ کلام
کرے ساتھہ وحی کے تو مارتا ہے اوس لوحکو اوپر پیشانی اسرافیل کے پس نظر کرتا ہے اسرافیل
بیچ اوس لوح کے اور پڑھتا ہے جو کچھہ اوسمین لکھا ہوتا ہے پھر اوسکو میکائیل کو پہونچاتا ہے
اور میکائیل جبرئیل کو پہونچاتا ہے اور جبرئیل انبیا کو پہونچاتا ہے اور یہی ابن عباس سے
روایت ہے کہ لوح کے سرے پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ و دین الاسلام و محمد عبدہ و رسولہ
اور یہی منقول ہے کہ خدا یتعالی ہر روز تین سو ساٹھہ مرتبہ لوح مین نظر کرتا ہے واسطے زندہ
کرنے اور مار ڈالنے اور عزت دینے اور ذلت دینے کے اور یہی منقول ہے کہ لوح مین ساتہ خط
نور سے لکھے ہوئے ہین اڑہائی خط واسطے دنیا کے اور ساڑہے چار خط واسطے احوال قیامت
کے اور جو کچھہ کہ اوسمین ہوگا بہشت اور دوزخ کے پہونچنے تک م واما الغشوۃ التی کانت
تاخذ النبی فانھا کانت تکون عند مخاطبۃ اللہ عزوجل ایاہ حتی تثقل و تعرق
ش اور لیکن تغیر حال جو کہ واقع ہوتا ہے پیغمبرون کو وقت نزول وحی سبب اوسکا مخاطبہ خدا تعالی
کا ہے اور نزول وحی اوس جناب پر تہا تا ضبط کرین اور نقل کرین اوسکو امت سے اور معلوم
کرائین اوسکی حقیقت کو م واما جبرئیل فانہ کان لا یدخل علیہ حتی یستاذنہ
اکراما وکان یقعد من بین یدیہ قعدۃ العبد ش اور لیکن جبرئیل بسبب تعظیم اوس جناب کے آپکی خدمت
مین حاضر نہ ہوتے تہے یہانتک کہ اذن آپسے طلب کرتے تہے یعنے بغیر اذن کے گھر مین داخل
نہوتے تہے اور بسبب تعظیم اوس جناب کے روبرو آپکے مثل غلامون کے بیٹھتے تہے م باب

الاعتقاد فی نزول القرآن فی لیلۃ القدر ش باب چوبیسوان

بیچ بیان اعتقاد فرقہ ناجیہ کے نازل ہونے مین قرآن کے بیچ شب قدر کے م قال الشیخ ابو جعفر
رہ اعتقادنا فی ذلک ان القرآن نزل فی شہر رمضان فی لیلۃ القدر جملۃ واحدۃ

الی البیت المعمور ۔ش فرمایا شیخ رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ قرآن کے یہہ ہے کہ وہ
نازل ہوا بیچ ماہ مبارک رمضان کے شب قدر مین سب ایکدفعہ طرف بیت معمور کے ثم نزول
من البیت فی مدۃ ثلثۃ وثلثین ۔ش پہر نازل کیا قرآن کو بیت معمور سے مدت تیئیس ۲۳ برس
مین واضح ہو کہ قرآن ایک ہی دفعہ تالیف کیا گیا خدا سے مرکب الفاظ اور حروف اور نقوش
سے کہ جو دلالت کرتے ہین اوپر الفاظ اور حروف کے تسمیہ دال کا ساتھہ اسم مدلول کے
یعنے اصل مین نام ہے قرآن اون الفاظ وحروف کا کہ جس سے وہ مرکب ہے اور وہ مدلول
ہین اور یہہ نقوش جو لکھے جاتے ہین یہہ دال ہین حروف پر اب قرآن نام ان ہی نقوش کا ہی
اسواسطے کہ حروف اور الفاظ کے واسطے خارج مین وجود ہین پس یہہ معنی ہین تسمیہ دال کا ساتھہ
اسم مدلول کے جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ اور علم جنسی
ہے نہ علم شخصی یعنے جو قرآن ہے اوسکا نام قرآن ہی ہے نہ یہہ کہ خاص ایک قرآن کا نام تو قرآن
ہو اور وہ مرے جملہ قرآن کی قرآن نہ کہین اور روایات متعددہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ مجموع
قرآن ایک مرتبہ لوح محفوظ سے ماہ مبارک رمضان مین اوپر بیت المعمور کے بیچ شب قدر کے
نازل ہوا اور اوس جگہ سے بیچ مدت تیئیس برس کے اوپر جناب رسالتمآب کے تدریج نازل
ہوا فائدہ لوح محفوظ ایک تختی ہے اور محفوظ اوسکو اسواسطے کہتے ہین کہ وہ نگاہ رکھی گئی ہے
حرفون کے بدلنے سے اور کم اور زیادہ ہونے سے یا شیاطین کے گذرنے سے نگاہ رکھی گئی
ہے ابن عباس سے منقول ہے کہ لوح محفوظ ایک دانہ موتی سفید سے ہے کہ طول اوسکا
زمین سے آسمان تک ہے اور عرض اوسکا مشرق سے مغرب تک ہے اور کنارہ اوسکا یاقوت
سے ہے ثم ان الله تعالی اعطی نبیه محمد العلم جملة ۔ش اور یہہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے
عطا کیا نبی اپنے کو علم سب ثم قال له عز وجل وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى
إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۔ش یعنے کہتے ہین کہ جسوقت حضرت جبرئیل کوئی
آیہ قرآن کا لیکر آتے اور اوس آیت کو جناب رسول خدا پر پڑہتے تو وہ جناب بسبب کمال شوق
اور اشتیاق کے واسطے ملاقات کرنے وحی ربانی سے جبرئیل کے ساتھہ پڑہنے لگتے تھے پس یہہ آیت
نازل ہوئی کہ جسکا ماحصل یہہ ہے کہ اور نہ جلدی کر تو ساتھہ پڑہنے قرآن کے پہلے اس سے کہ ادا

کی جائے طرف تیرے وحی اوسکے یعنے تو پہلے سن لے جبرئیل کے پڑہنے کو اور جسوقت کہ وہ آیہ کو
تمام کرلیوے تو تو اس آیہ کو سنکر پہر تو پڑہ اور کہہ کہ اے پروردگار میرے زیادہ کر تو مجھکو علم
بعد علم کے یعنے بدلے جلدی کرنے کے تو علم کو طلب کر اور فرمایا ہے رسول خداؐ نے کہ جسوقت
مجہپر وہ دن آتا ہے کہ جسمین علم مجھکو زیادہ نہین ہوتا ہے تو اوسدن کے آفتاب کے طلوع
مین بہی برکت نہین ہوتی اور جناب صادقؑ نے جناب رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ فضل علم کا زیادہ دوست ہے طرف میرے فضل عبادت سے م وقال اللہ تعالے
لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ یعنے نہ حرکت دے تو ساتہہ اوس قرآن کے ای محمد زبان اپنی کو پہلے
اس سے کہ وحی تمام ہووے تا کہ جلدی کرے تو ساتہہ پڑہنے اوسکے کے بہ تحقیق اوپر ہمارے
ہے جمع کرنا اوسکا اور ثابت کرنا قرأت اوسکی کا تیری زبان پر یا پڑہنا اوسکا ہمکو تجہپر پس تو
جلدی اوسکے پڑہنے مین مت کر پس جسوقت پڑہین ہم اوسکو تجہپر زبان جبرئیل سے تو نیس
پیروی کر تو پڑہنے اوسکی کی یعنے جبرئیل کے پڑہنے کی بعد تو اوسکو پڑہ اور اوسکے پڑہنے کے
درمیان مت پڑہ کہ اوپر ہمارے ہے روشن کرنا اوسکا جو کچھہ مشکل ہے اور منقول ہے
کہ بعد نازل ہونے ان آیتون کے جسوقت جبرئیل کوئی آیت رسول خداؐ پر پڑہتے تہے تو رسول خداؐ
سر مبارک اپنا آگے کو ڈالتے تہے اور اوس آیت کو سنتے تہے اور جسوقت وہ آیت کو تمام
کرتے تہے تو بعد چلے جانے جبرئیل کے جناب رسول خداؐ پڑہتے تہے **باب الاعتقاد
فی القرآن** ش باب اونتیسوان بیچ اعتقاد قرآن کے م قال الشیخ ابوجعفر رہ
اعتقادنا فی القرآن انہ کلام اللہ و وحیہ و تنزیلہ وقولہ وکتابہ ش فرمایا شیخ
نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا قرآن مین یہہ ہے کہ وہ کلام اللہ کا ہے اور وحی اوسکی اور
بہیجا ہوا اوسکا اور قول اوسکا اور کتاب اوسکی ہے م وانہ لَا يَاْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ وَاِنَّهُ تَقَصَّصَ الْحَقَّ وَاِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ش
اور یہہ کہ بیچ قرآن کے اصلا کذب و باطل نہین ہے نہ آگے اوسکے سے نہ پیچہے اوسکی یعنے
نہ اخبار ماضیہ مین اوسکے اور نہ اخبار استقبالیہ مین پس جو چیزین اور احوال کہ زمانہ گذری ہوئی

باب الاعتقاد فی القرآن

اوسمین بیان کیئے گئے ہین اونمین بہی کسیطرحکا جہوٹ نہین اور جو خبرین اور احوال کہ زمانہ آیندہ
کے بیان کیئے گئے ہین اونمین بہی ہرگز جہوٹ نہین اور بہ تحقیق کہ وہ قرآن البتہ ایک قول ہے
جدا کرنے والا حق کو باطل سے اور نہین ہے ہزل اور قول باطل مثل جادو اور کہانی کے ہم
وان اللہ تبارک وتعالی محدثہ ومنزلہ وحافظہ یش اور یہہ کہ اللہ تبارک وتعالی
حادث کرنے والا یعنے پیدا کرنے والا اوسکا اور نازل کرنے والا اوسکا اور پروردگار اوسکا
اور نگاہ رکہنے والا اوسکا تغیر اور زوال سے ہے اور شک نہین اسمین کہ قرآن حادث ہے
نہ قدیم جیساکہ فرماتا ہے خدا تعالی مَا اٰتیھم مِنْ ذِکْرٍ مِنْ رَّبِّھِم مُحْدَثٍ اور بہی فرماتا ہے
کہ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا پس ارسل صیغہ فعل ماضی کا ہے پس اگر قرآن محدث نہو تو لازم آتا ہے
یہہ کہ بہیجنا نوح کا سابق ہو اور پر حکایت اونکی کے واسطے رسول اللہ کے بیچ قرآن کے واقع ہو
کہ آخوند علیہ الرحمہ نے حق الیقین مین فرمایا ہے کہ دلیل اوپر پیغمبری جناب نبوی کے یہہ ہے
کہ دعوے نبوت کا کیا اور معجزات باہرات اوپر دعوے اپنے کے ظاہر کیئے از انجملہ قرآن مجید
ہے اور یہہ معجزات متواترہ اوس جناب سے ہے کہ روز قیامت تک باقی ہے پس اتفاق
جمیع فرق اہل اسلام کا اسپر ہے کہ مابین دو لوحون وفتیون کے ماسوا معوذتات کے سب کلام مجید
ہے اور بلاشبہ کلام نازل من اللہ ہے یعنے نازل کیا گیا جانب خدا سے اور ہمیشہ سے لوگ اسکے
نقل کرنے اور حفظ کرنے مین اہتمام تمام کرتے چلے آئے ہین اسطرح پر کہ مجال شک وشبہ کی
اوسمین نہین ہے مگر یہان اثبات تواتر کا اوپر طریقہ اہلسنت کے بہت مشکل ہے کیونکہ اثبات تواتر کا جبتک
کہ سب طبقات کے لوگ متفق نہوون غیر متصور ہے حالانکہ کلام اہلسنت سے مفہوم ہوتا ہے
کہ صحابہ نے اختلاف کیا ہے بیچ خصوص مصاحف کے اور ایک نے دوسرے کے مصحف کی توہین اور
تزئیف کی ہے پس اگر مصاحف انکے آپسمین اختلاف نرکہتے تو یہہ لوگ آپسمین ایکدوسرے
کے قرآن کا انکار نکرتے جیساکہ مشہور ہے کہ عثمان نے ابن مسعود کے قرآن کو جلا دیا
اور ابن مسعود نے کہا کہ اگر مین بہی مالک ہوتا تو جو کچہہ انہون نے میرے قرآن کے ساتہہ
کیا ہے مین بہی انکے قرآن کے ساتہہ کرتا ہم باب الاعتقاد فی مبلغ القرآن
فی باب تیسوان بیچ اعتقاد چند کی قرآن کے ہم قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا ان القرآن

الذی

الذی انزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ محمدؐ ما بین الدفتین وھو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ش فرمایا شیخ ابو جعفرؒ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا یہ ہے کہ قرآن جسکو بھیجا ہے خدا تعالیٰ نے اوپر نبی السؐ و جان کے وہ ہے کہ جو درمیان دو جلد مصحفون کے ہے اور وہ وہی ہے کہ اب ہاتھو نمین آدمیون کے ہے اور زیادہ اس سے نہین ہے م ومبلغ سورہ عند الناس مائۃ واربع عشر سورۃ وعندنا والضحیٰ والم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف والم تر کیف سورۃ واحدۃ ش اور عدد سورونکا قرآن مین سبکے نزدیک ایکسو چودہ ہے اور نزدیک علمای امامیہ کے والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورہ ہے اور لایلاف اور الم ترکیف ایک سورہ ہے م ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب ش اور جو شخص کہ نسبت کرے طرف فرقہ امامیہ کے اس امر کی کہ وہ کہتے ہین کہ قرآن زیادہ اس سے ہے کہ جو بیچ ہاتھ آدمیون کے ہے پس وہ شخص دروغگو اور جھوٹا ہے م وما روی من ثواب قراءۃ کل سورۃ من القرآن وثواب من ختم القرآن کلہ وجواز قراءۃ سورتین فی رکعۃ النافلۃ والنھی عن القران بین سورتین فی رکعۃ فریضۃ تصدیقًا لما قلناہ فی امر القرآن وان مبلغہ ما فی ایدی الناس ش اور جو کچھ روایت کیا گیا ہے ثواب قراءۃ ہر سورہ کا قرآن سے اور ثواب ختم قرآن بتمامہ اور جائز ہونا پڑھنے دو سورون کا ایک رکعت مین نماز نافلہ سے اور جائز نہونا دو سورون کا ایک رکعت مین فریضہ سے سب یہ موید اوسکے ہین کہ جو ہمنے کہا کہ قرآن یہی ہے کہ درمیان آدمیون کے ہے اور زیادہ اس سے نہین ہے اسواسطے کہ یہ احکام بیچ غیر اون سورون کے جاری نہین ہین م وکذلک ما روی من النھی عن قراءۃ القرآن کلہ فی لیلۃ واحدۃ وانہ لایجوز ان یختم فی اقل من ثلثۃ ایام تصدیق لما قلناہ ایضا ش اور ایسی ہے جو کچھ روایت کی گئی ہے منع پڑھنے تمام قرآن سے ایک شب مین اور یہ کہ جائز نہین ختم کرنا قرآن کا کمتر تین دن سے مصدق اور موید اوس چیز کا ہے کہ جو ہمنے کہا ہے م بل نقول انہ قد نزل من الوحی الذی لیس بقرآن ما لو جمع الی القرآن یکون مبلغہ مقدار سبع عشرۃ الف آیۃ ش بلکہ ہم فرقہ ناجیہ کہتے ہین کہ ایسی ہی نازل ہوئی ہے اوپر پیغمبرؐ کے وحی غیر قرآن سے

کہ اوسکو حدیث قدسی کہتے ہین اور سقدر کہ اگر جمع کرین اوسکو ساتھ قرآن کے تو البتہ ہوجاے
عدد اوسکا ستر ہزار آیہ م وَ ذٰلِكَ مثل قول جبرئیل للنبی ان اللّٰہ یقول لكَ یا محمّد دار
خلقی مثل ما اداری ش اور یہ مثل قول جبرئیل کے ہے جانب خدا سے واسطے نبی کے کہ اے
محمد مدارا کر ساتھ مخلوقات میری کے جیسے کہ مین مدارا کرتا ہون م ومثل قولہ اتق شحنا الناس
وعاد تہم ش اور مثل قول خدا تعالی کے پرہیز کر تو بزرگ آدمیون سے اور دشمنی اونکی سے یعنی جن آدمیون مین بزرگ ہو
اوس سے دشمنی نکر م ومثل قولہ عش ما شئت فانك میت ش اور مثل قول خدا تعالی کے کہ زندگانی کر جسقدر چاہے تو
زندگانی کرنا پس تو آخر کو مرجاویگا م واحبب ما شئت فانك مفارقہ ش اور دوست رکھ جس چیز کو کہ چاہے تو پس
بہ تحقیق کہ تو اوس چیز سے جدا ہوگا م واعمل ما شئت فانك ملاقیہ ش اور عمل کر جو چاہتا ہے پس بہ تحقیق کہ تو ساتھ جزا اوس عمل کے
پہونچیگا م وشرف المؤمن صلوتہ باللیل ش اور شرف وبزرگی مومن کی ساتھ نماز
اوسکے کے ہے بیچ شب کے م وعزہ ترکہ الاذی عن الناس ش اور عزت مومن کی
باز رکھنا آزار کا ہے آدمیون سے م ومثل قول النبی ما زال جبرئیل یوصینی بالسواک
حتے خفت ان ادرد واحفی ش اور مثل قول نبی کے کہ ہمیشہ جبرئیل وصیت کرتے تے
مجکو ساتھ مسواک کے یہانتک کہ گمان ہوا مجھے اسکا کہ دانت میرے گر پڑین یا جھڑین اونکے
سست ہوجائین م وما زال یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ ش اور
ہمیشہ وصیت کرتے تے مجکو واسطے رعایت ہمسایون کے تا اینکہ گمان ہوا مجھ کہ وہ وارث
ہوجائینگے میرے م وما زال یوصینی بالمرأۃ حتی ظننت انہ لا ینبغی طلاقہا ش
اور ہمیشہ وصیت کرتے تے مجکو ساتھ رعایت عورتون کے یہانتک کہ گمان لیگیا مین کہ
بہ تحقیق سزاوار نہین ہے طلاق اونکی م وما زال یوصینی بالمملوك حتی ظننت انہ سیضرب
لہ اجلا یعتق فیہ ش اور ہمیشہ وصیت کرتے تہے مجھکو واسطے رعایت بندون اور
غلامون کے یہانتک کہ گمان ہوا مجھکو کہ اونکے واسطے ایک میعاد معین کریگا کہ جب وہ
اوس میعاد کو پہونچین تو آزاد ہوجائین بیچ اوس میعاد کے م ومثل قول جبرئیل للنبی
حین فرغ من غزوۃ الخندق یا محمد ان اللّٰہ یامرك ان لا یصلی العصر الا فی
قریظہ ش اور مثل قول جبرئیل کے واسطے رسول مقبول کے جسوقت فارغ ہوے جنگ خندق

کہ اے محمد بدرستیکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ نماز پڑہے تو مگر بیچ ان منازل کے یعنے قریظہ مین
م ومثل قوله علیه السلام امرنا ربنا بمدارات من الناس کما امرنا باداء الفرائض ش
اور مثل قول نبیؐ کے کہ حکم کیا مجکو میرے پروردگار نے ساتہہ مدارات کے آدمیون سے جیساکہ
حکم کیا مجکو واسطے اداکرنے فرائض اور واجبات کے م ومثل قوله علیه السلام ان معاشر
الانبیاء امرنا الله تعالی ان لا نکلم الناس الا بمقدار عقولهم ش اور مثل قول
اون حضرتؐ کے کہ ہم گروہ انبیا کو حکم کیا ہے اللہ تعالی نے کہ بات نہ کہین ہم ساتہہ آدمیون کے
مگر بقدر عقلون اونکی کے م ومثل قوله علیه السلام ان جبرئیل اتانا من قبل ربی بما
قرت به عینی وفرح به صدری وقلبی قال ان الله عز وجل یقول ان علیا امیر المومنین
وقاعد الغر المحجلین ش اور مثل قول آنحضرتؐ کے کہ جبرئیل لایا میرے واسطے نزدیک
پروردگار میرے سے وہ چیز کہ جس سے روشن ہوئین آنکہین میری اور شاد ہوا اوس سے
سینہ میرا اور دل میرا کہا بدرستیکہ علیؑ ابن ابیطالب امیر ہے مومنون کا اور پیش رو ہے
پیشانی اور ہاتہہ پاؤن سفیدون کا یعنے افضل ترین آدمیون کا کہ مراد اوس سے ائمہ معصومین ہین
م ومثل قوله نزل علی جبرئیل فقال یا محمد ان الله تبارک وتعالی قد زوج فاطمه
علیا من فوق عرشه واستشهد علی ذلک خیار ملئکته ش اور مثل قول اون
علیه السلام کے کہ آئے میرے پاس جبرئیل اور کہا اے محمد بدرستیکہ اللہ تبارک وتعالی نے
تزویج کیا فاطمہ علیہا السلام کو ساتہہ علیؑ کے اوپر عرش اپنے کے اور گواہ لیا اوسپر اپنے
فرشتون کو بس تم ہی تزویج کرو فاطمہؑ کو ساتہہ علیؑ کے بیچ زمین کے اور گواہ لو اوسپر
اپنی امت کے نیکون کو م کو مثل هذا کله وحی لیس بقرآن ش اور سب یہہ وحی ہین
اور نہین ہین قرآن م ولو کان قرآنا لکان مقرونا به ش اور اگر ہوتے یہہ قرآن تو البتہ
ہوتے مقرون ساتہہ اوسکے م وموصولا به غیر مفصول منه ش اور متصل ہوتے ساتہہ
اوسکے نہ جدا اوس سے م لما کان امیر المؤمنین جمعه ش جیساکہ امیر المؤمنینؑ نے جمع کیا
قرآن کو م فلما جاء هو به فقال هذا کتاب ربکم کما نزل علی نبیکم لم یزد فیه حرف
ولم ینقص منه حرف ش پس جب لائے اوس قرآن کو اصحاب کے پاس تو فرمایا کہ یہہ کتاب ہے

پروردگار تمہارے کے جیسا کہ نازل ہوئی ہے تمہارے پیغمبر پر نہ زیادہ ہوا ہے اوسپر کوئی
حرف اور نہ کم ہوا اوس سے کوئی حرف م فقالوا لا حاجة لنا فیه عندنا مثل الذی
عندک ش پس کہا اون سب نے کہ ہمکو تمہارے اس قرآن کی طرف کچھہ حاجت نہین سوا اسکے
کہ ہمارے پاس بہی وہی ہے کہ جو تمہارے پاس ہے م فانصرف وهو یقول فنبذوه
وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون ش پس پہر گئے
اوس سے پہرے امیر المومنین اور کہتے تھے کہ پس پشت ڈالا انہون نے قرآن کو اور خریدا ساتھہ
اوسکے پونجی قلیل کو پس بہت بری چیز ہے وہ کہ جسکو خریدا اونہون نے م وقال الصادق
القرآن واحد نزل من واحد علی نبی واحد انما الاختلاف وقع من جهة الرواة
ش اور فرمایا جناب صادق نے کہ قرآن ایک ہے یعنے ایک کتاب ہے کتب سماوی سے
نازل ہوا ہے نزدیک سے ایک کے یعنے خدا تعالی سے اوپر نبی ایک کے یعنے پیغمبر کے اور
نہین ہے اختلاف اوسمین مگر جہت راویون سے م وما کان فی القرآن مثل قوله تعالی لئن
اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین ش اور جبکہ واقع ہو بیچ قرآن
کے مثل قول خدا تعالی یعنے ہر آئینہ اگر شرک لاوے تو ضائع ہون سب عمل تیرے اور ہووے تو
جملہ زیان کرنے والون سے م ومثل قوله تعالی لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک
وما تأخر ش اور مثل قول خدا تعالی کے یعنے تا بخشے واسطے تیرے گناہون گذشتہ
اور آیندہ تیرے کو م ومثل قوله ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیهم شیئا
قلیلا اذا لاذقناک ضعف الحیوة وضعف الممات ش اور مثل قول خدا تعالی
کے یعنے اگر نہ ثابت قدم نہ کیا ہوتا تو البتہ نزدیک تہا کہ میل کرتا تو طرف کافرون کے
قلیل اوسوقت چکہاتے ہم تجہکو دو برابر عذاب دنیا اور دو برابر عذاب آخرت اور جو چیز
کہ مانند اوسکے ہو م فاعتقادنا فیه انه نزل مثل ایاک واسمعی یا جارة ش پس اعتقاد
فرقہ ناجیہ کا اس باب مین وہ ہے کہ قبیل اس مثل سے ہے کہ تجہے چاہتا ہون مین اسے
مخاطب اور تو سن اے ہمسایہ اسواسطے کہ جناب رسالتمآب اور سب انبیا معصوم ہین
سب گناہون کبیرہ اور صغیرہ سے پہلے بعثت اور بعد بعثت کے م وکل ما کان فی القرآن

او فصاحبتہ بالخیار ش اور جو حکم کہ بیچ قرآن کے ہے ساتھ لفظ او کے پس صاحب وسک مخیر ہے بیچ اوس حکم کے درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے یعنے چاہے معطوف پر عمل کرے اور چاہے معطوف علیہ پر جیسے اَوْ اِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا یعنے کہانا دو ساٹہہ مسکین کو م وکلما کان فی القرآن یا ایہا الذین امنوا الا وعلی ابن ابیطالب قائدہا وامیرہا وشریفہا واولہا ش اور نہین ہے کوئی آیہ بیچ قرآن کے کہ اول اوسکے یا ایہا الذین امنوا ہے مگر یہہ کہ امیر المؤمنین پیشرو مومنون کے اور امیر اونکے اور بزرگ اونکے اور مقدم م وما من ایۃ یسوق الی الجنۃ الا وہی فی النبی والائمۃ وفی اشیاعہم واتباعہم ش اور نہین ہے کوئی آیہ بیچ قرآن کے کہ بیچ اوسکے وعدہ بہشت کا ہو مگر یہہ کہ وہ بیچ شان پیغمبرون اور امامون معصومین اور شیعہ اور تابع اونکے کے ہے م وما من ایۃ یسوق الی النار الا وہی فی اعدائہم والمخالفین لہم ش اور نہین ہے کوئی آیہ بیچ قرآن کے کہ بیچ اوسکے وعید ہے مگر یہہ کہ وہ بیچ حق دشمنون اونکے کے اور مخالفین اونکے کے ہے م وان کانت الایات فی ذکر الاولین فما کان فیہا من خیر فہو جار فی اہل الخیر وما کان من فیہا من شر فہو جار فی اہل الشر ش اور اگر ہین آیات کہ بیچ ذکر امتون پیغمبرون پیشین کے کہ او نمین ذکر خیر کا ہے پس وہ جاری ہین بیچ حق نیکو کار پیغمبر ہمارے کے اور جن آیات مین ذکر ہے شر کا پس وہ جاری ہین بدون اس امت کے بہی م ولیس فی الانبیاء خیر من نبینا علیہ السلام ش اور نہین ہے سب پیغمبرون مین کوئی پیغمبر بہتر ہمارے پیغمبر علیہ السلام سے م ولا فی الامم افضل من ہذہ الامۃ الذین ہم شیعۃ اہلبیتہ فی الحقیقۃ دون غیرہم ش اور نہین ہے بیچ سب امتون کے بہتر امت پیغمبر ہمارے سے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ یہہ در حقیقت شیعہ اہلبیت پیغمبر ہین نہ غیر انکے م ولا فی الاشرار اشر من اعدائہم والمخالفین ہم من الناس فی الامۃ ش اور نہین ہے جملہ بدون عالم سے بدتر دشمنون اور مخالفون انکے سے **فائدہ** واضح ہو کہ چند روایت سے مفہوم ہوتا ہے کہ قرآن مین کچہہ تہوڑی سی تحریف اور نقصان واقع ہوا ہے صاحب رسالے نے تو تحریف کا انکار کیا ہے جیساکہ بیان ہوا مگر مولانا طبرسی مجمع البیان

مین فرماتے ہین کہ اسپر تو اجماع ہے کہ قرآن مین زیادتی نہین ہوئی مگر نقصان پس ایک قوم نے ہمارے
اصحاب سے اور ایک قوم نے حشویہ اہلسنت سے کہا ہے کہ کچھہ تغیر اور نقصان قلیل قرآن
مین ہوا ہے اور صحیح مذہب ہمارے اصحاب کا خلاف اسکے ہے اور سید مرتضی قدس اللہ روحہ
نے بھی عدم نقصان کو نصرت دی ہے اور سید حسین اعلے اللہ درجاتہ حدیقہ مین فرماتے ہین
کہ قرآنیت مصحف موجود کی جیسے کہ تصریح کی اسکی اعلام نے خاص و عام سے محل کلام نہین اور
نفی زیادتی کی بھی متفق علیہ اہل اسلام ہے اور شک اوسمین گنجائش نہین رکھتا کہ نہایت وضوح
سے جملہ ضروریات دین سے محسوب ہے مگر تغیر یسیر اعراب مین اور تبدل حرف کا اور نقصان بعض
کلمات اور آیات کا اور مخالفت ترتیب کی جمع اور تالیف آیات مین پس روایات متعددہ فریقین
سے ظاہر ہے اور انکار اوس سے بالمرہ بسبب کثرت اخبار طرفین کے اور تواتر معنوی کے مشکل
ہے اور جناب غفران مآب مولوی دلدار علی صاحب نے صوارم الٰہیات مین فرمایا ہے کہ زیادتی
کا قرآن مین تو کوئی قائل نہین ہوا مگر البتہ نقصان کی بعض علما قائل ہوئے ہین توضیح اس
اجمال کی یہہ ہے کہ تغیر اور نقصان قرآن مین منحصر چار چیز مین ہے ایک تبدیل لفظ کا ساتھہ
لفظ دوسرے کے جیسا کہ بجاے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ خَيْرَ أَئِمَّةٍ تھا بعض نے اعداے اہلبیت سے
اوسکو بدلدیا دوسرے یہہ کہ قرآن دونون طرح پر نازل ہوا لیکن اونہون نے بعض اپنی غرض
کے ایک کو منع کردیا اور قرأت دوسری مین اوسکو منحصر کردیا تیسرے یہہ کہ زیادتی رکھتا تھا
لیکن مخالفین نے اوس زیادتی کو حذف کردیا جیسا کہ کہا ہے کہ قول خدا یتعالی کا یہہ تھا يَا أَيُّهَا
الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ فِي عَلِيٍّ الآية پس لفظ علی کو ساقط کیا چوتھے یہہ کہ جملہ سبعۃ احرف
سے کہ قرآن اون پر نازل ہوا دو قسم پر تھا لیکن زیادتی چونکہ اونکے واسطے مضر تھی اوسکو
موقوف کردیا انتہی بعضی روایت مین وارد ہے کہ ابن عمر نے حفصہ سے قرآن لیا کہ جسکو
جناب فاروق عمر ابن الخطاب نے ایک مصحف مین جمع کرکے حفصہ کو دیا تھا حضرت عثمان کے
پاس پہونچایا اور انہون نے اوسکو جلادیا اور بھی روایت کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی یعنے فاروق
صاحب نے جبکہ قرآن کو تالیف کرنا شروع کیا ہر جمع آیہ کہ انکے پاس لاتے تھے پس اگر اوس
آیہ کو وہ پہچانتے تھے تو اپنے مصحف مین اوسکو درج کرتے تھے اور جسکو نہ پہچانتے تھے پس اگر

کوئی راوی ثقہ اور معتمد اوسکو لاتا تھا تو اوسکو قبول کر لیتے تھے اور اگر وہ معتمد نہو تا تھا تو
اوس سے گواہ عادل طلب کرتے تھے پس اگر وہ گواہ لاتا تھا تو اوسکو قبول کر لیتے تھے پس
یہہ باتین موافق مسلک اہل سنت کے قادح ہین قرآن کے تواتر ہونے کی مگر اثبات تواتر قرآن
کا بنا بر طریقہ اہل حق کے اس راہ سے ہے کہ زمانہ حضرات ائمہ اثنا عشر کو اسقدر مدت ہوئی اور
اس مدت ممتد اور زمانہ دراز مین اُن حضرات سے بجز تصدیق اور تسلیم قرآنیت اوس چیز کے
کہ مابین دفتین ہے کوئی امر دوسرا ظہور مین نہین آیا بلکہ بیچ کتابت اور تلاوت اور اظہار فضل
وکرامت اور بیان فضائل اور ثوابات سور اور آیات اور حجت پکڑنے مین اوپر دشمن کے
اور استناد مین احکام واحد بعد واحد مدار کار اسی مصاحف پر تھا اور تعویل اور اعتماد اُنہین
کیا ہے اور ہمیشہ روایت کرنے والے ان حضرات سے اور نقل کرنے والے آثار کے انکے متفق
اور مجتمع اوپر نقل کرنے اسکے کے یعنے کسینے یہہ بیان نہین کیا کہ کسی امام نے اسکی قرآنیت مین
اختلاف کیا ہو از انجملہ ایک یہہ ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے ماثور ہے کہ آپنے فرمایا کہ
ان هذا القران فيه منار الهدى و مصابيح الدجى یعنے اس قرآن مین نور ہین ہدایت کے
اور چراغ اوسمین دور کرنے والے تاریکی ضلالت اور غوایت کے روشن ہین اور
امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ جس ہنگام مین فتنے تمپر ملتبس اور لوشبہ
ہون مثل پارہاے شب تار کے پس رجوع لاؤ طرف قرآن کے کہ شفاعت کرنے والا ہے اور مقبول
الشفاعت ہے جو شخص اوسکو آگے رکھے البتہ وہ اوسکو جنت مین لیجائے اور بیچ رسالہ حضرت
ابی الحسن الثالث اعنی حضرت امام علی نقی ؑ مین کہ جسکو اپنے شیعون کی طرف بھیجا تھا وارد ہے
قد اجتمعت الامة قاطبة على ان القران حق لا ريب فيه اور بہی فرمایا و القران
حق لا اختلاف بينهم فى تنزيله و تصديقه فاذا شهد القران بتصديق
خبر و تحقيقه فانكر الخبر طائفة من الامة لزمهم الاقرار به ضرورة حيث اجمعوا
فى الاصل على تصديق الكتاب فى تنزيله فهى ان جحدت و انكرت لزمها الخروج عن
الملة یعنے اتفاق کیا ہے سب امت رسول خدا نے کہ قرآن حق ہے کہ شک و شبہ کو اوسمین
راہ نہین اور بہی فرمایا کہ قرآن حق ہے نہین خلاف ہے اوسمین بیچ تنزیل اوسکے کے اور

تصدیق اوسکے کے بس جسوقت کہ گواہی دی قرآن سے راستی اور درستی ایک حدیث اور اوس حدیث کا ایک جماعت امت سے انکار کرے تو لازم آئیگا اونکو اقرار کرنا ساتھ اوسکے بالضرورة اسواسطے کہ اوپر اصل اوسکے کے کہ قرآن ہے اعتقاد اور یقین رکھتے ہین پس اگر اقرار ساتھہ اوسکے منکر ہونگے تو لازم آئیگا اون پر خروج ملت اسلام سے اور اخبار واحادیث مشکوکہ کے عرض کرنے پر اوپر قرآن کے بہت حدیثین ہین کہ اونسے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید معیار یعنے کسوٹی ہے صدق وکذب کا اون کی اور اگر اس قرآن مین شک ہو تو عرض کرنا اخبار کا اوسپر عبث ہے اور یہی جاننا چاہیئے کہ قرآن معجزہ ہے اسواسطے کہ رسولخدا نے تحدی کی واسطے فصحا اور بلغای عرب کے اور باوجود کثرت اونکی کے اور شہرت اور شیوع فصاحت اور بلاغت کے اونمین یعنے باوجودیکہ عرب مین بہت بڑے بڑے فصیح اور بلیغ تہے معارضہ قرآن کا نکر سکے اور اوسکے مقابلہ سے عاجز آئے اور محاربہ اور مقاتلہ اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالی انکے عجز سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنے اگر تمہین شک ہو اوس چیز سے کہ بہیجا ہے ہمنے اوپر بندہ اپنے کے پس لاؤ ایک سورہ مثل اس قرآن کے پس عاجز آئے اور کسی سے نہوسکا کہ ایک چہوٹی سی سورہ کے مثل بہی کہ زیادہ چار آیہ سے نہین لاسکے اور اگر قادر ہوتے مقابلہ اور معارضہ سے تو البتہ معارضہ کرتے اور کوئی سورہ کہکر لاتے پس نہ لانا سورہ کا دلیل ہے اونکے عجز کی باوجود اوس زمانہ مین بلاغت اور فصاحت مابین عرب شائع تہی حجت اونپر تمام ہوئی اور اسی جگہہ سے ہے کہ جس زمانے مین کوئی پیغمبر مبعوث ہوا ہے تو غالب معجزہ اوس پیغمبر کا اوس جنس سے ہو کہ جو امر اوس زمانہ مین زیادہ شائع تہا تاکہ اونپر حجت ہو تمام تر اور الزام ہو کامل تر ثقة الاسلام محمد بن یعقوب کلینی نے کافی مین بسند اپنے ابو یعقوب بغدادی سے اسکے ساتھہ روایت کی ہے کہ ابن سکیت نے جناب امام موسی کاظم سے پوچہا کہ خدا تعالی نے کس سبب معجزہ حضرت موسی اور حضرت عیسی اور جناب محمد مصطفے کا مختلف کیا آپنے فرمایا کہ موسی چونکہ پیدا ہوئے اوس زمانے مین کہ انکی امت مین سحر اور جادو بہت شائع تہا پس خدا تعالی نے حضرت موسی کو اپنے پاس سے وہ چیز دی کہ جو اونکی امت کی طاقت سے باہر تہی اور اونکے سحر اور جادو کو

باطل کرتی تہی تا حجت اون پر ثابت ہو اور عیسیٰؑ کو بہیجا اوس زمانے مین کہ امراض اونکی امت
مین بہت ظاہر ہوتے تہے اور آدمی بیشتر طرف طبیب کے محتاج ہوتے تہے پس بخشا اپنے
نزدیک سے اونکو وہ چیز کہ مثل اوسکے اطبای زمان اور حاذق دوران سے نہو تا تہا
کہ زندہ کرتے تہے مردیکو اور بینا کرتے تہے اندہے مادر زاد کو اور شفا دیتے تہے مبروص کو
ساتہہ اذن خدا کے اور اس سبب حجت اون پر تمام ہوئی اور بہیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
کو اوسوقت کہ غالب اوپر اہل عصر اوس جناب کے خطبا و شعر اور کلام تہا کہ فصاحت
اور بلاغت کو اوسکی مایۂ افتخار اور مباہات اپنے کا کرتے تہے پس خدا تعالی نے اوس جناب
کو کرامت فرمائے مواعظ اور نصائح اور احکام اپنے پاس سے کہ باطل کرتے تہے قول کو اونکے
پس حجت اوس جناب کی اون پر تمام ہوئی اور وہ قرآن ہے پس معلوم ہوا کہ قرآن جنس فعل
بشر سے نہین ہے بلکہ یہہ فعل خالق عالم کا ہے کہ کوئی آجتک اوسکا مقابلہ نہین کر سکتا تمام

باب الاعتقاد فی الانبیاء والرسل والحجج انہم افضل من الملائکة

ش باب بیست وچہارم اعتقاد فرقہ ناجیہ کا بیچ انبیا اور رسل اور ائمہؑ کے یہہ ہے کہ وہ
افضل ہین سب ملائکہ سے اور اسپر اتفاق ہے جمیع علمای امامیہ کا اور کسیکو اسمین خلاف نہین
اور اسپر ادلہ نقلیہ اور عقلیہ بہت ہین مگر اہل سنت بین اسمین اختلاف بہت ہے م وقول
الملائکة اللہ عزوجل کما قال لہم اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ش اور یہہ قول
فرشتون کا خدا تعالی سے جسوقت کہ کہا خدا تعالی نے واسطے فرشتون کے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی
الْاَرْضِ خَلِیْفَةً تحقیق کہ مین پیدا کرنے والا ہون بیچ زمین کے نائب کو کہ وہ حق کو
جاری کرے اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا تعالی نے اس سے پہلے ملائکہ سے یہہ بہی
فرمایا تہا کہ مین زمین پر اپنا ایک خلیفہ پیدا کرونگا یعنے آدم کو کہ اولاد اوسکی فتنہ و فساد اور
خونریزی ناحق کریگی جسوقت ملائکہ نے یہہ سنکر ازراہ استعجاب کے نہ راہ اعتراض کے قالوا
اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ
لَكَ ش کہا اون فرشتون نے خدا تعالی سے کیا پیدا کریگا تو بیچ زمین کے اوس شخص کو
کہ جو فساد کرے بیچ زمین کے اور گرائے وہ خون ناحق کو کہ جو نہایت سخت گناہ ہے اور ہم

تسبیح کرتے ہین تیری ساتھہ حمد تیری کے اور پاکی بیان کرتے ہین ہم واسطے تیرے اور تیری
حمد و ثنا مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین پس ہم مین سے کسیکو خلیفہ کرنا چاہیئے نہ ایسے شخصون کو
کہ جو فساد اور خونریزی کرین جسوقت خدا تعالی نے فرشتون سے یہہ کلام سنا تو قال اِنِّیْٓ
اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہا بہ تحقیق مین جانتا ہون اوس چیز کو کہ نہین جانتے ہو تم اور جو مصلحت
کہ اونکے پیدا کرنے مین ہے تم اوس سے واقف نہین ہو اور اوس مصلحت کو مین ہی خوب جانتا
ہون اور مصلحت آدم کے پیدا کرنے مین ظاہر کرنا تکبر ابلیس کا تہا کہ خدا کے فرمانے سے آدم کو
اوسنے سجدہ نکیا اور پیدا کرنا انبیاؑ اور ائمہ ہدیؑ کا صلب آدم سے منظور تہا کہ یہہ سب برگزیدگان
الٰہی ہین علے الخصوص جناب سید المرسلین اور اونکی اولاد طیبین اور جناب صادقؑ نے
فرمایا ہے کہ ملائکہ نے خدا تعالی سے عرض کی کہ خلیفہ زمین کا ہم مین ہو کہ ہم تجکو پاکی یاد کرتے
ہین اور کسی امر مین تیری نافرمانی نہین کرتے اور ہمارا غیر تیری نافرمانی کریگا پس جسوقت کہ
فرشتون نے اسکے جواب مین یہہ سنا کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تو اوسوقت جانا کہ ہم اسکا
رتبہ نہین رکھتے غرض خدا تعالی نے بعد فرمانے اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے زمین کی کئی
جگہہ سے خاک اوٹہوائی اور ابر کو حکم کیا کہ وہ چالیس روز اوسپر برسا اور جسوقت وہ خاک چسپندہ
ہوگئی تو اوسکا پتلا بناکر روح آدم کی اوسمین پہونکی اور چونکہ رنگ اوسکا گندم گون تہا اسواسطے
نام اوسکا آدم ہوا ہم وھذا اتمنّی بمنزلۃ آدم ومن یتمنوا الا منزلۃ فوق منزلتھم
وللعلم یوجب الفضیلۃ ش اور یہہ قول آرزو کرنا فرشتون کا ہے واسطے رتبہ اور منزلت
حضرت آدم کے اور شک نہین کہ تمنا نہین کرتا کوئی مگر اوس مرتبہ کی کہ جو فوق ہو مرتبہ اوسکے سے
اور علم موجب ہے فضیلت کا حاصل یہہ کہ فرشتون نے آرزو کی حضرت آدم کے مرتبہ کی اور
آرزو نہین کرتا کوئی شخص کسی مرتبہ کی مگر اوس مرتبہ کی کہ جو اسکے مرتبہ سے بڑہکر ہو پس معلوم
ہوا کہ مرتبہ حضرت آدم کا فوق تہا مرتبہ ملائکہ سے پس حضرت آدم افضل ہوئے ملائکہ سے اور
ایسے ہی مرتبہ عالم کا غیر عالم پر فائق ہے اور جب حضرت آدم کا علم ملائکہ کے علم سے زیادہ ہوا
تو وہ جناب اس جہت سے بہی افضل ہوئے ملائکہ سے م قال اللّٰہ عز وجل وَعَلَّمَ اٰدَمَ
الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ش اور فرمایا خدا تعالی نے کہ سکہلائے آدم کو نام کل اشیا کے یا آسمانونکے

اور کیا زمینون کی حاصل یہہ کہ جب خدا یتعالی کو ظاہر کرنا حضرت آدم کی فضیلت کا فرشتون پر منظور ہوا تو اونکو الہام کر کے سب اشیا کے نام تعلیم کیئے اور پہر حکم کیا کہ ان نامون کو فرشتون سے پیش کرو اور اونسے پوچہو کہ یہہ کس چیز کے نام ہین حضرت آدم عم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ خدا یتعالی فرماتا ہے م ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ ش پہر پیش کیا آدم نے اون نامون کو اوپر فرشتون کے م فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰۤؤُلَاۤءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ش پس کہا کہ خبر کرو تم مجہکو ساتہہ ان نامون کے اور بتلاؤ کہ وہ کیا کیا چیزین ہین کہ جنکے یہہ نام ہین اگر ہو تم راست گو اور سچے امر خلافت کے سزاوار ہونے اور اپنے تئین خلافت کے مستحق جاننے مین اور کہتے ہین کہ جسوقت خدا نے چاہا کہ فضیلت حضرت آدم کی فرشتون پر ظاہر کرے تو اوسوقت حکم ہوا کہ ساتوین آسمان سے منبر لائین اور اوسپر ایک کرسی نور کی رکہین اور سب فرشتے اوسکے گرد حاضر ہون پہر حضرت آدم کو حکم ہوا کہ تم منبر پر جاؤ پس وہ منبر پر تشریف لیگئے اور نام چیزون کے فرشتون کے پیش کیئے اور کہا کہ بتلاؤ یہہ کس کس چیز کے نام ہین اور تم باوجود دیکہنے چیزون کے اونکے نامون سے خبر نہین رکہتے تو خواص کو اونکے کیا جانوگے اسپر تم کہتے ہو کہ ہم سزاوار خلافت کے ہین اوسوقت فرشتون نے اپنا عجز و قصور بیان کیا اور نہایت عجز سے م قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ش کہا فرشتون نے پاک ہے تو ہر عیب و نقصان سے اور ہر چیز کو تو جانتا ہے اور سواے تیرے کسیکو علم حقیقی نہین ہم کیا بتائین کہ ہمین کسی چیز کا اپنی ذات سے اور خود بخود علم نہین ہے مگر جسقدر کہ تونے ہمکو تعلیم کیا ہے پس بہ تحقیق کہ تو ہی جاننے والا ہے کامل کہ کوئی چیز تجہپر پوشیدہ نہین تو حکمت والا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے جو کچہہ کہ کرتا ہے پس یہہ عجز فرشتون کا سنکر م قَالَ يٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ش کہا خدا یتعالی نے کہ اے آدم خبر کر تو ان فرشتون کو ساتہہ نامون ان چیزون کے م فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ش پس جسوقت کہ خبر کی اون فرشتون کو ساتہہ نام اون چیزون کے م قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ش کہا خدا یتعالی نے فرشتون سے بروجہ تنبیہ کیا نہین کہا تہا

یعنے واسطے تمہارے کہ بہ تحقیق مین جانتا ہون پوشیدگیون کو آسمانون کی اور زمین کی اور جانتا ہون
مین اوس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہو تم اور اوس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہو تم اوسکو اوسوقت فرشتون نے
اپنے عجز کا اقرار کیا اور آدم کی فضیلت کے معتقد ہوئے م هذا کله یوجب تفضیل آدم علی الملائکة
ش پس یہہ سب دلیل ہے فضیلت آدم کی اوپر ملائکہ کے م وهو نبی لهم ش اور آدم پیغمبر ہی
ملائکہ کے تھے م بقوله تعالی ش بدلیل قول خدا یتعالی کے م اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ ش یعنے خبر دیگا
تو ملائکہ کو ساتھہ نامون اونکے کے اسواسطے کہ پیغمبر وہ ہے کہ بے واسطہ فرشتے کے حکم خدا پہونچاوے
اوسکے بندون کو م ولما ثبت تفضیل آدم علی الملائکة امر الله تعالی الملائکة بالسجود
لآدم ش اور جبکہ ثابت ہوئی فضیلت آدم کی ملائکہ پر تو حکم کیا خدا یتعالی نے ملائکہ کو ساتھہ
سجدہ کرنے کے واسطے آدم کے م بقوله فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ش ساتھہ قول اپنے
کے پس سجدہ کیا آدم کو سب ملائکہ نے م ولم یامرهم الله بالسجود الا لمن هو افضل منهم
ش اور حکم نکیا تھا خدا یتعالی نے انکو واسطے سجدہ کے مگر اوس شخص کے لیئے کہ جو افضل تھا انسے
م وکان سجودهم لله عبودیة وطاعة لآدم وتعظیما واکراما لما اودع الله فی صلبه
من النبی والائمة المعصومین صلوات الله علیهم اجمعین ش اور تھا سجدہ ملائکہ کا
جہت عبودیت خدا تعالی کی اور واسطے اطاعت آدم کے اور واسطے تعظیم و تکریم اوس چیز کے کہ جسکو
امانت رکہا تھا اللہ نے صلب آدم مین نطفہ پیغمبر آخر الزمان اور ائمہ معصومین سے م قال النبی
انا افضل من جبرئیل ومیکائیل واسرافیل ومن جمیع ملائکة المقربین وانا خیر
البریة وانا سید ولد آدم ش فرمایا رسول مقبول نے کہ مین افضل ہون جبرئیل اور میکائیل
اور اسرافیل اور سب ملائکہ مقربین سے اور مین بہتر ہون سب خلق سے اور سردار ہون
فرزندان آدم کا م اما قول الله عز وجل لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ
لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ش اور لیکن قول خدا یتعالی کا کہ ہرگز ننگ و عار رکہا ہے مسیح نے
اس سے کہ ہووے وہ بندہ واسطے خدا کے بلکہ ہمیشہ وہ اپنے تئین بندہ خدا کا کہتا تھا اور بندگی
خدا کی بندگی کو اپنا شرف جانتا تھا اور نہ ننگ و عار رکہا ہے ملائکہ مقربین نے خدا کے بندہ ہونے
سے پس یہہ قول دلیل ملائکہ کے فضیلت کا حضرت عیسے پر نہین ہوسکتا جیسا کہ بعض نے توہم کیا ہے

کہ ذکر کرنا ملائکہ کا بعد عیسیٰؑ کی ظاہر یہہ ہے کہ ترقی کے واسطے ہو یعنے چونکہ ملائکہ فضیلت حضرت
عیسیٰؑ پر رکھتے تھے اسواسطے ملائکہ کو پیچھے ذکر کیا اور عیسیٰؑ کو پہلے کہ اسمین ترقی ملائکہ کی معلوم ہوتی ہے
پس اس وہم کے رد مین شیخ فرماتے ہین کہ م وانما قال اللہ عز وجل لان الناس منہم
من کان یعتقد الوہیۃ عیسے ویعبد لہ وہو صنف من النصاری ش بلکہ ذکر کرنا
ملائکہ کا بعد حضرت عیسیٰؑ کی اسواسطے تہا کہ بعض آدمی اعتقاد معبودیت عیسے کا رکھتے تھے اور انکو
تئین عبادت کرتے تھے اور یہہ گروہ نصاری کی ہے کہ حضرت کو خدا جانتے ہین م ومنہم من
عبد الملائکۃ وہم الصابئون وغیرہم ش اور بعض آدمی معبودیت ملائکہ کا اعتقاد رکھتے
ہین اور اونکی عبادت کرتے ہین اور وہ فرقہ صابئون ہے اور غیر انکے توضیح اسکی یہہ ہے کہ نصاریٰ
نجران کہتے تھے کہ اے محمدؐ تم کہتے ہو کہ عیسیٰؑ خدا کا بندہ ہے اور بندہ ہونا بڑا عیب ہے حضرت نے
فرمایا کہ خدا کے بندے ہونے مین کچہہ عیب نہین اور ایسے ہی فرشتون کے پوجنے والے فرشتون کو
خدا کا فرزند کہتے تھے پس اونکی رد مین م وقال اللہ عز وجل لن یستنکف المسیح والمعبودیۃ
دونی ان یکونوا عبادا لی ش فرمایا خدا تعالی نے کہ ننگ نہین رکھتے تمہارے معبود اس سے
کہ عبادت میری کرین پس مین استحقاق معبود ہونے کا رکھتا ہون نہ یہہ م والملائکۃ روحانیون
معصومون لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون لا یاکلون ولا یشربون
ولا یالمون لا یسقمون ولا یشیبون ولا یہرمون ش اور فرشتے روحانی ہین
کہ معصوم ہین گناہون سے نافرمانی نہین کرتے خدا کی اوس چیز مین حکم کرے اونکو اور بجا لاتے ہین اوس
چیز کو کہ جسکا حکم اونکو کیا جاتا ہے نہ کہاتے ہین نہ پیتے ہین نہ دردمند ہوتے ہین نہ بیمار ہوتے
ہین نہ بڈہے ہوتے ہین نہ ضعیف ہوتے ہین م وطعامہم وشرابہم التسبیح والتقدیس
ش اور کہانا اور پینا فرشتون کا تسبیح اور تقدیس خدا تعالی کی ہے م وعیشہم من نسیم
العرش ش اور زندگانی اونکی ساتھہ نسیم یعنے ہوای عرش کے ہے م وتلذذہا بانواع
العلوم ش اور لذت اونکی طرح طرح کی علمون سے ہے م خلقہم اللہ تعالی بقدرتہ
انوارا وارواحا ش پیدا کیا ہے اونکو اللہ تعالی نے ساتھہ قدرت اپنی کے نور اور
روحین م کما شاء واراد ش جیسا کہ چاہا اور ارادہ کیا م ولکل صنف منہم محفظ

نوعاً مما خلق اللہ ش اور ہر طائفہ اسکے نگہبانی کرتے ہین ایک نوع کے تئین مخلوقات
خدا سے م وقلنا بتفضیل الانبیاء والائمۃ علیہم ش یعنے باوجود اسکے صفات
کمال ملائکہ کے قائل ہوئے ہم ساتھہ فضیلت انبیا اور ائمہ کے اوپر انکے م لان الحالۃ التی
یصیرون الیہا افضل من حال الملائکۃ واللہ اعلم ش اسواسطے حالت وہ حالت
کہ ہوئے ہین اوپر اوس حالت کے یعنے وہ حال کہ کمال ہے انبیا اور ائمہ کا اور وہ نبوت اور
امامت ہے افضل ہے حال ملائکہ سے یعنے تقرب خدا یتعالی کا اور ایک دلیل افضل ہونے
انبیا اور ائمہ کی فرشتون پر یہہ بہی ہے کہ فرشتون مین خواہش امر بد اور برے کامون کی خدا تعالے
نے پیدا نہین کی تو فرشتون کو برے کامون سے اجتناب کرنے مین کچہہ مشقت نہوگی کہ اونکو رغبت
اور خواہش ایسے کامون کی نہین ہے بخلاف انبیا کے کہ اونمین خواہش امورات قبیحہ شنیعہ کی پیدا کی
گئی ہے تو اونکو برے کامون سے بچنے مین کمال مشقت اور ایذا ہوتی ہے اور نہایت دقت اور جد
وجہد سے اپنے تئین امورات بد سے نگاہ رکھتے ہین اور نہین کرتے اور مدت العمر اپنی خواہش نفسانی
کے پیرا مون نہین پہرتے اور نافرمانی خدا کی نہین کرتے اور حدیث مین وارد ہے کہ جس فعل مین اور
کام مین کہ زیادہ مشقت اور ایذا ہو وہ سب کامون سے بہتر اور افضل ہے اور جب کہ کام انبیا کے ملائکہ
کے کامون سے افضل ہوئے تو انبیا بہی اونسے افضل ہوئے م باب الاعتقاد فی عدد
الانبیاء والاوصیاء علیہم السلام ش باب پینتیسوان[۳۵] بیچ اعتقاد کرنے شمار
انبیا اور اوصیا کے یعنے بیچ اعتقاد اس امر کے کہ انبیا اور اوصیا کتنے ہوئے ہین م قال الشیخ
ابوجعفر رحمۃ اللہ اعتقادنا فی عددہم انہم مأئۃ الف واربعۃ عشرون الف نبی ش فرمایا
شیخ ابوجعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کثرہم اللہ کا بیچ عدد انبیا کے یہہ ہے کہ وہ ایک لاکھہ
چوبیس ہزار نبی ہوئے ہین م ومأئۃ الف واربعۃ وعشرون الف وصی ش اور ایک لاکھہ
چوبیس ہزار وصی بہی ہوئے ہین م لکل نبی منہم وصی اوصی الیہ بامر اللہ تعالی ش واسطے
ہر نبی کے اونمین سے وصی ہے کہ وصی کیا ہے اوسکو نبی نے ساتھہ حکم خدا کے یہہ اشارہ ہے
طرف اسکے کہ امام کے واسطے ضرور ہے کہ نص ہو اوسپر جانب خدا سے یعنے اللہ تعالی نے
آپ اوسکو امام مقرر کرکے اپنے نبی کو خبر دی ہے کہ فلان شخص کو میرے امام امت کا اور تیرا وصی

باب الاعتقاد فی عدد الانبیاء والاوصیاء

مقرر کیا ہے اور نبی اپنی امت کو خبر دے کہ فلان شخص کو خدا تعالی نے تمہارا امام مفترض الطاعۃ
مقرر کیا ہے اور وہی میرا وصی اور جانشین ہے بعد میرے اور اگر یہہ امر ہو کہ امام منصوص من اللہ
نہو بلکہ امت کو اختیار ہو کہ جسکو چاہے اوسکو اپنا امام مقرر کرلے تو اسمین بڑے فساد پیدا ہونگے
کیونکہ سبکو معلوم ہے کہ رائین سب آدمیون کی باہم اکثر مختلف ہوتی ہین اور ہر ایک کا طریقہ اور
اعتقاد اور مذہب جدا جدا ہے تو پس اگر امت کو اختیار ہو کہ جسکو چاہے اپنا امام مقرر کرلے
تو ہر فرقہ اپنے اپنے گروہ اور اہل محلہ اور اہل مذہب سے اپنا امام مقرر کریگا نہ دوسرے کی گروہ سے
اور یہہ امر موجب ہوگا فساد کا اسواسطے کہ ہر فرقہ اپنے امام کو اچہا کہیگا اور دوسرے کے امام
کو برا کہیگا اور آخر رفتہ رفتہ آپسمین تنازع اور تشاجر واقع ہوگا اور دین اسلام برباد ہو جائیگا جیسے
کہ ہوا یعنے بعد نبی جو تہتر فرقے امت کے ہوئے اور لاکہون آدمی کا کشت و خون ہوا یہانتک
کہ اولاد امجاد رسول مقبول بظلم و عدوان قتل کی گئی یہہ سب امور فقط اسی اعتقاد پر ہوئے والا اگر
جملہ فرق کی رای اسی امر پر متفق ہوتی کہ امام وہ چاہیئے کہ جسپر خدا تعالی نے نص کی ہو تو ہرگز یہہ فسادات
برپا نہوتے دوسرے یہہ کہ سب پر ظاہر ہے کہ آدمی کو اپنے امور دین و دنیا کے انتظام مین ناچاری
سے ایک رئیس اور سرگروہ سے کہ وہ اونکے امور مختلفہ مین راہ راست کیطرف انکو ہدایت کرے اور
انکے جہگڑون اور قصون کو کہ بالضرور انکے معاملات مین ہوتے رہتے ہین اوپر وجہ صواب اور حق
کے فیصلہ کرے اور ایسا شخص بحسب عقل عقلا یا نبی ہے یا امام بعد نبی کے خصوص بعد جناب رسالتمآب
کے کہ بعد آپکے امید کسی اور پیغمبر کے مبعوث ہونے کی نہین ہے آپ خاتم النبیین ہین پس آپکے بعد ضرور ہے
سبکے لیئے ایک رئیس ہے کہ امور کا انتظام کرے دوسرے یہہ کہ جناب رسول خدا سب خلائق پر تا روز
قیامت مبعوث ہوئے ہین نہ فقط اپنے ہی زمانہ تک اور اپنی امت کے واسطے کتاب لائے اور نہی شریعت
جانب خدا سے مقرر ہوئی اور آداب و سنن ہر امر مین یہانتک کہ کہانے اور پینے اور بیت الخلا مین جانے
کے قوانین اور قواعد مقرر کیئے گئے اور فرائض اور مواریث اور قضایا اور معاملات مین احکام واضح
حقہ مقرر ہوئے اور ظاہر ہے کہ آپکا زمانہ بعثت بہت قلیل ہوا اور بہت جلد دنیا سے تشریف لیگئے
و مع ذلک اکثر آدمی منافق تہے پس عقل کس عقلمند کی تجویز کرتی ہے کہ ایک جماعت قلیل تو ایمان
لائی ہو اور اکثر اونمین سبہی آدمی منافق ہون اور پہر خدا و رسول ایسے امر عظیم کو ناتمام چہوڑ دے اور واسطے

محافظت دین وملت وشریعت وکتاب وسنت کے کسی ایسے شخص کو محافظ مقرر نکرے کہ جو معصوم
ہو اور کذب وسہو وتغیر اور تبدل سے مامون ہو اور قرآن کو کہ جو مجمل اور مشکل اور ذو وجوہ محتمل
ہو انہین چھوڑ دے کہ ہر شخص موافق اپنی فہم وسمجھ کے اوسکے معنے مقرر کر لے اور سنت یعنے احادیث بیحد
نہایت تشویش اور اختلاف مین ہو اور چند مسلمانون کو کہ ہر ایک اغراض فاسدہ رکھتا ہو اختیار
حاصل ہو کہ جسکو چاہے خواہ جاہل ہو یا بڑا مفسد واسطے امامت کے مقرر کر لے اور وہ جاہل مفسد ہر امر
مرجوعہ اپنے مین صحابہ کو جمع کرے اور آپ جواب دینے مین متحیر کھڑا رہے پس جو شخص کہ اندکے شعور رکھتا
ہوگا وہ بہی ایسے امر شنیع کو خدا اور رسول پر روا نرکھے گا اور خداوند عالم باوجودیکہ اپنے بندون پر نہایت
مہربان ہے خصوصًا اس امت مرحومہ پر اور پیغمبر باوجود اس شفقت اور مہربانی کے کہ اپنی امت کے حق مین
رکھتے تھے اور انکی ہدایت مین اپنے نفس نفیس اور بدن شریف پر کیا کیا آزار اور تکالیفین اوٹھائین
کیونکر ہو سکے کہ ایک دفعہ ہی اپنے بندون اور اپنی امت سے مہربانی اور شفقت کو اوٹھالے اور حیرانی
و پریشانی مین چھوڑ دے دیکھو کہ اگر کوئی رئیس یا دہقان یا چودھری کسی گاؤن کا بیمار ہوتا ہے تو بنا بر
شفقت اور مہربانی کے اپنے رعیت اور مزارعین پر اپنی جگہہ کسیکو مقرر کر دیتا ہے پیغمبر آخر الزمان
دنیا سے تشریف لیجائے اور واسطے اپنے دین وملت وکتاب وسنت وشریعت وامت کے کسیکو
متعین نکرے پس اگر اس باب مین کسیکی عقل حکم نکرے گی تو کسی امر بدیہی مین حکم نکرے گی تیسرے
یہہ کہ اہل سنت وجماعت بہی مقر اور معترف ہین اسکے کہ خداتعالی کی عادت مقررہ یہہ ہے کہ
جب تک کسی نبی ع کے واسطے خلیفہ مقرر نکر لیا اوسکو دنیا سے نہ لیگیا اور جناب ختمی مآب کا بہی یہی
طریقہ رہا کہ جمیع غزوات اور سب سفرونمین اپنا خلیفہ مقرر فرماتے تھے یعنے کسی جہاد پر یا کسی سفر
مین تشریف نہ لیگئے جب تک مدینہ مشرفہ مین اپنا جانشین مقرر نکر لیا اور جب تک جمیع بلاد اسلام
مین ایک ایک حاکم نہ بہیج لیا پہر کیونکر عقل مین آئے کہ اس مفارقت کبری اور سفر بے انتہا مین
اپنی امت کے احوال کو مہمل اور انکے امور کو معطل چھوڑ دیا ہو چوتھے یہہ کہ لطف خداتعالی پر
واجب ہے اور لطف اوسکو کہتے ہین کہ قریب کر دے آدمی کو ساتھہ اچھی کام کے اور دور کر دے
برے کام سے اور اسمین شبہ نہین کہ امام بہی اپنی رعیت کو قریب کر دیتا ہے اچھے کام سے اور
دور کر دیتا ہے برے کام سے پس امام بہی لطف ہے اور جب وہ لطف ہوا تو مقرر کرنا اوسکا بہی

خدا پر واجب ہوا پانچوین یہہ کہ امام کے واسطے وہ شرطین ہین کہ سوائے خدا یتعالی کے اور کوئی
اون شرائط پر آگاہ نہین ہوسکتا اور وہ شرائط یہہ ہین کہ امام چاہیئے کہ سب آدمیون سے علم مین
برتر اور زیادہ تر ہو اور ایسی شجاعت اور سخاوت اور حلم اور تفقہ اور زہد و تقوے اور کرم اور عصمت
وغیرہ صفات حمیدہ مین سب سے افضل ہو اور علم اس امر کا کہ فلان شخص متصف ہے ان صفات کے
سوائے علام الغیوب کے اور کسیکو حاصل نہین ہوسکتا تو پس چاہیئے کہ اللہ تعالی ہی ایسے شخص پر
نص کرے اور سوائے اوسکے اور کسیکو امام کے مقرر کرنے مین اختیار حاصل نہو اسواسطے کہ جب کوئی
شخص کسیکی باطن کا حال جان نہین سکتا تو پھر جسکو یہہ ظاہر مین اچھا جانکر اختیار کریگا تو کیا ضرور ہے
کہ وہ باطن کا بھی اچھا ہو بلکہ جائز ہے کہ اخبث الناس اشرف الناس ہو انبیا سے تو کسیکی عقل و فہم
زیادہ نہین ہوتی حضرت موسی نے سات ہزار آدمیون مین سے سات سو کو اور سات سو مین سے ستر آدمیون
کو چنکر اور اچھا سمجھکر مقام مناجات خدا مین لیگئے اور پھر وہ باطن مین برے نکلے کہ سب نے کہا کہ
جب تک ہم اللہ کو آنکھون سے نہ دیکھہ لینگے ایمان نلائینگے پس جبکہ پیغمبرون کے برگزیدون
کا یہہ حال ہو تو پھر جنکی عقلین ناقص ہون تو اونکے برگزیدون کا کیا اعتبار ہم لنعتقد فبھم انھم
جاء بالحق من عند الحق ؐ اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا انبیا کے حق مین یہہ ہے کہ یہہ سب
ساتھہ حق کے آئے ہین خدا یتعالی کے نزدیک سے یعنے خدا یتعالی نے ان سبکو بھیجا پس بے شک
یہہ سب انبیا بر حق ہین ہم وان قولھم قول اللہ تعالی وامرھم امر اللہ تعالی وطاعتھم
طاعۃ اللہ تعالی ومعصیتھم معصیۃ اللہ تعالی ؐ یعنے بتحقیق قول ان حضرات انبیا
اور اوصیا کا قول خدا کا ہے یعنے جو کچھہ انبیا احکام اپنی امتون کو پہونچاتے ہین وہ بموجب
حکم خدا کے ہے نہ یہہ کہ یہہ اپنی طرف سے کہتے ہین اور حکم انکا حکم خدا کا ہے اور تابعداری انکی
عین تابعداری خدا کی ہے اسواسطے کہ یہہ خلیفہ خدا کے ہین اور معصیت انکی عین معصیت خدا کی ہے
اسواسطے کہ خدا یتعالی نے انکو اسیواسطے بھیجا ہے کہ اوسکے بندون کو ہدایت کرین اور بندے
انکی اطاعت کرین اور انکی نافرمانی نکرین ہم وانھم لا ینطقون الا عن اللہ عز وجل وعن
وحیہ ؐ اور ان انبیا نے کوئی بات نہین کہی مگر خدا یتعالی سے اور وحی اوسکی سے یعنے نبی
جو کچھہ کہ حکم دیتا ہے وہ موافق حکم خدا اور وحی خدا کے ہوتا ہے جیسے خدا یتعالی فرماتا ہے کہ

ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ یعنے نہین کہتا ہے وہ کچھہ اپنی خواہش نفس سے نہین ہے
وہ کہنا اوسکا مگر وحی سے کہ وحی کی جاتی ہے طرف اوسکے م وان سادۃ الانبیاء خمسۃ الذین
دارت علیھم الوحی وھو اصحاب الشرائع وھم اولو العزم نوح وابراھیم وموسیٰ و
عیسیٰ ومحمد صلوات اللہ علیھم اجمعین شش اور یہ ہے کہ افضل اور بہتر سب انبیا کی
پانچ نبی ہین کہ مدار نبوت کا انپر ہے اور وہ صاحبان شریعت ہین اور اولو العزم ہین ایک نوح
اور دوسرے ابراہیم اور تیسرے موسےٰ اور چوتھے عیسےٰ اور پانچوین محمد درود اللہ کا ان
سب پر اور شریعت انکی ناسخ سب شریعتون کے ہے م وان محمد اسیدھم وافضلھم
شش اور یہ تحقیق کہ محمد افضل ان سب کے ہین اور بعد اوس جناب کے حضرت ابراہیم افضل ہین م
وانہ جاء بالحق وصدق المرسلین شش اور یہ تحقیق کہ آئے ہین جناب محمد ساتھہ حق کے
اور تصدیق کی ہے سب رسولون کی واضح ہو کہ نبوت بفتحتین وتشدید واو بفتح نون وسکون
واو لغت مین بمعنے خبر دینے کے ہین اور بلند ہونے کے اور اصطلاح مین عبارت ہے مبعوث
ہونے سے ایک شخص کے جنس انسان سے جانب خدا تعالیٰ سے طرف خلق کے واسطے
ہدایت انکی کے بغیر واسطے بشر اور ملک کے یا بواسطہ ملک کے اور نبی چونکہ ماخوذ ہے نبوت سے
جو بمعنی ارتفاع اور بلندی کے ہے اور فرستادہ خدا ہے بلند مرتبہ ہے سب خلق سے
اور رفیع الدرجہ ہے کل مخلوق سے اسواسطے کہ وہ سفیر ہے درمیان خالق عالم و عالمیان
کے اور دو جہتین ہے ایک جہت تو یہ ہے اوسکو جانب خدا کے سبب نزدیکی اور تقرب کے ساتھہ
خدا کے اور بلندی مرتبہ قرب مین اور لینے مین معارف اور احکام پروردگار اپنے سے اور ایک
جہت ہے اوسکو جانب خلق بسبب بشریت اور ہم جنس ہونے کے بنی نوع اپنی سے اور
یا مشتق ہے نباء سے جو بمعنے خبر دینے کے ہے یعنے خداوند عالم کی طرف سے معارف اور شرائع
کا پہونچانے والا اوسکے بندون کو اور اسی سبب سے نبی کو پیغامبر کہتے ہین اور معنی
رسول اور مبعوث کے فرستادہ خدا کے ہین یعنے بہیجا ہوا اوسکا اور نبی اور
رسول ہر چند بحسب لغت معنی مین قریب قریب ہین لیکن بحسب اصطلاح متفرق اور
جدا جدا ہین از انجملہ ایک یہہ کہ نبی اعم ہے رسول سے اسواسطے کہ نبی وہ ہے کہ جو شریعت تازہ ہی

لایا ہو مثل ہمارے پیغمبر کے یا نہ لایا ہو مثل یحییٰ بن زکریا کے اور رسول وہ ہے کہ جو شریعت تازہ
لایا ہو خواہ شریعت اوسکی ابتدائی ہو مثل آدم کے کہ پہلے اونکے شریعت نہ تھی یا شریعت اوسکی
ناسخ شرع سابق کی ہو مثل نبی ہمارے کے دوسرے یہہ کہ نبی خواب مین دیکھتا ہی اوس چیز کو کہ جسکا
بتانا اور اعلام کرنا خداوند عالم کو اوسکے واسطے سے منظور ہوتا ہے اور آواز فرشتے کے بھی
سنتا ہے مگر اوسکو ظاہر مین نہ دیکھتا نہیں اور رسول وہ ہے کہ جو فرشتے کو دیکھتا بھی ہو تیسرے
یہہ کہ کبھی اطلاق رسول کا فرشتے پر بھی ہوتا ہے بخلاف نبی کے کہ فرشتے کو نبی نہیں کہتے پس اس تقدیر
پر پایا بین نبی اور رسول کے عموم و خصوص من وجہ ہے بخلاف اولین کے کہ نسبت اونمین عموم اور
خصوص مطلق کی ہے اور بھی جاننا چاہیئے کہ بھیجنا نبی کا خدا یتعالی پر واسطے ہدایت بندون کے
واجب ہے اور دلیلین اسپر کثرت سے ہین ایک دو دلیل اس جگہہ پر لکھی جاتی ہین تا زیادہ لکھنے
مین طوالت رسالہ کی لازم نہ آئے اول دلیل اسپر یہہ ہے کہ بعثت انبیا کی یعنے بھیجنا نبیون کا خدا یتعالے
پر واجب اور لازم ہے اور لطف ہونا بعثت انبیا کا اس سبب سے ہے تا کہ عقلین آدمیون کی اشیا کے
حسن و قبح اور بھلائی اور برائی اور اونکے شرائط اور موانع کے دریافت کرنے اور جاننے سے عاجز
ہین اور معلوم ہے کہ خدا یتعالی نیک کامون سے راضی اور خوشنود ہوتا ہے اور برے کامون سے
ناراض اور ناخوش ہوتا ہے پس بنا بر حکمت اور مصلحت کے خدا یتعالی پر واجب اور لازم ہے کہ
ہر چیز کے حسن و قبح سے آگاہ کرے اور خبر دے کہ اس فعل کے کرنے کی تمکو تکلیف دیگئی ہے اسکو
اپنے عمل مین رکھو اور اس فعل کے ترک کرنے کی تکلیف دیگئی ہے اسکو کبھی نکرو اور خبر دینا بغیر واسطے
نبی کے ہو نہین سکتا تاکہ حکم کو اوسکے پہونچا دے اور ہر شے کے حسن و قبح سے آگاہ کرے اور اچھے
کام کرنے پر بہشت کی طرف رغبت دلاوے اور برے کام کے کرنے سے جہنم کے عذاب سے ڈراوے
تا یہہ بات آدمیون کو اچھے کامون سے قریب اور برے کامون سے بعید کر دے پس اسی کا نام
لطف ہے اور لطف خدا یتعالی پر واجب ہے تو پس بعثت انبیا کی بھی اوسپر واجب ہے پس
اس مقدمہ پر یہہ دلیل تو سمعی ہے اور دلیل عقلی اسپر یہہ ہے کہ عقل آدمی کی ساتھہ خواہشون کے
مغلوب ہے اور خواہشین اوسپر غالب ہین لہذا اسکے واسطے ایک تنبیہ کرنے والا اور تاکید
کرنے والا ضرور ہے توضیح اسکی یہہ ہے کہ اگرچہ عقل پر حسن اور قبح اشیا کا مجملاً ثابت ہے مگر مفصلاً

سبکو نہین جانتے اور اکثر امور کی حقیقت حسن و قبح کو نہین پہونچتی پس اس صورت مین ضرور ہے
کہ شارح ہر شے کے حسن و قبح کو بیان کرے تا عقل سبکو دریافت کرے پس
دریافت کرنا حسن و قبح سب اشیا کا بالتفصیل موقوف ہے سنی پر اور جن چیزون کے حسن و قبح
کو دریافت بہی کرتی ہے مگر چونکہ وہ خواہشون نفسانی مین ڈوبی ہوئی ہے تو بدون تاکید جدید
اور تنبیہ نو کے کمتر ہے کہ اپنے معلومات کو یاد کرے اور موافق اوسکے عمل مین لاوے پس بنا بر دلیل
سمعی و عقلی بعثت انبیا کا لطف ہونا یعنے بہیجنا اونکا ثابت ہوا اور معلوم ہے کہ بندون کو
بدون اسکے بجالانے پر واجبات کے اور پرہیز کرنے پر محرمات سے قدرت حاصل نہوگی پس
موافق حکمت حکیم مطلق کے تمام کرنا حجت کا اور قدرت دینا بندون کو واسطے اطاعت کے اور
دور کرنا معصیت سے واجب اور لازم ہے تیسری دلیل وجوب بعثت پر حکما کی ہے اور وہ یہہ ہے
کہ چونکہ آدمی مدنی الطبع ہے یعنے طبیعت مین اسکی شہر مین اور مجمع مین رہنا داخل ہے کیونکہ
زندگانی اسکی بغیر جمع ہونے بہت سے آدمیون کے نہین ہوسکتی اسواسطے کہ آدمی کے ساتھہ صدہا
کام متعلق ہین اور وہ اونکی طرف محتاج ہے اور زندگی اوسکی بدون اونکے محال ہے پس اگر
بہت سے آدمی اسکے ساتھہ جمع نہون تو سرانجام اسکے سب کامون کا کیونکر ہوسکے اسواسطے
کہ ایک شخص سے نہین ہوسکتا کہ آپ ہی گڑہائی کا کام کرے یعنے نجاری اور آپ ہی لہار کا کام کری
اور آپ ہی اپنے کپڑے سیوے اور آپ ہی کہیتی کرے وعلے ہذا پس ثابت ہوا کہ آدمی محتاج
ہے اپنی زندگی مین بہت سے آدمیون کے جمع ہونے کی طرف اور آدمی جب جمع ہوتے ہین
اور مجمع انکا ہوتا ہے اور آپسمین معاملات کرتے ہین تو جہگڑے اور قصے اور بے ایمانیان بہی
بہت واقع ہوتی ہین تو پس ضرور ہوا کہ ایک شخص انمین ایسا ہو کہ وہ ایسے قاعدے انمین
مقرر کرے کہ یہہ باتین انمین نہونے پائین اور وہ شخص چاہیئے کہ گناہ اور خطا سے پاک ہو اور
ایسا شخص نہین ہوسکتا مگر پیغمبر پس بہیجنا نبی کا اور مبعوث کرنا اوسکا واسطے مصالح بندونکے
خدا پر واجب ہے اور ایک دلیل ہے محدثین کی کہ وہ قوی تر ہے سب دلیلون سے محمد
بن یعقوب کلینی نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے کہ مینے جناب صادقؑ کی خدمت
مین عرض کی کہ جسنے خدا کو پہچانا اوسنے جانا کہ پروردگار عالم رضا اور خوشنودی بہی رکہتا ہے

اور غضب اور سخط بہی رکہتا ہے اور اوسکی خوشنودی اور اوسکا غضب نہین جانا جاتا مگر بالوحی سے اگر نبی ہے کہ وحی اوسپر نازل ہوتی ہو اور یا نبی سے اگر خود نبی نہو کہ جسپر وحی نازل ہوتے ہو پس جسپر کہ وحی نہ پہونچے اوسکو لازم ہے کہ پیغمبر کو ڈہونڈہے اور جب کہ اوس سے ملاقات کرے تو جانے کہ یہہ حجت خدا ہے اور طاعت اسکی واجب ہے غرض یہہ حدیث طولانی ہے آخر مین حدیث کے یہہ ہے کہ اوس جناب نے اوس سے یہہ سنکر فرمایا کہ رحمک اللہ

اور جناب غفران مآب مولوی دلدار علی صاحب عماد الاسلام مین فرماتے ہین کہ عقل سلیم حاکم ہے ساتہہ اسکے کہ واجب الوجود موجود ہے اور حکیم بہی ہے پس ساتہہ کرنے بری باتون کے راضی نہوگا اور خوشنودی اوسکی منحصر ہوگی بیچ ترک کرنے قبائح اور نکرنے بری باتون کے اور کرنے مین نیکیون اور امورات نیک کے اور وہ بدون بعثت انبیا کے اور جو انکے قائم مقام ہین اور بدون بتانے اور پہچنوانے نیک و بد کے ممکن نہین تو پس بعثت نبی کی واجب ہوگی اور نہین تو تکلیف ساتہہ محال کے لازم آئیگی یا لازم آئیگا اوسکا راضی ہونا ساتہہ مرتکب ہونے بندون کے امورات قبائح کے ساتہہ اور یہہ سب حکیم مطلق سے ممتنع ہے پس اگر اوس خود پر وحی نازل ہوتی ہے تو وہ نبی ہے والا تجسس نبی کا کرنا ہوگا تا کہ گمراہ کو راہ راست دکہلاوے

اور بہی روایت کی ہے محمد بن یعقوب کلینی نے بسند اپنے ہشام بن حکم سے اور اوسنے جناب صادق ع سے کہ اوس جناب نے ایک زندیق سے جبکہ اوسنے اوس جناب سے سوال کیا کہ من این اثبت الانبیاء یعنی کہان سے ثابت کیا تونے نبوت کو انبیا کی فرمایا اوس جناب نے کہ جبکہ ثابت کیا ہمنے کہ ہمارے واسطے ایک خالق ہے صاحب صنعت اور وہ برتر ہے جمیع مخلوقات سے اور صاحب حکمت ہے اور ایسا صانع ہے اور ایسا خالق ہے کہ خلق کو اوسکا مشاہدہ کرنا اور دیکہنا روا نہین ہے اور نہ یہہ جائز ہے کہ کوئی اوسکے ساتہہ صحبت رکہے اور اوس سے ہمکلام ہو اسواسطے لازم ہے اوسکے واسطے کہ کوئی واسطہ اور سفیر اور پیغامبر ہو کہ اوسکے قول کو بیان کرے اور اوسکے پیام کو پہونچائے طرف بندون کے اور رہنمائی کرے اونکو اون امور کی طرف کہ جنمین انکے واسطے کچہہ مصلحت ہو اور فعل اوسکا وسیلہ ہو اونکی بقا کا دنیا مین بجہت انتظام عالم کے یا بقا بیچ آخرت کے بجہت قبول کرنے ایمان کے اور ترک اوسکا موجب ہلاکت کا ہو اونکی

پس ثابت ہوئی حاجت طرف امر کرنے والے اور نہی کرنے والے کے کہ وہ حقتعالی کیطرف سے بیچ
مخلوقات کے مقرر ہو م وَاِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْہُ لَذَائِقُوا الْعَذَابَ الْاَلِیْمِ ش اور بدرستیکہ
جنہون نے تکذیب کی محمدؐ اور آل محمدؐ کی البتہ چکھنے والے ہونگے عذاب دردناک خدا کو م اِنَّ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَہٗ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ الْفَائِزُوْنَ ش اور بہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے ساتھہ اوسکے اور تقویت کی اوسکی اور یاری کی اوسکی
اور متابعت کی اوس نور کی کہ جسکو بہیجا خدا تعالی نے ساتھہ اوسکے یعنے قرآن یا جناب امیر المومنین
یہ لوگ جو ایسے ہین وہ رستگار ہین اور فیروزی پانے والے یعنے چھٹکارا پانے والے ہین عذاب
الٰہی سے م ویجب ان نعتقد ان اللہ عز وجل لم یخلق خلقاً افضل من محمد والائمۃ
علیہم السلام ش اور واجب ہے یہ کہ اعتقاد کرین ہم اس بات کا کہ بہ تحقیق اللہ عز وجل نے نہین
پیدا کیا کسی کو اپنی مخلوقات مین افضل اور بہتر محمد مصطفی اور ائمہ معصومین سے م وانہم احب
الخلق الی اللہ واکرمہم علیہ ش اور تحقیق کہ یہ حضرات دوست ترین خلق ہین طرف اپنے
اور بزرگترین مخلوقات ہین نزدیک خدا کے م واولہم اقراراً بہ لما اخذ اللہ علیہم میثاق
النبیین واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی ش اور یہ حضرات اول سب
خلق سے ہین از روے اقرار کرنے کے ساتھہ خدا تعالی کے اوسوقت کہ لیا خدا تعالی نے عہد و
پیمان پیغمبرون سے اور گواہ لیا انکو اوپر نفسون انکی کے اور کہا کہ آیا نہین ہون مین پروردگار تمہارا
کہا سب نے کہ ہان تو پروردگار ہمارا ہے م وان اللہ بعث نبیہ محمداً الی الانبیاء فی الذر
وسبقہم الی الاقرار بہ ش اور بہ تحقیق کہ اللہ نے برانگیختہ کیا روح کو اپنے پیغمبر کی کہ محمد ہین
درمیان روحون پیغمبرون کے پس اوس روح محمد ہی نے اقرار کیا خدا تعالی کا سب سے پہلے م
وان اللہ عز وجل اعطی کل نبی ما اعطی علی قدر معرفتہ ومعرفۃ نبینا محمد الخ
واکرم منہم ش اور بدرستیکہ خدا تعالی نے دیا ہر نبی کو جو کچھہ کہ دیا بقدر معرفت اوس نبی کے
دیا یعنے ہر نبی کو جسقدر کہ معرفت خدا کی حاصل تھی اوسیقدر اوسکو دیا جو کچھہ کہ دیا اور معرفت
نبی ہمارے محمدؐ کی اکثر اور بزرگتر اون سب سے تھی یعنے سب انبیا سے ہمارے نبی کو خدا شناسی اکثر
اور زیادہ تر تھی م وانّ اللہ تعالی خلق جمیع ما خلق لہ ولاہل بیتہ علیہم السلام

ش اور یہ تحقیق کہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا سب مخلوقات کو واسطے محمد کے اور واسطے اہلبیت
اوسکے کے م وانهم لولاهم لما خلق السماء ولا الارض ولا الجنة ولا النار
ولا آدم ولا حوا ولا الملائكة ولا شيئا مما خلق ش اور یہ تحقیق اگر نہوتے یہ حضرات
تو نہ پیدا کرتا اللہ آسمانوں کو اور نہ زمین کو اور نہ جنت کو اور نہ نار کو اور نہ آدم
کو اور نہ حوا کو اور نہ ملائکہ کو اور نہ کسی چیز دوسرے کو کہ جنکو پیدا کیا ہے م واعتقادنا ان
حجج الله على خلقه بعد نبيه محمد الائمة الاثنا عشر ش اور اعتقاد ہمارا فرقہ ناجیہ کا یہ ہے
کہ حجتیں خدا تعالیٰ کے بعد پیغمبر کے بارہ امام ہیں م اولهم امير المؤمنين علي ابن ابيطالب
ثم الحسن ثم الحسين ثم علي بن الحسين ثم محمد بن علي ثم جعفر بن محمد ثم موسى بن
جعفر ثم علي بن موسى الرضا ثم محمد بن علي ثم علي بن محمد ثم الحسن بن علي ثم محمد بن
الحسن الحجة القائم بامر الله صاحب الزمان وخليفة الرحمان في ارضه الحاضر
في الامصار والغائب عن الابصار صلوات الله عليهم اجمعين ش اول اونکے
امیر المؤمنین علی بن ابیطالب ہیں بعد اونکے امام حسن بن علی ابن ابیطالب بعد اونکے امام حسین
ابن علی ابن ابیطالب بعد اونکے امام علی بن الحسین بعد اونکے امام محمد باقر بن علی بعد اونکے
امام جعفر بن محمد بعد اونکے امام موسی بن جعفر بعد اونکے امام علی بن موسی الرضا بعد اونکے امام
محمد بن علی بعد اونکے امام علی بن محمد بعد اونکے امام حسن بن علی بعد اونکے محمد بن حسن صاحب
الزمان خلیفۃ الرحمان بیچ زمین اوسکی کے حاضر بیچ شہروں کے غائب نظروں سے رحمت اللہ
کی اون سب پر م واعتقادنا فيهم انهم اولوا الامر الذين امر الله بطاعتهم وانهم
الشهداء على الناس وانهم ابواب الله والسبيل الى الله والصراط المستقيم والادلاء
عليه وانهم عيبة علمه وتراجمة وحيه واركان توحيده ش اور اعتقاد ہمارا فرقہ ناجیہ
کا بیچ حق انکے کی یہ ہے کہ یہ حضرات اولو الامر ہیں یعنی بادشاہ اور صاحبان حکومت کہ خدا تعالیٰ
نے حکم کیا ہے آدمیوں کو واسطے اطاعت اور متابعت انکی کے اور یہ گواہ ہیں آدمیوں پر اور
یہ دروازے ہیں رحمت خدا کے اور راہ ہیں سیدھی معرفت خدا کے اور راہ دکھلانے والے ہیں
طرف خدا کے اور یہ خزانے خدا کے ہیں یعنی اوسکے علوم اور اسرار کے اور رکن ہیں اوسکی توحید کے

م وانهم معصومون من الخطاء والذلل ش اور یہہ سب معصوم ہین خطا اور لغزش سے م
وانهم الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا ش اور یہہ وہ ہین کہ لیگیا ہے
خدا انسے کہ اہل بیت پیغمبر ہین رجس کو اے گناہ اور خطا اور سہو اور عیب کو اور پاک کیا ہے ان کو
سب ان چیزون سے پاک کرنا م وان بهم الدلائل والمعجزات ش اور خاص انکے تئین ہین دلیلین
حقیت اور معجزات کی م وانهم امان لاهل الارض كما ان النجوم امان لاهل السماء
ش اور یہہ امان ہین واسطے اہل زمین کے جیسے کہ ستارے امان ہین واسطے اہل آسمان کے یعنے
جیسے کہ ستارے باعث امان اور بقای اہل آسمان کے ہین کہ جب تک ستارے باقی ہین اہل آسمان بہی
باقی ہین اور جب وہ جاتے رہین گے تو اہل آسمان بہی جاتے رہینگے ایسے ہی اہل بیت میرے بہی امان
ہین اور نگاہ رکہنے والے ہین اہل زمین کے کہ تا بقا انکے اہل زمین باقی ہین اور جب یہہ چلے جاتے ہین
تو اہل زمین بہی باقی نرہین گے م وان مثلهم في هذه الامة كمثل سفينة نوح ش اور بہ تحقیق
مثل اہلبیت کے بیچ امت کے مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو شخص کشتی نوح مین سوار ہوا اوسنے نجات مین پائی
غرق ہونے اور ہلاک ہونے سے اور جسنے تخلف کیا اوس سے اور اوسمین سوار نہو وہ غرق ہوا
اور ہلاک ہوا ایسے ہی حال اہلبیت نبی کا ہے کہ جو آپسے متوسل ہوا اور اونکی پیروی اور متابعت
کی اوسنے نجات پائی عذاب دوزخ اور ہلاک اخروی سے اور جسنے انکی اطاعت اور پیروی نکی اور
انکا مخالف ہوا پس بیچ عذاب الیم کے گرفتار ہوا اور یہہ حدیث طرفین مین حد تواتر کو پہونچی ہے کہ
جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوح من ركب فيها نجى ومن تخلف
عنها غرق م كباب حطة ش اور مثل باب حطہ کے ہین خاص واسطے بنی اسرائیل کے جیسا کہ
ابن حجر پیشوای اہل سنت نے صواعق محرقہ مین لکہا ہے دارقطنی سے اور اوسنے عباس سے کہ رسول خدا
نے فرمایا کہ علي باب حطة من دخل فيه كان مؤمنا ومن خرج منه كان كافرا یعنے علی باب
حطہ ہے جو شخص داخل ہوگا اس باب مین وہ مؤمن ہوگا اور جو خارج ہوگا اس سے وہ خارج ہوگا اور
باب حطہ وہ باب ہے کہ خدا تعالی نے بنی اسرائیل کو حکم کیا تہا کہ داخل ہون اوس دروازے سے
تا گناہ سے پاک ہون جیسا کہ قرآن مجید مین اسکا ذکر ہے اور اس حدیث مین کنایہ ہے کہ اہلبیت
وسیلہ ہین مغفرت اور نجات کے م واهم عباد الله المكرمون الذين لا يسبقونه

بالقول وهم بامرهم يعملون تمّ اور تحقيق که يهه حضرات بندگان گرامی خدا يتعالى سے ہين که پہلے اوسکے اذن کے کوئی بات نہين کہتے اور ساتھہ امر اور حکم اوسکے کے عمل کرتے ہين م ونعتقد فيهم ان حبهم ايمان وبغضهم کفر وامرهم امر الله ونهيهم نهى الله وطاعتهم طاعة الله وولیهم ولى الله وعدوهم عدو الله ومعصيتهم معصية الله تمّ اور اعتقاد هم فرقه ناجيه کا حق مين آنحضرت کے يهه ہے که دوستی انکی اور محبت انکی ايمان ہين اور بغض اور دشمنی انسے کفر ہے اور حکم انکا حکم خدا ہے اور نہی انکی نہی خدا کی ہے اور طاعت انکی عين طاعت خدا کی ہے اور نافرمانی انکی نافرمانی خدا کی ہے اور دوست انکا دوست خدا کا ہے اور دشمن انکا دشمن خدا کا ہے اور اس مضمون کی حديثين اہل سنت کے ہان بہی بہت سی ہين جيسا که کشاف مين باسناد رسول خدا مسطور ہے که جيسکا حاصل يهه ہے که جس شخص نے علی اور فاطمه اور حسن اور حسين عليهم السلام اور اور باقی ائمه کی که جو انکی نسل سے ہين متابعت کی اور انکے ساتھه نباه کيا اوسنے نجات پائی اور جو انکا پيرو نہوا وه گمراه اور ہلاک ہوا م ونعتقد ان الارض لا تخلو من حجة الله على خلقه اما ظاهرًا مشهورًا او خافيا مغمورًا تمّ اور اعتقاد کرتے ہين ہم گروه اماميه اس امر کا که زمين خالی نہين ہے حجة خدا سے اوپر خلق اوسکی کے يا ظاہر مشہور يا از زمان پوشيده م ونعتقد ان حجة الله فی ارضه وخليفته على عباده فی زماننا هذا هو القائم المنتظر محمد بن الحسن بن على بن محمد بن على بن موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على بن ابيطالب تمّ اور اعتقاد کرتے ہين ہم اسکا که تحقيق حجت الله کی بيچ زمين اوسکی کے اور خليفه اوسکا اوپر بندون اوسکے کے اس ہمارے زمانے مين قائم منتظر ہين يعنے امام محمد بن الحسن بن على بن محمد بن على بن موسے بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على ابن ابيطالب جيسا که شيخ صدوق محمد بن بابويه نے سند صحيح احمد بن اسحاق سے روايت کی ہے وه کہتا ہے که مين خدمت مين جناب امام حسن عسکری کے گيا اور مينے چاہا که مين آپسے پوچھون که بعد آپکے امام کون ہوگا مگر قبل ميرے پوچھنے کے خود ہی فرمايا که اے احمد جس روز سے که خدا يتعالى نے حضرت آدم کو پيدا کيا ہی آجتک زمين کو خالی حجت سے نہين رکھا اور روز قيامت تک خالی نرکہے گا تا که به برکت اوسکی حجت کے اوسکے بندون سے بلاؤن کو دفع کرے اور بسبب اوسکے باران کو زمين پر نازل کرے اور زمين کی برکتونکو

بیدا اگر سے میں نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ پھر کون امام اور خلیفہ ہوگا آپکے بعد یہہ سنکر وہ جناب کھڑے ہوگئے
اور گھر مین تشریف لیگئے اور ایک لڑکے کو دوش مبارک پر بٹھلا کر باہر تشریف لائے کہ وہ صاحبزادہ
مثل ماہ شب چہاردہ کے تھا اور تین برس کی عمر معلوم ہوتی تھی اور ارشاد کیا کہ اے احمد یہہ ہے امام
بعد میرے کہ کنیت اور نام اسکا موافق کنیت اور نام جناب رسول خدا کے ہے اور زمین کو عدل
و داد سے بھرے گا بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی اے احمد مثل اسکی امت مین مثل خضر اور
ذو القرنین کی ہے اور بخدا سوگند کہ غائب ہوگا غائب ہونا کہ نجات نہ پاوینگے اوسکے زمانہ
غیبت مین ہلاک اور گمراہ ہونے سے مگر وہ شخص کہ جسکو خدا ثابت قدم رکھیگا اوپر قول امامت اوسکی
کے اور توفیق دیگا کہ دعا کرے واسطے تعجیل فرج اوسکی کے اور جلد ظہور کرنے اوسکے کے میں نے
عرض کی کہ آیا معجزات اور علامات ظاہر ہو سکتے ہین کہ جس سے میری خاطر مطمئن ہو پس وہ کودک
گویا ہوا اور بلغت عربی فصیح کہا کہ مین ہون بقیہ خدا اور مین ہون انتقام اور بدلا لینے والا
دشمنون سے احمد کہتا ہے کہ مین خوش ہوکر اوس روز چلا آیا دوسرے روز پھر جاکر امام حسن
عسکری سے پوچھا کہ جو سنت ذو القرنین کی اس حجت مین جاری ہوگی وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ
سنت طول غیبت ہے کہ اسقدر اوسکو طول ہوگا کہ پھر جائینگے دین سے اکثر وہ لوگ کہ جو اوسکی
امامت کے قائل ہونگے اور باقی نرہیگا دین حق پر مگر وہ شخص کہ جس سے عہد ولایت ہماری کا
روز میثاق لیا ہوگا غرض کتب شیعہ مین اس قبیل کی حدیثین کہ جنمین وجود فائض الجود اون
جناب کا اور غیبت اوسکی بہت کثرت سے ہین کہ حصر اونکا نہین ہو سکتا ھم وانه هو الذی
اخبر النبی عن اللہ عز و جل باسمه ونسبه ش اور تحقیق کہ مہدی علیہ السلام وہ ہین کہ خبر دی
ہے پیغمبر نے جانب خدا سے ساتھہ نام اور نسب اونکے کے جیسا کہ شیخ طوسی نے اسمعیل بن
علی نوبختی سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب صاحب الامر کی سامرے مین بیچ سال دو سو چھپن
ہجری مین واقع ہوئی ہے اور کنیت اوس علیہ السلام کی ابو القاسم ہے اور فرمایا رسول خدا نے
کہ اسم اوسکا اسم میرا ہے اور کنیت اوسکی کنیت میری ہے اور لقب اوسکا مہدی ہے اور وہ
حجت اور منتظر اور صاحب الزمان ھم وانه هو الذی یملاء الارض قسطا وعدلا کما
ملئت جورا وظلما ش اور وہ ہے کہ بھرے گا زمین کو عدل و راستی سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم

وستم سے م وانه هو الذی یظهر الله به دینه لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
ش اور وه وه ہے کہ ظاہر کرے گا خدا یتعالی ساتھہ اوسکے اپنے دین کو تا غالب کرے اپنے
دین کو سب دینون باطل پر اگرچہ مکروہ جانے اوسکو کافر م وانه هو الذی یفتح الله علی یدیه
مشارق الارض ومغاربها حتی لا یبقی فی الارض مکان الا نودی فیه بالاذان
ویکون الدین کله لله ش اور وه وه ہے کہ اوسکے ہاتھہ پر فتح کرے گا خدا سب عالم کو مشرق
سے مغرب تک یہانتک کہ نہ باقی رہیگی کوئی جگہہ کہ جسمین اذان نہ یجاویگی نماز کی اور سب دین بدل ہو جاینگے
ساتھہ دین خدا کے م وانه هو المهدی الذی اخبر النبی انه اذا خرج نزل عیسی بن مریم
ویصلی خلفه ویکون المصلی اذا صلی خلفه کان کمن مصلیا خلف رسول الله لانه
خلیفة ش اور وه مہدی ہے کہ خبر دی ہے پیغمبر نے کہ جب ظاہر ہوگا وه تو اوترے گا آسمان سے
اور نیچے آئے گا اوس سے عیسی بن مریم علیه السلام اور پیچھے مہدی علیه السلام کے نماز پڑہے گا
اور جو کہ پیچھے اوسکے نماز پڑہے گا ایسا ہوگا کہ پیچھے پیغمبر کے نماز پڑہی ہوگی اسواسطے کہ وه خلیفہ پیغمبر کا
ہے م ونعتقد انه لا یجوز ان یکون القائم غیره ش اور اعتقاد کرتے ہین ہم فرقہ امامیه
یہہ کہ نہین جائز ہے یہہ کہ ہووے قائم غیر اوسکا م ولبقی فی غیبته ما بقی ولو بقی غیبته عمر
الدنیا لم یکن القائم غیره ش اور باقی رہیگا بیچ غیبت اپنی کے اوس مقدار کہ خدا یتعالے
نے تقدیر کی ہے اور اگرچہ ہو غیبت اوسکی برابر عمر دنیا کے نہو گا قائم آل محمد غیر اوسکے م لان النبی
دلو علیه باسمه ونسبه ش اسواسطے کہ نبی نے راه دکہلائی ہے طرف اوسکے ساتھہ اسم اوسکے
کے اور نسب اوسکی کے م وبه رضوا وبه بشر واصلوات الله علیهم اجمعین ش اور ساتھہ
اوسکے راضی ہوئے اور ساتھہ اوسکے بشارت دی ہے درود الله کا اون سب پر م وقد اخرجت
هذا الفصل فی کتاب الهدایة ش اور تحقیق خارج کیا ہے مینے اس فصل کو بیچ کتاب ہدایہ
کے م

باب الاعتقاد فی العصمة

ش باب چہبیسوان[26] بیچ بیان اعتقاد
عصمت پیغمبرون اور امامون اور فرشتون کے واضح ہو کہ عصمت عبارت ہے ایک حالت
سے کہ ساتھہ عنایت ربانی کے بیچ کسی شخص کے متحقق ہو کہ بسبب اوس حالت کی باوجود قدرت کے
خواہش اور میل بدی اور گناہ کے اوس شخص سے منتفی ہو یعنے باوجود اسکے کہ بدی کرنیکی قدرت

اور طاقت رکھتا ہو اور بعیر بدی نکرے جناب سید العلما حدیقۂ سلطانیہ مین فرماتے ہین کہ عمدہ شرائط
نبی سے عصمت ہے اور وہ ایک لطف ہے کہ خدا تعالی واسطے کسی بندے کے اپنے بندون مین سے
عمل مین لاتا ہے اور اوسکے حق مین جاری فرماتا ہے پس وہ بندہ فعل قبیح سے اپنے تئین
باز رکھتا ہے اور یہہ تعریف عصمت کی سب تعریفون سے بہتر ہے کہ اسمین وہم جبر کا نہین ہوسکتا
توضیح اسکی یہہ ہے کہ جسمین یہہ لطف متحقق ہوتا ہے تو وہ شخص سب کامون مین خدا تعالی کا
مقرب ہو جاتا ہے اور کسی وقت اوسکی مرضی کے خلاف نہین کرتا ہمیشہ اوسکی طاعت کرتا ہے
اور اوسکی نافرمانی عمل مین نہین لاتا شیخ مفید رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ عصمت مانع تمام نہین ہے
قدرت سے اوپر امر قبیح اور کار بد کے یعنے یہہ نہین ہے کہ عصمت آدمی سے قدرت برے کام کرنے
کی کہو دیتی ہو یعنے اوسمین قدرت گناہ کرنے کی نرہتی ہو یہہ بات نہین ہے بلکہ اوسمین قدرت گناہ
کرنے کی رہتی ہے اور نہ یہہ امر ہے کہ عصمت سبب ہوتی ہے اپنے صاحب کے اضطرار اور لاچارگی کا
بیچ بجا لانے امر نیک کے کہ وہ عصمت کے سبب نیک کام کرنے پر لاچار ہو جاوے بلکہ عصمت وہ لطف
ہے کہ خداوند عالم جانتا ہے کہ جسوقت اس امر کو نسبت فلان اپنے بندے کے عمل مین لاونگا
تو وہ ہرگز معصیت کو اختیار نکریگا اور یہہ بہی جملہ شروط وجوب لطف سے ہے کہ خدا تعالے
جانے کہ جب مین اس بندے پر لطف کرونگا تو یہہ بندہ طاعت کو اختیار کریگا مگر تمام خلق سے
اس امر کی امید نہین اسی سبب لطف سبکی واسطے عام نہوا بلکہ ایسے وہ لوگ ہین کہ جو برگزیدہ
اور اخیار ہین لہذا یہہ لطف خاص ہوا اون ہی چند اشخاص کے ساتھہ کہ جو عقل اور زیرکی اور
پاکیزگی طینت اور نیک خصلت اور حسن صفات اور بزرگی ذات اور صدق نیت اور خلوص محبت
پروردگار مین سب سے ممتاز ہین پس خدا تعالی نے اپنی عظمت و جلالت کو انکی آنکہون مین جلوہ
دیا کہ ہر وقت اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اور گویا اوسکو دیکہتے ہین پس کوئی فعل
ان سے صادر نہین ہوتا مگر موافق رضا اور خوشنودی اوسکی کے کیونکہ ایک تو ان اشخاص کو
غایت محبت ہوتی ہے خداوند عالم کے ساتھہ اور وہ محبت مانع ہوتی ہے کہ اوسکی مرضی کے خلاف
کوئی بات کرین اسواسطے کہ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے تو وہ اوسکے خلاف مرضی کوئی امر نہین
کرتا دوسرے شرم و حیا کہ اوسکے حضور اوسکے خلاف مرضی کوئی فعل کیونکر کرین اسواسطے کہ محبت

اقتضا یہہ نہین کہ جس سے کسیکو محبت ہو اور پہر وہ اوسکے حکم کے کوئی امر خلاف کرکے اپنے سے
اوسکو آزردہ کرے تیسرے خوف و ترس اسواسطے کہ جس سے کچہہ خصوصیت زیادہ ہوتی ہے اگر
اوسکی خوشنودی اور رضا کی رعایت نکرے تو وہ بالضرور اوسپر عتاب اور عقاب اور عذاب
کرے گا الحاصل خدا تعالی ساتہہ خبر کے کسیکو اوپر طاعت کے متوجہ نہین کرتا اور معصیت سے
باز نہین رکہتا و الا جاہیئے کہ معصوم مجبور ہو اور مستحق اجر و ثواب کا نہو قال الشیخ ابو جعفر رہ
اعتقادنا فی الانبیاء و الرسل و الائمۃ و الملائکۃ صلوات اللہ علیہم اجمعین
انہم معصومون و مطہرون من کل دنس ش فرمایا شیخ ابو جعفر رحمہ اللہ نے کہ اعتقاد
ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ انبیا اور رسل اور ائمہ اور ملائکہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کے یہہ ہے کہ وہ معصوم ہین
اور پاک ہین ہر عیب و نقصان اور گناہ سے م و انہم لا یذنبون ذنبا لا صغیرا و لا کبیرا ش
اور بہ تحقیق کہ کوئی گناہ انسے صادر نہین ہوتا نہ صغیرہ نہ کبیرہ یعنے وہ کوئی گناہ نہین کرتے نہ گناہ صغیرہ
نہ گناہ کبیرہ نہ از روے عمد کے اور نہ از روے سہو و خطا کے م و لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون
ما یؤمرون ش اور ترک نہین کرتے اوس چیز کو کہ جسکا خدا تعالی نے انکو حکم کیا ہے اور بجا لاتے
ہین اوس چیز کو کہ حکم کیے گئے ہین اوس چیز کے بجا لانے کا اور اس امر پر کہ سب انبیا اور ائمہ اور ملائکہ معصوم
ہین سب فرقہ اثنا عشریہ کا م و من نفی عنہم العصمۃ فی شئی من احوالہم فقد جہلہم و من
جہلہم فہو کافر ش اور جو کہ قائل نہوا انکی عصمت کا بیچ کسی شے کے انکے احوال
بیچ اوسنے نہ پہچانا انکو اور جاہل ہوا انکے احوال سے اور جو شخص جاہل ہوا انسے پس وہ کافر ہے
م و اعتقادنا فیہم انہم معصومون موصوفون بالکمال و التمام و العلم من اوائل اعمارہم
الی اواخرہا لا یوصفون فی شئی من احوالہم بنقص و لا جہل و لا
عصیان ش اور اعتقاد ہمارا بیچ انکے یہہ ہے کہ یہہ حضرات متصف ہین ساتہہ صفات کمالیہ کے اور
تمامی خلقت کے اور علم شامل ہے انکا اول عمر سے آخر عمر تک اور متصف نہین ہوتے کسی حال مین احوال
سے اپنے ساتہہ نقصان اور جہل کے واضح ہو کہ صاحبان سنت و جماعت انبیا کے عصمت کے
قائل نہین ہین بلکہ اجتہاد اور خطا اور گناہ انپر جائز رکہتے ہین پس معتزلہ اہلسنت تو گناہ صغیرہ
پیغمبرون پر تجویز کرتے ہین الا بعض انکے کہتے ہین کہ گناہ صغیرہ انبیا پر سہوا اور بہول کر جائز ہے

نہ عمداً اور جانکر اور فرقہ اشعریہ اور فرقہ حشویہ اہلسنت کہتی ہین کہ گناہ کبیرہ بہی انپر جائز ہے مگر
کفر اور دروغ کہ یہہ انپر جائز نہین اور بعض انکے کفر کو بہی جائز رکھتے ہین بشرطیکہ قبل نبوت ہو
اور بعض بعد نبوت بہی کفر کو روا رکھتے ہین جیسا کہ علامہ حلی نے کشف الحق مین انکے ان مذاہب
کو بہ تفصیل لکھا ہے اور فاضل قوشجی نے بہی لکھا ہے کہ جمہور اہلسنت اوپر اسکے ہین کہ انبیا بری ہین
اوس گناہ سے کہ جو منافی اور خلاف معجزہ کے ہو اور کفر سے محفوظ رہین پس اس سے ثابت ہوا
کہ سوائے اسکے اور سب گناہ انپر جائز نہین اور پہر قوشجی نے کہا کہ قاضی انکا منافی معجزہ کو سہواً جائز
جانتا ہے اور ازارقہ خوارج کفر کو بہی روا رکھتے ہین اسواسطے کہ انکے نزدیک ہر گناہ مستلزم کفر کا ہے
مگر یہہ سب اقوال ان فرقون کے باطل ہین اور وجوب عصمت انبیا پر دلیلین بہت ہین اور شیخ نصیر الدین
طوسی علیہ الرحمہ نے تجرید مین تین دلیلون کی طرف اشارہ کیا ہے اوّل یہہ کہ اگر انبیاؤن سے صادر
ہونا گناہون کا جائز ہو تو جہوٹ بولنا بہی انسے منع نہو گا اور جب جہوٹ انسے جائز ہوا تو انکی
امر اور نہی اور وعدہ ثواب امورات نیک پر اور تخویف عذابات افعال بد پر اعتماد نرہیگا اسواسطے
کہ اس صورت مین احتمال پیدا ہوگا لوگون کو کہ جو کچہہ یہہ کہتے ہین جائز ہے کہ ازراہ کذب کے کہتے ہون
پس آدمی تابعداری انکی کسی حکم مین نکرینگے اور جو غرض اور فائدہ بعثت کا ہے یعنے ہدایت لوگون
کی وہ فوت ہو جائے گا لہذا عصمت نبی کی واجب ہوئی تا جو غرض بعثت سے ہے وہ حاصل ہو
واضح ہو کہ اہلسنت کہتی ہین کہ حضرت ابراہیم نے تین جہوٹ بولے ہین اور اونہون نے خود بہی
ان تین جہوٹ کا اقرار کیا ہے جیسا کہ علامہ حلی نے انکی صحیحین سے نقل کی ہے کہ رسول خدا نے
فرمایا کہ جب خلائق روز قیامت سب انبیا کے پاس سے مایوس ہوکر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیگی
اور استدعا کریگی شفاعت کا پروردگار سے کہ تم ہماری شفاعت خدا سے کرو تو وہ کہینگے کہ
آج خدا تعالی بکمال ہی غضبناک ہے اور مینے تین جہوٹ بولے ہین مین اپنی ہی گناہ مین گرفتار ہون
تم اور کے پاس جاؤ مجہسے تمہارے شفاعت نہین ہوسکتی اور بخاری نے اپنی صحیح مین کذبات ثلثہ
مین ایک حدیث بیان کی ہے کہ وہ شامل ہے اسپر کہ ایک جہوٹ حضرت ابراہیمؑ کا یہہ ہے کہ اونہون
دیکہکر ستارون کو کہا کہ هٰذَا رَبِّي یعنے یہہ ہین رب میرے اور دوسرا جہوٹ اونکا یہہ ہے کہ جب
انہون نے بتون کو کہ جنکو کفار اپنا خدا جانتے تہے توڑا اور کفار نے جو انسے پوچہا کہ یہہ فعل ہمارے

خداؤن سے کسنے کیا تو انہون نے کہا بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا بلکہ یہہ فعل انسے انکے بڑے بت نے کیا
تیسرا جھوٹ انکا یہہ ہے کہ جب کفار انکو اپنے ساتھہ عیدگاہ مین لیجانے لگے تو انہون نے کہا کہ اِنِّي
سَقِيمٌ یعنے مین بیمار ہون حالانکہ بیمار نہ تھے انتہے واضح ہو کہ یہہ کلمات جو حضرت ابراہیمؑ سے وارد
ہوئے ہین ہرگز شائبہ جھوٹ کا نہین کذب و دروغ سے خالی اور مبرا ہین معانی صحیحہ انکے موافق تفسیر
ائمہؑ کے یہہ ہین کہ خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا
رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي
فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ
بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ جناب صادقؑ سے
اس آیہ کی تفسیر مین اسطرح منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ زمانہ بادشاہی نمرود مین اپنی والدہ
ماجدہ کے شکم مبارک مین تھے کہ منجمون اور کاہنون نے نمرود کو خبر دی کہ عنقریب ایک ایسا شخص
پیدا ہوگا کہ وہ دین بت پرستی کو برہم اور بناے کفر اور پرستش غیر خدا کو درہم کریگا نمرود نے یہہ
سنکر حکم دیا کہ عورتون کو مردون سے جدا کردین کوئی عورت اپنے مرد کے پاس جانے نہ پائے
اور لڑکون کو قتل کرین خدا تعالی نے حمل کو والدہ حضرت ابراہیمؑ کی سبکی نظرون سے مخفی
کردیا تا اینکہ اونکو درد زہ عارض ہوا ایک غار مین وہ تشریف لیگئین اور بعد وضع حمل کے اپنے طفل
کو اوسی غار مین نظر اغیار سے پوشیدہ کرکے موںہہ اوس غار کا سنگ و خشت سے بند کرکے چلی آئین
خدا تعالی نے اونکی انگشت بہین مین شیر پیدا کردیا کہ وہ انگشت کو چوسکر دودہ پی لیتے تھے اور ایک
روز مین اسقدر نشو و نما کرتے تھے جیسے اور لڑکے ایک مہینہ مین نشو و نما کرتے ہین پس جبکہ تیرہ
برس اونپر گذرے تو اونکی مان ایک روز اونکے دیکہنے کو غار مین آئین حضرت ابراہیمؑ نے اپنی والدہ
سے کہا کہ مجھے اس غار سے باہر لے چلو اونہون نے کہا کہ اے فرزند مجھے خوف آتا ہے کہ مبادا کوئی
تجھے مار ڈالے یہہ کہکر وہ چلی آئین حضرت ابراہیمؑ بحکم خداوند رحیم خود ہی غار سے باہر تشریف لائے مگر
آفتاب غروب کرچکا تہا شام ہوگئی تہی آپنے ستارۂ زہرہ کو دیکھکر بروجہ انکار کہا کہ هٰذَا رَبِّي
یہہ ہے رب میرا پس جبکہ وہ غروب ہوگیا تو حضرت ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ کفار پر اسطرح حجت لانا اور
اپنے مطلب کو ظاہر کرنا چاہیئے کہ اگر یہہ پروردگار میرا ہوتا تو غائب نہوتا پس کہا کہ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ

یعنے مین دوست نہین رکہتا غائب ہونے والے کو پس جبکہ چاند کو دیکہا کہ روشن ہوا ہے کہا هٰذَا رَبِّیْ پس جب وہ بہی غائب ہو گیا تو کہا کہ اگر نہ ہدایت کرتا مجکو میرا پروردگار تو البتہ مین ہو جاتا گمراہون سے پس جبکہ صبح ہوئی اور آفتاب نے طلوع کیا اور اوسکی روشنی نے تمام عالم روشن کر دیا تو کہا کہ یہہ ہے رب میرا کہ یہہ بڑا ہے سب ستارون سے پس جب اوسنے بہی غروب کیا تو فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے کہ اے قوم میری مین بری اور بیزار ہون اوس چیز سے کہ تم شرک لاتے ہو اور عیون اخبار الرضا مین جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ مامون رشید نے اوس جناب سے پوچہا کہ تم فرماتے ہو کہ پیغمبر معصوم ہین فرمایا کہ ہان پہر پوچہا کہ اسکے کیا معنے ہین کہ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ آپنے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ غار مین سے نکلے تو گذر اونکا تین طرحکے کفار پر ہوا ایک گروہ تو زہرہ کی پرستش کرتے تہے اور ایک قوم چاند کو پوجتی تہی اور ایک قوم شمس کی عبادت کرتی تہی پس اسواسطے حضرت ابراہیمؑ نے تینون ستارون کے خدا ہونیکو بایں عبارت باطل کیا تا یہہ فرقے جانین کہ یہہ ستارے ہین خدا نہین ہین کہ جو قابل پرستش ہون پس غرض حضرت ابراہیمؑ کے هٰذَا رَبِّیْ کہنے سے یہہ ہے اور جواب اِنِّیْ سَقِیْمٌ سے کہ جسکو یہہ فرقہ در سر الکذب حضرت ابراہیمؑ کا کہتے ہین یہہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے کفار سے ان ستارون کے خدا نہونے کی اور انکی عبادت کے باطل ہونے کی بحث بیان کی اور باوجود اسکے پہر وہ کفر سے باز نہ آئے اور روز عید سب چہوٹے بڑے انکے شہر سے باہر گئے اور حضرت سے بہی کہا کہ تم بہی ہمارے ساتہہ چلو تو آپنے عذر کیا جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ یعنے پس اوس جناب نے نظر کی طرف ستارون کے اور کہا کہ مین بیمار ہون یعنے مشرف ہون اوپر بیماری کے اور ستارون کی طرف دیکہکر یہہ کلمہ اسواسطے کہا تا سب جانین کہ انہون نے نجوم سے اپنی بیماری پر استدلال کیا ہے تا انکو عیدگاہ کے جانے کی تکلیف ندین اسواسطے کہ اوس زمانہ مین مرض طاعون کا تہا کہ ایک سے دوسرے کو لگ جاتا تہا پس اس خوف سے کہ مبادا انسے طاعون ہمارے تک بہی سرایت کرے انکو عیدگاہ مین نلیجائین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ لوگ انکو چہوڑ گئے اور ساتہہ نلیگئے اور بعض نے انکی توجیہ اسطرح پر کی ہے کہ ہر مرنے والا سقیم ہے پس حضرت ابراہیمؑ نے سقیم سے مراد موت لی ہے یعنے مین قریب مرنے کے ہون اور پہونچ گیا ہون قریب موت کے بہر حال یہہ سب معانی روایات شیعہ سے دلالت

کرتے ہین اوس جناب کی برائت اور پاکدامنی پر جھوٹ سے اور ہمارے علما انکو پاک و پاکیزہ جانتے
ہین کذب و دروغ سے آور ایک حدیث مین یہہ ہے کہ یہہ کلام حضرت ابراہیمؑ نے ازراہ تقیہ کے
کہا تھا اور تقیہ مستلزم کذب کو نہین ہے بلکہ وہ کنایہ ہے تعاریض اور کنایہ سے پس مراد ان
روایات سے یہہ ہے کہ کلام حضرت ابراہیمؑ کا واسطے پوشیدہ کرنے مطلب کے خوف دشمنون سے
بطور توریہ کے تھا اور توریہ اوسکو کہتے ہین کہ ایک لفظ کے دو معنے ہون کہ ظاہر مین اوس سے
کچھہ مراد لیجائے اور باطن مین کچھہ اور ایسا کلام نہایت لطیف ہوتا ہے اور توریہ محسنات کلام سے
ہے نہ نقصان کلام سے جناب امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ گروہ مخالفین سرکش مین سے
ایک مخالف مجلس جناب امام جعفر صادقؑ مین آیا اور ایک شخص سے کہ وہ شیعان اوس جناب سے تھا
کہا کہ مَا تَقُوْلُ فِي الْعَشَرَةِ الصَّحَابَةِ تم حق مین عشرہ بشرہ صحابہ کے کیا کہتے ہو یعنے اون دس
آدمیون کے حق مین کہ جنکو رسول خداؐ نے بہشت کی خوشخبری دی ہے شیعہ نے کہا کہ مین اونکے
حق مین وہ کلمہ خیر کہتا ہون کہ جسکے سبب خدا تعالی میرے گناہون سے درگذرے گا اور بخشیگا مجھے
اور میرے درجات بلند کرے گا اوس ناصبی نے کہا کہ حمد و شکر اوس خدا کو کہ جسنے میرے تئین تیری
دشمنی سے نجات دی مجھے گمان ہوا تھا کہ تو رافضی ہے اور رفض و بغض صحابہ کا رکھتا ہے اوس
مرد مؤمن نے دوبارہ کہا کہ جو کوئی صحابہ مین سے ایک کو دشمن رکھے اوسپر لعنت ہے خدا کی اوس ناصبی نے
کہا کہ شاید تو نے اس قول مین تاویل کی ہو یہہ کہو کہ جو عشرہ کو دشمن رکھے اوسکے حق مین تو کیا کہتا
ہے اوس مرد مؤمن نے کہا کہ جو عشرہ صحابہ کو دشمن رکھے اوس پر لعنت خدا کی اور ملائکہ کی اور تمام
خلق کی پس وہ ناصبی کھڑا ہوگیا اور اوس مرد مؤمن کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ مجھے تو بخش
کہ مینے تجھے ساتھہ رفض کے متہم کیا تھا مرد مؤمن نے کہا کہ تجھپر کوئی چیز نہین اور مین تجھے اس اتہام
پر کچھہ مواخذہ نکرون گا تو میرا بھائی ہے جب وہ ناصبی اوٹھکر چلا گیا تو جناب امام جعفر صادقؑ
نے اوس مرد مؤمن سے کہا کہ تو نے کیا مستحکم اور مضبوط کلام بیان کیا اور پر خدا کی ہے جزا تیری
اور فرشتے بھی تیرے اس حسن توریہ سے بہت خوش ہوئے کہ تو نے اپنے دین کو خلل سے بچایا اور
اوس ناصبی کے ہاتھہ سے اپنے تئین نجات دی اور چھوڑ لیا خدا ہمارے دشمنون مین نافہمی پر اور نافہمی
زیادہ کرے پس جو لوگ کہ کنایہ اور معاریض کلام سے اطلاع نرکھتے تھے امام سے اونھون نے

عرض کی کہ یا حضرت اس مرد نے کیا کیا ظاہر مین جو کچھ وہ ناصبی کہتا تہا وہی یہہ بہی کہتا تہا آپنے فرمایا
کہ تم اسکے کلام کو سمجھے نہین ہم سمجھے ہین اور خدا تعالی نے اوسکے قول کو قبول کیا اور جو کوئی ہمارے
دوستون مین سے ہمارے دشمنونکے ہاتھ مین گرفتار ہو جاتا ہے تو خدا تعالی اوسکی مدد کرتا ہے اور
اوسکے دین اور آبرو کو اونکے ہاتہون سے بچاتا ہے مراد اس مرد مؤمن کی البغض واحد امن الصحابہ
سے یہہ تہی کہ جو شخص دشمن رکھے ایک کو عشرے مین سے کہ وہ امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب ہین
پس اوپر اوس دشمنی کرنے والے کے لعنت ہے خدا کی اور پہر دوسری دفعہ جو اوسنے کہا کہ من ابغض
العشرۃ فعلیہ لعنت اللہ سچ کہا اسواسطے کہ جو شخص کل صحابہ دسون سے دشمنی رکھے گا کہ اوسمین امیر المؤمنین
بہی ہین پس اونسے بہی دشمنی رکھے گا پس اس سبب لعنت خدا مین گرفتار ہوگا پہر آپنے فرمایا کہ مثل اس
توریہ کے خرقیل مؤمن آل فرعون کو بہی فرعونیون سے اتفاق پڑا تہا اسواسطے خرقیل مخفی اور
پوشیدہ لوگون کو طرف یگانہ پرستی اور خدا کی عبادت کے اور طرف اقرار نبوت حضرت موسی کے
اور فضیلت دینے جناب محمد مصطفےٰ کی سب انبیا پر اور فضیلت دینے جناب امیر مؤمنان کے اوپر سائر
ائمہ کو وصیا پیغمبران سے دعوت کرتا تہا اور بلاتا تہا اور چاہتا تہا کہ فرعون کے خدا کہنے سے باز
آئین اور اوسکو خدا نہ جانین آخرکار بدگویون نے فرعون سے کہا کہ خرقیل تیرے طریقے کے خلاف
راہ پر لوگون کو ہدایت کرتا ہے اور تیرے دشمنون کو قوت دیتا ہے فرعون نے مخبرون سے کہا
کہ خرقیل ابن عم اور وصی اور جانشین میرا ہے مین اس حال کو دریافت کرتا ہون اگر یہہ بات جو تم
کہتے ہو سچ نکلی تو خرقیل اس میری کفران نعمت پر مستحق عذاب کا ہوگا والا اگر تم جہوٹے نکلے تو تمپر
میرا عذاب نازل ہوگا یہہ کہکر خرقیل کو بلوایا جب وہ آئے تو اون لوگون کا انسے مواجہہ کرایا
اون لوگون نے کہا کہ تو فرعون کی خدائی کا انکار کرتا ہے خرقیل نے کہا کہ اے فرعون کبہی تو نے
وقت آزمایش مجکو جہوٹا پایا ہے کہا نہین خرقیل نے کہا کہ اول تو انسے پوچہہ کہ پروردگار تمہارا کون
ہے تا مین سچ سچ حقیقت حال تجھسے بیان کرون اون سبنے سنکر کہا کہ پروردگار ہمارا فرعون ہے
خرقیل نے کہا کہ خالق تمہارا کون ہے سبنے کہا کہ خالق ہمارا فرعون ہے پہر کہا رازق تمہارا کون ہے
اونہون نے کہا کہ رازق ہمارا فرعون ہے خرقیل نے کہا کہ اے بادشاہ مین گواہ کرتا ہون تجکو اور
ان سب حاضرین مجلس کو کہ جو خدا انکا ہے وہی خدا میرا ہے اور جو خالق انکا ہے وہی خالق میرا ہے

اور جو رازق انکا ہے وہی رازق میرا ہے اور انکے غیر خالق اور غیر رازق اور غیر کفیل سے بری ہون
اور اوسکی ربوبیت کا اعتقاد نہین رکہتا ہون مین خرقیل یہہ کہتے تہے اور قصد کرتے تہے کہ پروردگار
حقیقی انکا پروردگار حقیقی میرا ہے اور یہہ نہین کہا کہ جسکو انہون نے خدا قرار دیا ہے وہ خدا میرا
ہے لیکن فرعون اور اوسکے اتباع نے خرقیل کی مراد کو نہ سمجہا اور یہی جانا کہ یہہ اوسی خدا کو کہتے
ہین کہ جسکو اس قوم نے خدا قرار دیا ہے پس اون بدگویون کو قتل کیا اسطرح پر کہ اونکے سینہ ران
اور ساق پا مین میخین ٹہکوائین اور ساتہہ شانون یعنے لوہے کی کنگہیون سے اونکا گوشت
نچوا کر ہڈیون سے جدا کیا اور یہہ جو کہتے ہین کہ تیسرا جہوٹ حضرت ابراہیمؑ نے یہہ کہا تہا کہ ان
بتون کو اس بڑے بت نے توڑا ہوگا پوچہو انسے اگر یہہ بولتے ہونگے مگر یہہ بہی انکا کہنا غلط ہے
اسواسطے کہ حقیقت حال اسطرح پر ہے کہ جب سب کفار عیدگاہ کو چلے گئے تو حضرت ابراہیمؑ بتخانے
مین آئے اور کچہہ کہانا اپنے ساتہہ لائے اور ہر ایک بت کے پاس جاتے تہے اور اوسکے مونہہ کے
پاس لقمہ کہانے کا لیجاتے تہے اور کہتے تہے کہ اسکو کہا اور جب اوس سے جواب نہ سنتے تہے تو ایک
تیشہ کہ آپکے ہاتہہ مین تہا اوسکے ہاتہہ اور پاؤن پر مارتے تہے اور اوسکو توڑ ڈالتے تہے یہانتک
کہ سب بتون کو توڑا بجز ایک بڑے بت کے کہ صدر بتخانے مین تہا اوسکو نہ توڑا اور وہ تیشہ اوسکی گردن
مین حلقہ کرکے ڈالدیا پس جب بادشاہ عیدگاہ سے پہرا اور سب ہمراہی بہی اوسکے پہر کر آئے اور
بتخانے مین آنکر دیکہا کہ سب بت ٹوٹے پڑے ہین تو کہا کہ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ
یعنے کس ظالم نے ہمارے خداؤن سے یہہ سلوک کیا بعض اور لوگون نے کہا کہ ہمنے سنا ہے ایک
جوان کو کہ جسکو ابراہیمؑ کہتے ہین وہ عیب بیان کرتا تہا ہمارے خداؤن کا کہا کہ لاؤ اوسکو سب کے
روبرو تا اوسکو دیکہکر اوسکے فعل پر گواہی دین جب حضرت ابراہیمؑ آئے تو اونہنے کہا کہ تونے یہہ
کام کیا ہے ہمارے خداؤن سے اے ابراہیمؑ آپنے فرمایا کہ بلکہ یہہ فعل انہنے انکے اس بڑے بت نے
کیا ہوگا پوچہو اپنے خداؤن سے اگر یہہ گویائی رکہتے ہون پس ایسا کلام عرف عام مین مقام توبیخ
اور تسخیر اور عاجز کردینے مین درست ہے پس مراد حضرت ابراہیمؑ کی اس سے ظاہر کرنا کفار پر اونکے
خداؤن کے نقصان کا تہا اور اس امر کا کہ یہہ بت قابلیت خدائی کی نہین رکہتے اور کسی فعل پر افعال
سے اور کسی قول پر اقوال سے انکو قدرت اور توانائی حاصل نہین تاکہ کفار اپنے بتون کے امر مین کہ

خدا بناتے ہین تامل کرین اور جانین کہ انسے کوئی فعل اور کوئی نفع اور کوئی ضرر متصور نہین ہے اور
جبکہ دیکھین گے کہ یہہ عاجز ہین تو بت پرستی سے نادم اور پشیمان ہون گے نہ یہہ کہ درحقیقت نسبت
فعل کی اوسکی طرف کئے تھے دوسرے یہہ کہ امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے نہین فرمایا مگر بطریق
تقدیر اسکی یہہ ہے ان کانوا ینطقون فکبیرہم فعل وان لم ینطقوا فلم یفعل کبیرہم شیئا
فما نطقوا وما کذب ابراہیم یعنے اگر ہین یہہ بت کہ بولتے ہون تو پس بڑے بت نے انکے
یہہ فعل کیا اور اگر نہین بولتے تو پس نہین کیا انکے بڑے بت نے کسی شئے کو پس نہ بولے وہ بت
اور نہ جھوٹ کہا ابراہیمؑ نے اور اس کلام سے ظاہر ہے کہ نسبت فعل کے مشروط ہے ساتھ گویائی
انکی کے مگر اہل سنت کو بنابر صحیح ہونے روایات صحاح ستہ کے بجز تصدیق کرنے کذب حضرت ابراہیم
کے اور کچھ چارہ نہین دلیل دوسری عصمت انبیا پر کہ جسکو محقق رحمہ اللہ نے تجرید مین لکھا ہے
یہہ ہے کہ اگر انبیا سے گناہ صادر ہو تو اجتماع ضدین کا لازم آئے ایک تو پیغمبر کی متابعت کا
واجب ہونا اس گناہ مین بحکم خدا کہ وہ قرآن مین فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنے کہہ اے محمدؐ کہ اگر تم دوست رکھتے ہو خدا تعالیٰ کو تو پس تابع میرے ہو اور میری
متابعت کرو تا دوست رکھے تمکو خدا تعالیٰ پس اس آیہ سے تو متابعت پیغمبر کی ہر امر مین واجب ہے
اور دوسرے مخالفت کرنا پیغمبر کا اس گناہ مین بسبب واجب ہونے اجتناب اور پرہیز کے ہر گناہ سے
جیسا کہ فرماتا ہے خدا تعالیٰ کہ وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا یعنے میل نکرو تم طرف اون
لوگون کی کہ جو ظلم اور گناہ کرتے ہین اور بھی فرماتا ہے کہ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ اور یہہ
دونون یعنے متابعت پیغمبر کی گناہ مین اور عدم متابعت اوسکی اُسمین ضدین ہین اور
وجوب ضدین کا محال ہے دلیل تیسری عصمت انبیا پر یہہ ہے کہ اگر انسے گناہ صادر ہون
تو البتہ انکو منع کرنا اور ان پر زجر و توبیخ کرنا امر منکر پر واجب ہوگا بسبب اسکے کہ امر معروف
اور نہی عن المنکر ضرور ہے اور عام ہے سبکے لئے یعنے جو شخص امر بد اور فعل قبیح کا مرتکب ہو اوسکو
منع کرنا اوس امر سے لازم ہے کوئی ہو پیغمبر یا غیر پیغمبر حالانکہ زجر اور ایذا پیغمبر کی باجماع امت حرام
ہے بقولہ تعالے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
ملا قوشجی نے اور بھی مفسدے انبیا کے معصوم نہ ہونے پر بیان کئے ہین ازانجملہ ایک یہہ کہ اس تقدیر

پر گواہی نبی کی مقبول نہ ہوگی اسواسطے کہ شہادت فاسق کی درست نہین اور جبکہ امور خسیسۂ دنیویہ
مین انکی شہادت مسموع نہ ہوئی تو امور جلیلۂ دینیہ مین کیونکر مسموع ہوگی دوسرے یہہ کہ وہ
پیغمبر مستحق ہوگا عذاب اور ملامت کا بسبب داخل ہونے اوسکے کے تحت قول خدا تعالی وَمَنْ
يَعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ وَاَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ تیسرے بموجب قول
خدا تعالی کے لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ کے اگر پیغمبر سے عصیان صادر ہو اور وہ عاصی ہو تو
صلاحیت مرتبۂ نبوت کے نرکھیگا اسواسطے کہ عاصی ظالم ہے اور ظالم کو بموجب اس آیہ کے عہد
خدا تعالی کا نہ ہووے گا اور بہی بندگان مخلصین سے نہوگا اسواسطے کہ جسکو شیطان اغوا کرے
وہ غیر مخلص ہے

باب الاعتقاد فی نفی الغلو والتفویض

باب سینتیسوان
بیچ اعتقاد نفی غلو اور تفویض کے ہے قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا فی الغلاۃ والمفوضۃ
انھم کفار باللہ جل اسمہ وانھم اشر من الیھود والنصاری والمجوس والقدریۃ و
الحروریۃ والجبریۃ ومن جمیع اہل البدع والاہواء المضلۃ فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد
ہم فرقۂ ناجیہ امامیہ کا حق مین غلات شیعہ اور مفوضہ کے یہہ ہے کہ وہ کافر ہین ساتہہ خدائے عزوجل
کے اور یہہ سب بدتر ہین یہود و نصاری اور مجوس اور ترسا و آتش پرستون اور قدریہ اور حروریہ
اور جبریہ اور سب اہل بدعت مذاہب باطلہ سے جاننا چاہیئے کہ غالی ایک فرقہ ہے شیعون مین سے
کہ جو غلو کرتے ہین امر دین مین اور حد شرع سے پاؤن باہر رکھتے ہین خصوصاً فرقہ سبائیہ
کہ انکا سرگروہ عبد اللہ بن سبا ہے وہ لعین جناب امیرؑ کو خدا جانتا ہے اول یہہ شخص یہودی تہا پہر
بظاہر اسلام لایا پہر رجوع کی اسنے طرف کفر کے اور گمان کیا کہ امیر المومنینؑ خدا ہین اور مین
اونکی طرف سے پیغمبر ہون جناب امیرؑ نے یہہ سنکر اوسکو بلوایا اور پوچہا اوس سے کہ تو کیا کہتا ہے
اوسنے کہا کہ میری خاطر مین اس امر نے خطور کیا ہے اور خیال مین گذرا ہے کہ تم خدا ہو اور مین
پیغمبر تمہارا ہون آپنے فرمایا کہ وائے تجہپر شیطان تجہسے استہزا اور سخریہ اور ٹہٹہہ کرتا ہے تو توبہ
کر اپنے اس اعتقاد باطل اور خیال فاسد سے اوسنے آپکا فرمانا نہ مانا اور توبہ سے انکار کیا آپنے
اوسکو قید کیا پہر بہی وہ توبہ کرنے پر راضی نہوا اور اس اعتقاد باطل سے نہ پہرا آخر آپنے اوسکو
قیدخانے سے باہر نکال کر آگ مین جلادیا اور ایک بیٹا اوسکا عبید اللہ بن سبا تہا وہ لعین بہی

فاسدة العقیدة تھا مگر اپنے باپ سے ایک درجہ کم تھا کہ وہ جناب امیرؑ کے خدا ہونے کا قائل نہ تھا
مگر تفویض کا قائل ہوا تھا یعنے کہتا تھا کہ خدا ےتعالی نے اپنے سب کام پیغمبر خدا اور جناب امیرؑ کو سپرد
کردی ہین اور آپ معطل ہوگیا ہے یہی حضرات پیدا کرتے ہین اور یہی مارتے ہین اور یہی رزق بانٹتے
ہین غرض جو کام کہ خدا کے ہین انکے نزدیک وہ سب کام پیغمبر خدا اور جناب علی مرتضے کرتے ہین اور
خدا ےتعالی کچھہ نہین کرتا اور جو لوگ کہ اسکے تابع ہین وہ مفوضہ کہلاتے ہین اور درحقیقت یہہ فرقہ ایک
شعبہ ہے غلات کا اور کوچک ابدال ہے غالیون کا اور اسی سبب صاحب ملل و نحل نے مفوضہ کو
غلات مین شمار کیا ہے مگر چونکہ غالیون اور مفوضہ مین اتنا فرق ہے کہ غالی جناب امیرؑ کی الوہیت
کے قائل ہین اور اونکو خدا جانتے ہین اور مفوضہ اونکی الوہیت کے قائل نہین مگر تفویض کے قائل
ہین اور اسی سبب بعض روایات مین ذکر مفوضہ کا مقابل غلات کے آیا ہے پس اس معنی پر قسیم یعنے
مقابل غلات کے ہونگے بہرحال یہہ دونون فرقے حد شرع سے تجاوز کرنے والے ہین اور معنی
غلو کے کسی کام کے کرنے مین حد سے گذر جانے کے ہین جیسا کہ ابی ہاشم جعفری سے روایت کی ہے
وہ کہتا ہے کہ مینے جناب امام رضاؑ سے پوچھا کہ غالی کیسے ہین فرمایا کہ غالی کافر ہین اور مفوضہ مشرک
ہین جو شخص انسے مجالست اور ہمنشینی اور مخالطت کرے گا یا انکے ساتھہ کچھہ کھائے گا یا پئے گا یا
انکے ساتھہ مناکحت یعنے باہمدگر نکاح کرے گا یا کسیطرح کی انسے رعایت کرے گا یا بہ نسبت انکے
معاملہ عمل مین لائے گا یا انکو امانت دار قرار دے گا یا انکی امانت اپنے نزدیک رکھے گا یا انکے کلام
اور حدیث کی تصدیق کرے گا یا انکی اعانت کرے گا اگرچہ ساتھہ کلمہ ایک یا بعض کلمہ کے ساتھہ ہو
تو وہ شخص ولایت اور دوستی خدا ے عزوجل اور ولایت اور دوستی رسول خداؐ اور اہلبیت
اوس جناب سے باہر ہو جائے گا پس اس روایت مین مفوضہ مقابل غلات کے وارد ہوئے ہین ہم
انه ما صغر الله جل جلاله شیئا کما صغرهم ش یعنے اہانت اور مذمت نہین کی خدا ےتعالی
نے کسیکی قرآن مین جیسے کہ اہانت کی ہے اس فرقہ کے فقال اللہ تعالی مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ
اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلَكِنْ
كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ
وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ یعنے جائز نہین کسی آدمی کو یہہ کہ

دے خدا تعالی اوسکو کتاب اور شریعت اور پیغمبری اور پھر بعد اسکے کہے وہ شخص آدمیون سے
کہ تم میری عبادت کرو بلکہ چاہیئے اوسکو کہ کہے کہ ہو تم عبادت کرنے والے پروردگار اپنے کے بسبب
اسکے کہ جانتے ہو کتاب خدا کو اور ساتھہ تعلیم اور درس دینے اوسکے کے مشغول ہو اور نہین فرماتا
خدا تعالی تمکو کہ لو تم فرشتون کو اور پیغمبرون کو معبود اپنا آیا فرماتا ہے خدا تعالی تمکو ساتھہ کفر کے
بعد اسکے کہ تم ساتھہ حکم اوسکے کے مسلمان ہوئے ہو پس اس آیہ مین خدا تعالی نے بیچ رد تفویض اور
غلو کے کیسا مبالغہ فرمایا ہے اور معبودیت اور ملائکہ کی بر سبیل عموم نفی کی ہے ھم وقال عز وجل
لا تغلوا فی دینکم ش یعنے اور بھی فرمایا ہے خدا تعالی نے کہ نہ غلو کرو تم بیچ دین اپنے کے
پس اس آیہ مین خاص نفی غلو کی کی ہے ھم واعتقادنا فی النبی انه سم فی غزوة خیبر فما زالت
هذه الاكلة تعاوده حتى قطعت ابهرائه فمات منها ش اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا
یہہ ہے کہ پیغمبر خدا کو زہر دیا جنگ خیبر مین پس ہمیشہ وہ زہر کہ جو آپکو کھلایا تھا عود کرتا تھا اور زور
کرتا تھا اور اثر اوسکا چلا آتا تھا یہانتک کہ اوس سے دو رگ ابہر یعنے رگ دل کٹ گئین اور آپ
اوس زہر کے اثر سے شہید ہوئے جیسا کہ عبد الحق دہلوی نے کہ محدثین کامل اہل سنت سے ہے
مدارج النبوة مین لکھا ہے کہ جناب رسول خدا پر شدت درد سے کبھی بیہوشی طاری ہوتی
تھی اور کبھی افاقہ ہو جاتا تھا اور اگر آپ قصد چلنے کا کرتے تھے تو حرکت درست نکر سکتے تھے
لوگون کو گمان ہوا کہ مرض آپکا ذات الجنب ہے اور حضرت عباس بھی حاضر تھے اور عورتون
مین ام سلمہ اور اسما بنت عمیس تھین کہ یہہ حبشہ سے آئی تھین اور علاج ذات الجنب کا اوس
دیار مین دیکھا تھا پس آپکو لدود کیا اور لدود بضم لام ایک دارو ہے کہ مونہہ مین ٹپکاتے ہین
ہر چند اوس جناب نے اشارہ کیا کہ میرے مونہہ مین اس دارو کو نڈالو کسی نے نہ مانا اور آپکے
مونہہ مین ڈالدی اور یہہ خیال کیا کہ منع کرنا آپکا بسبب کراہیت کے ہے دوا سے کہ جو مریض
کو ہوتی ہے جب ہوش مین آئے تو پوچھا کہ یہہ دوا کسنے میرے مونہہ مین ڈالی مگر ان عورتون
نے کہ جو حبشہ سے آئی ہین اور اشارہ کیا طرف ام سلمہ اور اسما بنت عمیس کے اور فرمایا انسے
کہ تمنے یہہ کام مجھسے کیون کیا اے زنان حبشہ حالانکہ مینے تمکو منع بھی کیا کہ ایسا کام نکرو انہون نے
عرض کی کہ ہمنے جانا تھا کہ آپکو ذات الجنب ہوا ہے اور منع کرنا آپ کا موافق عادت مریضون کے ہے

کہ وہ دو اپنے کو مکروہ جانتے ہین فرمایا کہ ذات الجنب شیطان سے ہے اور خدا تعالی شیطان
کو مجہپر مسلط نہین کرتا یہہ اثر اوس کہانے کا ہے کہ جسمین زہر ملا کر مجہے کہلایا تہا اور ہمیشہ وہ زہر اپنا
اثر کرتا رہتا تہا اب وقت انقطاع ابہر کا ہے کہ وہ ایک رگ ہے کہ تعلق دل کے ساتہہ رکہتی
ہے اور کہا ہے کہ خدا تعالی نے جمع کیا ہے اوس جناب کی لئے شہادت کو ساتہہ نبوت کے
اور بہی ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ مین آیا نزدیک اوس جناب کے اور وہ جناب چادر
اوڑہے ہوئے تہے مینے جو ہاتہہ اوس جناب پر رکہا تو حرارت تپ کی چادر کے اوپر سے محسوس
ہوتی تہی کہ میرے ہاتہہ کو برداشت اوس حرارت کی نہ ہو سکی کہ مین ہاتہہ آپکی بدن تک پہونچاؤن
مجہے اس سے کمال تعجب معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ بلا کسی کے انبیا کی بلا سے سخت تر نہین ہوتی اور اسی
سبب بلا انکی جیسے کہ مضاعف ہوتی ہے اجر بہی الکا مضاعف ہوتا ہے اور بہی منقول ہے کہ
جناب رسول مقبول صلعم امورات آخرت مین بہت جد و جہد اور کوشش فرماتے تہے اور جبکہ سورہ
اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ نازل ہوا تو آپ موافق فرمودہ خدا تعالی کے کہ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ
اسۡتَغۡفِرۡہُ اِنَّہٗ كَانَ تَوَّابًا کے سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ
کا ذکر بہت رکہتے تہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا باعث ہے کہ آپ ان کلمات کو بہت
فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مجہے بیچ عالم لقا کے بلایا ہے اور حکم کیا ہے
کہ مین تسبیح اور تحمید اور استغفار کرون اور یہہ فرماکر آپ رونے لگے اصحاب نے عرض کی کہ یا
حضرت آپ موت سے گریہ فرماتے ہین حالانکہ آپ تو برگزیدہ ہین اور خدا تعالی نے وعدہ کیا ہے
آپکے گناہان گذشتہ اور آیندہ کے بخشنے کا آپنے فرمایا کہ فاین ہول المطلع و این ضیق
القبر و ظلمۃ اللحد و این القیامۃ و الاہوال یہہ تنبیہ ہے خاص امت کے لئے یعنے یہہ وہشت
اور ہول منکرین اور ہول تنگی قبر اور ہول وہشت تاریکی لحد اور ہول قیامت پیش آنے والی ہے
م و امیر المؤمنین قتلہ عبد الرحمان ابن ملجم لعنۃ اللہ و دفن بالغری اور اعتقاد
ہم فرقہ ناجیہ کا یہہ ہے کہ جناب علی ابن ابیطالب امیر المؤمنین علیہ السلام کو شہید کیا ابن ملجم
لعنہ اللہ نے اور دفن کئے گئے ہین آپ نجف مین ع و الحسن بن علی قتلتہ امرأتہ جعدا
بنت الاشعث الکندی فمات علیہ السلام من ذالک اور جناب امام حسن

بن علی پس زہر دیا آپ کو آپکی زوجہ جعدہ بن اشعث نے پس رحلت کی آپ نے اوس زہر کے اثر کی
ھم و الحسین ابن علی قتل بکربلا و قاتلہ سنان بن انس لعنۃ اللہ ش اور جناب امام حسین
بن علی پس قتل کیئے گئے بیچ کربلا کے اور قاتل آپکا سنان بن انس ہے لعنۃ اللہ ھم و علی بن
الحسین سید العابدین سمہ ولید بن عبد الملک لعنۃ اللہ فقتلہ ش اور سردار
عبادت کرنے والوں کے علی بن الحسین کو زہر دیا ولید بن عبد الملک لعنۃ اللہ نے پس ہلاک
کیا آپکو اوس زہر نے ھم و الباقر بن محمد بن علی سمہ ابراہیم بن ولید لعنۃ اللہ
فقتلہ ش اور جناب امام محمد باقر بن محمد بن علی کو زہر دیا ابراہیم بن ولید لعنۃ اللہ نے پس
قتل کیا اوس جناب کو زہر نے ھم و الصادق سمہ منصور الکرو انقی لعنۃ اللہ فقتلہ
ش اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو زہر دیا منصور کرو انقی نے لعنت اللہ کی اوسپر پس قتل کیا
اوس جناب کو اوس زہر نے ھم و موسی بن جعفر سمہ ھارون الرشید لعنۃ اللہ فقتلہ
ش اور جناب موسے بن جعفر کو زہر دیا ہارون الرشید علیہ اللعنۃ نے پس قتل کیا آپکو اوس
زہر نے ھم و الرضا علی بن موسی علیہما السلام سمہ المامون فقتلہ لعنۃ اللہ
علیہ ش اور جناب امام رضا علی بن موسی کو زہر دیا مامون نے پس قتل کیا آپکو اوس ملعون
نے لعنت اللہ کی اوس ملعون پر ھم و ابو جعفر محمد بن علی النقی علیہما السلام فقتلہ
المعتصم بالسم لعنۃ اللہ ش اور ابو جعفر محمد بن علی النقی علیہما السلام پس قتل کیا معتصم
نے آپکو ساتھہ زہر کے لعنت اللہ کی اوس ملعون پر ھم و علی بن محمد النقی علیہما السلام
قتلہ المتوکل علیہ اللعنۃ بالسم ش اور جناب علی بن محمد نقی اوپر اونکے سلام قتل کیا
اوس جناب کو متوکل علیہ اللعنۃ نے ساتھہ زہر کے ھم و الحسن بن علی العسکری علیہما
السلام قتلہ المعتمد علیہ اللعنۃ بالسم ش اور جناب امام حسن بن علی العسکری
علیہما السلام قتل کیا اوس جناب کو معتمد علیہ اللعنۃ نے ساتھہ زہر کے ھم و اعتقادنا ان ذلک
جرت علیہم علی الحقیقۃ ش اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا یہہ ہے کہ یہہ قتل جاری ہوا ہے
ان سب حضرات پر بیچ حقیقت اور راستی کے نہ اوپر طریق گمان و وہم کے یعنے جناب علی ابن
ابیطالب اور جناب امام حسین علیہ دو امام تو تلوار سے شہید ہوئے اور باقی نو امام تو زہر سے

شہید ہوئے ایک جناب صاحب الزمانؑ فقط زندہ ہین سو وہ غائب ہین م وانہ ما اشتبہ
للناس امر ھوکما یزعم من یتجاوز الحد فیھم من الناس ش اور یہ تحقیق کہ نہین مشتبہ
اور ملتبس ہوا واسطے آدمیون کے حال اونکا یعنے آنحضرات کے قتل کا حال کسی شخص پر پوشیدہ نہین
رہا بلکہ سب پر کہلا ہوا ہے کہ یہہ حضرات بے شبہ قتل ہوئے ہین جیسا کہ گمان اور توہم کرتے ہین وہ لوگ
جو تجاوز کرنے والے ہین حد سے بیچ حق آنحضرات کے اور کہتے ہین کہ یہہ حضرات شہید نہین ہوئے
م بل شاھد واقتلھم علی التحقیقۃ والصحۃ لا علی الحسبان والخیولۃ ولا علی
الشک والشبھۃ ش بلکہ مشاہدہ کیا ہے لوگون نے اور دیکہا ہے آنکھون سے انکے قتل
ہونے کو اوپر طریق حقیقت اور صحت کے نہ بر سبیل گمان و خیال و شک و شبہ کے یعنے لوگون نے
انکے قتل ہونے کو حقیقت مین دیکہا ہے نہ یہہ کہ اونکو انکے قتل کا گمان اور خیال ہوا اور حقیقت مین
انکو قتل ہوتے نہین دیکہا م فمن زعم انھم شبھوا او واحد منھم فلیس من دیننا علی
شیئ ونحن منہ براء ش پس جس شخص نے گمان کیا کہ یہہ حضرات شہید نہین ہوئے بلکہ انکی شبیہ
یا کسی ایک کی انمین سے شبیہ قتل کی گئی ہے یعنے اونکا گمان یہہ ہے کہ ایک جماعت انکی شبیہ
اور انکی صورت پر قتل کی گئی ہے نہ خود یہہ حضرات قتل کیے گئے ہین پس ایسا گمان کرنے والے
اور ایسی بات کہنے والے ہرگز ہمارے دین پر نہین ہین اور ہم اوسنے بیزار ہین م فقد اخبر
النبیؐ والائمۃ انھم مقتولون فمن قال انھم لم یقتلوا فقد کذبھم ومن کذبھم
فقد کذب اللہ عزوجل وکفر بہ وخرج بہ من الاسلام ش اور یہ تحقیق کہ خبر دی
ہے نبیؐ اور ائمہ علیہم السلام نے اس بات کی کہ یہہ ائمہ مقتول ہونگے اور مارے جاینگے پس جس
شخص نے کہا کہ وہ قتل نہین ہوئے پس اوسنے تکذیب نبیؐ اور ائمہؑ کی کی اور جسنے تکذیب کی انکی
اوسنے تکذیب کی خدا کی اور جسنے تکذیب کی خدا کی وہ کافر ہوا اور خارج ہوا دین اسلام سے
م وَمَن یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَن یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ
ش اور خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص بعد اسکے کرے اور طلب کرے کسی دین کو غیر دین
اسلام کے پس ہرگز وہ دین اوس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ بیچ آخرت کے نقصان پانیوالون
سے ہوگا م وکان الرضا یقول فی دعائہ ش اور روایت ہے جناب امام رضاؑ سے کہ آپ

اپنی دعامین فرماتے تھے م اللّٰهم انّی ابرأ الیک من الحول والقوة الّا بک ش بار خدایا
بدرستیکہ مین بیزار ہون طرف تیرے اون لوگون سے کہ دعوی کرتے ہین ہمارے واسطے اوس
چیز کا کہ وہ حق ہمارا نہین اور ہم سزاوار اور لائق اوس چیز کے نہین م اللّٰهم انّی ابرأ الیک
من الّذین ادعوا لنا مالیس لنا بحق ش بار خدایا مین بیزار ہون طرف تیرے اون لوگون
سے کہ دعوے کرتے ہین واسطے ہمارے اوس چیز کا کہ نہین وہ ہمارے واسطے حق م اللّٰهم انّی
ابرأ الیک من الّذین قالوا فینا مالم نقله فی انفسنا ش بار خدایا بدرستیکہ مین بیزار
ہون طرف تیرے اون لوگون سے کہ کہا اونہون نے ہمارے حق مین اوس چیز کو کہ جسکو ہمنے
اپنے حق مین آپ نہین کہا یعنے ہمین خالق کہتے ہین رازق کہتے ہین مارنے والا جلانے والا
کہتے ہین پس ہم اون لوگون سے بیزار ہین م اللّٰهم لک الخلق و منک الامر و ایاک
نعبد و ایاک نستعین ش بار خدایا خاص تیرے تئین ہے عالم شہادت اور تجھی سے ہے
عالم غیب اور خاص تیرے ہی تئین عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے طلب یاری کرتے ہین ہم
م اللّٰهم انت خالقنا وخالق اٰبائنا الاولین واٰبائنا الاٰخرین ش بار خدایا
تو ہی ہے خالق ہمارا اور تو ہی ہے خالق ہمارے آباے اولین اور آباے آخرین کا م اللّٰهم
لا یلیق الربوبیة الا بک ولا تصلح الالٰهیة الا لک ش بار خدایا نہین سزاوار ہے
معبودیت مگر تجھے اور نہین ہے سزاوار خدائی کے مگر تو ہی م اللّٰهم فالعن النصاری
الّذین صغروا عظمتک والعن المظاهین لقولهم من بریتک ش بار خدایا پس
لعنت کر تو قوم ترسا پر کہ حقیر گنا بزرگی تیری کو اور لعنت کر اون لوگون پر کہ قول اونکا مثل
قول ترسا کے ہے جملہ خلق تیری سے م اللّٰهم انا عبیدک وابناء عبیدک لا نملک
لانفسنا ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا حیوة ولا نشورا ش بار خدایا ہم بندے تیرے
ہین اور فرزند تیرے بندون کے اور مالک نہین ہین ہم واسطے اپنے ضرر پر اور نہ نفع پر نہ مرنے
پر نہ زندگی دنیا پر نہ زندگی آخرت پر م اللّٰهم من زعم اننا ارباب فنحن الیک منه براء
ش بار خدایا جس شخص نے گمان کیا کہ ہم معبود ہین پس ہم طرف تیرے اوس سے بیزار ہین م
ومن زعم ان الینا الخلق وعلینا الرزق فنحن الیک منه براء کبراءة عیسی من

النصاریٰ ش اور جس شخص نے گمان کیا کہ طرف ہمارے ہے پیدا کرنا اور اوپر ہمارے ہے
رزق دینا پس ہم طرف تیرے اوس سے بیزار ہین مثل بیزاری عیسیٰ کے نصاری سے م اللّٰھم
انا الیک نتبرء الی مایزعمون فلا تواخذنا بما یقولون واغفر لنا مایزعمون
ش اے بار خدایا ہمنے تمہین بلایا ہے انکو طرف اوس چیز کے کہ جسکا گمان کرتے ہین ہمارے
حق مین پس مواخذہ نکر ہم سے بسبب اوس چیز کے کہ جو وہ کہتے ہین م رب لا تذر علی
الارض من الکافرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا
فاجرا کفارا ش اے پروردگار میرے زندہ نہ چھوڑ دے زمین پر کافرون سے کسیکو بدرستی
کہ اگر تو اونکو زندہ رکھیگا تو یہہ گمراہ کرینگے تیرے بندون کو اور نہ جنینگے مگر کافر اور فاسق
م وروی عن زرارۃ انہ قال قلت للصادق ع ان رجلا من ولد عبد اللہ بن سبا
یقول بالتفویض ش اور روایت ہے زرارہ سے کہ اوسنے کہا کہ کہا مینے جناب امام
جعفر صادق سے کہ تحقیق ایک شخص فرزندان عبد اللہ بن سبا سے کہتا ہے کہ تفویض حق ہے
م قال وما التفویض ش اوس جناب نے پوچھا کہ تفویض کیا شے ہے م فقلت
یقول ان اللہ عز وجل خلق محمدا و علیا ثم فوض الامر الیہما فخلقا ورزقا و
احییا واماتا ش پس کہا مینے کہ وہ کہتا ہے کہ خدای عز وجل نے پیدا کیا محمد کو اور علی
کو اور پیدا کرکے سپرد کر دیے اور سونپ دیے اونکو سب اپنے کام پس وہی پیدا کرتے ہین سب
چیزون کو اور وہی روزی دیتے ہین سب حیوانون اور انسانون کو اور وہی مارتے ہین
اور وہی زندہ کرتے ہین م فقال کذب عدو اللہ اذا رجعت الیہ فاقرا علیہ
الایۃ التی فی سورۃ الرعد ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق
علیہم قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار ش پس فرمایا اوس جناب نے
کہ جھوٹ کہتا ہے وہ دشمن خدا جسوقت کہ تو پھر اوسکے پاس جاے تو یہہ آیہ سورۂ رعد کا اوسکے
روبرو پڑھ کہ جسکے معنی یہہ ہین کہ آیا ثابت کرتے ہین واسطے خدا کے شریکون کو کہ پیدا کیا اونھون نے
چیزون کو جیسا کہ پیدا کیا ہے خدا نے پس ملتبس اور مشتبہ ہوا ہے پیدا کرنا خدا تعالی کا ساتھ
پیدا کرنے اون شرکا کے کہہ کہ خدا تعالی خالق ہے ہر چیز کا اور وہی ہے یگانہ بیچ خالقیت کے

اور قہر کرنے والا ہے اوس شخص پر کہ جو خلاف اسکے کہے م فانصرفت الی الرجل فاخبرته
فکانما القمه حجرا ش پس آیا مین طرف اوس شخص کے اور اس روایت کو اوس سے بیان کیا پس
وہ شخص اس روایت کو سنکر ایسا چپ ہو گیا کہ گویا اوسکے مُنہ مین پتھر بھر دیئے م وکانما خرس
ش اور گویا کہ لال ہو گئی زبان اوسکی م وقد فوض اللہ عز وجل الی نبیه امر دینه ش
اور بہ تحقیق کہ سونپ دیا اللہ تعالی نے طرف نبی اپنے کے امر دین کو م فقال اللہ تعالی ما اٰتیکم
الرسول فخذوہ وما نھیکم عنه فانتھوا ش یعنے پس فرمایا اللہ تعالی نے کہ وہ
چیز کہ حکم کرے تمکو رسول ساتھ اوس چیز کے پس عمل کرو تم اوس چیز پر اور وہ چیز کہ منع کرے تمکو
اوس چیز سے پس ترک کرو تم اوسکو م وقد فوض اللہ تعالی ذلك الی الائمة ش اور
بعد پیغمبر کے تفویض کیا امورات دین کو طرف ائمہ علیہم السلام کے م وعلامة المفوضة و
الغلاة واصنافھم نسبتھم الی مشائخ قم وعلمائھم القول بالتقصیر ش اور علامت
مفوضہ اور غلات کی نسبت کرنا اونکا ہے طرف مشائخ قم کے قول کو ساتھ تقصیر کے یعنے علامت
مفوضہ اور غلات اور اصناف انکی کے یہہ ہے کہ نسبت کرتے ہین طرف مشائخ اور علمائے قم
کے اس امر کی کہ تقصیر کی ہے انہون نے بیچ محبت امیر المومنین ع کے یعنے غلاۃ اور مفوضہ کہتے
ہین کہ علمای قم نے محبت مین جناب امیر کی بہت کمی کی ہے اور ہم کمی نہین کرتے حالانکہ یہہ فرقہ
غلات اور مفوضہ کا فر ہے کہ محبت مین جناب امیر کی اسقدر غلو کیا ہے کہ خدا اور بمنزلہ خدا کے
جانا ہے جیسا کہ اوپر گذرا کہ عبد اللہ ابن سبا اور اوسکے اصحاب جناب علی کو خدا جانتے
تھے اور وہ لعین جناب امیر کے زمانہ مین تھا پس جبکہ جناب امیر نے اوسکے اصحاب کو پکڑا تو عبد اللہ
مدائن مین بھاگ کر چلا گیا جناب امیر نے حکم کیا کہ ایک گڑہا کہود دین اور اوسمین آگ روشن کرین
اور اصحاب عبد اللہ کو اوسمین ڈالدین غرض جب اونکو اوس آگ مین ڈالا تو اونہون نے کہا کہ ہمکو
یقین اور زیادہ ہوا کہ تو خدا ہی ہے اسواسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خدا بندون کو سوا
آگ کے عذاب کرے گا اب کہ تو ہمکو آگ سے عذاب کرتا ہے تو ہمین یقین ہوا کہ تو بہی خدا ہی ہے
آخر وہ سب جل گئے مگر اپنے کفر سے نہ پھرے اور اس فرقہ کا نام نصیری بہی ہے اور غالی بہی
فرقہ ہے اور اس فرقہ کا یہہ اعتقاد ہے کہ جناب امیر مرے نہین زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین

اور رعد اونکی آواز ہے اور برق اونکا تازیانہ ہے اور وہ نیچے آئینگے اور اپنے دشمنون کو مارینگے اور ابن ملجم نے اونکو نہین شہید کیا بلکہ شیطان آپکی صورت بن گیا تھا ابن ملجم نے اوسکو مارا ہے اور مفوضہ وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ خدا تعالی نے اپنے سب امورات جناب نبیؐ اور جناب علیؑ کو سپرد کر دیئے ہین اور آپ معطل محض ہے کوئی کام نہین کرتا م وعلامة الحلاجية من الغلاة دعوى التجلي على العباد بالعبادة مع تدينهم بترك الصلوة وجميع الفرايض ش اور علامت حلاجیہ کی جملہ غلات شیعہ سے ہین یہہ ہے کہ دعوی تجلی کا کرتے ہین یعنے کہتے ہین کہ نور خدا تعالی کا بندون پر بسبب عبادت کے ظہور کرتا ہے پھر باوجود اسکے دین انکا ترک نماز اور روزہ اور جملہ فرائض ہے م ودعوى المعرفة بأسماء الله العظمى ش اور دعوی کرتے ہین جاننے اسم اعظم خدا تعالی کا یعنے کہتے ہین کہ ہم اسم اعظم خدا تعالی کو جانتے ہین م ودعوى انطباع الحق لهم ش اور دعوی انطباع حق کا کرتے ہین واسطے بندون کے یعنے کہتے ہین کہ خدا تعالی حلول کرتا ہے بیچ بعض بندون کے م وان الولي لهم اذا خلص وعرف مذهبهم فهو عندهم افضل من الانبياء عليهم السلام ش اور یہہ کہ ولی خدا تعالی کا جبکہ مخلص کامل ہو اور پہچانے اپنے دین کو پس انکے نزدیک وہ افضل ہے انبیاء علیہم السلام سے م ومن علامتهم ايضا دعوى علم الكيمياء ولا يعلمون منه الا الدغل والتنفيق للشبهة والوصاص للمسلمين اللهم لا تجعلنا منهم ش اور بعض علامات اونکی سے ایک یہہ ہے کہ دعوی علم کیمیا کا کرتے ہین حالانکہ کیمیا کو نہین جانتے مگر دغل اور فریب اور خرچ کرنا مس اور برنج کا اوپر مسلمانون کے بصورت نقرہ اور طلا کے بار خدایا نکر تو ہمکو اونسے۔ اور ایک فرقہ حلاجیہ صوفیان اہل سنت مین بہی ہے اور نام رئیس اس فرقہ کا حسن بن منصور حلاجی ہے اور یہہ شخص ساحر تھا اور سحر مین نہایت مہارت اور کمال رکھتا تھا اور شاگرد تھا عبد اللہ بن املاک کوفی کا اور وہ شاگرد تھا ابو خالد کابلی کا اور وہ شاگرد تھا زرقانی یمامہ کا اور زرقانی وہ شخص تھا کہ اوسنے سحر سجاجہ سے سیکھا تھا اور سجاجہ ایک عورت تھی کہ مسیلمہ کذاب کے زمانے مین اوسنے دعوے نبوت کا کیا تھا پس ہسال تین سو نو مین معلوم حامد وزیر بنی عباس سے لوگون نے کہا کہ حلاج دعوی

خدائیکا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مین مردے کو زندہ کرتا ہون اور جن میری خدمت کرتے ہین
اور جس چیز کو مین کہتا ہون وہ میرے پاس لے آتے ہین اور مین معجزات انبیا دکھلاتا ہون پس
نصر اور سمیری اور اور بہت سے لوگ تابع اوسکے ہوئے اور اوسکو خدا جاننے لگے اور
ایک شخص نے بنی ہاشم مین سے دعوی کیا کہ حلاج خدا ہے اور مین نبی اوسکا ہون وزیر نے
اوس قوم کو بلا کر انکے ساتھ مناظرہ کیا سبنے اقرار کیا کہ ہان ہم حلاج کو خدا جانتے ہین اور
ہمین یقین ہے کہ وہ مردیکو زندہ کرتا ہے اور جب حلاج کو بلا کر پوچھا تو وہ مکر گیا اور کہا کہ
یہہ قوم جھوٹ بولتی ہے اور مجھپر تہمت کرتی ہے مین دعوی خدائیکا نہین کرتا اور نہ دعوے
پیغمبری کا کرتا ہون مین بندہ خدا کا ہون اور نماز و روزہ اور خیرات کرتا رہتا ہون وزیر نے
قاضی ابو عمر اور ابو جعفر اور اور ایک جماعت فقہا کے تئین حاضر کیا اور اوسکے قتل کے باب مین
فتوی چاہا سب نے کہا کہ جب تک ہمارے نزدیک اسکا دعوی کرنا خدائی کا ثابت اور متحقق نہوگا
ہم اوسکے قتل کا حکم نہ دینگے ایک شخص نے اہل بصرہ سے کہا کہ مین حلاج کے مصاحبون کو پہچانتا ہون
کہ جو شہرون مین متفرق اور پراگندہ ہین اور خلائق کو حلاج کی الوہیت کی طرف دعوت کرتے
ہین اور یہہ بصری بھی اصحاب حلاج سے تھا مگر جبکہ اوسکو معلوم ہوا کہ یہہ ساحر ہے تو اوسکو
چھوڑ کر ابو علی ہارون بن عبد العزیز کاتب انباری کے پاس آکر بیان کیا کہ حلاج نے اپنے
کیش و مذہب کی موافق ایک کتاب لکھی ہے مجارین مین اور اوس زمانہ مین حلاج سرای سلطان
مین قید تھا نصر حاجب کے پاس اور حلاج کے دو نام تھے ایک حسین بن منصور اور دوسرا محمود بن احمد
فارسی اور ایک دختر خبیر و کسی مصاحب حلاج کی ایک مدت سے سرای سلطان مین حلاج کے
پاس آمد و رفت رکھتی تھی اوس دختر کو وزیر کے پاس لائے ابو القاسم زنجی کہتا ہے کہ مین اوس وقت
وزیر کی خدمت مین حاضر تھا اور ابو علی احمد بن نصر بھی حاضر تھا کہ وزیر نے اوس دختر سے
احوال پوچھا دختر نے کہا کہ میرا باپ مجھے حلاج کے پاس لیگیا تھا حلاج نے بہت سی چیزین مجھکو
دین اور یہہ عورت کمال فصیح تھی اور خوش گو بہر کہا اوس دختر نے کہ جب حلاج نے مجھے چیزین
بخشین تو کہا کہ تیرے تئین مینے اپنے بیٹے سلیمان کو کہ مجھے وہ سب فرزندون سے عزیز تر ہے بیاہا
مگر مابین شوہر و زن کے اوسوقت کوئی بات آوے کہ جب تلک اوس سے دور رہ رکھے اور آخر روز

کوٹہی پر جاکر خاکستر اور نمک مین بیٹہے اور پہر اوس سے تو ر د ز ہ کہولے اور بعد اوسکے میرے
پاس آنکر جو کچہہ تو کہے گی مین تیری بات سنونگا اور دو سرے اوس دختر نے کہا کہ ایک روز
مین کوٹہے سے اوترتی تہی اور دختر حلاج میرے ساتہہ تہی اور حلاج ہم سے پہلے کوٹہے
سے نیچے اوترا تہا اور مجہے وہ دیکہتا تہا اور مین اوسے دیکہتی تہی کہ دختر حلاج نے مجہسے
کہا کہ تو میرے باپ کو سجدہ کر مینے کہا کہ کیونکر دوسرے خدا کو سجدہ کرون حلاج نے کہا کہ
وہ خدا آسمان کا ہے اور مین خدا زمین کا ہون اور مجہے آگے بلا کر اپنی جیب سے ایک ڈبہ
مشک کا نکالکر مجہے دیا اور کہا کہ عورتون کو خوشبو کی طرف اکثر احتیاج ہوتی ہے اسکو لے
اور اپنے کام مین لا اور پہر کہا کہ بوریہ کا کونہ اوٹہا اور جو کچہہ اوسکے نیچے ہو اوسکو لیلے مینے
بوریہ کا کونہ اوٹہایا دیکہا اشرفیون تازہ سکہ سے تمام گہر بہرا ہوا ہے یہہ دیکہکر مین مبہوت
سی رہگئی وزیر نے اوسکے اصحاب کو طلب کیا حمید اور سمیری اور محمد بن علی قنبائی گہر مین
ایک حلاج کے چہپے تہے کہ اوس گہر مین سے ایک کتاب نکال کر لائے سونے سے لکہی
ہوئی اور پارچہ دیبا مین لپٹی ہوئی اور اوسمین اوسکے اصحاب کے نام بہی لکہی ہوئے تہے ایک
اونمین سے ابن کیش تہا کہ وہ شاگرد حلاج کا تہا غرض وزیر نے حال اصحاب حلاج کا تفحص
کرکے کہا کہ یہہ دو شخص داعی حلاج کے ہین کہ خراسان مین خلق کو حلاج کی طرف دعوت کرتے
ہین اور حلاج کی کتاب مین کئی نامہ تہے کہ ان دو شخصون نے حلاج کو بہیجے تہے جواب مین
خطوط حلاج کے کہ حلاج نے اونکو اونمین لکہا تہا کہ اسطرح پر دعوت میری طرف لوگون کی
کرنا چاہیے اور ہر شخص سے موافق اوسکے عقل کے کلام کرنا چاہیے اور جواب اونکا ایسے
رمز و کنایات مین لکہا تہا کہ بغیر اوس شخص کے کہ جسنے لکہا اور جسکو لکہا اور کوئی نہ سمجہہ سکتا
تہا ابو القاسم زنجی کہتا ہے کہ ایک روز مین اپنے باپ کے ساتہہ وزیر کے پاس گیا وزیر
اوٹہکر اوسطرف کہ حلاج تہا گیا ہم بہی اوسطرف گئے اور ہارون بن عمر بہی حاضر تہا اور
میرے باپ سے بات کرنے مین مشغول تہا کہ ایک غلام نے اوسکو اشارے سے بلایا ہارون
اوٹہکر اوسکے پاس گیا اور بعد ایک لمحہ کے لرزتا اور کانپتا خوفناک رنگ زرد زرد آیا
ہمنے حال اوسکا دیکہکر پوچہا کہ خیر تو ہے یہہ کیا حال تیرا ہے اوسنے کہا کہ یہہ غلام کہ جسنے

مجھے اعتشارہ سے بلایا تھا حلاج پر موکل ہے اور ہر روز اوسکے واسطے کھانا لیجایا کرتا ہے وہ
کہتا ہے کہ مین جو اسوقت اوسکے واسطے کھانا لیگیا تو دیکھا کہ سارا گھر زمین سے چھت تک اوسکی
بدن سے بھرا ہوا ہے اور اتنی جگہہ باقی نہین کہ مین کھانا اوسکے واسطے اوس گھر مین رکھون اور
وہ غلام اسقدر ڈرا ہے کہ بخار چڑہ آیا ہے غرض وزیر نے اوس غلام کو بلایا اور پوچھا اوسنے
سب حال بیان کیا وزیر نے کہا کہ تو حلاج کے سحر سے ڈر گیا پھر اوسکی کتاب مین سے کئی ورق
پائے اونمین لکھا ہوا تھا کہ اگر تو ارادہ حج کا کرے تو ایام حج مین ایک گھر خالی مین کہ جو چار رستے
رکھتا ہو اور پاکیزہ ہو جا کہ کوئی تجھے نہ دیکھے اور تیرے پاس کوئی آنے جانے نہ پاوے اور گھر کا طواف
کر اور سب افعال اور مناسک حج کے بجا لا تیس نفر یتیمون کو کھانا کھلا اور کچھہ نقد اونکو دے
اور کپڑے بھی اونکو پہنا پس یہہ تجھے قائم مقام حج کے ہو جاے گا ابو القاسم کہتا ہے کہ میرا باپ
اس کتاب کو پڑہ رہا تھا جب اس جگہہ پہونچا تو قاضی ابو عمر نے حلاج سے پوچھا کہ تو نے یہہ کہان
سے لکھا ہے کہا کہ کتاب اخلاص حسن بصری سے قاضی نے کہا کہ امی مبیح الدم مینے اس کتاب کو
مکہ مین اپنے اوستاد سے پڑہا ہے اوسمین یہہ امر نہین لکھا ہوا ہے غرض کہ قاضی نے اور اور فقہا
نے کہ جو مجلس مین حاضر تھے اوسکے قتل کا فتوی دیا حلاج نے کہا کہ میرا قتل تمپر حرام ہے کہ مین
مسلمان ہون اور مذہب میرا سنت ہے اور میری تصنیف سنت مین بہت ہے میرا خون زمین
پر نگرا او کسی نے نہ مانا اور یہہ فتوی مفتیون کا مقتدر عباسی بادشاہ کے پاس بھیجدیا اوسنے حکم
دیا کہ اگر یہہ حکم مفتیون کا ہے تو اوسکو دجلہ پر لیجاکر ہزار تازیانے مارین اگر نہ مرے تو ہاتھہ
اور پاؤن اور سر اوسکا کاٹ کر میرے پاس لاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ اوسکا سر کاٹ کر بادشاہ
کے پاس بھیجدیا اور اوسکو جہنم واصل کیا م **باب الاعتقاد فی الظالمین**

ش باب ۳۸ اڑتیسوان بیچ بیان اعتقاد کرنے کے حق مین ظالمین کے م قال الشیخ ابو جعفر
اعتقادنا فیہم انہم ملعونون والبرائۃ منہم واجبۃ ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے
کہ اعتقاد یہہ ہم فرقہ ناجیہ امامیہ کثرہم اللہ کا حق مین ظالمین کے یہہ ہے کہ یہہ لوگ ملعون ہین اور
بیزاری انسے واجب ہے م قال اللہ عزوجل وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ش فرمایا
خدای عزوجل نے کہ نہین ہے واسطے ظلم کرنے والون کے کوئی مددگار م وقال اللہ عزوجل

باب الاعتقاد فی الظالمین ۱۰

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ
الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ الَّذِينَ
يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ
ش یعنی کون زیادہ ستم کرنے والا ہے اوسے کہ جنہون نے باندھا جھوٹ اوپر خدا تعالی کے
وہ جماعت عرض کیجائیگی بروز قیامت اوپر پروردگار اپنے کے کہین گے ملائکہ یہہ وہ لوگ
ہین کہ جہوٹ باندھا تہا انہون نے اوپر خدا کے آگاہ ہو کہ لعنت ہے خدا تعالے کی اوپر ظالمون کے
وہ لوگ کہ یہہ منع کرتے ہین آدمیونکو راہ خدا سے اور طلب کرتے ہین بیچ راہ خدا تعالی کے کجی کو
اور یہہ لوگ ساتھ آخرت کے کافر ہین م قال ابن عباس فی تفسیر ہذہ الآیۃ ان
سبیل اللہ فی ہذا الموضع علی ابن ابیطالب ع والائمۃ ع ش فرمایا عبد اللہ ابن عباس نے
اس آیہ کی تفسیر مین کہ مراد سبیل اللہ سے اس مقام مین علی ابن ابیطالب ہین اور اور باقی ائمہ ع
یعنے ظالم وہ لوگ ہین کہ جو پھیرتے ہین آدمیون کو راہ جناب امیر اور راہ ائمہ ع سے پس اون پر
لعنت کی گئی ہے خدا کی م و فی کتاب اللہ عز وجل امامان امام عدل و امام
ضلالۃ ش اور بیچ کتاب خدا تعالی کے دو امام مذکور ہین ایک امام عدل اور ایک امام
ضلالت قال اللہ تعالی وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا فرمایا اللہ تعالی نے
کہ کیا ہمنے اونکو پیشوا کہ ہدایت کرتے ہین ساتھ امر ہمارے کے م و قال اللہ عز وجل و
جَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُونَ وَأَتْبَعْنَاهُمْ
فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ش اور دوسری جگہہ
بہی فرمایا اللہ عز وجل نے اور کیا ہمنے اونکو پیشوا کہ بلاتین آدمیون کو طرف نار کے اسی آتش
دوزخ کے اور دن قیامت کے یاری نہ دیئے جاوینگے اور تابع انکے کیا ہمنے اس دنیا مین
دوری کو رحمت اپنی سے اور روز قیامت یہہ لوگ شمار کیے جاوینگے جملہ مقبوحین سے ایسے
برے لوگ ہین سے پس ان آیات سے ثابت ہے کہ امام دنیا مین دو ہین ایک وہ امام ہے کہ
جو ہدایت کرتا ہے طرف راہ خدا کے وہ امام تو جناب علی ابن ابیطالب ع اور باقی ائمہ یازدہ گانہ
ہین کہ انہون نے راہ راست خدا لوگون کو دکہائی اور امر و نواہی اور سب احکامات خدا تعالے

اوسکے بندون کو بتائی مگر جسنے مانا اوسنے نجات پائی اور جسنے نہ مانا وہ ہلاک ہوا اور دوسرا
امام یہہ کہ جسنے راہ راست خدا سے لوگون کو پھیرا اور گمراہ کیا اور اوامر و نواہی خدا سے
باز رکھا پس ایسا امام اور سب توابعین اوسکے جہنم مین جائینگے اور کبھی نجات نہ پائینگے
اور یہہ امام وہ ہین کہ جو سواے ائمہ اثنا عشر کے ہین ام فلما نزلت هذه الآية واتقوا
فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ش یعنے جسوقت کہ نازل ہوا یہہ آیۂ کہ
پرہیز کرو فتنہ اور فساد سے کہ نہ پہونچے مضرت اوسکی ساتھہ ظالمون کے خاص کر قال النبی
من ظلم علیاً مقعدی هذا بعد وفاتی فکانما جحد نبوتی ونبوة الانبیاء
قبلی ش فرمایا جناب رسول خدا نے کہ جو ظلم کرے اوپر علیؑ کے درباب خلافت میری کے
بعد میری وفات کے پس بتحقیق انکار کیا ہوگا میری نبوت کا اور نبوت انبیا کا کہ جو پہلے میرے
گذرے ہین ام ومن تولی ظالماً فهو ظالم ش اور جس شخص نے دوست رکھا ظالم کو پس وہ ظالم
ہے ام فقال الله عز وجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ
إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ش
یعنے اے مومنو دوست نہ پکڑو تم اپنے باپون اور بھائیون کو اگر وہ اختیار کرین کفر کو ایمان
پر اور جو لوگ کہ دوست رکھین انکو تم مین سے پس وہ ظالم ہین ام وقال الله عز وجل لا تجد
قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ
أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ش اور بہی فرمایا اللہ تعالی نے نہ پاوے تو اوس
قوم کو کہ ایمان لائے ساتھہ خدا اور روز قیامت کے دوست رکھنے والا ہو اون لوگون کا کہ جو
مخالفت کرنے والے ہون ساتھہ خدا تعالی کے اور اوسکے رسول کے اگرچہ ہون وہ مخالف باپ
انکے یا بھائی انکے یا خویش انکے ام وقال الله عز وجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا
قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ
الْقُبُورِ ش اے وہ لوگ کہ ایمان لائے دوست نہ رکھو اوس گروہ کو کہ غضب کیا خدا نے اوپر
تحقیق نا امید ہوئے آخرت سے جیسا کہ نا امید ہوئے کافر اصحاب قبور سے ہم وقال عز وجل
وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ش اور جو شخص

کر دوست پکڑے انکے تئین تم مین سے پس بدرستیکہ ہوگا انمین تحقیق کہ ہدایت نہین کرتا خدا گروہ
ظالمین کو م وقال اللہ عز وجل وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ش و میل نکرو طرف اون لوگون کے کہ ظلم
کیا پس مس کرے تمکو آگ اور نہ ہووے تمکو غیر خدا سے کوئی دوستون سے پس یاری نہ کیئے جاؤ گے
م و الظلم ھو وضع الشیٔ فی غیر موضعہ ش اور بہی ظلم رکہنا کسی چیز کا ہے غیر محل تہری
اوس چیز کے یعنے ظلم کے معنے یہہ ہین کہ کسی چیز کو رکہین اوس جگہہ کہ وہ جگہہ بحسب شرع اوسکے
رکہنے کی نہو م فمن ادعی الامامۃ ولیس بامام فھو الظالم الملعون ش یعنے جو شخص
دعوی کرے امامت کا اور امام نہو وہ ظالم اور ملعون ہے م ومن وضع الامامۃ فی
غیر اھلھا فھو ظالم ملعون ش اور جو شخص کہ رکہے امامت کو بیچ غیر اہل اوسکی کے یعنے
اعتقاد کرے امامت اوس شخص کا کہ امام نہو پس وہ بہی ظالم ہے اور ملعون م وقال النبیؐ من
جحد علیًا امامتہ بعدی فقد جحد نبوتی ومن جحد نبوتی فقد جحد اللہ ربوبیتہ
ش اور بہی فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے کہ جو کہ انکار کرے گا امامت علی کا بعد میرے پس بہ تحقیق
اوسنے انکار کیا ہوگا میری نبوت کا اور جسنے انکار کیا ہوگا میری نبوت کا اوسنے انکار کیا ہوگا
معبودیت خدا تعالی کا حاصل یہہ کہ وہ کافر ہوگا م وقال النبیؐ یا علی انت المظلوم من
بعدی ومن ظلمک فقد ظلمنی ومن انصفک فقد انصفنی ومن جحدک فقد
جحدنی ومن والاک فقد والانی ومن عاداک فقد عادانی ومن اطاعک فقد
اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی ش اور بہی فرمایا رسول مقبولؐ نے کہ ای علی تو مظلوم
ہو گا بعد میرے پس جو کہ ظلم کرے گا تجہپر پس تحقیق کہ اوسنے ظلم کیا ہوگا مجہپر اور جسنے راستی
کی ہوگی ساتہہ تیرے اوسنے راستی کی ہوگی ساتہہ میرے اور جسنے انکار کیا ہوگا تیری امامت کا
اوسنے انکار کیا ہوگا میری نبوت کا اور جو کہ دوستی کرے گا ساتہہ تیرے اوسنے دوستی کی ہوگی
ساتہہ میرے اور جو دشمنی کرے گا ساتہہ تیرے اوسنے دشمنی کی ہوگی ساتہہ میرے اور جو کہ فرمانبرداری
کرے گا ساتہہ تیرے اوسنے فرمان برداری کی ہوگی ساتہہ میرے اور جو کہ نافرمانی کرے گا تیری
اوسنے نافرمانی کی ہوگی میری م واعتقادنا فیمن جحد امامۃ امیر المؤمنینؑ والائمۃ

من بعدہ انہ کمن جحد نبوۃ جمیع الانبیاء وانکر نبوۃ محمد ش اور اعتقاد ہمارا فرقہ
ناجیہ کا بیچ حق اوس شخص کے کہ انکار کرے جناب امیر المومنین ع اور باقی ائمہ معصومین
کی امامت کا کہ جو بعد اوس جناب کے ہوئے ہین یہہ ہے کہ وہ شخص حکم مین اوس شخص کے ہے کہ جس نے
انکار کیا ہو نبوت جمیع انبیا اور نبوت جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کا م واعتقادنا
فیمن اقر بامامۃ امیر المؤمنین ع وانکر امامۃ واحد من الائمۃ من بعدہ انہ
بمنزلۃ من اقر بجمیع الانبیاء وانکر نبوۃ محمد ص ومن انکر نبوۃ محمد ص انکر جمیع الانبیاء
ش اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا حق مین اوس شخص کے کہ جسنے اقرار کیا امامت جناب امیر ع کا اور
انکار کیا امامت کا کسی ایک امام کی باقی ائمہ معصومین ع سے کہ جو بعد آپکے ہین یہہ ہے کہ وہ شخص
حکم اوس شخص کا رکھتا ہے کہ جو اقرار کرتا ہو نبوت جمیع انبیا کا اور انکار کرتا ہو نبوت جناب محمد
م وقال الصادق ع المنکر لاخرنا کالمنکر لاولنا ش اور فرمایا جناب صادق ع نے
کہ انکار کرنے والا واسطے آخر ہمارے کے انکار کرنے والا ہے واسطے اول ہمارے کے حاصل
یہہ کہ جسنے انکار کیا ایک امام کا ائمہ اثنا عشر مین سے اوسنے انکار کیا کل ائمہ کا ش قال النبی ص
الائمۃ من بعدی اثنا عشر اولہم امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب ع واخرہم
مہدی القائم ع طاعتہم طاعتی ومعصیتہم معصیتی من انکر واحد منہم
فقد انکرنی اور فرمایا نبی ص نے کہ امام بعد میرے بارہ ہون گے کہ اول اونکا امیر المومنین
علی بن ابیطالب ع ہین اور آخر اونکا مہدی قائم ع ہے پس اطاعت انکی اطاعت میری ہے
اور معصیت انکی معصیت میری ہے اور جسنے انکار کیا ایک کا انمین سے اوسنے انکار کیا میرا
م وقال الصادق ع من شک فی کفر اعداءنا الظالمین بنا فہو کافر ش اور جناب
امام جعفر صادق ع سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے شک کیا کفر مین ہمارے
دشمنون کے کہ جنہون نے ہمپر ظلم کیا پس وہ شک کرنے والا بھی کافر ہے م قال
امیر المؤمنین ما زلت مظلوما منذ ولدتنی امی حتی ان عقیلا کان یصیبہ
الرمد فیقول لا تذروہ حتی تذروا علیا فیذرونی وما لی رمد ش اور جناب
امیر ع سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین ہمیشہ سے مظلوم رہا ہون اوس زمانے سے کہ پیدا کیا

مجهے میری مان نے بتایا کہ میرے بهائی عقیل کو درد چشم عارض ہوا پس کہتے تہے کہ میری آنکهہ مین دوا ڈالو جبتک کہ علی کی آنکهہ مین دوا نہ ڈالو پس پہلے میری آنکهہ مین دوا ڈالدیتے تہے حالانکہ میری آنکهین نہ دکهتی تہین م و اعتقادنا فی من قاتل علیاً فانہ کافر بقول النبی من قاتل علیاً فقد قاتلنی ومن حارب علیاً فقد حاربنی ومن حاربنی فقد حارب اللہ تع

ش اور یہی اعتقاد ہم اثنا عشریہ کا حق مین اوس شخص کے کہ جسنے جناب امیر کے ساتهہ مقاتلہ کیا یہہ ہے کہ وہ کافر ہے اسواسطے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جو مقاتلہ کریگا ساتهہ علی کے تحقیق کہ اوسنے مقاتلہ کیا ہوگا ساتهہ میرے اور جو جنگ کریگا ساتهہ علی کے اوسنے جنگ کی ہوگی ساتهہ میرے اور جسنے جنگ کی ساتهہ میرے اوسنے جنگ کی ساتهہ خدا کے م وقولہ لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم ش اور یہی قول آنحضرت کا واسطے جناب علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے کہ مین حرب و جنگ ہون واسطے اوس شخص کے کہ جو جنگ و حرب کرے تمسے اور صلح ہون واسطے اوس شخص کے جو صلح کرے ساتهہ تمہارے م و اما فاطمۃ صلوات اللہ علیہا فاعتقادنا فیہا انہا سیدۃ نساء العالمین من الاولین والآخرین ش اور لیکن جناب معصومہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پس اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ شان اوس جناب کے یہہ ہے کہ وہ جناب بہترین زنان عالم ہین اولین اور آخرین سے م وان اللہ یغضب بغضبہا ویرضی برضاہا

ش اور تحقیق کہ خدا یتعالی غضب کرتا ہے ساتهہ غضب اوسکے کے اور راضی ہوتا ہے ساتهہ رضا اوس جناب کے م لان اللہ فطمہا وفطم من احبہا من النار ش اسواسطے کہ خدا یتعالی نے آزاد کیا ہے اوس معصومہ کو اور آزاد کیا ہے اوس جناب کے دوستون کو آتش جہنم سے م وانہا خرجت من الدنیا ساخطۃ علی ظالمہا وغاصبہا ومانع ارثہا ومن نفی ارثہا من ابیہا ش اور یہ تحقیق کہ وہ جناب تشریف لیگئی ہین دنیا سے خشمناک اون لوگون پر کہ جنہون نے ظلم کیا اوس جناب پر اور غصب کیا انکے حق کو اور مانع ہوئے ارث کو اوس جناب سے اور جنہون نے انکار کیا اور نفی ارث اوس جناب کی اونکے باپ سے م وقال النبی ان فاطمۃ بضعۃ منی فمن اذاہا فقد اذانی ومن غاصبہا

فقد غاضبنی ومن سرها فقد سرنی ومن غاضها فقد غاضنی ش اور فرمایا
جناب رسول خداؐ نے فاطمہ پارۂ جگر میری ہے پس جسنے ایذا دی اوسکو اوسنے ایذا دی مجکو اور
جسنے غضب کیا حق اوسکا اوسنے غضب کیا حق میرا اور جسنے خوش کیا اوسکو اوسنے خوش
کیا مجکو اور جو غضب مین لایا اوسکو وہ غضب مین لایا مجکو م وقال النبیؐ ان فاطمة بضعة
منی وھی روحی التی بین جنبیی یسوٴنی ماساءھا ویسرنی ماسرھا ش اور
بہی فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ فاطمہ پارۂ جگر میری ہے اور یہہ روح میری ہے کہ درمیان دونون
پہلو میرے کے ہے بد اور بری معلوم ہوتی ہے مجھے وہ چیز کہ جو بد اور بری معلوم ہوتی ہے
اوسکو اور خوش آتی ہے مجھے وہ چیز کہ جو خوش آتی ہے اوسکو م واعتقادنا بالبراءة
وھنا واجبة من الاوثان الاربعة ش اور اعتقاد ہم فرقۂ ناجیہ کا بیچ بیزاری کے ہدایت
اہلبیت سے یہہ ہے کہ بیزاری واجب ہے چار بتون سے یہہ کنایہ ہے اونسے کہ جنہون نے حق
جناب امیرؑ کا غصب کیا م والانداد الاربعة ش اور واجب ہے بیزاری چار ضدون سے
یہہ کنایہ ہے اون لوگون سے کہ جنہون نے شرائع محمدی مین خلل ڈالا اور شرع رسول مقبولؐ
کو اولٹ پلٹ کردیا م واما الاوثان الاربعة فیغوث فیعوق ونسرا وھبل ش اور
لیکن اوثان اربعہ پس ایک یغوث ہے اور دوسرا یعوق ہے اور تیسرا النسر ہے اور چوتہا ہبل
ہے اور یہہ چارون نام ہین چار بتون کے م واما الانداد الاربعة فاللات والعزی
والمنات والشعری ش اور لیکن انداد اربعہ پس لات ہے اور عزی اور منات ہے
اور شعری ہے م وممن عبدھم ومن جمیع اشیاعھم واتباعھم وانھم اشر خلق
اللہ ش اور بہی بیزاری واجب ہے اون لوگون سے کہ جو پوجتے ہین اونکو اور سب گروہ مولف
اور تابعدارون اونکے سے اور بہ تحقیق کہ یہہ سب بدترین خلق خدا سے ہین م ولا یتم الاقرار
باللہ وبرسولہ وبالائمة الا بالبراءة من اعدائھم ش اور نہین تمام ہوتا اقرار
ساتہہ اللہ کے اور ساتہہ رسول اوسکے کے اور ساتہہ ائمہ کے مگر ساتہہ بیزاری کے انکے دشمنون سے
پس اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص دعوی کرے کہ مین مومن ہون اور دوست ہون خدا اور
رسول خداؐ اور ائمہ ہدیٰ کا اور پہر انکے دشمنون سے بیزاری نرکھے اور اونکو بہی مانے وہ

مومن نہین منافق ہے اور اوسکا دعوی شیعہ ہونے کا جھوٹا ہے م و اعتقادنا فی قتلۃ الانبیاء وقتلۃ الائمۃ انھم کفار مشرکون مخلدون فی اسفل درک من النار ش اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ حق قاتلون انبیا اور قاتلون اماموں علیہ السلام کے یہہ ہے کہ وہ کافر اور مشرک ہین ہمیشہ رہینگے وہ بیچ لپست ترین طبقات دوزخ کے م ومن اعتقد فیھم غیر ماذکرناہ فلیس عندنا فی دین اللہ فی شیء واللہ اعلم ش اور جو شخص کہ اعتقاد کرے بیچ انکے غیر اوس چیز کا کہ جسکا ہمنے ذکر کیا پس نہین ہے واسطے اوسکے نزدیک ہمارے بیچ دین اللہ کے کچھہ نصیبہ اور اللہ بہتر جانتا ہے **باب الاعتقاد فی التقیۃ ش باب اونتالیسوان** یہہ باب بیچ اعتقاد تقیہ کے ہے م قال الشیخ ابو جعفر رحمہ اللہ اعتقادنا فی التقیۃ انھا واجبۃ من ترکھا کان من ترک الصلوۃ ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ تقیہ کے یہہ ہے کہ وہ واجب ہے اور جس شخص نے کہ ترک کیا اوسکو ایسا ہے کہ جیسے ترک کیا اوسنے نماز کو اور تقیہ عبارت ہے چھپانے حق سے اور ظاہر کرنے خلاف حق کے بسبب خوف کے دشمنون سے م وقیل للصادق ع یا ابن رسول اللہ انا نری فی المسجد رجلا یلعن ویسب اعدائکم ویسمیھم فقال مالہ لعنۃ اللہ یعرض بنا ش اور روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی جناب امام جعفر صادق ع سے کہ یا ابن رسول اللہ ہم دیکھتے ہین مسجد مین ایک مرد کو کہ علانیہ پکار کر لعنت کرتا ہے اور دشنام دیتا ہے تمہارے دشمنون کو اور نام لیتا ہے اونکا اوس جناب ع نے فرمایا کہ کیا ہے اوسکو لعنت کرے خدا اوسپر وہ برانگیختہ کرتا ہے آدمیون کو ہمارے اوپر اور ہمارے تئین دشنام دلوانے کا ارادہ کرتا ہے واضح ہو کہ بعض جاہل اس روایت کو سند لاتے ہین ممانعت تبرا پر اور کہتے ہین کہ کسی پر دشمنان اہلبیت مین سے تبرا کرنا نہ چاہیے پس بیچارے جاہلون کو بہکاتے ہین اور اس قول کو سناتے ہین اور یہہ انکی کمال چالاکی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اوس جناب نے اپنے دشمنون کے خوف سے یہہ ارشاد کیا تھا کہ مبادا ہمارے دشمن ہمپر بھی لعنت کرنے لگین اور ہمکو برا کہنے لگین اس سے معلوم ہوا کہ وہ زمانہ تقیہ کا تھا اور دشمنون کا غلبہ تھا پس یہہ روایت تو دلیل ہے تقیہ کی مقام تقیہ مین نہ جہان کہین

کسیطرحکا خوف نہو وہان بہی دشمنان اہلبیت کو برانہ کہو اور کیون نکہو جبکہ قرآن مین خود
خدا یتعالی سنے ظالمون اور کاذبون پر لعنت کی ہو اور احادیث مین بہی دشمنان اہلبیت
پر لعنت کرنے اور برا کہنے کا ثواب ہو تو پہر اون لوگون پر کہ جنہون نے اہلبیت نبیؐ پر ظلم
و تعدی کی ہو اونکو کیونکر برانہ کہا جائے اور برا نہ کیونکر اپنے دوستون کو اپنے دشمنون
کے برا کہنے سے منع کرینگے اور اسیواسطے شیخ ممدوح نے اس روایت کو دلیل تقیہ کی گردانا
ہے م وقال اللہ تعالی وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ
عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ش یعنے دشنام ندو معبودون باطلون کو کہ ملاتے ہین مشرکین اونکو
بجاے خدا یتعالی کے تا یہہ بہی گالیان دین خدا یتعالی کو از روے عداوت کے بغیر جانتے
حقیقت معبودیت خدا یتعالی کے م وقال الصادق ع فی تفسیر ہذہ الآیۃ فلما نزلت
الآیۃ قال رسول اللہ لا تسبوا علیاً فان ذاتہ ممسوح بذات اللہ تعالی ش اور
روایت کی ہے جناب صادق ع سے بیچ تفسیر اس آیہ کے کہ جب یہہ آیہ نازل ہوا تو فرمایا رسول
خداؐ نے کہ دشنام ندو تم اور برانہ کہو تم علیؑ کو اسواسطے کہ ذات اوسکی ملاصق ہے اور بیچ کمال
قرب کے ہے ساتہہ رحمت خداے تعالی کے یعنے چونکہ خدا یتعالی نے منع کیا ہے معبودون
مشرکین کے برا کہنے سے تا کہ وہ خدا کو برا نہ کہین پس یہی علت جناب رسول خداؐ نے
جناب امیرؑ کے برا کہنے کو منع کیا کہ اوس جناب کو برا کہنا عین برا کہنا خدا کا ہے پس جسنے جناب
امیر کو دشنام دی اوسنے خدا کو دشنام دی پس وہ کافر ہوا م وقال النبیؐ لعلی من سبک
یا علی فقد سبنی و من سبنی سب اللہ ش اور بہی فرمایا نبیؐ نے واسطے علی کے کہ جو
شخص دشنام دیگا تجہکو اے علی پس تحقیق اوسنے دشنام دی مجہکو اور جسنے دشنام دی
مجہکو اوسنے دشنام دی اللہ کو م ولا تسبوا ہم فلا ہم یسبون علیکم ش اور پہر
فرمایا اوس جناب نے کہ دشنام ندو مخالفین کو کہ وہ بہی تمکو دشنام دینگے م وقال الصادق ع
من سب ولی اللہ فقد سب اللہ عز وجل و من سب اللہ عز وجل کبہ اللہ تعالی
علی منخریۃ فی نار جہنم ش اور بہی فرمایا جناب صادق ع نے کہ جسنے دشنام دی ولی اللہ
کو کہ علیؑ ہین پس اوسنے دشنام دی خدا کو اور جس شخص نے دشنام دی خدا یتعالی کو اوندہا

انکار کرنا اوسکا خدا تعالی اور پر دونون تھمون اوسکے کے اوپر دونون خلیکے ہم والتقیۃ واجبۃ
لایجوز ترکہا الی ان یخرج القائم فمن ترکہا قبل خروجہ فقد خرج عن دین اللہ
تعالی وعن دین الامامیۃ وخالف اللہ ورسولہ والائمۃ علیہم السلام
ش اور تقیہ واجب ہے نہین جائز ہے ترک اوسکا یہانتک کہ خروج کرے اور باہر آئے
قائم آل محمد علیہم السلام پس جسنے ترک کیا تقیہ کو پہلے خروج کرنے صاحب الزمان ع کے
پس وہ خارج ہوا اور باہر گیا دین اللہ سے اور دین امامیہ سے اور خلاف کیا اوسنے
اللہ کا اور رسول اوسکے کا اور ائمہ کا م وسئل الصادق ع عن قول اللہ عز وجل ان
اکرمکم عند اللہ اتقیکم فقال اعملکم بالتقیۃ ش اور مروی ہے کہ جناب امام جعفر
صادق سے پوچھے سنے اس قول خدا تعالی کے کہ ان اکرمکم الخ کے کیا معنے ہین فرمایا کہ مراد
اتقیکم سے اشد ترین تمہارا ہے ساتھ تقیہ کے یعنے دوست ترین اور عزیز ترین اور گرامی
ترین تمہارا نزدیک خدا کے وہ شخص ہے کہ جو عمل کرنے والا ہے سب سے زیادہ ساتھ تقیہ
کے م وتین اطلق اللہ تعالی تبارک وتعالی اظہار موالات الکافرین فی حال
التقیۃ ش اور بتحقیق کہ خدا تعالی نے جائز رکھا ہے اظہار دوستی کا ساتھ کافرون کے
بیچ حال تقیہ کے م فقال عز وجل لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من
دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منہم
تقاۃ ش یعنے چاہیے کہ نلیوین مومنین کافرون کو دوست یعنے اپنا دوست قرار دین
سوا مومنین کے اور جو شخص کہ کرے گا اس کام کو یعنے کافرون سے دوستی کرے گا پس
نہین ہے دوستی خدا سے بیچ اوسکے کوئی شے یعنے ہرگز وہ دوست خدا کا نہوگا مگر یہہ کہ
تقیہ کرین کافرون سے تقیہ کرنا یعنے اگر از راہ تقیہ ظاہر مین اونسے
دوستی کرا پنی ظاہر کرین اور دل سے اونکے دشمن رہین تو آمرزش ہو کہ اہلسنت اگرچہ
بظاہر حال تقیہ سے انکار کرتے ہین اور اوسکو نفاق قرار دیتے ہین حالانکہ تقیہ
مین اور نفاق مین فرق نہین ہے اسواسطے کہ نفاق اوسکو کہتے ہین کہ جو کفر کو اپنے
دل مین رکھے اور اوسکو پوشیدہ کرے اور تقیہ عکس اسکا ہے

یعنے ایمان کو دل مین رکھے اور اوسکو پوشیدہ کرے لیکن بخفا و حق برزبان جاری کرے
اس فرقہ نے بہی جا بجا اقرار اور اعتراف جواز تقیہ کا کیا ہے جیسا کہ بیضاوی نے تفسیر
مین آیہ الا ان تتقوا منہم تقیۃ کے بیان کیا ہے کہ موالات اور دوستی کفار سے
حرام ہے مگر یہہ کہ ڈرین اور خوف کرین اونسے کسی امر مین پس احتراز اوس امر سے
واجب اور لازم ہے اور نقل کی ہے یعقوب سے کہ وہ ایک قرار شیوہ سے ہے اوسنے
تقاۃ کو تقیۃ پڑہا ہے اور فخر رازی نے بہی اسکی تفسیر مین یہہ ہی لکہا ہے کہ تقیہ جائز ہے
واسطے محافظت جان اور مال کے اب بنظر انصاف دیکہنا چاہیئے کہ علمای اہل سنت
تو تقیہ کو جائز رکہین اور کمتر اونسے حرام جانین اور اوسکا نام نفاق رکہین دیکہو حسن بصری
نے کہا ہے کہ تقیہ قیامت تک باقی ہے اور جائز ہے جیسا کہ بخاری مین ہے اور فاضل
گجراتی نے بہی مجمع البحار مین تقاۃ کی تفسیر تقیہ کی ساتہہ کی ہے اور تقیہ کے معنے بیان کیے کہ حذر کرنا
اظہار کرنے اوس چیز کے کہ جو بیچ دل کے ہو عقائد وغیرہ سے نزدیک آدمیون کے اور فخر رازی
بعد نقل کرنے قول حسن بصری کے لکہتا ہے کہ یہہ قول اولی ہے اسواسطے کہ دفع ضرر کا نفس سے
واجب ہے بقدر امکان پس یہہ دلیل ہے عقلی اوپر جواز بلکہ وجوب تقیہ کے جیسا کہ ہمارے
علمائنے ذکر کیا ہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ جو لوگ اہل تسنن سے کہ تقیہ کو حرام جانتے ہین وہ
مخالفت کرتے ہین اپنے مذہب کے پیشواؤن اور علماؤن کی جاننا چاہیے کہ فریقین انبیا
پر تقیہ کو اوسوقت کہ تبلیغ احکام کی اونکو ضرورت ہو جائز نہین جانتے اور تجویز تقیہ کی فی الجملہ
یعنے کسی مقام مین کرتے ہین نہ ہر جگہہ کہ سب جگہہ تقیہ ہی جائز ہو مقام تبلیغ ہو یا غیر تبلیغ
تا کہ کارخانہ تبلیغ کا معطل ہو جائے اور ایسے ہی شیعون کے نزدیک تقیہ خاص انبیا کا کہنے
مین کلمہ کفر کے جائز نہین اور کوئی شیعہ اسکا قائل نہین کہ نبی کو از راہ تقیہ کفر کا کلمہ کہنا درست
ہے اور برتقدیر تنزل چونکہ کلام تقیہ درحقیقت کفر و کذب سے خارج ہے یعنے جو کلام
کہ از راہ تقیہ کہا جائے وہ نہ کفر ہے اور نہ وہ جہوٹ ہے تو پس نہ اوسمین کچہہ قباحت ہے
اور نہ کچہہ ملامت اور دلیل اسپر قول خدا تعالی کا ہے اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ
لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَاذِبُوْنَ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ بَعْدِ اِیْمَانِہٖ

إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ
غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ زمخشری نے کشاف مین اس آیہ کے معنے
یہہ لکھے ہین کہ مفتری کذب کے نہین ہین مگر وہ لوگ کہ جو کافر ہوئے بعد ایمان کے اور استثنا
فرمایا اس سے اوس شخص کا کہ جو اکراہ کیا گیا ہو پس وہ حکم افترا سے خارج ہے بعد اوسکے خدا تعالے
فرماتا ہے ولیکن جو لوگ کہ ساتھہ خوشی خاطر اور صمیم قلب اور انشراح اور کشادگی سینہ کے
کلمہ کفر کا زبان پر جاری کرین ایسے اونکے لیے ہے غضب جانب خدا سے کہا زمخشری نے کہ اسے
خوش کیا اوس کلمہ کفر کے ساتھہ اپنے نفس کو اور اعتقاد کیا اوسکا یعنے جن لوگون نے ساتھہ
طیب خاطر اور خوشی دل اور اعتقاد باطل کے کلمہ کفر کا کہا وہ مورد غضب ربانی ہوئے
پھر زمخشری نے روایت کی ہے اور ایسے ہی قاضی بیضاوی اور اور مفسرین نے بھی شان
نزول اس آیہ مین باندک تفاوت روایت کی ہے چنانچہ یہہ روایت بیضاوی کی ہے کہ کفار قریش
نے جبر کیا عمار اور اونکے باپ یاسر اور اونکی مان سمیہ پر کہ تم سب اسلام سے پھر جاؤ اور
اوسکو چھوڑ دو اور ہمارا دین اختیار کرو جب اونکے باپ اور مان نے انکار کیا تو اونکی والدہ
سمیہ کو درمیان دو اونٹون کے باندھا اور شرمگاہ مین اونکی ایک حربہ ٹھونکا اور کہا
کہ تو بسبب محبت مردون کے اسلام لائی تھی یہہ کہکر اونکو ہلاک کیا اور پھر اونکے باپ یاسر
کو قتل کیا مگر عمار نے کہا زبان سے اوس چیز کو کہ جسکو مشرکین نے کہوایا یعنے از راہ اکراہ کلمات کفر زبان
پر جاری کیے لوگون نے جناب رسول خدا کی خدمت مین آنکر عرض کیا کہ عمار کافر ہو گئے
اوس جناب نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہین ہے ایمان عمار کے سر سے پا تک بھرا ہوا ہے
اور اوسکے گوشت اور پوست مین ملا ہوا ہے کہ اسمین عمار بھی روتے ہوئے آئے
رسول خدا نے اونکی تشفی کی اور دلاسا دیا اور آنسو اونکے پونچھے اور فرمایا کہ تو کیون
روتا ہے اگر کفار تجھسے دوبارہ پھر کہوائین تو پھر تو وہی کہو کہ جو تو نے کہا ہے قاضی اہلسنت
کہتے ہین کہ یہہ قول دلیل ہے اسپر کہ کلمہ کفر کا کہنا وقت جبر اور اکراہ کے بہ محض تکلم ساتھہ کلمہ
کفر کے مقام خوف و بیم ہلاکت مین ساتھہ نص قرآنی اور روایات اور اقوال علما نہ کفر ہے
نہ افترا ایسا ہی قاضی صاحب نے اوپر کہا ہے وقلبہ مطمئن بالایمان مین کہ یہہ دلیل ہے

اور پر اس بات کے کہ ایمان تصدیق ہے ساتھہ قلب کے اور کفر جب لازم آئے کہ بطیب خاطر
اور خوشی دل اور اعتقاد قلبی سے کہے پس طعن اہل سنت کا شیعون پر باب تقیہ مین کہیں سے بہی عائد نہین ہوتا منقول ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر سے بلوایا اور ایک
سے اونمین سے پوچہا کہ تو محمدؐ کو کیا جانتا ہے کہا رسول خدا کہا کہ میرے تئین کیا جانتا ہے
کہا ایسا ہی مسیلمہ نے اوسکو چہوڑ دیا اور دوسرے سے پوچہا کہ محمدؐ کون ہے کہا رسول خدا
کہا میرے حق مین کیا کہتا ہے کہا کہ مین بہرا ہون پہر دوبارہ اوس سے پوچہا پہر اوسنے
کہا کہ مین بہرا ہون پہر تیسری دفعہ بہی یہی کہا پس اوسکو قتل کیا جب یہہ خبر جناب رسول خداؐ
کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ مرد اول نے عمل کیا رخصت اور اجازت خدا تعالی پر اور
دوسرے مرد نے اظہار حق کیا مبارک ہو اوسکو واضح ہو کہ کنز العرفان مین ہے کہ تقیہ تین
قسم پر ہے اور بعض فقہا نے تقیہ کو ساتھہ احکام خمسہ کے منقسم کیا ہے اور وہ جو کنز العرفان مین ہے
ایک قسم تو تقیہ کی حرام ہے اور وہ اوس مقام مین ہے کہ جہان کوئی نفس محترم بغیر استحقاق
اور ناحق قتل کیا جاے پس ایسی جگہہ تقیہ حرام ہے دوسرے مباح اور وہ ظاہر کرنے کلمہ کفر
مین ہے کہ اگر کوئی بجبر کلمہ کفر کہواے تو ایسے مقام مین تقیہ کرنا اور نکرنا دونون جائز ہین
جیسے کہ قصۂ حضرت عمار اور اونکے والدین کا گذرا پس یہہ دلیل ہے ایسے مقام مین جواز
تقیہ کی مگر بعض نے ایسے مقام مین ترک تقیہ افضل کہا ہے اسواسطے کہ اسمین اعزاز دین ہے
اور بعض نے تقیہ کرنے کو افضل کہا ہے اسواسطے کہ قتل نفس معصومہ بہتر نہین ہے اور یہی موید
اسکے ہے قول خدا تعالی کا لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ تیسرے واجب اور وہ سوا ے
ان دونون قسمون کے ہے م وقال الصّادق انی لاسمع الرجل فی المسجد هو یشتمنی
فاستتر منه بالسّاترة کیلا یرانی ش اور مروی ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ
نے کہ مین سنتا ہون آدمیون سے بیچ مسجد کے کہ دشنام دیتے ہین میرے تئین اور برا
کہتے ہین پس مین پوشیدہ ہو جاتا ہون پیچہے ستون مسجد کے تاکہ وہ بہی ندیکہے م وقال
علیه السّلام خالطوا الناس بالبرانیة وخالفوهم بالجوانیة مادامت
الامارة صبیانیة ش اور بہی فرمایا اوس جناب نے کہ اختلاط کرو ساتھہ مخالفون کے

بیچ ظاہر کے اور مخالفت کرو انسے بیچ باطن کے جب تلک کہ سلطنت اور حکومت بیچ ہاتھہ لڑکون اور
ناقصون کے ہے یعنے بنی امیہ اور بنی عباس کے م وقال علیہ السلام الریاء مع المؤمن شرک
ومع المنافق فی دارہ عبادۃ ش اور بہی فرمایا اوس جناب نے کہ نفاق ساتھہ مومن کے
شرک ہے اور ساتھہ منافق کے اوسکے گہر مین عبادت ہے م وقال من صلی معھم فی الصف الاول
فکانما صلی مع رسول اللہ ش اور بہی فرمایا اوس جناب نے کہ جو شخص کہ نماز پڑہے ہمارے
مخالفین کے ساتھہ ازراہ تقیہ کے بیچ صف اول کے پس گویا اوسنے نماز پڑہی ساتھہ رسول اللہ کے
م وقال عودوا مرضاھم واشھدوا جنائزھم وصلوا فی مساجدھم ش اور بہی فرمایا
اوس جناب نے کہ عیادت کرو ہمارے مخالفین کے بیماروں کی ازراہ تقیہ کے اور حاضر ہو انکے
جنازون پر اور نمازین پڑہو انکی مسجدون مین بطور تقیہ کے حاصل یہہ کہ یہہ سب احکامات امام کے
حال تقیہ مین ہین نہ غیر تقیہ مین م وقال علیہ السلام کونوا لنا زینا ولا تکونوا علینا شیناً
ش اور بہی فرمایا اوس علیہ السلام نے کہ ہو تم سبب آرایش ہماری کا اور نہ ہو تم سبب عیب
ہمارے کا یعنے ہمارے مخالفین اور ہمارے دشمنون سے ایسا سلوک کرو کہ وہ ہمارے نیکی بیان
کرین اور ایسا سلوک نکرو کہ وہ ہمین برا کہین یعنے ہماری طرف عیبون کے نسبت دین اور
ہمین عیب لگائین م وقال رحم اللہ امراء احبنا الی الناس ولم یبغضنا الیھم ش اور
بہی فرمایا اوس جناب نے کہ رحم کرے اللہ اوس شخص پر کہ دوست کرائے ہمارا آدمیون کو اور
دشمن نکرائے ہمارا انکو یعنے وہ باتین ہماری طرف سے بیان کرے کہ سب لوگ ہمارے دوست
ہو جائین اور ایسی باتین نکرے کہ جنکے سبب لوگ ہمارے دشمن ہو جائین م وذکر القصاصون
عند الصادق ع فقال لعنھم اللہ یشنعون علینا ش اور بہی روایت مین وارد ہے کہ
جناب امام جعفر صادق ع کے روبرو قصہ گویون کا ذکر ہوا فرمایا آپنے کہ لعنت ہو جیو خدا کی اوپر
کہ یہہ سبب تشنیع اور طعن مخالفون کا ہوتے ہین ہمپر م وسئل عن القصاص ایحل الاستماع
منھم ش اور اوس جناب سے پوچہا حال قصہ گویون سے کہ آیا حلال ہے انکا قصہ سنا یا
نہین م فقال لا ش پس فرمایا آپنے نہین م وقال ع من اصغی الی ناطق فقد عبدہ فان
کان الناطق عن اللہ فقد عبد اللہ وان کان الناطق عن ابلیس فقد عبد ابلیس

ش اور یہی فرمایا اوس جناب نے کہ جسنے قصہ سنا اور کانون کو طرف قصہ خوانون کے دہر (تحقیق)
اوسنے عبادت کی اوس قصہ خوان کی پس اگر وہ قصہ خدا یتعالی سے ہو یعنے خدا یتعالی کا حال
بیان کرتا ہو یا اوسکے قصے ارشاد کیے ہوئے کہتا ہو تو پس اوسنے عبادت کی ہو گی خدا
کی اور اگر وہ قصہ شیطان کا ہے تو اوسنے عبادت کی ہو گی شیطان کی م وسئل الصادق
علیہ السلام عن قول اللہ تعالی وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ قال الصادق ع القصاص
ش اور یہی پوچہا جناب صادق ع سے معنے قول خدا یتعالی وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ
کے فرمایا جناب صادق ع نے کہ مراد شاعرون سے قصہ خوان ہین م قال النبی من اتی
ذا بدعۃ فوقرہ فقد سعی فی ھدم الاسلام ش اور روایت ہے پیغمبر ص سے کہ فرمایا
آپنے کہ جو کہ آوے نزدیک صاحب بدعت کے پس تعظیم اور توقیر کرے اوسکی بواسطے اوس
بدعت کے تحقیق اوسنے سعی اور کوشش کی ہو گی بیچ خراب کرنے بنائے اسلام کے م و اعتقادنا
فیمن خالفنا فی شیٔ واحد من امور الدین کان اعتقادنا فیمن خالفنا فی جمیع امور
الدین ش اور اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا حق بیچ اون لوگون کے کہ جو خلاف کرین ہمارے
ساتہہ بیچ بعض احکام دین کے مثل اعتقاد ہمارے کے ہے بیچ اون لوگون کے کہ جو مخالفت
کرین ہماری بیچ سب امور دین کے م **باب الاعتقاد فی اٰباء النبی و اٰباء
علی علیہم السلام** ش باب چالیسوان بیچ اعتقاد پدران نبی ص اور پدران جناب
علی ابن ابیطالب ع کی ہے م قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا فیہم انہم مسلمون من آدم
الی ابیہ عبد اللہ ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کثرہم اللہ کا بیچ آباے
نبی ص کے یہہ ہے کہ وہ سب مسلمان تھے حضرت آدم ع سے تا بہ عبد اللہ پدر امجد اوس جناب
کے اور یہہ مسئلہ مذہب حق امامیہ مین اتفاقیہ ہے کہ کسیکو اسمین بحث و کلام نہین اور دلائل
اور براہین اس دعوی صادقہ پر بہت کثرت سے ہین اور احادیث اس باب مین متعدد ہین
جیساکہ ابن بابویہ نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ اوسنے کہا کہ جناب امیر ع سے
سنا کہ فرمایا آپنے عبادت نہین کی میرے باپ نے اور نہ میرے جد عبد المطلب نے اور نہ ہاشم
نے اور نہ عبد المناف نے کسی بت کی کبہی اور کسی وقت مین جیساکہ اصول کافی مین بسند

باب الاعتقاد فی آباء النبی و آباء علی ع

اپنے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپنے خدا تعالی نے نور محمدؐ اور علیؑ کو
خلق کیا اوس وقت کہ کسی چیز کو اوس وقت تک خلق نہین کیا تہا اور اصلاب طاہرہ مین اوسکو جاری کیا
تا اینکہ جدا کیا اوسکو بیچ صلب اطہر طاہر بن عبد اللہ اور ابو طالب کے اور بہی جناب صادقؑ سے
یہہ حدیث معتبر منقول ہے کہ جبرئیل جناب رسول خداؐ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ علی اعلی تمکو
بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ حرام کیا ہے مینے آتش کو اوپر اوس پشت کے کہ جس سے تو باہر
آیا ہے یعنے عبد اللہ اور اوس شکم پر کہ جسنے تجہے اوٹہایا ہے یعنے آمنہ اور اوس کنار پر کہ جسنے
تیری کفالت کی ہے اور تجہے اپنی آغوش مین پرورش کیا ہے یعنے ابو طالب چوتہے یہہ کہ
حدیث معتبر مین جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ یا علی عبد المطلب نے
زمانہ شیوع جاہلیت مین پانچ چیز کو طریقہ اور سنت اپنا مقرر کیا اور خدا تعالی نے اونکو اسلام
مین جاری کیا یعنے اون پانچ چیزون کو اوس شریعت سے کہ جسپر راہ چلتے تہے تازہ کیا اس
سبب وہ چیزین اوس جناب کی طرف منسوب کی گئی ہین اول یہہ کہ باپ کی بی بیون کو فرزندون پر
حرام کیا پس خدا تعالی نے بہی قرآن مین یہہ آیہ نازل کیا وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ
دوسرے یہہ کہ خزانہ پایا اور خمس اوسکا راہ خدا مین دیا پس خدا تعالی نے یہہ آیہ بہیجا کہ وَاعْلَمُوا
اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ تیسرے یہہ کہ جب چاہ زمزم کو کہودا تو اوسکو سقایۃ حاج کیا
یعنے حاجیون کے واسطے مقرر کیا پس خدا تعالی نے یہہ آیہ بہیجا کہ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ چوتہے
یہہ کہ واسطے قتل کرنے آدمی کے سو شتر دیت مقرر کیے خدا تعالی نے بہی یہی حکم بہیجا پانچوین یہہ کہ
قریش کے نزدیک طواف کوئی عدد نہ رکہتا تہا یعنے جسقدر چاہتے تہے اوسقدر پہیرے پہرتے تہے
کوئی عدد معین نہ تہا عبد المطلب نے سات شوط مقرر کیے خدا تعالی نے بہی یہی حکم بہیجا ای علی
عبد المطلب نے الزام قمار نہین کیا یعنے تیر ہاے بے پر سے جوا نہین کہیلا ایام جاہلیت مین
کفار تیرون بے پر سے بازی لگاکر کہیلا کرتے تہے اور جو بازی لیجاتے تہے تو شتر پانز خریدکر
فقرا پر گوشت اوسکا تقسیم کرتے تہے اور اوسکو ابواب کرم اور سماحت جانکر فخر کرتے تہے اور جو
اس بازی مین شریک نہوتا تہا تو اوسکو لئیم اور بخیل جانتے تہے خدا تعالی نے کلام مجید مین اسے
منع کیا پس رسول خداؐ فرماتے ہین کہ عبد المطلب نے کبہی یہہ قمار نہین کہیلا اور ای علی عبد المطلب نے

کبھی بت کی عبادت نہین کی اور اوس حیوان کو کہ جو بت کے نام پر ذبح کرتے تھے نہین کہایا اور
فرماتے تھے کہ مین اپنے پدر ابراہیم ع کے دین پر قائم ہون اور بعد انتقال کرنے والدین اوس
جناب کے اوس جناب کی پرورش سکے واسطے کہ اوس زمانے مین وہ جناب بہت صغیر تھے اور
عبد المطلب کے بعد حضرت ابو طالب آپکے چچا نے آپکی پرورش کی اور ابن عباس سے مروی
ہے کہ جبکہ حضرت عبد اللہ نے وفات پائی تو ملائکہ نے خداوند عالم سے عرض کی کہ الٰہی تیرا نبی
یتیم ہو گیا پروردگار عالم نے ارشاد کیا کہ مین ہون واسطے اوسکے حفاظت کرنے والا اور مددگار
اور اسمین اختلاف ہے کہ جب اوس جناب کے والدین نے انتقال کیا تو آپکا سن مبارک کیا تھا
عبد الحق دہلوی نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ آپ شکم مادر مین تھے کہ حضرت عبد اللہ کا
انتقال ہوا اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ دو مہینے کا حمل تھا اور اسی قول کو راجح اور مشہور جانا ہے
اور کہا کہ بعض کہتے ہین کہ آپ مہد مین تھے یعنے اٹھائیس مہینے کے اور بعض نے ہفت ماہا بھی کہا ہے
اور بعض نے دو مہینے کا کہا ہے اور اخوند ملا محمد باقر مجلسی نے حیات القلوب مین لکھا ہے کہ ابن
شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عبد اللہ کی تزویج ہوئی تو دوسو عورتین حسرت سے
مر گئین اور جبکہ زمانہ نزدیک ہوا کہ وہ نور عبد اللہ سے منتقل ہو تو اس مرتبہ پر روشن اور مشتعل ہوا
کہ کسیکو طاقت نہ تھی کہ روے مبارک پر اونکے درست نظر کر سکے اور جس شجر اور سنگ کے قریب
ہو کر نکلتے تھے تو وہ اونکو سجدہ کرنے لگتے تھے اور کہا ہے کہ جب حضرت عبد اللہ نے طرف جنت کے
رحلت کی تو سن مبارک رسول خدا کا دو مہینے کا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ سات مہینے کا تھا
اور بعض نے کہا ہے کہ وہ جناب ہنوز پیدا نہ ہوئے تھے کہ حضرت عبد اللہ نے انتقال کیا اور جب
حضرت آمنہ نے انتقال کیا تو عمر شریف جناب رسول خدا کی دو مہینے کی تھی اور ایک روایت مین
ہے کہ وہ جناب چار مہینے کے تھے اور وفات حضرت آمنہ کی بیچ موضع ابوا کے ہوئی کہ وہ ایک منزل
ہے مابین مکہ اور مدینہ کے اور صاحب مواہب سنی المذہب نے نسب نامہ آپکا اسطرح پر لکھا ہے کہ
محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب
بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس پس یہہ سب پیغمبر خدا
کے آبا اور اجداد ہین اور عبد الحق دہلوی کہتا ہے کہ الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

تک حضرت کا نسب شریف اتفاقی ہے اور آگے اختلاف ہے اور حیات القلوب مین ملا محمد باقر مجلسی
نے آپکا نسب نامہ اسطرح لکھا ہے وہ فرماتے ہین کہ اجداد جناب رسول خدا کے تا عدنان تو بدستور
ہین بنابر مشہور کے اور بعد عدنان کے عوّ بن اود بن الیسع بن الیسع بن سلامان بن النبت
بن الحمل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن شروغ بن ارغو بن قالع
بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیارد بن
مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ؑ واضح ہو کہ یہہ سب آبا و اجداد اوس جناب
کے حضرت آدم ؑ سے لیکر تا بہ عبد اللہ مسلمان صاحب ایمان تھے اور کوئی اونمین کافر نہ تہا
اور کیونکر انمین کسیکے کفر کا احتمال ہو کہ رسول خدا نے خود ارشاد کیا اور طرفین کی کتابونمین
موجود ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین اور علی ایک نور تھے پیش خداوند عالم کہ پیدا کیا
تہا خدا یتعالی نے اوس نور کو ہمارے چودہ ہزار برس پہلے پیدا ہونے حضرت آدم ؑ کے جب
خلق کیا حضرت آدم ؑ کو تو جگہہ دی اوس نور کو اونکی پشت مین پس ہمیشہ خدا یتعالی نقل کرتا تہا
اوس نور کو ایک صلب پاک سے طرف دوسری صلب پاک کے یہانتک کہ قرار دیا اوس نور کو
بیچ صلب عبد المطلب کے پس بعد باہر لایا اوس نور کو صلب عبد المطلب سے اور منقسم کیا اوس
نور کو اوپر دو قسم کے ایک قسم صلب عبد اللہ مین اور ایک قسم صلب ابو طالب مین پس علی
مجھسے ہے اور مین علی سے ہون گوشت اوسکا گوشت میرا ہے اور خون اوسکا خون میرا ہے
جو شخص کہ اوسکو دوست رکھے ساتھہ دوستی میری کے مین اوسکو دوست رکھتا ہون اور جو
شخص دشمن رکھے اوسکو ساتھہ دشمنی میری کے مین اوسکو دشمن رکھتا ہون پس یہہ حدیث کہ
جو اوپر طریقۂ اہل سنت کے ہے اور انکی کتب اصح مین مثل مسند احمد حنبل اور مناقب اخطب
خوارزم وغیرہ مین موجود ہے نص صریح ہے اسپر کہ آبا اور اجداد جناب رسول خدا مسلمان
تھے بلکہ بعض پیغمبر اور بعض نائب پیغمبر تھے پس اہلسنت قائل ہین اور کہتے ہین کہ حضرت عبد اللہ
والد ماجد جناب رسول مقبول کے اور حضرت ابو طالب والد بزرگوار جناب امیر ؑ کے کافر تھے
یہہ کہنا انکا خلاف حدیث مذکور کے اور احادیث طرفین کے ہے بلکہ فرمودہ باری عز اسمہ کے
ہے جیسا کہ حدیث جناب صادق ؑ کی کافی مین اسطرح پر مروی ہے کہ فرمایا کہ جبرئیل نے رسول مقبول

سے عرض کی کہ الٰہی خدا تعالےٰ بعد تحفہ سلام ارشاد کرتا ہے کہ مینے حرام کیا ہے آتش کو اوپر
اوس پشت کے کہ جس سے تو نکلا ہے یعنے عبد اللہ اور اوس شکم پر کہ جسنے تجہے اوٹھایا ہے
یعنے حضرت آمنہ اور اوس گود پر کہ جسنے تمہین اوسمین رکھکر پرورش کیا جیسے کہ یہہ ابہی اوپر
مذکور ہو چکا ہے پس جبکہ خدا تعالےٰ یہہ فرمائے تو پہر اونکے کفر کے قائل ہونا خدا تعالیٰ
کے قول کی معاذ اللہ تکذیب کرنا ہے اور ایک اور روایت اہلسنت کی صحاح مین یہہ بہی موجود ہے
کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ لم یزل ینقلنی اللہ من اصلاب الطاہرین الی ارحام المطہرات حتی اخرجنی
فی عالمکم ہذا یعنے ہمیشہ نقل کیا اللہ جل جلالہ نے مجہے پشتون پاک سے طرف رحمون پاک
کے یہانتک کہ خارج کیا مجہکو بیچ اس عالم تمہارے کے پس معلوم ہوا کہ مان باپ حضرت
رسول مقبول کے حضرت آدم سے تا بہ حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ شرک اور کفر سے پاک و
پاکیزہ اور طاہر و مطہر ہے اور فخر رازی امام اہل تسنن نے بہی اس روایت کو نقل کر کے کہا ہے
کہ یہہ روایت دلالت کرتی ہے کہ آباء اوس جناب کے شرک سے پاک ہے اسواسطے کہ
اگر مشرک ہوتے تو بموجب فرمودہ خدا تعالےٰ کہ ان المشرکین نجس کی نجس ہوتی تو
پس رسولخدا صلعم یہہ کیونکر فرماتے کہ مین اصلاب و ارحام طاہرہ سے پیدا ہوا ہون حالانکہ
وہ مخبر صادق ہین اور بہی اوپر طریقہ امامیہ اس امر پر بہت سی روایتین دلالت کرتی
ہین اور سوا اسکے عقل بہی کسی عاقل کی تجویز نہین کرتی کہ ایسے نور پاک کو جگہہ نجس مین
رکہے ۴ و ان ابا طالب کان مسلماً ۵ اور بہ تحقیق کہ ابو طالب رضہ بہی مسلمان تہے
اول دلیل انکے اسلام کی یہہ ہے کہ پرورش رسولخدا کی اور ہمیشہ آپکی کفیل اور معین اور
ناصر رہے جیسا کہ منقول ہے کہ جب عبد المطلب نے انتقال کیا تو جناب رسولخدا بہت صغر
سن تہے یہانتک کہ بعض نے لکہا ہے کہ ایکا سن مبارک آٹہہ برس قدرے زیادہ کا تہا
پس ابو طالب نے زیادہ اپنے فرزندونسے جناب رسولخدا صلعم کی پرورش کی اور بالا ایک ساعت
اپنے سے جدا نکرتے تہے دوسری دلیل یہہ ہے کہ ایک سال مکہ مین قحط پڑا اہل مکہ
ابو طالب کے پاس آئے اور استدعا دعا کی عرفطہ کہتا ہے کہ مین دیکہتا تہا کہ وہ جناب گہر مین
ایک طفل کو لائے کہ مثل آفتاب روئی النور اوسکا روشن تہا اور گرد اونکے اور لڑکے بہی تہے

پس ابوطالب نے اوس لڑکے کو بغل مین لیا اور پشت اپنی خانۂ کعبہ سے لگائی اور پناہ ڈھونڈھی ساتھ اوس طفل کے اور اشارہ کیا اپنی انگلی سے طرف آسمان کے فوراً چارطرف ابر گھر کر آیا اور اسقدر پانی برسا کہ تمام زمین سیراب ہو گئی اور تالاب اور جھیلین بھر گئین پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابوطالب رسولخدا کی پیغمبری کے قائل تھے ورنہ اونکو دعا کا ذریعہ اور وسیلہ کیون قرار دیتے تیسرے یہہ کہ ابوطالب نے اشعار اس مضمون کے کہے ہین کہ جنسے اونکا اسلام صاف ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ابن التین کہتا ہے کہ ابوطالب کے اشعار اونکے اسلام پر دلالت کرتے ہین اونسے سمجھا جاتا ہے کہ نبوت نبی کو پہچانتے تھے جیسا کہ جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اوس جناب سے کہا گیا کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ ابوطالب کافر تھے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین وہ لوگ ابوطالب کیونکر کافر تھے حالانکہ اونکا یہہ شعر ہی ہے الم تعلموا انا وجدنا محمدًا ✢ نبیًا کموسیٰ خُطَّ فی اوّل الکتب ✢ یعنے آیا نہین جانتے تم کہ بتحقیق پایا ہمنے محمدؐ کو نبی مثل موسی لکھی گئی بیچ اول کتابون کے غرض دلائل و براہین ابوطالب کے اسلام پر کتب طرفین مین کثرت سے ہین کہ سب کا بیان اس مختصر مین نہین ہو سکتا مگر ہان وہ جناب تقیہ کرتے تھے جیسا کہ کلینی نے کافی مین لکھا ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ ابوطالب کے مثل مثل اصحاب کہف کے تھی کہ اسروا الایمان واظہروا الشرک فاتاھم اللہ اجرھم مرتین یعنے مخفی کیا ایمان کو انھون اور ظاہر کیا شرک کو پس عطا کیا خدا تعالی نے اونکو اجر دوچند اور سبب اونکے اخفائے ایمان کا یہہ تھا کہ اس پردے مین نصرت اور امداد اور کفالت نبی کی خوب ترین وجہ پر ممکن ہو جاوے جیسا کہ فاضل کاشانی نے صافی مین لکھا ہے م وامّہ آمنہ بنت وھب کانت مسلمۃ ش اور والدہ ماجدہ جناب رسول مقبول کی آمنہ بنت وہب مسلمان تھین م وقال النبیؐ خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم ش اور فرمایا رسول مقبول نے باہر آیا ہون مین نکاح سے اور باہر نہین آیا ہون زنا سے حضرت آدم کے وقت سے اس دم تک پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مائین بھی آپکی اپکی والدہ سے لیکر تا بحضرت آدم مسلمان تھین اور شرک اور کفر اور تہمت زنا سے پاک و مبرا تھین

اسواسطے کہ اگر لوگ پیغمبرون کی ماؤن کیطرف تہمت زناکی کرین تو معاذ اللہ نسب مین
اونکے کلام ہوجاسے اور یہہ امر نہایت باعث تنفر آدمیونکا ہو پیغمبرون سے پس ایسی
چیزونسے نبی کا پاک ہونا ضروری ہے اور سوای اسکے اور حدیثون سے بہی ثابت ہوتا ہی
کہ رسولخدا نے فرمایا کہ مین ہمیشہ نقل کرتا رہا ہون پشتہاے پاک سے طرف رحمہاے
پاک کے غرض یہہ شیعونکا اعتقاد اس امر کا کہ جو مذکور ہوا ضرور ہے م وقد روی ان
عبد المطلب کان حجۃ و ابا طالب کان وصیہ ؐ اور بہ تحقیق کہ روایت آئی ہی کہ عبد المطلب خلیفہ
تہے اور ابوطالب خلیفہ اور وصی عبد المطلب کے تہے پس اس سے بہی ثابت ہوا اسلام
اور ایمان ان صاحبون کا **باب الاعتقاد فی العلویہ** ؐ باب اکتیسوان اعتقاد
مین بیچ علویہ کے م قال الشیخ ابو جعفر رحمۃ اللہ اعتقادنا فی العلویۃ انہم
آل رسول اللہ و ان مودتہم واجبۃ لانہا اجر النبوۃ ؐ فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے
کہ اعتقاد ہم فرقۂ ناجیہ کا بیچ علویہ یعنے اولاد جناب امیر ؑ مین یہہ ہے کہ یہہ اولاد
رسولخدا ہین اور دوستی انکی واجب ہے اسواسطے کہ دوستی انکی اجر نبوت کا ہے
م قال اللہ عز و جل قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ؐ جیسا
فرمایا خداتعالی نے کہ کہو ای محمد ؐ کہ نہین چاہتا ہون مین تمسے اوپر تبلیغ رسالت
کے اور پہونچانے احکام خداتعالی کے مزدوری مگر دوستی تمہاری بیچ حق اہلبیت
اپنے اور یگانون کے اور فرزندون اپنونکے پس بحکم خداوند عالم دوستی اہلبیت کی ہر شخص پر
واجب ہے اور دشمنی انکی کفر ہے اور سبب ہے خروج کا ایمان اور اسلام سے کسی شاعر نے
کہتا ہے کہ سے بی حب اہلبیت عبادت حرام ہے ٭ غافل تیری نماز کو ہی اسلام ہے
سچ کہا اسواسطے کہ جب انسے دوستی نہوئی تو دشمنی ہوگی اور دشمنی انکی باعث کفر اور
اور کافر کا روزہ اور نماز اور حج وغیرہ کوئی عمل نیک صحیح نہین ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ
جائز ہے کہ نہ انسے دوستی ہوا اور نہ دشمنی تو ہم کہینگے کہ جب بہی کسیکا عمل صحیح
نہوگا اسواسطے کہ حکم خدا اور رسول ؐ کا تو یہہ ہے کہ انسے دوستی کرو اور جب کہ انسے
دوستی نہ کی تو البتہ حکم خدا اور رسول کو رد کیا پس کافر ہوا غرض دوستی اہلبیت ؑ کی

باب اکتیسوان

شرط ہے اسلام اور ایمان کے م والصّدقة علیهم محرمة لانها اوساخ ایدی
النّاس وطهارة لهم ش اور صدقہ اور زکوٰۃ انپر اور سادات پر حرام ہے اسواسطے
کہ صدقہ میل ہے ہاتھون آدمیونکا اور طہارۃ ہے آدمیونکی خبر کسے م الّا صدقتهم
لاماثهم وعبیدهم ش مگر صدقہ آدمیونکا اوپر غلامون اور لونڈیون سادات کے
کہ جنکو سادات نے آزاد کیا ہو جائز ہے م وصدقة بعضهم علی بعض ش اور بھی
جائز ہے صدقہ سادات کا اوپر سادات کے م وامّا الزکوٰة فانّها تحلّ لهم عوض
الخمس لانّهم قد منعوا منه ش لیکن زکوٰۃ حلال ہے اوپر سادات کے عوض خمس
کے جسوقت کہ خمس نہ دین انکو یا جسقدر کہ خمس انکو دین وہ انکو وفا نکرے اسواسطے
کہ مخالفون نے منع کیا ہے سادات کو خمس سے حاصل یہہ کہ چونکہ مخالفین سادات کو
خمس نہین دیتے اور خمس کا دینا اونکو منع کر دیا ہے تو پس جس جگہہ کہ اونکو خمس نہ دیا جاتا
ہو وہان زکوٰۃ کا لینا انکو حلال ہو جائیگا یا تھوڑا خمس انکو دیا گیا ہو کہ انکے خرچ کے
موافق نہو تو یہہ زکوٰۃ مین لیکر اپنے خمس کو پورا کرلینگے ایسی صورتونمین زکوٰۃ انپر
حلال ہو جائیگی م واعتقادنا فی المسیئ منهم ان یضاعف له العقاب ش
اور اعتقاد ہم فرقۂ ناجیہ کا بیچ گناہگاران سادات اور آل رسول ص کے یہہ ہے کہ عذاب
انکا دوچند عذاب اور آدمیون سے م وفی المحسن منهم ضعف الثواب ہ اور
نیکوکار انکے کو دوچند ثواب ہے اورونسے م وبعضهم اکفاء بعض ش یہہ سب اولاد
رسول آپس مین برابر ہین کوئی ایک انمین سے دوسرے پر زیادتی نہین رکھتا م بقول النبی
حین نظر الی بنین ابو طالب علی وجعفر بناتنا کبنینا وبنونا کبناتنا ش
جیسا کہ فرمایا رسول خدا ص نے جسوقت کہ نظر کی طرف بیٹون ابو طالب ع کے کہ علی اور جعفر
ہین کہ بیٹیان ہماری مثل بیٹون ہمارون کے ہین اور بیٹے ہمارے مثل بیٹیون
ہمارے کے ہین م وقال الصّادق ع من خالف دین الله ووالی اعداء الله
وعادی اولیاء الله فالبراءة منه واجبة کائنا من کان من ای قبیلة کان ش
اور فرمایا جناب صادق ع نے کہ جو کوئی مخالفت کرے دین خدا کی اور دوست رکھے

دشمنان خدای تعالیٰ کو اور دشمن رکھے دوستان خدا کو پس بیزاری اوس سے واجب ہے
جو کوئی کہ ہو اور جس قبیلہ سے ہو قبائل سے خواہ قبائل سادات سے ہو یا غیر سادات سے
م وقال امیر المؤمنین لابنہ محمد الحنفیہ تواضعك فی شرفك اشرف لك من
شرف ابائك ۳ اور فرمایا جناب امیر المومنین نے اپنی فرزند محمد بن حنفیہ سے کہ تواضع اور
فروتنی تیری بیچ حال بزرگی تیری کے فاضل تر اور بہتر ہے میری نزدیک بزرگی بالون سے
یعنے جو شرف تجھکو حاصل ہے بسبب بزرگی آبا تیری کے اس سے تواضع کا شرف تجھے بہتر ہے
م وقال الصادق ولایتی لامیر المؤمنین احب الی من ولادتی منہ لان الولایۃ
فریضۃ والولادۃ فضیلۃ لا تغنی عن الفریضۃ ۳ اور بھی جناب صادق نے فرمایا کہ
دوستی امیر المومنین سے بہتر ہے میرے نزدیک فرزندی میری سے واسطے اوس جناب
کے یعنے اس فضیلت میرے سے کہ مین فرزند اوس جناب کا ہون فضیلت محبت اوس جناب کے
میرے نزدیک اولیٰ تر ہے اسواسطے کہ ولایت اوس جناب کی فرض ہے اور ولادت فضیلت
ہے اور فضیلت بے پروا نہین کرتی فریضہ سے م وسئل الصادق عن آل محمد قال
آل محمد من حرم علی رسول اللہ نکاحہ ۳ اور پوچھا گیا جناب صادق سے کہ آل محمد
کون ہین فرمایا کہ آل محمد وہ شخص ہے کہ حرام ہے پیغمبر پر نکاح اونکا اگر عورت ہو م ق
قال اللہ عز وجل ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم وجعلنا فی ذریتہما النبوۃ
والکتاب فمنہم مہتد وکثیر منہم فاسقون ۳ اور بہ تحقیق کہ بھیجا ہمنے نوح کو قابیل
کی اولاد مین اور ابراہیم کو نمرود کی قوم مین اور کیا ہمنے درمیان اولاد اون دونون کی
نبوت کو اور کتاب یعنے شریعت کو پس بعض نے انکی فرزندون سے راہ راست پائی
اور بہت انمین سے فاسق ہوئے م وسئل الصادق عن قول اللہ عز وجل
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم
مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ وذلك ھو الفضل الکبیر ۳ اور
پوچھا جناب امام جعفر صادق سے معنی قول خدا تعالیٰ کے یعنے پھر میراث دی ہمنے
کتاب و شریعت کی اون لوگون کو کہ برگزیدہ کیا ہمنے اونکو بندون اپنو مین سے پس بعض اونمین سے

ظلم کرنیوالی ذات و سطی نفس اپنی کی اور بعض اونمین سی میانہ رو ہین اور بعض اونمین سی آگی بڑہنے والی ساتہہ نیکیونکی اور اونپر ساتہہ حکم خدا کے م فقال الصادق الظالم لنفسہ من لا یعرف حق الامام والمقتصد العارف بحق الامام والسابق بالخیرات باذن اللہ ھو الامام ش پس فرمایا جناب صادق ع نے کہ مراد ظالم نفس سے وہ شخص ہی کہ جو نہ پہچانے حق امام کو اور مراد میانہ روسی وہ شخص ہی کہ جو پہچانے حق امام کو اور مراد سابق بالخیرات سے امام ہے اور سفیان ثوری سنے سُدی سے روایت کی ہی کہ امیر المومنین ع نے فرمایا کہ مینے رسولخدا ص سے اس آیہ کی تفسیر مین سنا ہی کہ مراد الذین اصطفینا اورثنا الکتاب سے تیری اولاد ہین اور بروز قیامت تیری اولاد قبرون سے باہر نکلین گی تو تین گروہ ہونگے ایک وہ کہ دنیا سے بی توبہ کئی مر گئے ہین دوسرے وہ کہ نیکیان اور بدیان اونکی برابر ہونگی تیسرے وہ کہ نیکیان اونکے گناہون سے زیادہ ہونگی اور یہی جناب امام محمد باقر ع اور جناب امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ برگزیدہ اور وارث علوم انبیا کے ہم ہین اور بیشک یہہ ہے صحیح اور حق ہے اسواسطے کہ وہ ہی ہین جاننیوالے حقیقت قران کے اور پہچاننے والے حلال و حرام کے اور احکام ملک علام کے اور ابو حمزہ ثمالی سنے روایت کی ہے کہ ایکروز مین خدمت مین امام زین العابدین ع کی حاضر تہا کہ دو مرد عراقی آئے اور اس آیہ کی تفسیر پوچہی اوس جناب نے فرمایا کہ تم یہہ جانتے ہو کہ یہہ آیہ امت محمدی کی حق مین نازل ہوا ہے پس تمپر لازم آیا کہ تمام امت محمد بہشت مین داخل ہو جیسے کہ اسکی بعدکی آیہ سے ظاہر ہے مگر یہہ بات نہین ہے بلکہ واللہ یہہ آیہ ہم اہلبیت ع کی حق مین نازل ہوا ہے اور تین مرتبہ اسیطرح فرمایا راوی کہتا ہے کہ مینے پوچہا کہ اولاد علی ع مین سے ظالم لنفسہ کون ہین اور مقتصد کون ہین اور سابق بالخیرات کون ہین فرمایا ظالم وہ ہین کہ جنکی نیکیان اور بدیان برابر ہون اور مقتصد وہ ہین کہ اپنے گہرونمین عبادت خدا کرتے ہین اور قرآن پڑہتے ہین اور اسی حالپر مر جاتے ہین اور سابق بالخیرات وہ ہین کہ جو راہ خدا مین جہاد کرتے ہین اور لوگون کو راہ خدا کی طرف ہدایت کرتے ہین جیسے کہ علی ع ابن ابیطالب ع اور اولاد طیبین اونکے کہ معصوم ہین اور جناب صادق ع سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا یہہ آیہ فاطمہ زہرا کی اولاد کے

حق مین نازل ہوا ہے لیکن اولاد فاطمہؑ سے وہ شخص اسمین داخل نہین ہے کہ جسنے تلوار
کہینچی اور لوگون کی طرف گمراہی کی بلایا یعنے جہوٹا دعویٰ امامت کا کیا کسینے پوچہا کہ ظالم
لنفسہ کون ہے فرمایا کہ اپنے گہر کا بیٹہنے والا کہ جو امام کو نہ پہچانتا ہو اور اوسکے حق کو نہ
جانتا ہو اور مقتصد وہ ہے کہ جو حق امام کا پہچانتا ہو اور سابق بالخیرات امامؑ ہے اور
امام رضاؑ سے بہی یہین معنی حدیث مروی ہے غرض اسطرحکی حدیثین کثرت سے
واقع ہین اور غرض اس سے یہہ ہے کہ وہ سب بخشے گئے ہین اور ثابت ہوئی اس سے
امامت جناب علیؑ کی اور اولاد امجاد اوس جناب کی م وسئل اسمعیل اباہ الصادقؑ
ماحال المذنبین منا ش اور پوچہا اسمعیل فرزند جناب صادقؑ نے اوس جناب سے
کہ کیا ہوگا حال گناہگارون کا فرقۂ سادات سے م فقالؑ لیس بامانیکم ولا امانی
اھل الکتاب من یعمل سوء یجزی بہ و لا یجد من دون اللہ ولیا و لا نصیرا ش
پس فرمایا اوس جناب نے کہ نہین ہے کام اوپر موافق تمنا اور آرزو اور خواہش
تمہاری کے کہ تم گمان کرتے ہو کہ سادات ہر چند گناہ کرین عذاب دوزخ کا نہ دیکہین گے
اور ایسے ہی کام موافق از روے اہل کتاب کے بہی نہین ہے کہ گمان رکہتے ہین کہ
بہشت مین نہ جائیگا کوئی سواے جہود و ترسا کے بلکہ حال یہہ ہے کہ جو کہ بدی کریگا
اور گناہ کا مرتکب ہوگا وہ جزا اس گناہ کی پائیگا سید ہو یا غیر سید اور نہ پائیگا سوا
اللہ کے ولی اور مددگار م وقال ابو جعفر الباقرؑ فی حدیث طویل لیس بین اللہ
و بین احد قرابۃ احب الخلق الی اللہ واکرمھم علیہ واتقھم لہ واعملھم بطاعتہ
اللہ ش اور روایت ہے جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث طویل کہ فرمایا اوس جناب نے
کہ نہین ہے درمیان خدا تعالیٰ کے اور بیچ کسی شخص کے خویشی اور قرابت بلکہ دوستترین مخلوقات
ساتہ خدا تعالیٰ کے پرہیزگارترین انکا اور عمل کنندہ ترین انکا ہی ساتہ طاعت خدائے
تعالیٰ کے م واللہ ما یتقرب العبد الی اللہ عز و جل الا بالطاعۃ وما معنا
قربت اور نزدیکی ساتہ خدا تعالیٰ کے حاصل نہین ہوتی مگر ساتہ طاعت کے اور ہمارے
براءۃ من النار ش اور نہین ہے ساتہ ہمارے سند بیزاری آتش دوزخ

یعنی فقط محبت اہلبیت کا دعوی کرنا اور خدا کی عبادت نکرنا کچھہ کام نہ آئیگا م ولا علی اللہ
لاحد حجۃ ومن کان للہ مطیعًا فہو لنا ولی ومن کان للہ عاصیًا فہو لنا عدو ۳
اور نہین ہے خدا تعالی پر کسیکو حجت کہ لازم کرے خدای تعالی پر ساتھہ اوس حجت
کے یہہ کہ اوسکو بہشت مین داخل کرے اور جو کہ اطاعت کرے امر خدا کی پس وہ ہے
دوست ہمارا اور جو کہ اطاعت نکرے خدا تعالے کی پس وہ ہے دشمن ہمارا م ولا یتنا
الا بالورع والعمل الصالح ۳ اور نہ پائیگا کوئی دوستی کو ہماری مگر ساتھہ پرہیزگاری
اور عمل نیک کرم وقد قال نوح رب ان ابنی من اہلی وان وعدک الحق
وانت احکم الحاکمین قال یا نوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح
فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین قال
رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم والا تغفر لی وترحمنی اکن
اکن من الخاسرین ۳ جیسا کہ کہا نوح علیہ السلام نے کہ ای پروردگار میرے بدرستیکہ
پسر میرا اہل میرے سے ہے اور بدرستیکہ وعدہ تیرا حق ہے اور راست کہ تو نے فرمایا تہی
کہ تجھہ اور تیرے اہل کو طوفان سے نجات دونگا اور تو حکم کرنیوالا زیادہ تر ہے سب حکم
کرنیوالون سے فرمایا خدا تعالی نے کہ ای نوح بدرستیکہ نہین ہے یہہ بیٹا تیرا اہل تیرے سے
بدرستیکہ نہین ہے عمل اوسکا نیک پس نہ طلب کر تو اوس چیز کو مجھسے کہ جسکا تجھے علم نہین
ہے کہ وہ نیک ہے یا بد بہ تحقیق کہ مین نصیحت کرتا ہون تجھکو اس سے کہ ہووے تو
نادانون مین سے کہا نوح نے اپنے پروردگار کا کلام سُنکر کہا کہ اے پروردگار
میرے بہ تحقیق مین پناہ پکڑتا ہون ساتھہ تیرے اس سے کہ سوال کرون مین تجھسے
اوس چیز کا کہ نہین ہے واسطے میرے ساتھہ اوسکے علم اور اگر نہ بخشیگا تو واسطے
میرے اوس سوال کرنے سے اور نہ رحم کریگا تو اپنے فضل وکرم سے تو ہونگا مین
نقصان پانیوالون سے الحاصل اس سے ثابت ہوا کہ فرزند ہونا یا جورو ہونا یا قریب
ہونا پیغمبر اور رسول کا بے عبادت خدا کچھہ کام نہین آتا اور قصہ حضرت نوح کا بطور اختصار
یہہ ہے کہ جب قوم حضرت نوح نے اسلام قبول نکیا اور اپنی کفر سے باز نہ آئے حالانکہ

تو پچاس برس اونکو ہدایت کی تو مایوس ہوئے حضرت نوح نے اونکے حق مین بدعا
کی اور کہا کہ خداوندا کسی کفار کو روی زمین پر زندہ نہ چہوڑ سبکو ہلاک کر کہ یہہ ہرگز تجہپر ایمان
نہ لاوینگے اوسوقت خداوند عالم کا حکم ہوا کہ اب تو ایک کشتی بنا اور اوسمین ہر ذی روح
سے ایک ایک جوڑہ رکہہ لے اور جو مومنین کہ تیرے ساتہہ ایمان لائے ہین اونکو بہی
اوسمین سوار کر غرض حضرت نوح نے ایک کشتی کہ جسکا طول ایکہزار دو سو گز کا تہا اور
عرض اوسکا آٹہہ سو گز کا تہا اور بلندی اوسکی اسّی گز کی تہی اسّی برس مین بنا کر تیار
کی اور ہر ایک حیوانمین سے ایک ایک جوڑا اوسمین رکہا اور سب اشیا کہانے پینے کی
بہی اوسمین رکہہ لین اور کل اسّی آدمی تمام دنیا مین سے ایمان لائے تہے اونکو
بہی اوسمین سوار کیا مگر حیوانونمین سے بلی اور چوہا اور سور نہ تہا جب کشتی مین فضلہ
انسانونکا بہت جمع ہوا تو لوگون نے اسکی شکایت کی خدا تعالے نے ہاتہی کو
حکم کیا کہ وہ چہینکا اوسکی ناک مین سے سور کا جوڑا نکلا اور اوس فضلہ کو کہا گیا اور
جب گوبر وغیرہ فضلہ حیوانات کا بہت سا جمع ہو گیا تو حضرت نوح نے سور کے
پیشانی پر ہاتہہ پہیرا اوسکی ناک سے جوڑہ چوہے کا نکلا اور اوس گوبر وغیرہ کو کہا گیا
اور جب چوہون نے کشتی اور اسباب کو کاٹنا اور کترنا شروع کیا تو حضرت نوح
نے شیر کی پیشانی پر ہاتہہ پہیرا اوسکو چہینک آئی تو اوسکی ناک سے جوڑا بلی کا
نکلا چوہے اونکو دیکہہ کے چہپ گئے اور منقول ہے کہ بہیڑ نے کشتی کے جانے مین
حضرت نوح کی نافرمانی کی اوسکو بزور کشتی مین کہینچکر ڈالا اوسکی دم ٹوٹ گئی اور
دنبہ نے حضرت نوح کی فرمان برداری کی اور جلد کشتی مین سوار ہو گئی حضرت نوح نے
اوسکے ستر پر ہاتہہ پہیرا اوسکے ستر پر ایک چلتی پیدا ہو گئی اور اوسکے ستر تک ساتر
ہو گئی اور کشاف مین یہہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے حواریون کے کہنے سے
ایک شخص کو کہ جو ہمراہ حضرت نوح کے کشتی مین سوار تہا زندہ کیا اونہون نے حال کشتی کا
پوچہا اوسنے یہی سب حال جو اوپر گذرا بیان کیا پہر حضرت عیسیٰؑ نے اوس سے پوچہا
کہ حضرت نوح نے کیونکر جانا کہ سب شہر خراب ہو گئے کہا اوّل اونہون نے کوے یعنی زاغ کو

حکم دیا کہ تو جا اور تمام اطراف عالم مین پھر اور شہرون کی خبر دے وہ گیا اور مردار کہانے مین مشغول ہو گیا اور بہت
دیر کی حضرت نوح نے اوسکے واسطے بد دعا کی کہ خداوند اسکو آدمیونکی نظرونسے گرا دے کہ وہ اس سے نفرت
کرین اور اوسکی جگہہ ویرانی مین مقرر کی پھر کبوتر کو بھیجا تو وہ جلدی خبر لیکر آیا اوسکے حق مین دعاے خیر
کی کہ خداوندا آدمیونکو اسکی الفت عطا کر اور اوسکو آدمیونکے گھر وہین جگہہ دے غرض جب حضرت نوح کشتی
بنانے سے فارغ ہوئے اور ہر حیوان کا ایک جوڑہ اوسمین رکھہ لیا اور اسباب ضروری
بار کر لیا تو طوفان کا آنا شروع ہوا اور ایک تنور کہ وہ ایک مومنہ کے گھر مین تھا جوش
مین آیا اور اور بھی اسمین اقوال ہین کہ وہ تنور کہان تھا غرض تنور مین سے پانی جوش مارکر
نکلنے لگا اور آسمان سے بھی پانی برسنے لگا تو اوسوقت حضرت نوح نے اپنے بیٹے
کنعان اور ایک زوجہ سے کہ دونو کافر تھے کہا کہ تم بھی کشتی مین آنکر جلد سوار ہو جاؤ اور
کفار کا ساتھہ چھوڑ دو والا تم بھی اونکے ساتھہ غرق ہو جاؤگے وہ سوار نہوئی اور
اونکے بیٹے نے کہا کہ جب پانی زیادہ ہوگا تو ایک بلند پہاڑ پر مین چڑہ جاؤنگا کہ وہ مجھے
ڈوبنے سے بچا لیگا حضرت نوح نے کہا کہ آج کے دن کوئی حکم خدا سے بچانیوالا نہین
ہے اور روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت نوح اپنے بیٹے اور بی بی کو مسلمان جانتے تھے کہ بظاہر وہ مسلمان
تھے اور باطن مین منافق مگر اونکا نفاق حضرت نوح پر کھلا نہ تھا اسواسطے اونکو کہا تھا
کہ تم بھی سوار ہو لو اور اسی سبب سے جب وہ ڈوبنے لگے تھے تو خدا سے کہا تھا کہ یہہ بیٹا
میرا ہے میری اہل سے ہے اور اگر اونکو مسلمان نہ جانتے تو خدا سے یہہ نہ کہتے بالجملہ پانی
زمین سے نکلتا تھا اور آسمان سے بھی برستا تھا یہانتک کہ تمام عالم مین پانی پھیل گیا
اور اسقدر بلند ہوا کہ چالیس ہاتھہ پہاڑونسے بلند ہو گیا اور تمام پہاڑ اور زمین اور
سب کافر غرق ہو گئے اور کوئی باقی نرہا حضرت نوح کا بیٹا اور زوجہ بھی غرق ہو گئی
اور ایک روایت مین ہے کہ وقت طوفان سب پہاڑون نے سر اپنے بلند کیے کہ پانی
ہمسر نہو پہنچے مگر جودی نے بسبب عجز کے سر بلند نکیا اسواسطے سب پہاڑونپر
پانی بھر گیا مگر جودی کہ اوسپر پانی نہ آیا منقول ہے کہ کشتی پانی پر پھرتی تھی اور
موجین اوسکو پھینکتی تھین یہانتک کہ وہ مکہ کے گرد پہونچی اور سات بار گرد بیت اللہ کے

بہری اور تمام دنیا غرق ہوگئی مگر بیت اللہ غرق نہوا اوسکے چارون طرف پانی پہرا تہا اور جب پانی
بہت بلند ہوا تو حضرت نوح نے دعا کی کہ خداوندا اب تو رحم کر اور احسان کر پس خدا تعالی نے
حکم کیا زمین کو کہ پانی اپنا نگلجا پس زمین اپنا پانی نگل گئی اور آسمان کو حکم کیا کہ تو بہی اُٹہا لیجا پانی
اپنا پس اوسنے بہی تابعداری کی حکم خدا تعالی کی اور پانی زمین پر سے خشک ہوگیا اور کشتی سب سے
چہوٹے پہاڑ پر کہ نام اوسکا جودی ہے ٹہری کہتے ہین کہ سب پہاڑونکو یہہ غرور تہا کہ چونکہ
ہم بڑے بلند اور اونچے پہاڑ ہین تو پانی ہمپر نہ چڑہیگا اور ہم نہ ڈوبین گے اور جودی کو
چونکہ چہوٹا پہاڑ تہا تو یہہ خیال نہوا تو اس سبب سے نہ وہ پانی مین ڈوبا اور اوسی پر کشتی
بہی آنکر ٹہری حاصل یہہ کہ آدمی کا کام فرمان برداری اور اطاعت و بندگی خدا تعالی
کی ہے اور تقوی و پرہیزگاری ہی کام آئیگی نہ حسب و نسب سے ؏ بندگی باید پیغمبر زادگی
درکار نیست * سید ہو یا غیر سید جیسا عمل کریگا ویسا بہرے گا م وسئل الصادق
عن قول اللہ عز وجل و یوم القیمۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ
الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین ش یعنے بیچ دن قیامت کے دیکہے گا تو اون لوگون کو
کہ جہوٹ باندہا ہے اوپر خدا تعالی کے موہنہ انکے سیاہ ہون گے آیا نہین ہے بیچ جہنم
کے جگہہ رہنے متکبرون کی م قال من زعم انہ امام ولیس بامام قیل وان کان علویا
فاطمیا قال وان کان علویا و فاطمیا ش فرمایا اوس جناب نے کہ جو شخص گمان کرے
کہ مین امام ہون اور حالانکہ وہ امام نہو یعنے فرمایا اوس جناب نے کہ یہہ وہ لوگ سیاہ رو ہین
کہ لیاقت اور قابلیت امامت کی نہ رکہتے ہون اور بطور تغلب و غصبیت و جبر مسند خلافت
پر بیٹہہ جائین اور امام بن جائین پس ایسی لوگونکا قیامت مین موہنہ سیاہ ہوگا اور
جگہہ انکی جہنم ہوگی کہ ہمیشہ اوسمین رہین گے کبہی اوس سے باہر نہ آئین گے غرض جب
آپ نے یہہ فرمایا کہ یہہ وہ لوگ ہین کہ جو امام نہون اور امام بن جائین تو لوگون نے
عرض کی کہ اگرچہ وہ شخص جو ایسا جہوٹا دعوی کرے اولاد حضرت علیؑ اور جناب فاطمہ سے ہو
فرمایا آپ نے کہ ہان اگرچہ علوی ہو اور فاطمی ہو م وقال الصادق علیہ السلام لیس
بینکم و بین من خالفکم الا المضمر ش اور بہی مروی ہے کہ فرمایا جناب صادق ؑ نے

کہ شکین ہے درمیان تمہارے اور درمیان تمہارے دشمنون کے مگر مضمر قیل
فای شیٔ المضمر ش پس کہا گیا کہ مضمر کیا چیز ہے م قال الذین تستمونہ البراءۃ
فمن خالفکم وجازہ فابرأوا منہ وان کان علویا وفاطمیا ش فرمایا کہ مضمر وہ
چیز ہے کہ اوسکو براۃ کہتے ہین یعنے بیزاری پس جو شخص کہ مخالفت تمہاری کرے پس
بیزار ہو تم اوس سے اگرچہ وہ علوی اور فاطمی ہوم وقال الصادق ع لاصحابہ فی
ابنہ عبد اللہ انہ لیس علی شیٔ مما انتم علیہ ش اور بھی فرمایا اوس جناب نے اپنے
اصحاب سے بیچ فرزند اپنے عبد اللہ کے کہ وہ نہین ہے اوپر اوس چیز کے کہ جسپر تم
ہو یعنے حق ودوستی پر م وانی ابراء منہ براء اللہ عز وجل منہ ش اور بہ تحقیق کہ
مین بیزار ہون اوس سے جیسا کہ خدائی تعالے اوس سے بیزار ہے پس ان آیات
اور احادیث سے معلوم ہوا کہ بہت سے علوی اور فاطمی یعنے انکی اولاد عذاب الٰہی
مین گرفتار ہونگے بلکہ مدار نجات اور موقوف علیہ بخشش کے عمل صالح اور اعتقاد
صحیح ہے کہ جنکے اعتقاد درست ہونگے وہ نجات پائینگے والا جہنم مین جائینگے
کوئی ہوم باب الاعتقاد فی اخبار المفسرۃ والمجملۃ ش باب بتیسوان
بیچ اعتقاد اخبار مفسرہ اور مجملہ کے ہے یعنے بیچ بیان اون احادیث کے ہے کہ
جو دلالت کرتے ہین اوپر معنی واضحہ کے اور اون احادیث کے کہ جو دلالت کرتے
ہین اوپر معانی غیر واضحہ کے قال الشیخ رہ اعتقادنا فی الحدیث المفسرۃ
انہ یحکم علی المجمل کما قال الصادق ع فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد فرقہ
ناجیہ کا احادیث مفسرہ مین یہہ ہے کہ یہہ بیان کرنیوالین اور تفسیر کرنیوالین احادیث
مجملہ کی ہین یعنے جو احادیث ایسے ہین کہ جنکے معنے واضح اور کھلے ہوئے ہین وہ
بیان کر دیتی ہین معنی کو اون احادیث کے کہ جو اپنے معانی پر دلالت نہین کرتین اور
اونکے معانی روشن اور واضح نہین ہین جیسا کہ فرمایا ہے جناب صادق ع نے
م باب الاعتقاد فی الحظر والاباحۃ ش باب تینتسوان بیچ بیان اعتقاد کے
ہیچ حرام اور حلال ہین م قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا فی ذلک ان الاشیاء

باب بتیسوان

باب تینتسوان

باب چونتیسوان

كلها مطلقة حتى يرد فى شئ منها نهى ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقۂ ناجیہ کا بیچ حلال و حرام کے یہہ ہے کہ سب اشیا بیچ اصل کے حلال ہین اور مباح جبتک کہ وارد ہوا اونپر نہی یعنے منع پس بعد وارد ہوتے نہی کے یا حرام ہو جائین گے یا مکروہ اور جو اگر وارد ہوگا اونپر امر تو بس وہ یا واجب ہونگے یا مندوب م باب الاعتقاد فى الاخبار الواردة فى الطب ش باب چونتیسوان بیچ اعتقاد اون اخبار کے کہ جو کہ وارد ہین بیچ طب کے م قال الشیخ رہ اعتقادنا فى الاخبار الواردة فى الطب انها على وجوه ش فرمایا شیخ رہ نے کہ اعتقاد ہم فرقۂ ناجیہ کا بیچ اون اخبار کے کہ جو وارد ہین بیچ طب کے یہہ ہے کہ وہ اوپر کئی وجہ کی ہے م منها ما قيل على هواء مكة و المدينة فلا يجوز استعماله فى سائر الاهوية ش بعض اون احادیث مین سے وہ حدیث ہے کہ جو وارد ہوئی ہے بنا بر ہوا مکہ اور مدینہ کے یعنے وہان کے رہنے والون کے امراض کے علاج مین اور اون حدیثون مین جن ادویہ کا ذکر ہے تو اون ادویونکا استعمال بیچ ہواؤن اور جگہہ کے جائز نہین اسواسطے کہ ہوائین اور جگہہ کے مخالف ہین ہوا مکہ اور مدینہ سے م و منها ما اخبر به العالم عليه السلام على ما عرف من طبع السائل ولم يتعد موضعه اذا كان عرفه بطبعه منه ش اور بعض اونمین سے وہ ہین کہ خبر دی ہو ساتھہ حقیقت اوسکے کے عالم نے اسطرحپر کہ جانا ہے طبیعت اور مزاج کو مریض کے کہ اسکو کونسی دوا اور کیا چیز نافع ہے اور کونسی مضر ہے پس حکم اس قسم کی چیز کا تجاوز نہین کرتا خاص اوس مریض سے طرف دوسرے کے بلکہ مخصوص اوسیکی ہوگا بشرطاسکے کہ مخبر دانا تر اور جاننے والا ہو خوب ترین وجہ طبیعت مریض کو اور مریضون سے مثل اسکے کہ معصوم ہو م و منها ما دلسه المخالفون فى الكتب لتقبيح صورة المذهب عند الناس ش اور بعض ونمین سے وہ ہے کہ تدلیس اور افترا اور بہتان کیا ہے اوسکو ہمارے مخالفین نے بیچ کتابون اپنی کے تاقبیح اور زشت کرین صورت مذہب حق کو نزدیک آدمیون کے یعنے ہماری کتابونمین وہ ادویہ مذکور نہین ہین مگر ہمارے مخالفین نے اپنی کتابونمین

لکہدیا کہ یہہ دوے ان امراض کیواسطے احادیث شیعہ مین وارد ہین حالانکہ وہ دوائین
اون امراض کی ضد مین تاکہ آدمی ہمارے مذہب کو برا جانین م وھنا ماوقع
حفظ بعضہ ونسی بعضہ ش اور بعض ونمین سے وہ ہے کہ جو چیز وارد ہوی
تو راوی نے بعض کو تو اوسکے یاد رکہا اور بعض کو اوسکے بہول گیا م وما روی
فی العسل انہ شفاء من کل داء فہو صحیح ومعناہ انہ شفاء من کل داء بارد ش
اور وہ چیز کہ روایت کی گئی ہے کہ شہد شفا ہے واسطے ہر درد کے صحیح ہے مگر معنے
اوسکے یہہ ہین کہ وہ شفا ہے واسطے ہر اوس درد کے کہ سبب جسکا برودت ہو م
وما روی فی الباذنجان من الشفاء فانہ فی وقت ادراک الرطب لمن یاکل
الرطب دون غیرہ من سائر الاوقات ش اور وہ چیز کہ روایت کی گئی ہے
بیچ بینگن کے شفا اور صحت سے پس وہ شفا ہے اوس زمانہ مین کہ جس زمانہ مین
پیدا ہوتی ہین خرما تر واسطے اوس شخص کے کہ کہاوے خرما تر کو نہ واسطے غیر
اوس شخص کے غیر اوسوقت مین یعنے جو شخص کہ موسم خرما تر مین خرما ہونکو کہاوے
تو بادنجان خاص اوس شخص کیواسطے شفا ہے نہ اوسکے غیر وقت مین م وما روی
فی الاستنجاء بالماء البارد لصاحب البواسیر فان ذلک اذا کان بواسیرہ
من حرارۃ ش اور وہ چیز کہ روایت کی گئی کہ استنجا کرنا ساتہہ پانی سرد کے نافع ہے
واسطے صاحب بواسیر کے بدرستیکہ یہہ نافع ہے اوسوقت کہ بواسیر اوسکے حرارت سے
ہو م اما الادویۃ العلل فی الروایۃ عن الائمۃ وھی آیات القران وسورۃ
والادعیۃ علی حسب ما وردت بہ الآثار بالاسانید القویۃ والطرق
الصحیحۃ ش اور لیکن دوائین بیماریون اور علتون کے کہ نقل کیا ہے اونکو ائمہ
معصومین سے یہہ آیات قران کے اور سورے اوسکے اور دعائین ہین اوپر موافق
اوس چیز کے کہ وارد ہے بیچ اخبار کے ساتہہ اسانید معتبرہ اور طریقون صحیحہ کے
م قال الصادق ع کان فیمن مضے یسمے الطبیب المعالج ش اور مروی ہے کہ جناب
صادق ع نے فرمایا کہ زمانہ سابق مین نام کیا جاتا تہا طبیب کا معالج م فقال موسی

یا رب فمن الداء قال من عندی ش پس عرض کی موسیٰ نے کہ اے رب میرے
درد اور مرض کس سے ہے فرمایا میری طرف سے م قال فمن الدواء فقال منی ش
پھر پوچھا موسیٰ نے کہ دوا کس سے ہے فرمایا مجھسے م قال فما یصنع الناس بالمعالج
عرض کی موسیٰ نے کہ پھر آدمی کیا کام کرتے ہین ساتھ علاج کے م فقال یطیب انفسہم
بذلک فسمی الطبیب طبیباً ش فرمایا خداوند عالم نے طبیب خوشدل کرتا ہے آدمیونکے
نفسونکو جب تک کہ حاصل ہو اونکو صحت اور اسی سبب سے طبیب کا نام طبیب کہا گیا ہے
م واصل الطب التداوی ش اور لغت مین معنی طب کے علاج کرنیکے ہین اور دوا
دینے کے م وکان داؤد ینبت فی محرابہ فی کل یوم حشیشۃ ش اور مروی ہے کہ حضرت
داؤد کے محراب مین ہر روز ایک گہانس پیدا ہوتی تہی م فیقول خذنی فانی اصلح
لکذا وکذا ش اور وہ گہانس کہتی تہی اوس جناب سے کہ لیلو مجہکو کہ مین فائدہ دینے والی
ہون فلان فلان مرض وعلت کو م فرای فی آخر عمرہ حشیشۃ نبتت فی محرابہ ش
پس دیکہا داؤد نے اپنی آخر عمر مین ایک گہانس کو اپنی محراب مین اگی ہوئی م فقال لہا
ما اسمک فقالت انا الخرنوب ش اوس حضرت نے پوچہا اوس سے کہ تیرا نام کیا ہے
اوسنے کہا کہ مین خرنوب ہون یعنے خراب کنندہ م فقال خرب من المحراب ش پس
کہا داؤد نے اوس سے کہ خراب ہو جاتو میری محراب سے م فلم ینبت فیہ شئی بعد
ذلک ش پس پہر بعد اسکے نہ پیدا ہوئی کوئی گہانس اونکی محراب مین م وقال النبی من لم
یشفہ الحمد للہ فلا یشفہ اللہ تعالیٰ ش اور روایت مین وارد ہے کہ جناب رسول مقبول
نے فرمایا کہ جس شخص کو شفا نہ دیگی سورہ الحمد پس شفا نہ دیگا اوسکو خدا تعالیٰ م باب الاعتقاد فی
الحدیثین المختلفین ش **باب ۳۵** بیچ احکام دو حدیثون مختلف کے یعنے ایک
حدیث کو جو اختلاف ہوتا ہے دوسری حدیث سے م قال الشیخ ابو جعفر رہ اعتقادنا
فی الاخبار الصحیحۃ عن الائمۃ انہا موافقۃ بکتاب اللہ تبارک وتعالیٰ متفقۃ
المعانی غیر مختلفۃ لانہا ماخوذۃ عن طریق الوحی عن اللہ سبحانہ ش فرمایا شیخ ابو جعفر رہ
کہ اعتقاد ہم فرقہ ناجیہ کا بیچ اخبار صحیحہ کے کہ جو ائمہ سے منقول ہین یہہ ہے کہ اخبار موافق

ہین قرآن سے کے اور معانی اونکے متفق ہین ساتھہ معانی قرآن سے کے اور کسی طرح کا
اونمین اختلاف نہین اسواسطے کہ وہ ماخوذ ہین طریق وحی سے خدا تعالی سے کی جانب سے م
ولو کانت من عند غیر اللہ لکانت مختلفۃ ش اور اگر ہوتے وہ اخبار غیر خدای
تعالی سے تو البتہ ہوتے مختلف م ولا یکون اختلاف ظواھر الاخبار الا لعلل
مختلفۃ ش اور نہین ہی اختلاف بیچ ظاہر اون اخبار کے مگر بسبب علتون مختلفہ کے
م مثل ما جاء فی کفارۃ الظہار عتق رقبۃ وجاء فی خبر آخر صیام شہرین
متتابعین وجاء فی خبر آخر اطعام ستین مسکینا وکلہا صحیحۃ والصیام
لمن لم یجد العتق والاطعام لمن لم یستطیع الصیام ش مثل اسکی کہ بیچ اخبار کے
کفارہ ظہار کا یعنے جو شخص کہے اپنی زوجہ سے کہ پشت تیری مثل پشت میری مان کی
ہے آزاد کرنا ایک غلام کا ہے اور بیچ خبر دوسری کی روزے دو مہینہ کے ہین
پے درپے بغیر فصل کے اور بیچ خبر تیسری کے کہانا دینا ساٹھہ مسکین کا ہے
اور یہہ اخبار سب صحیح ہین اسواسطے کہ روایت روزہ رکھنے کے نسبت اوس شخص
کے ہے کہ جو قدرت بندہ آزاد کرنے پر نرکھتا ہوا اور روایت اطعام کی نسبت اوس
شخص کے ہے کہ جو طاقت روزہ رکھنے دو مہینہ کی نرکھتا ہو م وقد روی انہ یتصدق
بما یطیق وذلک محمول علی من لم یقدر علی الاطعام ش اور بہی روایت مین
وارد ہے کہ کفارہ ظہار مین تصدق کرے جو کچہہ میسر ہو اور یہہ روایت محمول ہے بیچ
حق اوس شخص کے کہ جو قدرت کہانا دینے پر نرکھتا ہو م ومنہا ما یقوم کل واحد
منہا مقام الآخر مثل ما جاء فی کفارۃ الیمین اطعام عشرۃ مساکین من
اوسط ما یطعمون اہلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام
ثلثۃ ایام ش اور بعض اون کفارات مین سے وہ ہے کہ قائم ہوتا ہے مقام دوسرے کے
جیسا کہ آیا ہے بیچ کفارے قسم کے کہانا دینا دس مسکین کا مرتبہ وسط طعام سے جیسا
اپنے اہل کو دیتا ہو یا جامہ دینا دس مسکین کا یا آزاد کرنا ایک بندے کا پس جو شخص کہ
نہ پاوے اسکو پس روزہ رکہنا تین دن کا ہے م فاذا ورد فی کفارۃ الیمین

ثلثة اخبار احدها بالاطعام والثانی بالکسوة والثالث بتحریر رقبة کان ذلک عند الجهال مختلفا ولیس بمختلف بل کل واحدة من هذه الکفارات یقوم مقام الاخری ش پس جسوقت کہ وارد ہوئین بیچ کفارات قسم کے تین چیزین ایک کہانا دینا دوسرا جامہ دینا تیسرا بندہ آزاد کرنا پس ہوا یہ امر جاہلون کے نزدیک مختلف حالانکہ انمین کچھ اختلاف نہین بلکہ ہر واحد ان کفارات سے قائم ہے مقام دوسرے کی پس اس سبب بیچ اخبار کے جدا جدا واقع ہوئی ہین م وفی الاخبار ما ورد فی التقیة ش اور بھی جملہ اخبار مختلفہ سے وہ ہر کہ بحسب ظاہر باب تقیہ مین وارد ہین م وروی عن سلیم بن قیس الهلالی انه قال قلت لامیر المؤمنین انی سمعت عن سلمان ومقداد وابا ذر شیئا فی تفسیر من تفسیر القران ومن الاحادیث عن نبی الله غیر ما فی ایدی الناس ش اور روایت کی ہے سلیم بن قیس ہلالی سے کہ اوسنے کہا کہ مینے عرض کی جناب امیرؑ سے کہ سنا مینے سلمان اور مقداد اور اباذر سے بیچ تفسیر قران کے اور احادیث پیغمبر کے غیر اوس چیز کا کہ جو بیچ ہاتہ آدمیون کے ہے م وسمعت منک تصدیق ما سمعت منهم ش اور سنا مینے آپ سے کہ آپ نے تصدیق اونکی کی م ورایت فی ایدی الناس اشیاء کثیرة من تفسیر القران ومن الاحادیث عن النبیؐ انتم مخالفونهم فیها وتزعمون ان ذلک کله باطل افتری الناس علی الله ویکذبون علی رسول الله متعمدین ویفسرون القران بارائهم ش اور دیکہا مینے ہاتہ مین آدمیونکی چیزین بہت تفسیر قران اور احادیث پیغمبر ؐ سے اور تم کہ اہلبیت مخالف ہو اونکے اون چیزون مین اور کہتے ہو تم کہ یہہ سب باطل ہے کہ افترا کیا ہے اوپر خدا کے اور جہوٹ باندہا ہے اوپر رسول خدا کے عمدًا اور تفسیر کی ہے قران کی اپنی رائی اور عقل سے م فقال علی علیه السلام قد سالت فافهم للجواب فان فی ایدی الناس حقا وباطلا وصدقا وکذبا وناسخا ومنسوخا وخاصا وعاما ومحکما ومتشابها ومحفوظا وموهما وقد کذب علی رسول الله علی عهده حتی قام خطیبا فقال رسول الله ایها الناس قد کثرت الکذابة علی فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ش

پس فرمایا اوس جناب نے کہ بہ تحقیق جو کچھہ سوال کیا تو نے پس سمجھہ تو اوسکے جواب کو
بھی پس بتحقیق کہ جو کچھہ کہ ہاتھہ مین آدمیون کے ہے آیات و احادیث سے وہ کئی قسم پر
ہے حق اور باطل اور راست اور دروغ اور ناسخ اور منسوخ اور خاص اور عام اور محکم اور
متشابہ اور محفوظ اور موہوم اور بہ تحقیق کہ جھوٹ باندہا ہے اوپر رسولخدا صلعم کے زمانہ حیات
مین اوس جناب کے تا اینکہ آپ اوٹھے اور ایک خطبہ پڑہا اور کہا کہ اے گروہ مردم کثرت سے
ہوئے ہین جھوٹ باندہنے والے مجھپر پس جو شخص جھوٹ باندہیگا مجھپر جان بوجھہ کر پس
چاہیے جگہہ اپنے بیٹھنے کی بناوے آتش دوزخ سے م ثم کذب علیہ من بعدہ ش
پہر باندہا جھوٹ اوس جناب پر بعد وفات اوس جناب کے بھی م وانما اتیکم الحدیث
من اربعۃ لیس لہا خامس ش اور سواے اسکے نہین کہ راوی حدیث پیغمبر صلعم کے چار
قسم ہین کہ پانچوان نہین ہے م رجل منافق مظہر الایمان متصنع بالاسلام
لا یتأثم ولا یتحرج ان یکذب علی رسول اللہ متعمدا ش ایک مرد منافق کہ ظاہر
کرے ایمان کو اور باندہے اپنی طرف سے اوپر اپنے اسلام کو اور گناہ نہ سمجھے اوسکو
اور برا نہ جانے جھوٹ باندہنے کو رسولخدا صلعم پر پس جھوٹ باندہے اوس جناب پر عمدا ش
م فلو علم الناس انہ منافق کذاب لم یقبلوا منہ ولم یصدقوہ ش پس اگر جانتے آدمی
کہ وہ منافق دروغ گو ہے تو قبول نکرتے اوسکی بات کو اور نہ سچا کرتے اوسکو م
لکنہم قالوا ھذا صحب رسول اللہ صلعم وراٰہ وسمع منہ فاخذوا عنہ ش اور لیکن کہا
کہ یہ مرد صحابہ پیغمبر صلعم سے ہے اور پیغمبر خدا صلعم کو دیکھا ہے اور اوس جناب کے کلام کو
سنا ہے پس یہ سمجھکر اوسکی بات کو قبول کیا م وھم لا یعرفون حالہ ش حالانکہ حالکو
اوسکے نہ جانتے تھے م وقد اخبر اللہ تعالی عن المنافقین بما اخبر ووصفہم
بما وصف فقال عز وجل واذا رأیتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا تسمع لقولہم
کانہم خشب مسندۃ ش اور بہ تحقیق کہ خبر دی ہے خدا تعالی نے حال منافقین سے
اور وصف کیا ہے انکو ساتھہ اوس چیز کے کہ وصف کیا جیسا کہ فرمایا اور جسوقت کہ
دیکھتا ہی تو منافقین کو تعجب مین لاتے ہین تجھکو جسم اونکے یعنی صورتین اونکی کہ انہون نے

اپنی صورتین عابدون کی سی بنا رکہی ہین اور اگر وہ بات کہتے ہین تو تو سنتا ہی بات کو
اونکی اور قبول کرتا ہے تو کلام کو اونکے م ثمّ تفرّقوا بعدہ فتقرّبوا الی الائمۃ
الضّالۃ والدّعاۃ الی النّار بالزّور والکذب والبہتان ش پہر بعد اوسکے متفرق
اور پریشان ہو جاتے ہین وہ اور چلے جاتے ہین تیرے پاس سے طرف اپنی پیشواؤن
گمراہ کے اور اونکے کہ جو انکو طرف آتش دوزخ کی بلاتے ہین ساتھہ مکر اور دروغ اور بہتان
کے م فولّوھم الاعمال واکلوا بہم نعمۃ الدّنیا وحملوھم علی رقاب النّاس ش
پس والی کیا اونہون نے انکو اوپر اعمال اپنے کے اور کہایا اونہون نے ساتھہ اونکے نعمت دنیا کو اور مسلط
کیا انکو اوپر آدمیون کے م وانّما النّاس مع الملوک والدّنیا الّا من عصمہ اللّہ ش اور خبر نہین
نیست کہ آدمی دنیا کی ساتھہ بادشاہون دنیا کے ہین اور ساتھہ دنیا کے ہین مگر وہ لوگ کہ نگاہ رکہی جنکو خدا
تعالی نے محبت اور متابعت دنیا سے م فہذا احد الاربعۃ ش پس یہ مرد کہ مذکور ہوا ایک ان چار کا ہے م
وسمع رجل آخر من رسول اللّہ شیئاً ولم یحفظہ علی وجہہ ووھم فیہ ولم یتعمّد
کذباً فہو فی یدہ یقول ویعمل بہ ویرویہ ویقول انا سمعتہ من رسول اللّہ
فلو علم المسلمون انّہ وھم لم یقبلوہ ولو علم ھو انّہ وھم لرفضہ ش دوسرا وہ شخص
ہے کہ جسنے سنا ہو رسولخدا سے کسی شئی کو اور یاد نرکہا ہو اوسکو اوس وجہ پر کہ جس
وجہ پر اوسنے سنا ہے اور جسطرح پر اوس جناب نے فرمایا ہے اور وہم کیا کہ مینے اوسکو
درست اور راست یاد رکہا ہے اور اس سبب نسبت کرے اوسکی طرف رسولخدا کے
نہ یہ کہ عمداً جہوٹ باندہا ہو اوس جناب پر پس وہ حدیث موہوم اوسکے ہاتہہ مین ہے
یعنی وہ اوسکو موافق اپنے وہم کے بیان کرتا ہے م ورجل ثالث سمع من رسول اللّہ
شیئاً امر بہ ثمّ نہی عنہ وھو لا یعلم ش اور تیسرا وہ شخص ہے کہ جسنے سنا ہو رسولخدا سے
کہ حکم کیا اوس جناب نے کسی چیز کا بعد اوسکے نہی کی اوس سے اور منع کیا اور اس شخص نے
اوس نہی اور منع کرنیکو نہ جانا ہو م او سمعہ ینہی عن شئی ثمّ امر بہ وھو لا یعلم فحفظ
منسوخہ ولم یحفظ النّاسخ فلو علم انّہ منسوخ لرفضہ ولو علم المسلمون انّ
ما سمعوہ منہ انّہ منسوخ لرفضوہ ش یا سنا ہو اوسنے رسولخدا سے کہ اوس جناب نے

نہی کی ایک چیز سے اور بعد اوسکے پھر حکم کیا اوس جناب نے اوس چیز کا اور اوس
شخص نے آپ کے حکم کو نہ جانا ہو اور نہ سُنا ہو اور یاد رکھا ہو منسوخ کو اور نہ
یاد رکھا ہو ناسخ کو اور اگر وہ شخص جانتا کہ یہہ حکم منسوخ ہو گیا ہے تو البتہ چھوڑ دیتا وہ
اوسکو اور اگر جانتے مسلمان کہ وہ منسوخ ہے تو البتہ وہ بہی چھوڑ دیتے اوسکو
م ورجل رابع لم یکذب علی رسول اللہ مبغضاً للکذب خوفاً من اللہ عزّ
وجل وتعظیماً لرسول اللہ ولم ینسہ بل حفظ ما سمع علی وجہہ فجاء بہ
کما سمع لم یزد فیہ ولم ینقص منہ وعلم الناسخ والمنسوخ فعمل بالناسخ ورفض
المنسوخ ۃ اور چوتھا شخص وہ ہے کہ جہوٹ نہ باندھتا رسولخداؐ پر اوس حال مین کہ
دشمن رکھتا ہے جہوٹ بولنے والونکو واسطے خدا کے اور تعظیم رسول ہدیٰ کے اور بہو
نہین کیا اوس چیز مین کہ جو سُنا رسولخداؐ سے بلکہ جسطرح اوس جناب نے فرمایا اور
اسنے سُنا اوسیطرح یاد رکھا پس روایت کیا اوس حدیث کو جیسا کہ سُنا تہا بغیر زیادتی
وکم اور جانا ناسخ اور منسوخ کو پس عمل کیا ناسخ پر اور عدول کیا منسوخ سے م وان
امر النبیؐ مثل القران فیہ ناسخ ومنسوخ وخاص وعام ومحکم ومتشابہ ۃ اور بدرستیکہ
کلام پیغمبرؐ مثل قران کے منقسم ہے مانند قران کے طرف ناسخ اور منسوخ اور خاص اور
عام اور محکم اور متشابہ کے م وقد یکون من رسول اللہ الکلام لہ وجہان کلام
عام وکلام خاص مثل القران ۃ اور کبھی صادر ہوتا ہے رسولخداؐ سے کلام کہ اوسکو
دو وجہ ہوتی ہے عام اور خاص مثل قران کے م قال اللہ عزّ وجل فی کتابہ وما اتاکم
الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا ۃ فرمایا خدا تعالے نے جو کچھ حکم کرے
تمکو رسولخداؐ پس لو تم اوسکو اور جو کچھ کہ نہی کرے اوس سے پس ترک کرو اوسکو پس
یہہ قول خدائے تعالی کا موید ہے اسکے کہ کلام رسولخداؐ کا مثل قران کے ہے م
فاشتبہ علی من لم یعرف ما عنی اللہ ورسولہ ۃ پس مشتبہ ہوتا ہے اوپر اوس
شخص کے کہ نہین جانتا کہ کیا ارادہ کیا خدا تعالی نے اور رسول اوسکے نے م ولیس
کل اصحاب رسول اللہؐ یسئلونہ ولا یستفہمونہ ۃ اور نہ تہے سب اصحاب رسولخداؐ کہ

پوچہتے اوس جناب سے یعنی مرادکو اوس جناب کے اور سمجہتے اوس جناب کے م لان
اللہ تبارك و تعالیٰ نهٰهم عن السوال حیث یقول یا ایها الذین امنوا
لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لهم تسوکم الاٰیۃ ش اسواسطے خدای تبارک و تعالی
نے منع کیا لوگون کو سوال کرنے سے رسولخداؐ سے اس حیثیت سے کہ فرمایا ای مومنو
سوال نکرو تم پیغمبر سے اون چیزون کا کہ اگر ظاہر کیجائین وہ تو البتہ بدحال ہوجاؤ تم
م فامتنعوا من السوال حتی انهم کانوا لیحبون ان یجئ الاعرابی والبدوی
فیسئل وهم یسمعون ش پس اجتناب کیا اصحاب نے سوال کرنے سے رسولخداؐ
سے تا اینکہ چاہتے تہے کہ آوے کوئی اعرابی یا بدوی نزدیک رسولخداؐ کے اور سوال کرے
رسولخداؐ سے اور یہہ سنین م ثم قال امیر المؤمنین و کنت ادخل علی رسول اللہ
فی کل یوم دخلۃ واخلوا بہ کل یوم خلوۃ یجیبنی عما اسئل وادور بہ حیث
ما دار ش پہر فرمایا امیر المؤمنین عؑ نے کہ مین تہا کہ اتا تہا رسولخداؐ کے پاس ہر روز
ایک بار اور خلوت کرتا تہا اوس جناب کے ساتہہ اور جو کچہہ کہ مین سوال کرتا تہا وہ جناب
اوسکا جواب مجہکو دیتے تہے اور مین پہرتا تہا روز اوس جناب کے ساتہہ جہان وہ
جناب تشریف لیجاتی تہی مین بہی اونکے ساتہہ وہین جاتا تہا م وقد علم اصحاب رسول اللہ انہ لم یکن
یصنع ذلك باحد غیری ش اور بہ تحقیق کہ جانا اصحاب رسولخداؐ نے کہ رسولخداؐ
کسی غیر میرے سے یہہ سلوک نفرماتے تہے م وربما کان ذلك فی بیتی ش اور کبہی تہا کہ وہ امر
ہوتا تہا یہہ سوال اور یہہ خلوت بیچ گہر میرے کے م وکنت اذا دخلت علیہ فی بعض منازله
اخلانی واقام نساءہ ش اور تہا مین کہ جب آتا تہا مین اوس جناب کے پاس بیچ
بعض منازل اوس جناب کے تو خلوت کردیتے تہے وہ جناب میرے ساتہہ اور اوٹہا
دیتے تہے بیبیون اپنی کو اور نہ باقی رہتا تہا کوئی سوائے میرے م واذا اتانی للخلوۃ
اقام من فی بیتی ولم یقم فاطمۃ ولا احد من ابنیائی ش اور جب وہ جناب میرے
گہر مین تشریف لاتے تہے واسطے خلوت کے تو اوٹہا دیتے تہے سبکو گہر مین سے اور
نہ اوٹہاتے تہے جناب فاطمہ زہرا کو اور نہ میرے فرزندون حسنؑ اور حسینؑ کو م وکنت اذا

سالته اجابنی واذا سکت ونفذت مسائلی ابتدانی ش اور تہا مین کہ جسوقت
کہ سوال کرتا تہا تو وہ جناب جواب دیتے تہے اور جب مین چپ ہو جاتا اور تمام
ہو جاتے تہے سوال میرے تو وہ جناب خود ابتدا کرتے تہے اور آپ ارشاد کر دیتے تہے
م فما نزلت علی رسول اللہ آیۃ من القرآن ولا شئ علمہ اللہ من حلال او
حرام او امر او نہی او طاعۃ او معصیۃ او شئ کان او یکون الا وقد علمنیہ
واقرأنیہ واملأہ علی وکتبتہ بخطی واخبرنی بتاویل ذلک وظہرہ وبطنہ
فحفظتہ ثم لم انس منہ حرفا ش پس نہین نازل ہوا رسولخدا صلعم پر کوئی آیہ قرآنسے
اور نہ تعلیم کیا اوس جناب کو خدا تعالی نے کوئی حکم حلال و حرام سے یا امر یا نہی
یا طاعت یا معصیت سے تا کوئی واقعہ اور امر گذشتہ یا آیندہ مگر یہہ کہ مجہے اوس جناب
نے تعلیم کیا اور مجہپر پڑہا اور بیان فرمایا اور مینے اوسکو لکہا اپنی ہاتہہ سے اور خبر دی
مجہکو ساتہہ تاویل اور ظاہر اور باطن اوسکے کے اور یاد کیا مینے اوسکو پہر بعد اوسکے
کبہی نہ بہولا اوس سے ایک حرف م وکان رسول اللہ صلعم اذا اخبرنی بذلک کلہ
یضع یدہ علی صدری ثم یقول اللہم املأ قلبہ علما وفہما ونورا وحلما
وایمانا وعلما ولا تجہلہ واحفظہ ولا تنسہ ش اور جب رسولخدا صلعم خبر دیتے مجہے
تو رکہتے تہے ہاتہہ اپنا ساتہہ ان سبکے میرے سینہ پر اور کہتے تہے کہ بار خدایا بہر دے
دلکو اسکے علم اور فہم اور حکم اور ایمان سے اور عالم اور دانا کر سب چیز کا اور جاہل نہ کر کسی
چیز سے اور حافظ کر سب چیز کا اور نہ بہلا اوسکو کوئی چیز م فقلت لہ ذات یوم بابی
انت وامی یا رسول اللہ ہل تتخوف علی النسیان فقال یا اخی لست اتخوف
علیک النسیان ولا الجہل وقد اخبرنی اللہ تعالی انہ قد استجاب لی فیک و
لشرکائک الذین یکونون من بعدک ش پس کہا مینے اوس جناب سے ایک روز
کہ ماں باپ میرے فدا ہوں آپ پر اے رسولخدا کیا آپ خوف کرتے ہین مجہپر فراموشی اور
نسیان کا فرمایا اوس جناب نے کہ ای بہائی نہین خوف کرتا مین تجہپر نسیان اور فراموشی
کا اور نہ جہل اور نادانی کا اسواسطے کہ بہ تحقیق مجہے خبر دی ہے خدا تعالے نے کہ قبول کی

دعا میری بیچ حق تیرے کے اور واسطے شریکون تیرے کے کہ ہونگے بعد تیرے م قلت
یارسول اللہ ومن شرکائی ش مینے عرض کی کہ اے رسولخدا کون ہین شریک میرے
م قال الذین قرن اللہ طاعتہم بطاعتی و بطاعتہ ش فرمایا اوس جناب نے شریک
تیرے وہ ہین کہ قرین اور نزدیک کیا ہے خدا تعالی نے اطاعت اور تابعداری انکی کو ساتھ
اطاعت میری کے اور ساتھہ اطاعت اپنی کے م قلت من ھم یارسول اللہ ش مینے
عرض کی کہ کون ہین وہ اے رسولخدا م قال الذین قال اللہ تعالی فیہم یا ایہا الذین
امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ش فرمایا وہ وہ لوگ ہین کہ جنکی
شان مین خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ای مومنو اطاعت کرو تم خدا کی اور رسول خدا کی اور
صاحبان حکم شرع کے م قلت یا نبی اللہ من ھم قال علیہ السلام الاوصیاء الذین
ھم الاوصیاء من بعدی ولا یتفرقون حتی یردوا علی الحوض ھادین مہدیین
لا یضرھم کید من کادھم ولا خذلان من خذلہم ھم مع القرآن والقرآن معہم لا
یفارقونہ ولا یفارقہم بہم ینصر امتی و بہم یمطرون و بہم یدفع البلاء و بہم یستجاب
لہم الدعاء ش مینے عرض کی کہ اے رسولخدا وہ کون ہین فرمایا کہ یہہ وصی اور خلیفہ میرے
ہین بعد میرے اور آپس سے جدا نہونگے تا اینکہ پہونچین میرے پاس حوض کوثر پر اوس حال مین
کہ ہدایت کرنیوالے اور ہدایت پانیوالے ہونگے ضرر نہ پہونچاے گا انکو مکر کسیکا کہ جو انکے
ساتھہ مکر کرے اور نہ فروگذاشت کرنا یعنے چھوڑ دینا کسیکا جو انکو فروگذاشت کرے
اور یہہ ساتھہ قران کے ہین اور قران ساتھہ انکے ہے یہہ قران سے جدا نہونگے اور قران
انسے جدا نہوگا اور انکے بسبب نصرت اور فتح پائیگی امت میری اور بسبب انکے باران
رحمت میری امت پر برسے گا اور بسبب انکے بلا امت سے دفع ہوگی اور انکی برکت سے
دعا امت کی قبول ہوگی م قلت یارسول اللہ سمہم لی ش مینے عرض کی اے رسولخدا
آپ انکا نام ارشاد کرین میرے واسطے م قال انت یا علی ثم ابنی ھذا و وضع یدہ
علی راس الحسن ثم ابنی ھذا و وضع یدہ علی راس الحسین ثم ابنہ علیا زین العابدین
ثم ابنہ محمد باقر علمی وخازن وحی اللہ و سیولد علی فی زمانک یا اخی فاقراہ

منی السلام وسیولد محمد فی حیوتك یا حسین فاقرأہ منی السلام ثم تکملت اثنا عشرۃ اماما من ولدك الی مہدی اسمہ محمد الذی یملاء اللہ الارض قسطا وعدلا کما ملئت قبلہ ظلما وجورا الخ فرمایا اوس جناب نے کہ اول تو اے علی پہر بیٹا میرا یہہ اور رکہا ہاتہہ اپنا اوپر سر مبارک امام حسن ؑ کے پہر بیٹا میرا یہہ اور رکہا ہاتہہ اپنا اوپر سر مبارک امام حسین ؑ کے پہر بعد اوسکے بیٹا امام حسین ؑ کا امام زین العابدین ؑ پہر بعد اونکے بیٹا امام زین العابدین کا محمد کہ شگافندہ ہوگا میرے علم کا اور خازن ہوگا وحی خدائے تعالی کا اور قریب ہے کہ پیدا ہو علی ؑ بیچ زمانہ تیرے کے اے بہائی پس پہنچانا اوسکو میرا سلام اور قریب ہے کہ پیدا ہو محمد ؑ بیچ حیوۃ تیری کے اے حسین ؑ پس کہنا اوسکو سلام میرا پہر بعد اوسکے کامل ہونگے فرزند میرے بارہ امام یہانتک کہ منتہی ہووے سلسلہ امامت کا طرف مہدی ؑ کے کہ نام اوسکا محمد ہوگا کہ بہریگا زمین کو عدل اور راستی سے جیسا کہ بہری ہوگی پہلی اوسکے ظلم و ستم سے م ثم قال امیر المؤمنین واللہ انی لاعرفہ یا سلیمان حین مبایع بین الرکن والمقام واعرف اسماء انصارہ وقبائلہم پہر بعد اسکے فرمایا جناب امیر ؑ نے کہ قسم مجہے خداوند عالم کی کہ میں پہچانتا ہوں محمد مہدی علیہ السلام کو اے سلیم کہ بیعت کرین اوس سے آدمی درمیان رکن و مقام کے اور جانتا ہوں میں نام اونکے انصار کے اور قبائل کو ان انصار کے م قال سلیم بن قیس ثم لقیت الحسن ؑ والحسین ؑ بالمدینۃ بعد ما مات معاویۃ لعنۃ اللہ علیہ الخ کہا سلیم بن قیس نے کہ بعد اسکے ملاقات کی مینے ساتہہ امام حسن ؑ اور امام حسین ؑ کے مدینہ میں بعد اسکے کہ حاکم ہوا تہا معاویہ علیہ اللعنہ م فحدثتہما بہذا الحدیث عن ابیہما الخ پس روایت کیا مینے اس حدیث کو ان دونوں صاحبزادوں سے انکے والد ماجد سے م قالا قد صدقت یا سلیم قد حدثك امیر المؤمنین بہذا الحدیث فرمایا دونوں صاحبزادوں نے کہ سچ کہا تو نے اے سلیم بہ تحقیق خبر دی تجہے امیر المؤمنین ؑ نے ساتہہ اس حدیث کے م ونحن جلوس وقد حفظنا ذلك عن رسول اللہ کما حدثك فلم تزد حرفا فیہ ولم تنقص منہ حرفا الخ اور ہم بیٹہے تہے

اور بہ تحقیق کہ یاد کیا ہے ہمنے اس حدیث کو رسولخداؐ سے جیسا کہ خبر دی تجھکو امیر المومنین
پس نہ زیادہ کیا تونے اسمین ایک حرف کو اور نہ ناقص کیا تونے اسمین سے ایک حرف کو
م وقال سلیم بن قیس ثم لقیت علی بن الحسینؑ وعندہ ابنہ محمد الباقرؑ فحدثتہ
بما سمعتہ من ابیہ وما سمعتہ عن امیر المؤمنینؑ ش کہا سلیم بن قیس نے پھر بعد
اسکے ملاقات کی مینے ساتھہ امام علی بن الحسینؑ کے اور اوس جناب کے پاس بیٹا اونکا
محمد باقر علیہ السلام تشریف رکھتے تھے پس خبر دی مینے اونکو جو کچھہ کہ سنا تھا مینے اونکے والد
بزرگوار امام حسین علیہ السلام سے اور جو کچھہ کہ سنا تھا مینے امیر المومنینؑ سے م فقال
علی بن الحسین قد اقرأنی ھذا الحدیث امیر المؤمنینؑ عن رسول اللہ وھو
مریض وانا صبی ش پس فرمایا امام زین العابدینؑ نے کہ بہ تحقیق پڑہایا تھا روبرو میرے اس
حدیث کو امیر المومنینؑ نے رسول خداؐ سے اوس حال مین کہ وہ جناب مریض تھے اور مین صغیر
سن تھا م ثم قال ابو جعفرؑ واقرأنی جدی عن رسول اللہ وانا صبی ش پھر بعد اسکے
فرمایا جناب امام محمد باقرؑ نے رسولخداؐ سے اوس حال مین کہ مین کودک تھا م قال
ابان بن عیاش فحدثتہ کلہ علی بن الحسینؑ عن سلیم بن قیس الہلالی فقال
صدقت ش کہا ابان بن عیاش نے کہ خبر دی مینے امام زین العابدینؑ کو ساتھہ کل اس حدیث
کے سلیم بن قیس ہلالی سے پس فرمایا اوس جناب نے کہ سچ کہا تونے اسواسطے م کہ
قد جاء جابر بن عبد اللہ الانصاری الی ابنی محمد وھو یختلف الی الکتاب فقبلہ
واقرأ السلام عن رسول اللہ ش کہ بہ تحقیق آیا جابر بن عبد اللہ انصاری نزدیک فرزند
میرے امام محمد باقرؑ کے اوسوقت کہ وہ جاتا تہا طرف مکتب کے پس بوسہ دیا اوسکی پیشانی
پر اور پہونچایا رسولخداؐ کے سلام کو م قال ابان بن عیاش فحججت بعد موت علی بن
الحسینؑ فحدثتہ بھذا الحدیث کلہ عن سلیم بن قیس فاغرورقت عیناہ
وقال صدق سلیم رحمہ اللہ ش کہا ابان بن عیاش نے کہ مین حج کو گیا بعد انتقال جناب
امام زین العابدینؑ کے اور ملاقات کی مینے جناب امام محمد باقرؑ سے اور خبر دی مینے انکی
جنابکو ساتھہ تمام اس حدیث کے سلیم بن قیس سے پس اکرام کیا اور جاری ہوئے

اوس جناب کی آنکہون سے آنسو اور فرمایا کہ سچ کہا سلیم نے رحمت اللہ کے اوسپر م
وقد جاء سلیم الی ابی بعد قتل جدی الحسینؑ و انا عندہ فحدثہ بہذا الحدیث
بعینہ فقال ابی علیہ السلام صدقت واللہ یا سلیم قد حدثنی بہذا الحدیث ابی
عن امیر المؤمنین ع ش اور بہ تحقیق آیا سلیم نزدیک میرے والد ماجد کے بعد قتل ہونے
دادا میرے امام حسینؑ کے اور مین اوس جناب کے پاس تہا پس خبر دی اوس جناب
نے ساتہہ اس حدیث کے بعینہ پس فرمایا میرے پدر عالیمقدار نے کہ سچ کہا تو نے
قسم بخدا اے سلیم بہ تحقیق خبر دی مجہکو ساتہہ اس حدیث کے میرے پدر عالیقدر امام حسینؑ نے
امیر المومنینؑ سے م وفی کتاب اللہ ما یحسبہ الجاہل مختلفا متناقضا ولیس
مختلف ولا متناقض ش اور بیچ کتاب خدا تعالے کے بہت سی چیزین ہین کہ گمان
کرتے ہین جاہل کہ وہ مخالف ہین ایک دوسرے اور متناقض ہین آپسمین حالانکہ نہ اونمین
اختلاف ہے نہ تناقض م وذلک مثل قول اللہ تعالی فالیوم ننساہم کما نسوا
لقاء یومہم ھذا ش اور یہہ آیات مثل قول خدا تعالے کے ہے کہ پس روز قیامت گویا
فراموش کرین گے ہم انکو جیسا کہ فراموش کیا انہون نے اس روز کو م وقولہ
تعالی نسوا اللہ فنسیہم ش اور قول خدائی تعالی کا یعنے فراموش کیا انہون نے
خدای تعالی کو م ثم یقول بعد ذلک وما کان ربک نسیا ش پہر بعد اسکے فرمایا
کہ نہین ہے پروردگار تیرا بہلایا گیا پس ان آیات مین بہی توہم کرتے ہین مخالفت کا اور
کہتے ہین کہ یہہ آیات بہی باہمدگر مخالفت رکہتے ہین م ومثل قولہ عز وجل وجوہ
یومئذ ناظرۃ الی ربہا ناظرۃ ش یعنے اور مثل قول خدا تعالی کے کہ مومنون کو زینت
ہوگی دن قیامت کے تازہ اور حرم نظر کرنیوالے طرف پروردگار اپنے کے م ثم یقول
عز وجل لا یدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر ش
پہر بعد اسکے فرماتا ہے وہ تعالے کہ نہین پاتے ہین خدای تعالی کو آنکہین اور وہ پاتا ہے
آنکہون کو اور وہ لطیف وخبیر ہے پس ان آیتون مین بہی توہم مخالفت کا کیا ہے م وقال
اللہ تعالی ما کان لبشر ان یکلم اللہ الا وحیا او من وراء حجاب ش اور بہی

فرمایا اوس تعالے شانہ نے کہ نہین جائز ہے کسی آدمیون کو کہ کلام کرے ساتھہ اوسکے خدائتعالی مگر بطریق وحی یا پیچھے سے پردیکے م ثم یقول عزوجل وکلم اللہ موسی تکلیما اسکے پہر فرماتا ہے وہ عزوجل کہ کلام کیا خدائے تعالی نے ساتھہ موسی کے کلام کرنا پس کہتے ہین کہ درمیان ان دونون آیتون کے بھی مخالفت ہے اور مثل ان آیتون کے قرآن مین بہت سی آیتین ہین حالانکہ درحقیقت انمین کسیطرحکا اختلاف نہین ہے جیساکہ ساتھہ اندک تامل کے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ مروی ہے کہ ایک مرد نے فرقہ زندقہ سے کہ خدائتعالی کو صانع عالم نہین جانتے جناب امیرالمومنین ع سے وجوہ توفیق اور موافقت ان آیات کے پوچھین اوس جناب نے سب وجوہ توفیق کے اور تاویلین اختلاف ان آیات کے بوجہ احسن ارشاد فرمائین پہر شیخ ممدوح نے فرمایا کہ مینے اس خبر کو شرح جناب امیرالمومنین ع سے کتاب توحید مین استخراج کیا ہے انتہی

للہ الحمد والمنہ کہ یہہ شرح رسالہ اعتقادیہ مسمی بارشادیہ بزبان ہندی عام الفہم بتاریخ نہم ۹ ماہ ذالحجہ روز پنجشنبہ سن بارہ سو پچانوی ہجریہ مین تصنیف سے تمام ہوئی

بمقام لکھنو محلہ وزیر گنج باہتمام کمترین سید عابد علی مطبع اثنا عشریہ مین واقع تاریخ ۲۹ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری کو

چھپا